ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

# درّۃ الدرّانی

علیٰ

# ردّۃ القادیانی

یعنی

مرزا غلام احمد مسیح قادیانی کے اُن اعتقادات فاسدہ اور الہامات [illegible] پر حاشیہ اور اُنکی اصلاح

جو اُنہوں نے عیسیٰ نبی اللہ کے متعلق اپنی کتابوں میں لکھے

مصنفہ

عالم نبیل مولوی محمد حمید اللہ خان صاحب درانی المجددی النقشبندی

سنہ ۱۳۱۸ھ

قد طبع ھذا الدر فی المطبع الہاشمی الواقع فی بمبئی

# فہرست مضامین کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی

## مقدمۂ پنجم



## مقدمۂ ششم

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

یہہ فطرتی قانون ہے کہ ہر شخص کو اوس کی فطرتی طینت اور جبلی استعداد کے مقتضا کے مطابق جذبات و ارادات مین مدد پہونچا نیسے تائید ایزدی کبھی بخل[1] نہین کرتی۔ شیطان نے مہلت مانگی اور اوسکو عطا کی گئی اور اسی فطرتی طینت اور جذبات کی بدولت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے ہمارے نبی الانبیاء محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمواجہ اور بالمقابلہ نبوت کا دعوی کیا اور لاکھون اوس کے امتی ہوگئے۔ اور ۲۷۸ھ مین حمدان[2] بن قرمط نے اپنے کو کلمۃ المہدی الموعود اور مہدی اور امام منتظر ہونا بتایا اور دعوی کیا کہ اسی کی نسبت حضرت رسالت نے بشارت فرمائی ہے اور اوسی مین کلمہ حضرت مسیح انتقال بروزی کر آیا ہے۔ چنانچہ ہزارون بلکہ لاکھون اوس کے مطیع بن گئے۔ حتے کہ وہ اپنے تابعین کے ساتھ مصر اور شام پر قابض ہو کر ایک سلطنت کا مالک بنگیا اور بالآخر اوسنے کعبۃ اللہ کو تاراج کیا اور خلیفہ جوہر قاید کے ہاتھون مارا گیا اور مہدی سوڈان ایک وسیع سلطنت کا مالک اسی فطرتی جذبہ کی بدولت ہوگیا جس کے مقابلہ حال مین مصری فوج کو کسقدر تکالیف کا سامنا ہوا اور اسی کے لگ بھگ

[1] پس خیر اور شر کا افاضہ ہر شخص کی خود اپنی ہی فطرت اور استعداد کا مقتضا ہے۔ جیسے آفتاب کی ضیا تو یکسان کپڑے اور دھوبی پر پڑتی ہے لیکن یہہ ان کی اپنی ہی استعداد کا مقتضا ہے کہ اس ضیا کے افاضہ سے جو سراسر خیر ہے کپڑا تو سفیدی حاصل کرتا ہے اور کپڑا دھونے والا دھوبی سیاہی بدن کا استفاضہ کرتا ہے۔ ۱۲

[2] دیکھو زرقانی جلد (۵) صفحہ ۲۹۱ کہ اس شخص نے ۲۷۸ھ مین کوفہ کے اطراف مین خروج کیا اور ۳۱۷ھ مین المقتدر کی خلافت کے زمانہ مین بروز ترویہ اسنے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا اور کعبہ کے دروازہ کو اوکھاڑ کر لیگیا۔ آخر خلیفہ جوہر القاید کی ہاتھہ سے مارا گیا۔ چھیاسی ۸۶ برس تک اس شخص کا فتنہ قایم رہا اور اونہون نے قرآن کی تحریف اور تاویلات بعیدہ کرنی شروع کردین۔ آہ۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کا فطرتی جذبہ تھا کہ وہی ایک مجدد دین ماحی کفر اور مرسل من اللہ ہے کہ جسکے اتباع

ف۱ مورخ مطبرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بگ ناظر مدرسۃ الالسن مین لکھتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کے متعلق تمام عرب مین اور علی الخصوص یمن مین یہہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چروا ہاتھا اوسنے خواب مین دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اوس کے بدن ہی جدا ہوکر زمین مین پہیل گیا ہے اور جو اوس کے سامنے آتا ہے اوسکو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اوسنے معبرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابون کی تعبیر جانتے تھے۔ اونہون نے اس خواب کی یہہ تعبیر دی کہ اوس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبد الوہاب کے وجود سے ہوگیا جو ۱۱۱۱ھ مین متولد ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۶ھ مین فوت ہوگیا یعنی اوسنے چھیانوے [۹۶] سال کی عمر پائی اور ابتدا اوسنے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سی کہا کرتے تھے کہ یہہ (محمد بن عبد الوہاب) ملحد ہوگا اور بظاہر اس کا شغل بہی اسی قسم کا تہا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہون نے اسکے قبل نبوت کا دعوی کیا۔ اور خدا کی قدرت ہی کہ اوس کو پورے طور سے کسی علم و فن مین دستگاہ نہوئی اور اسیواسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اوسکو جواب دینے کی قدرت ندی جبکہ ۱۱۴۳ھ مین اسنے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا مطبرون لکھتا ہی کہ یہہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگون کی نظر مین محترم رہا اور اپنے عقاید کے ظاہر کرنے سے اول اسنے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اسکا نام بہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے گویا آنحضرت کے ہمنام ہونیکا شرف رکہتا ہی۔ پہر اسنے چند اصول عقائد مرتب کی کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہی نہ اون فروعات کی جو اوس سے مستنبط مین اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن اون کی مدح اور تعظیم کرنا لایق نہین کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدای قدیم کے لئے شایان ہے لہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہی اور چونکہ لوگون کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالی کو پسند نہ آیا لہذا اوسنے مجہے اپنی طرف سی بہیجا ہے تاکہ مین اُنکو سیدہے راستے کی طرف راہ نمائی کرون۔ پس جو کوئی مجہے قبول کریگا وہ دوستون مین سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانیگا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اوس کا قتل بلاشبہہ واجب ہے۔

پھر مورخ مطبرون لکھتا ہے کہ یہہ عقیدہ محمد بن عبد الوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اوس کے معتقد ہوگئے اور پہر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہان اوس کی کچہہ نہ بن آئی اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ مین ۱۱۴۲ھ مین گیا لیکن وہان کے علماء نے اوس وقت اُس کی خوب خبر لی۔ بالآخر ۱۱۵۰ھ مین نجد کے اطراف بدوی لوگون مین اس کا فسون اثر کر گیا اور اسی اثناء مین ایک شخص ابن سعود مسمے باسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور رئیس زیادہ تہا اور جسکے عرب کی کئی قبایل اوسکے خاندانی مرید اور مطیع تہے اوسنے اپنی ایک مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اوس کی حکومت علانیہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑہے اور اوسنے اوس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائیگا اور اوس کے مذہب کی تائید سے اسکا دلی ارادہ پورا ہو نکلیگا اوسنے محمد بن عبد الوہاب کا مذہب قبول کر لیا (دیکھو حاشیہ صفحہ آیندہ)

کے سوا جملہ مشرک ہیں اور اوسنے اپنے مریدین کے ساتھ نشو ونما پا کر ایک فوج کثیر کے ساتھ خاص خانہ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲) اور اوس کے سارے مرید آبائی بہی اوس کے ساتھ ہو لئے اور اوسنے مذہب وہابیہ کو اسقدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اوس کے مطیع ہو گئے تھے کہ ایک ریاست کی صورت نمایان ہو گئی اور محمد ابن عبد الوہاب اون کا امام قرار پایا اور ابن سعود اوس کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ درعیہ اونہوں نے اپنا دار السلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھہ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع مین ساعی ہوا۔ مگر حیات نے وفا نکی اور وہ اپنے ارادون مین کامیاب کامل نہوا تھے کہ ابن سعود کا بیٹا عبد العزیز اوس کا جانشین ہوا جو کہ شجاعت اور ہمت مین اپنے باپ سے بڑہکر نکلا اور محمد ابن عبد الوہاب کے اعتقادات اور قواعد کے مطابق دعوت دین وہابیہ بزور شمشیر شروع کر دی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اوس کی تعلیم کے لئے بہیجتا تا کہ وہ اوسکے اعتقاد کے مطابق تفسیر تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اوس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اوسکو امن دیدیتا ورنہ اوس کی بیخ و بنیاد اوکہیڑ کر اوس کے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا لیکن بچون اور عورتون کا تعرض نہین کرتا تہا اور مطیع قبیلون سے ہر قسم کے اموال اور نقود مین سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف واکناف تک پہیل گئی تھے کہ عبد العزیز ابن سعود کے مرنیکے بعد بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ سعود ابن عبد العزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ مین خونریزی کی جسکی شان بقول قرآن ہے کہ من دخل فیہ کان امنا۔ لیکن اسنے آمن کو غیر آمن بنا دیا اور حدود حرم جس مین جنگلی بہیڑیا بہی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بمجرد داخل ہونیکے چہوڑ دیتا ہے اس وہابی بہیڑیے کے پنجہ سے حرم حل ہو گیا اور چارون مصلے جلا دئے گئے اور قبے گرا دئے گئے اور اون مین بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ مین اوس نے ایک رسالہ ابن عبد الوہاب کا اہل مکہ کیطرف بطور حجت و دعوت بہیجا جس کی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تا کہ اوس کے دیکہنے سے مشتے نمونہ خروار عبرت کا باعث ہو۔ چنانچہ لکہا کہ "فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیطلع ھو علیہ صار مشرکا و ھذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثن سواء کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعلام اللہ تعالی بای طریق کان یصیر مشرکا۔ و من اعتقد النبی وغیرہ ولیہ و شفیعہ فھو وابو جہل فی الشرک سواء۔ اما السابقون فاللات والسواع والعزی و اما اللاحقون فمحمد و علی و عبد القادر۔ و من یقول فی حاجتہ یا اللہ و قال یا محمد و ان اعتقد عند اغیر متصرف فی الکل صار مشرکا و کفا کفر ورد فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیہ و قد ثبت ان السفر الی قبر محمد و مشاھد او مساجد و آثارہ و قبر ای نبی او ولی و سائر الاوثان شرک اکبر یعنی جو کوئی یہہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اوسپر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پہر خواہ یہہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھہ یا ولی یا فرشتہ یا جن بہوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو پہر خواہ یہہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اوس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالی کے اعلام سے۔ الغرض جس طریق سے یہہ اعتقاد ہو اوس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک مین برابر ہین پہلے بت لات اور سواع اور عزی تھے لیکن پچھلے بت (دیکہو بقیہ صفحہ آیندہ)

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳) محمّد اور علی اور عبدالقادر ہین۔ جو شخص اپنی حاجت کیوقت یا اللہ نہین کہتا اور یا محمّد کہتا ہی اور اگرچہ اوس کو ایک بندۂ عاجز سب باتون مین اعتقاد کرتا ہے تو بہی مشرک ہوجاتا ہے اور تجہے اس باب مین ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ محمّد کی قبر اور مشاہد و مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتون کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے۔

پس مکہ کو غارت کرکے اوسنے سنہ ۱۲۲۰ھ مین مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حُجرۂ مبارک کو توڑ کر خزائن بیشمار لیگیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹون پر لاد کر لیگیا۔ چنانچہ عبداللہ بن سعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کرکے لایا گیا تو اوس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس مین سے تین سو لولوی آبدار کلان اور کئی دانے زمرد کلان کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہہ صندوق بہی حجرہ نبویہ مین سے اوس کے والد سعود نے نکالا تہا۔ پس سعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبۂ مولد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر الصدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قُبّے بھی گرادئے۔ اس خیال سے کہ یہہ بہی اصنام ہین اور روضۂ رسول کریمؐ کے گنبد پر چڑہکر جب گرانی لگا تو عجیب قُدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگون گر کر مرے اور اوسی اثنا مین آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جسنے بُہتون کو جلایا اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰؑ کے اژدہا کی طرح نکلا جسنے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا اور اتنے مین بحکم سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اوس کا بیٹا طوسون جسکے ساتھ سید احمد طحطاوی مُحشّی دُرمختار بہی سرمن آئے تہے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر وہابیہ کی بیخکنی کے لئے آپہونچا اوس وقت عثمان مضائفی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سُرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصّہ دیوار کا گر گیا اور طوسون نے اندر گھسکر نجدیون پر قیامت برپا کردی اور بقیہ وہابیون کے کان کتر دئے گئے اور مدینہ منورہ ۱۲۲۷ھ مین وہابیون کے وجود سے پاک ہوگیا اور ۱۲۲۸ھ مین عثمان مضائفی بہی گرفتار ہوکر قسطنطنیہ مین قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ھ مین سعود کے فوت ہونیکے ساتھ ہی اوس کا بیٹا عبداللہ بن سعود اوس کا جانشین ہوا اور آخر کار وہ بہی حروب کثیرہ کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتہون ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ مین مدینہ درعیہ پایۂ تخت وہابیان فتح ہوکر گرفتار ہوگیا اور تاریخ ۱۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ مین باب ہمایون پر قتل کیا گیا اور وہابیون کی قوّت اور دولت کا خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگون کو پوری پوری سزائین بطور تعزیر دی گئین یعنی مقید کئے گئے اور کان کترے گئے اور امن وامان قایم ہوا اور پہر از سر نو مکہ اور مدینہ مین چارون مذہبون کے مُصلّے قایم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہوگیا۔ وہابی نامہ مین ہے کہ عرب مین اس فرقہ کی اتنی طول میعاد ہونیکا باعث یہی ہے کہ ابتدا مین غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فوت ہوتے رہے اور اون کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہوا اور یہہ فرقہ زور پکڑتا گیا۔

مگر خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس فرقہ کا داعیہ ہندوپنجاب مین منتقل ہوگیا۔ گویا خدا کے غضب نے اس (دیکھو حاشیہ صفحہ آئندہ)

ٹھیر اکر منہدم کرنے لگا۔ لیکن خدا نے اوس فرقہ کو زیادہ مہلت نہ دی اور سوا سو برس کے اندر اوس کا خاتمہ خدیو مصر محمد علی پاشا کے ہاتھوں ہوگیا اور اون کا سب سے پچھلا امام یعنی عبد اللہ بن سعود ابراہیم پاشا کے ہاتھ سے درعیہ پایہ تخت نجدیان میں گرفتار ہوکر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ پس یہی تجدید دین کی آڑ ہے جسکی اوٹ میں ایسے اشخاص اپنی کامرانی کو موقوف سمجھے۔ لیکن تعجب اس میں ہے کہ ہمارے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو در حقیقت اسی فرقہ نجدیہ کے ممتاز کہلاتے ہیں کیوں اونہوں نے اپنے اسلاف کا وہ طریقہ دعوت اختیار کیا جو تاریخی شہادت کے ملاحظہ سے قابل نفرت اور مطعون اور مشتبہ دیکھا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ بھی بتقاضاے فطرت مجبور رہے اور بقول حضرت رومؔ ؎ نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند ٭ فی الحقیقت از دم نائی کند۔ اپنے نائی جناب حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی جو ایک مشہور غیر مقلد ہیں اور جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تائید سے امت محمدیہ کے حنفاء اور دیگر امم کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے دعوت دی۔ گویا یہی دو ملایکہ تھے جن کے پرون پر ہاتھ رکھکر وہ بصورت مسیح موعود آسمانوں سے اوترے اور انبیاء علیہم السلام کیطرح اپنے کو ملہم اور مورد وحی ربانی قرار دیکر باواز بلند پکار اوٹھے کہ "وہ خدا کی طرف سے نور اوترا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو" براہین احمدیہ صفحہ ۵۶۲۔ اور لکھا کہ "میرے پاس خدا کی گواہی ہے" یعنی خداوند تعالی کا اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبرین بتلانا اور مختلف زبانوں میں الہام

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۴) ملک میں ظہور کیا۔ چنانچہ پنجاب میں اس مذہب کی اشاعت مولوی عبد اللہ غزنوی سے کے وجود سے ہوئی۔ جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے بہت رسوائی کے ساتھ نکالا گیا اور اولا بصورت درویشان حضرت کوٹھہ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت میں رہا مگر آخر کار وہان سے بھی اوس کو نکلنا پڑا اور حضرت اخوند صاحب کے فتووں اور مریدوں سے ڈر کر امرتسر میں جا گزین ہوا اور وہابیت کا بیج بو دیا۔ غالباً اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱ میں اپنی الہامی تفسیر کے اثبات میں نقل کیا کہ عبد اللہ غزنوی کو ایک دفعہ الہام ہوا کہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق اور اس سے مراد اسکے اصلی معنی نہ تھے بلکہ یہ مراد تھی کہ مولوی صاحب کوہستان ریاست کابل سے پنجاب کے ملک میں بزیر سلطنت برطانیہ آئین گے اور یہی مولوی غزنوی ہیں جن کا ایک کشفی قول قادیانی صاحب نے اپنے دعوی کی صداقت کے لئے ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی میں نقل کیا ہے پس پنجاب میں اس وقت تک جسقدر وہابی مولوی ہیں وہ سب اسی غزنوی مولوی کے متبع اور معتقد ہیں اور ہمکو اون کے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اسقدر مشہور و معروف ہیں کہ عورت اور بچے بھی اوس سے ناواقف نہیں اور خدا ہمکو اور ہمارے دوستوں کو اون کے شر سے بچاوے اور صلح اور خیر کے حنفی راستے پر قایم رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔ مولف۔

دیتا اور معارف اور حقایق الٰہیہ سے اطلاع بخشتا جسکو قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہے" (براہین ص۵۵۶)
اور خدا نے مجھے کہا ہے کہ "تو مجھ سے بمنزلہ توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے" - براہین ص۴۸۹ - یعنی اوس کا
منکر خدا کی توحید کا منکر ہے (فیض الحسن شفاء الصدور) - اور آیہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
مین محمد و احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہ آسی (غلام احمد قادیانی) سے متعلق ہے - اور آیہ ھو
الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے تعلق ہے
(ازالۃ الاوہام ص۶۶۷-۶۸۱ -) اور جیسے کہ مسیح ابن مریم یہودیون کی اصلاح کے لئے چودہ سو
برس کو حضرت موسیٰ کے بعد آئے اوسی طرح یہہ (قادیانی) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کہ مثیل موسیٰ ہین -
چودہوین صدی کے سر پر مثیل عیسی ابن مریم ہو کر اس امت کے مفسد طبع لوگون کی اصلاح کے لئے آئے جن کو
حق تعالیٰ نے یہودی ٹھیرا کر ان کا نام مسیح ابن مریم رکھدیا - اور انجام آتھم کے ص۲۱ مین نہایت جلی قلم سے امت
محمدیہ کے علماء کو باین الفاظ ندا کی کہ "اے بدذات فرقہ مولویان! تم کبتک حق کو چھپاؤ گے - کب وہ وقت
آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے - ای ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی
عوام کالانعام کو بھی پلایا" - اور مخاطبین علماء اور شیوخ کی ایک فہرست بھی اوس کے اخیر مین دی جن کو مباہلہ
اور مباحثہ کی دعوت بھی دی جو ہند و پنجاب مین حنفاء کے مقتدا ہین اور ازالۃ الاوہام کی جلد اول مین ایک قصیدہ مین لکھا

| | |
|---|---|
| چون کافراز ستم پرستند مسیح را | غیوری خدا بشورش کرد ہمسرم |
| اینک منم کہ حسب بشارات آمدم | عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم |
| واللہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار | بے دولت آنکہ دور بماند زلنگرم |

اور ایسا ہی عیسی ابن مریم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات احیاء اموات اور اخبار مغیبات کی تضحیک کے
علاوہ دیگر انبیاء کرام کی توہین بھی کی حتےکہ آنحضرت خاتم النبوت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حضرت
موسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل کہا اور اپنے کو کل انبیاء اولوالعزم علیہم السلام کا مثیل ہونا بیان کیا - دیکھو
ازالہ ص۲۵۳ -

پس انہین وجوہ سے ان کی مؤید اول جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کی اتباع و اشیاع نے

قادیانی صاحب سے علیحدگی اختیار کر لی اور بجاے مقتضاے فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہ کلمۂ ما نکروا کفروا بہ کے مستحق ہوگئے اور انہوں نے نہ فقط اسی انکار پر کفایت کی بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ گورنمنٹ کے مجسٹریٹ نے ازروی دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری بتاریخ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء دونون سے مچلکہ لے لیا۔

ان بزرگون کے رسائل جوابی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چونکہ اصول غیر مقلدی مین ازیکدیگر جدا نہ تھے اور اون کے رسائل بھی نیک نیتی پر نہ لکھے گئے لہذا اون کے ردوقدح اور تحریرات جوابی نے اطفار فساد اور تائید اسلام مین کوئی مفید نتیجہ نہ بخشا۔ ہان سچ تو ہے کہ ؎ گو زنگر فت مگر آنکہ دو ید۔

لیکن ؎ نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت۔

پس مین نے حسبتہً للہ محض اس فتنہ و فساد کے مٹانیکے لیے جسکی ہشن شمال و جنوب کی امم کو باد سموم کی طرح اپنے زہریلے اثر سے مسموم کر رہی ہے بخوف حدیث الجام ہمہ تن حق تعالی کی طرف متوجہ ہو کر قادیانی صاحب کے جملہ دعاوی کا رد ایسے طریق احسن پر لکھا کہ جس سے ساری اصول غیر مقلدی تار عنکبوت کی طرح درہم و برہم ہوگئے اور جن کے توڑنے سے مجھپر اپنے خدا اور رسول اکرم حضرت محمد مصطفے روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا منکشف ہوگئی اور بمقتضاے ؎ و من دق باب الکریم انفتح۔ میری کوشش نے فتوحات ربانی کے دروازے کھولدیے۔ اور میرے دوڑتے گورخر کو نہ چھوڑا۔ اور مین اگرچہ بذات خود بالکل عدیم الفرصت اور کم استطاعت تھا لیکن روح القدس کی تائید ساتھ ہی ؎

| خاص کند بندہ مصلحت عام را | حکمت محض است گر لطف جہان آفرین |
|---|---|

اور چونکہ مین حامی اسلام شہنشاہ یعنی حضرت احمد شاہ درانی طاب ثراہ کے خاندان سے ہون اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کا نام درة الدرانی علی ردة القادیانی رکھا جائے اور اس کو چند مقدمات اور دو دعوون پر منقسم کیا جاوے جو کہ قادیانی صاحب کے طیران کے لئے بمنزلہ دو جناح اور رگ و ریشہ کے ہین۔

# مقدمۂ اوّل

## (براہین احمدیہ کی وجہ تالیف اور قادیانی صاحب کے فطرتی جذبہ میں)

پہلا کام جو قادیانی صاحب کے وجود موجود سے نمایان ہوا وہ اون کا ایک فطرتی جذبہ ہے جو ہنود کے فرقہ آریا یعنی دیانند سرسوتی کے بالکون اور قلیل البضاعت کرسٹانون کے مقابلہ ۱۸۸۴ء م ۱۲۹۷ھ مین ظاہر ہوا یعنی اون کے رد مین اونہون نے ایک کتاب بنام براہین احمدیہ لکھی - اور اگرچہ اس کتاب کی دو جلدون مین نفس الہام اور کتاب اللہ کے الہامی ہونے کے ثبوت مین اونہون نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - لیکن بمقتضاے (ع) ہرچہ گیرد علتے علت شود - اوٹھون نے بالآخر آریہ اور نصاریٰ کو کچھہ اور غیر مہذب طور سے مخاطب کرنے مین سبقت کی اور اون مخالفین کی زبان و قلم سے جو جو اسلام کے بانی مبانی یعنی خدا اور خدا کے کلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین ہوئی وہ اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے کہ دیانند سرسوتی کے بالکے لیکھرام پشاوری نے خبط احمدیہ ایک کتاب اوس کے جواب مین لکھی جس مین وید اور قرآن کا مقابلہ اور دیانند اور نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا مفاضلہ نہایت ہی زبون صورت مین دکھلایا گیا اور اوس نے ہر ناگفتنی بات جس کو کوئی رذیل سے رذیل بھی زبان پر نہین لا سکتا اُمّہات المؤمنین علیہا السلام کی نسبت برملا افترا کین جن کے پڑہنے اور سننے سے مُردۂ صد سالہ بھی جوش غیرت سے چونک اوٹھے اور جس کا نور ایمان اگرچہ ہزارہا تاریکیون اور پردون مین چھپا ہو وہ بھی تو ایک بار متوجہ مین آجائے - مگر بمضمون (ع) اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست - اونکو کیا کہنا چاہئے اسکا وبال بجز قادیانی صاحب کی گردن کے کس پر سکتا ہے؟ - لیکن جائے افسوس تو یہہ ہے کہ قادیانی صاحب نے ایسی تصنیف اور ایسی دعوت کے وقت قرآن کریم کی تعلیم کو ملحوظ نہ رکھا جو ارشاد فرمارہا ہے کہ اے ایمان والو

| | |
|---|---|
| جو محمد پر ایمان لائے ہو تم اُن لوگون کو گالی مت دو جو غیر اللہ کو پکارتے ہین تاکہ وہ نادانی سے خود اللہ کو گالی نہ دین - | ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم قرآن کریم - |
| اور خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص | قد ثبت فی الصحیح ان رسول اللہ صلی اللہ |

ملعون ہے جو دوسرون کے مان باپ کو گالی دینے سے اپنے مان باپ کو گالی دلائے

علیه وسلم قال ملعون من سب والدیه قالوا یا رسول الله کیف یسب الرجل والدیه قال یسب ابا الرجل فیسب اباه ویسب امه فیسب امه

فتح البیان

# مقدمۂ دوم

## (حقیقت الہام اور ائمہ کشف و مذہب کے بیان مین)

مگر قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کی تصنیف کیوقت قرآن کریم کے الہامی ہونیکے اثبات پر ہی کفایت نہ کی بلکہ الہام کو مُرادف وحی قرار دیکر اپنے کو الہام کی اون متعدد صورتون کا ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا جن کے ساتھ جبریل علیہ السلام کا نزول نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا رہا (براہین صـ۲۳۳) بلکہ توضیح مرام کے متعدد صفحات مین اس سے بھی ترقی کر کے لکھدیا کہ "جبریل کبھی اپنے ہیڈکوارٹر اور روشن نیر سے جُدا نہین ہوا" حالانکہ جبریل کا متعدد صورتون مین زمین پر اوترنا[1] قرآن و حدیث دونون سے منصوص و مضبوط ہے۔ اور اس سے بھی ترقی کر کے جبریل کی حقیقت بیان کی کہ "خدا اور بندہ کی محبت کے نر و مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اوسی کا نام روح القدس ہے اور وہی روح امین ہے اور اوسی کا نام شدید القویٰ ہے اور اوسی کا نام ذو الافق الاعلیٰ ہے اور اسی کا نام رأے ما رأے ہے۔ اور جبریلی نور آفتاب کی طرح ہر ایک انسان پر اوس کے حسب استعداد اپنا اثر ڈالتا ہے اور کوئی نفس بشر دُنیا مین ایسا نہین کہ بالکل تاریک ہو حتّٰی کہ مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقع ہے اور جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجے کا بدکار بھی باہر نہین حتّٰی کہ کنچنیان بھی۔ پس ادنےٰ سے ادنےٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا ہے اور فرق صرف آرسی کے شیشے اور بڑی آئینہ کا ہے" (توضیح المرام مختصراً) اور براہین احمدیہ صـ۲۲۹ مین لکھا کہ "الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اوسکو مجیب علم

[1] دیکھو بخاری کی پہلی حدیث جس مین ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فغطنی فبلغ منی الجہد یعنی جبریل نے رسول اللہ کو سینہ سے لگا کر ایسا بھینچا کہ رسول اللہ پسینہ پسینہ ہوگئے اور طاقت پوری صرف ہوگئی اور خود حدیث حنظلہ مین صاف الفاظ ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ والذی نفسی بیدہ لو تدومون علی ما تکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکة علی فرشکم وفی طرقکم ولکن یا حنظلہ ساعة وساعة ثلث مرات فاشار الی ان احوال لا تدوم یعنی تمہاری حالت اگر ویسی ہی ہمیشہ رہے جیسی کہ میرے حضور مین رہتی ہے تو ملائک تمھارے بچھونون اور تمہارے راستون مین تم سے

قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے بلکہ تجربہ صحیحہ اور آیات فرقانی اس کے ابطال پر دلایل قایم کرتی ہین" اور اسی براہین کے صفحہ ۲۴۳ مین لکھا کہ یہہ وہم کہ اگر الہام اولیا شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پھر کیا کرین یہہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو کیا کرین؟ اور ممکن نہین کہ ایسا کامل النور الہام شریعت محمدیہ سے مخالف ہو" اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۵۰-۱۵۲ مین اسی کی تایید کے لئے اپنے موید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول نقل کیا جو اونہون نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مین قادیانی صاحب کی تائید مین بحوالہ امام شعرانی اون کی کتاب میزان کبریٰ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا انہون نے ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہین جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی۔ کیونکہ کشف کی خود شریعت موئید ہے۔ انتہیٰ۔

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان جملہ ہفوات کا جواب دین جو اونہون نے الہام اور جبریل کی حقیقت کے متعلق لکھا ہے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ اولاً عارف شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میزان کبریٰ سے جو اسوقت ہمارے سامنے ہے کشف اور الہام کی صداقت اور اوس کے منجانب اللہ یا منجانب شیاطین ہونیکا ایک معیار پیش کرین۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق کہ ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم یعنی شیطان بالضرور اپنے دوستون کو القا اور وحی کیا کرتے ہین۔ لازم ہوا کہ الہام شیطانی اور وحی ربانی کی تفریق کے لئے کوئی میزان معین ہو پس اسی میزان کے متعلق عارف شعرانی میزان کبریٰ کے صفحہ ۱ مین لکھتے ہین کہ غیر معصوم کا کشف کبھی قطعی نہین ہوتا کیونکہ صاحب کشف کو کشف مین تلبیس ابلیس کا دخل بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو یہہ قوت دی ہے۔ جیسے امام غزالی وغیرہ نے کہا ہے کہ ابلیس کبھی صاحب کشف پر اون مقامات کی صورت کھڑی کر دیتا ہے جس سے کہ وہ علوم اخذ کرتا ہے آسمان ہو یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح۔ پس کبھی کشف

الہام شیطانی اور الہام رحمانی کا معیار

ن اما عندنا من القطع بصحۃ ای ذلک الکشف فمن حیث عدم عصمۃ الآخذ لذلک العلم فقد یکون دخل کشفہ التلبیس من ابلیس فان اللہ تعالیٰ قد اقدر ابلیس کما قال الغزالی وغیرہ علی ان یقیم للمکاشف صورۃ المحل الذی یاخذ علمہ منہ من سماء او عرش او کرسی او قلم او لوح فربما ظن المکاشف ان ذلک العلم عن اللہ فاخذ بہ فضل واضل فمن ھنا اوجبنا علی

والون کو اس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ علم اللہ کی طرف سے ہے اور اسیوجہ سے اوسکو اخذ کرلیتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا ہے چنانچہ اسیوجہ سے اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کشفی علم کو اوسپر عمل کرنے کے قبل کتاب اور سنت کے سامنے لاوے - پس اگر وہ کشفی علم کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے موافق ہو تو وہ عمل کے قابل ہے ورنہ اوسپر عمل کرنا حرام ہے - پس اس سے معلوم ہوگیا کہ جو شخص اپنا علم عین الشریعت سے اخذ کرتا ہے - بغیر اس کے کہ اوس کے طریق کشف مین تلبیس ابلیس کا دخل ہو پس اوس سے کبھی رجوع ہونا صحیح نہین کیونکہ وہ اوس شریعت نبویہ کے موافق ہوتا ہے جو بطریق نقل ہمارے سامنے ہے بوجہ اس کے کہ یہ ضروری امر ہے کہ کشف صحیح کبھی شریعت منقولہ سے باہر نہین ہوتا اور وہ ہمیشہ شریعت منقولہ کے موافق ہوتا ہے جیسے کہ علماء اُمت کے نزدیک معہود ہے۔

الكاشف انه يعرض ما اخذه من العلم من طريق كشفه على الكتاب والسنة قبل العمل به فان وافق فذاك والا حرم عليه العمل به فعلم ان من اخذ علمه من عين الشريعة من غير تلبيس في طريق كشفه فلا يصح منه الرجوع عنه ابداً ما عاش لموافقة الشريعة التي بين اظهرنا من طريق النقل ضرورة ان الكشف الصحيح لا ياتي دائماً الا موافقاً للشريعة كما هو مقرر بين العلماء والله اعلم - ميزان ص١

حضرت صدیق رضی کے کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہین

اور اسی کی ہوزن بلکہ کسیقدر پر لطف قول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کا ہے جو جلد اول کے مکتوب ۴۹ مین فرماتے ہین کہ "نزد علماء از صوفیہ بلیت آمدہ و موافقت معارف باطن با علوم شرعیہ ظاہر بتمام و کمال بحدیکہ در حقیر و قطمیر مجال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است کہ بالاتر مقام ولایت است - فوق مقام صدیقیت مقام نبوت است - علومیکہ نبی را علیہ الصلوٰۃ والسلام بطریق وحی آمدہ است صدیق را بطریق الہام منکشف گشتہ است درمیان این دو علم غیر از فرق وحی والہام نیست - پس مخالفت را چہ مجال باشد - و در مادون مقام صدیقیت ہر مقامے کہ باشد نحوے از سکر متحقق است صحو تمام در مقام صدیقیت ست و بس - و فرق دیگر درمیان این دو علوم آنست کہ در وحی قطع است و در الہام ظن زیرا کہ وحی بتوسط ملک است و ملائکہ معصوم اند احتمال خطا در ایشان نیست - و الہام اگرچہ محل عالی دارد کہ آن قلب است کہ آن از عالم امر ست اما قلب را با

عقل و نفس نحوے از تعلق متحقق است و نفس ہر چند بہ تزکیہ مطمئنہ گشتہ است اما ؏ ہر چند کہ مطمئنہ گردد * ہرگز ز صفات خود نگردد - پس خطا در ان موطن مجال پیدا شد"

پس امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ظاہر ہے کہ غیر معصوم کا کشف اور الہام کبھی قطع اور یقین کا افادہ نہین دے سکتا اور نہ کامل روشنی حاصل کر سکتا ہے جبتک کہ شریعت منقولہ کے معیار سے اوس کا کھرا کھوٹا نہ معلوم ہووے اور میزان کتاب و سنت کی کسی پلہ پر نہ رکھا جائے - کیونکہ یہہ ضروری امر ہے کہ صحیح کشف اور صحیح الہام کبھی ظاہری شریعت کی مخالف نہین ہو سکتا - اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے صریح ہے کہ (۱) علماء شریعت کا پلہ صوفیہ کے پلہ سے ہمیشہ غالب رہا اور اون کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی ہے کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہرہ شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنےٰ امر مین بھی مخالفت نہ ہو - یہ فقط اونہین افراد کے علوم مین ہے جو کہ بعد از نبی لسان صلے اللہ علیہ وسلم سے مقام صدیقیت سے مبشر ہوئے اور صدیقیت کی مقام سے ہر مقام تحتانی مین ایک قسم کا سکر متحقق ہے جس مین خطا کا آنا بالکل بجا ہے - اور جبتک کہ شریعت منقولہ کی مطابق نہ ہو غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہین ہو سکتا اور اسی وجہ سے چارون مذہبون کے امامون نے

چارون مذہبون کے امام صاحب کشف تھے

باوجودیکہ وہ مقام کشف مین درجہ اعلیٰ رکہتے تھے لیکن بقول عارف شعرانی اونہون نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد شریعت اور قواعد حقیقت ہر دو پر چلنے سے کی اور باوجودیکہ اون کو قدرت تھی کہ ہر ایک امام اپنے مذہب کے ادلہ کے علاوہ دیگر ائمہ مذاہب کے ادلہ بھی امر حق کے وزن کرنے کے لئے مرتب کرتے تاکہ بعد از ان کوئی بہی کسی دوسرے امام کی قول کا محتاج نہ رہے لیکن چونکہ وہ اہل انصاف اور اہل کشف ہونیکے سبب سے جانتے تھے کہ یہہ امر اللہ تعالیٰ کے علم

ومن نازعنا فی ذلک فہو جاہل بمقام الائمۃ فواللہ لقد کانوا علماء بالحقیقۃ والشریعۃ معاً وان فی قدرۃ کل واحد منہم ان ینشر الادلۃ الشرعیۃ علی مذہبہ ومذہب غیرہ بحکم مرتبتی ہذہ المیزان فلا یحتاج احد بعدہ الی النظر فی اقوال مذہب آخر لکنہم رضی اللہ عنہم کانوا اہل انصاف وکشف فکانوا یعرفون ان الامر یستقر فی علم اللہ تعالیٰ علی عدۃ مذاہب مخصوصۃ لا علی مذہب واحد فابقی کل واحد منہم بعدہ عدۃ مسائل عرفہا من طریق کشفہ انہا تکون من جملۃ مذہب غیرہ فترکہا لاخذ

ہین چند مخصوص مذاہب مین جداگانہ طور سے مرتب ہونا
قرار پا چکا ہے۔ پس ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کے مقتضا
پر اپنے مذاہب کے مسائل بھی مرتب کئے اور یہی مراد اللہ کی
تھی۔ پس اونہون نے (جیسے کہ مین نے اپنے سید اور پیشوا
علی خواص سے کہتے سنا ہے) اپنے اپنے مذاہب کی تائید
قواعد حقیقت کیساتھ قواعد شریعت پر چلنے سے اسلئے کی
تاکہ اون کے مقلدین کو معلوم ہو کہ اون کے ائمہ دونون
طریقون کے علماء تھے اور علی الخواص فرمایا کرتے تھے کہ
ان ائمہ مجتہدین کا قول تمام اہل کشف کے نزدیک کبھی
شریعت سے باہر ہونا صحیح نہین اور کیونکر شریعت سے باہر ہو سکتا
ہے جبکہ وہ اپنے اقوال کے مواد سے جو کتاب و سنت اور
اقوال صحابہ سے واقف ہونیکے باوجود اون کو روحانی معیت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے ساتھ ہوتی رہی اور
وہ ہر امر متوقف علیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بالمشافہ اور بیداری کی حالت مین پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ
کیا یہ آپکا قول ہے یا نہین؟ ۔ اور یہی ائمہ درحقیقت علم

ائمہ مذہب ہی دونوں علوم دین و غیرہ مین نبی کریم صلی اللہ کے وارث ہین

احوال و علم اقوال ہر دو مین رسول اللہ کے وارث
تھے اور بعض بناوٹی صوفیون نے جو کہا ہے کہ
مجتہدین فقط علم قال کے وارث ہین سو یہ قول
اوسی صوفی کا ہے جو کہ ان ائمہ مذاہب کے احوال سے جاہل ہے
جو کہ زمین کے اوتاد اور دین کے قواعد اور بنیاد ہین اور جسکا

بھا من باب الانصاف لا الاتباع لما اطلعهم الله تعالى عليه من
طريق كشفهم انه مراد له تعالى - وسمعت سيدى عليا الخواص
يقول انما ايد ائمة المذاهب مذاهبهم بالمشى على قواعد
الحقيقة مع الشريعة اعلاما لاتباعهم بانهم كانوا علماء بالطريقين
وكان يقول لا يصح خروج قول من اقوال الائمة المجتهدين
عن الشريعة ابدا عند اهل الكشف قاطبة وكيف يصح خروجهم
عن الشريعة مع اطلاعهم على مواد اقوالهم من الكتاب والسنة
واقوال الصحابة ومع الكشف الصحيح ومع اجتماع روح
احدهم بروح رسول الله وسوالهم عن كل شئ توقفوا فيه
من الادلة هل هذا من قولك يا رسول الله ام لا يقظة
ومشافهة بالشروط المعروفة بين اهل الكشف - و
كان ائمة المذاهب رضى الله عنهم وارثين لرسول الله
صلى الله عليه وسلم فى علم الاحوال وعلم الاقوال معا خلاف
ما يتوهمه بعض المتصوفة حيث قال ان المجتهدين لم
يرثوا من رسول الله الا علم الاقوال فقط وهذا كلام جاهل
باحوال الائمة الذين هم اوتاد الارض وقواعد الدين
وكل من نور الله تعالى قلبه وجد مذاهب المجتهدين و
اتباعهم كلها متصل برسول الله من طريق السند الظاهر
بالعنعنة ومن طريق امداد قلبه صلى الله عليه وسلم لجميع قلوب
علماء امته - ميزان ص ۳۷ - ۳۸
ان الله تعالى لما من على بالاطلاع على عين الشريعة رأيت

دل اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہو وہ پالیتا ہے کہ مجتہدین اور اون کے تابعین کی مذاہب سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بسند ظاہر اور متصل بھی پہونچتے ہین اور نیز بطریق سلسلہ روحانی اور قلبی بھی پہونچتے ہین۔ اور اسی میزان کے صفحہ ۲۵ مین امام شعرانی خود اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھپر عین الشریعت پر آگاہی کا اکرام فرمایا تو مین نے دیکھا کہ کل مذہب ان ائمہ کے اسی عین الشریعت کے ساتھ پیوستہ ہین اور مین نے چارون مذہبون کی نہرین جاری دیکھین اور یہہ بھی دیکھا کہ وہ تمام مذہب جو پرانے اور بوسیدہ ہوگئے ہین وہ پتھر بن گئے ہین اور سب سے لمبی نہر امام ابو حنیفہ کے مذہب کی دیکھی۔ اور اس سے چھوٹی نہر امام مالک کی اور اوس سے چھوٹی امام شافعی کی اور اوس سے چھوٹی امام احمد بن حنبل کی اور سب سے چھوٹی نہر امام داؤد کے مذہب کی جو پانچوین قرن مین ختم ہوگیا۔ پس اس کی تاویل مین نے یہہ کی کہ طول نہر سے مراد اون کے مذاہب پر عمل کی طولانی ہے جو زمانہ طویل تک ہوگا اور قصر سے مراد قصر عمل ہے جو ایک زمانہ قلیل تک رہیگا۔

المذاهب كلها متصلة بها ورأيت مذاهب الائمة الاربعة تجرى جداولها كلها ورأيت جميع المذاهب التي اندرست قد استحالت حجارة ورأيت اطول الائمة جدولا الامام ابو حنيفة ويليه الامام مالك ويليه الامام الشافعي ويليه الامام احمد بن حنبل واقصرهم جدولا مذهب الامام داؤد وقد انقرض في القرن الخامس فاولت ذلك بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره فكما كان مذهب الامام ابي حنيفه اول المذاهب تدوينا فكذلك يكون اخرها انقراضا وبذلك قال اهل الكشف۔ میزان صفحہ ۲۵

امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی قیامت تک رہے گا اور عیسیٰ نبی اللہ کے احکام اسی مذہب کے موید ہونگے

پس جس طرح کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب باعتبار تدوین کے سب سے اول ہے اسی طرح باعتبار انقراض کے سب سے آخر ہے اور یہی قول جملہ اہل کشف کا ہے۔ انتہی۔

اور امام شعرانی کے اس قول کی تصدیق کہ آخر مذہب امام ابی حنیفہ کا ہوگا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو مکتوب ۲۸۲ جلد اول مین تحریر فرمائی ہین کہ "نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بہ فقہ شافعی ست و کمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی۔ اگر فرضاً درین امت پیغمبرے مبعوث میشد موافق فقہ حنفی عمل میکرد و درینوقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰؑ بعد از نزول بمذہب امام ابو حنیفہ عمل خواہد کرد"

اور جلد ثانی کے مکتوب (۵۵) مین اوس کی تشریح اس طرح فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود و اتباع سُنّت آن سرور علیہ السلام خواہد کرد نسخ
این شریعت مجوز نیست۔ نزدیک ست کہ علماء ظواہر مجتہدات او را از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند
ومخالف کتاب و سُنّت دانند۔ مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ ببرکت ورع و تقویٰ بدولت متابعت
سُنّت درجۂ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجزند و مجتہدات او را بواسطۂ
دقت معانی مخالف کتاب و سُنّت دانند و او را و اصحاب او را اصحاب رأے پندارند وکل ذلک لعدم الوصول
الی حقیقة علمه ودرایته وعدم الاطلاع علی فهمه وفراسته - امام شافعی بکر شمۂ از دقت فقاہت او
دریافت کہ گفت الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفة - وائے اجرائے نہائی قاصر نظران کہ قصور خود را بدیگرے نسبت
نمایند و بواسطۂ ہمین مناسبت کہ بروح اللہ دارد تواند آنچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت
عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ رح عمل خواہد کرد۔ یعنی اجتہاد حضرت
روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او از آن بلند تر ست کہ
تقلید علمائے امت فرماید۔ بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ میشود کہ نورانیت این مذہب حنفی بنظر کشفی
در رنگ دریائے عظیم مینماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بنظر می درآیند و بظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ
مے آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان۔ و این مذہب باوجود کثرت متابعان
در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علیحدہ دارد۔ و این معنی منبئی از حقیقت است
عجب معاملہ است امام ابو حنیفہ در تقلید سُنّت از ہمہ پیشقدم است و احادیث مرسل را در رنگ احادیث
مسند شایان متابعت میداند و بر رائے خود مقدم میدارد و ہمچنین قول صحابہ را بواسطہ شرف صحبت خیر البشر
و دیگران نہ چنین اند۔ معذالک مخالفان او را صاحب رائے میدانند و الفاظے کہ منبئی از سوء ادب اند باو
منتسب میسازند۔ جماعتہ کہ این اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر این اعتقاد دارند کہ ایشان برائے خود
حکم میکردند و متابعت کتاب و سُنّت نمی نمودند پس سواد اعظم بزعم فاسد ایشان ضال و مبتدع باشند
بلکہ از جرگۂ اسلام بیرون بوند۔ این اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصودش

ابطالِ دین ست - ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفته اند و احکام شریعت را منحصر دران ساخته ماورائے معلوم خود را نفی مے نمایند و انچه نزد ایشان ثابت نشده منتفی میسازند ۵

"چو آن کرمے که در سنگے نہان ست | زمین و آسمانِ او ہمان ست"

پس امام شعرانی اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما کے اقوال کشفیہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ ائمہ مجتہدین علی الخصوص امام ابو حنیفہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال عین شریعت اور حقیقت سے ہیں اور ان کے اقوال کا انکار خود شریعت نبوی کا انکار ہے - چنانچہ اسی امر کے متعلق امام شعرانی

بقول ابن حزم ائمہ مذہب کو مسایل اجتہادیہ میں خطا کی نسبت کرنا گمراہی ہے

میزان کبریٰ کے صـ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ ابن حزم کہا کرتا تھا کہ مجتہدین نے جو کچھ استنباط کیا ہے وہ سب شریعت میں ہی محسوب ہے - اگرچہ عوام پر اوس کی دلیل مخفی ہو اور جو کوئی کہ ان کا منکر ہے اوسنے در حقیقت ائمہ کی طرف خطا کی نسبت کی اور اون کو اعتقاد کر لیا کہ وہ اللہ کے غیر ماذون امر کو شریعت بناتے ہیں - حالانکہ قائل کا یہ کہنا راہ حق سے گمراہی ہے اور امر حق یہی ہے کہ ہر ایک کو یہی اعتقاد کرنا واجب ہے کہ اگر وہ اس امر میں کسی دلیل کو نہ دیکھتے تو ہرگز اوس کو مشروع نہ رکھتے -

وکان ابن حزم یقول جمیع ما استنبط المجتہدون معدود من الشریعۃ وان خفی دلیلہ علی العوام ومن انکر ذلک فقد نسب الائمۃ الی الخطاء وانہم یشرعون مالم یاذن بہ اللہ وذلک ضلال من قائلہ عن الطریق والحق انہ یجب اعتقادانہم لولا راوا فی ذلک دلیلا ما شرعوہ - میزان کبری صـ۱۶

ائمہ مذاہب نے حرمت اور حلت اشیاء کی احکام قراین ادلہ اور کشف صحیح سے ادراک کیے

پھر امام شعرانی میزان کبریٰ کے صـ۵ میں لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ مجتہدین نے ایسی اشیاء میں احکام کی تصریح کر دی ہے جن کی تحریم اور تحلیل کے متعلق شارع نے کوئی تصریح نہیں کی اور ان ائمہ نے کسی کو حرام بتا دیا اور کسیکو واجب کہدیا - پس اس کا جواب یہہ ہے کہ اگر وہ ادلہ کے قراین سے اون کی حرمت اور وجوب معلوم کر لیتے تو ہرگز نہ کہتے اور قراین نہایت سچے دلایل ہیں اور باوجود اسکے کبھی وہ حرمت اور وجوب کشف سے

فان قیل ان المجتہدین قد صرحوا باحکام فی اشیاء لم تصرح الشریعۃ بتحریمہا ولا بوجوبہا فحرموہا واوجبوہا فالجواب انہم لولا علموا من قرائن الادلۃ تحریمہا او وجوبہا ما قالوا بہ والقرائن اصدق الادلۃ وقد یعلمون ذلک بالکشف ایضا فتتایدبہ القرائن (میزان کبریٰ صـ۵)

بھی معلوم کر لیتے ہین اور اس سے قرائن کو زیادہ تر تائید ہو جاتی ہے - پھر امام شعرانی نے میزان کے صفحہ ۲۶ مین لکھا کہ یہہ امر معلوم ہے کہ مجتہد لوگ صحابہ کے طریق پر ہی چلے

و معلوم ان المجتہدین علی مدرجة الصحابة سلکوا فلن تجد مجتہدا الا و سلسلتہ متصلة بالصحابی قال بقولہ او بجماعة منہم - میزان صفحہ ۲۶

ہر مجتہد کا سلسلہ رسول اللہ تک پہونچتا ہے

پس کوئی مجتہد ایسا نہین کہ اوس کا سلسلہ کسی صحابی یا جماعت صحابہ سے نہ ملتا ہو - اور اسی میزان کے صفحہ ۲ مین لکھا ہے کہ اہل کشف کا اس پر اجماع ہے کہ مجتہد ہی درحقیقت علوم وحی مین انبیا علیہم السلام کے وارث ہین - پس جیسے کہ نبی معصوم ہے اسی طرح اوس کا وارث نفس الامر مین خطا سے محفوظ ہے اور اوس کا اجتہاد نص شارع کے قایم مقام ہوتا ہے کیونکہ شارع ہی نے اوس کو اجتہاد کی ہدایت کی ہے جیسے کہ آیہ استنباط سے ظاہر ہے اور معلوم ہے کہ امر استنباط مجتہدین کے مقامات مین سے ہے - پس وہ تشریع حقیقت مین شارع کے امر سے ہے - پس ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین صواب پر ہے - جیسے کہ ہر نبی ابلاغ مین معصوم ہے - اسلئے کہ مجتہد کی تشریع اپنے اجتہاد سے اسی وجہ سے ہے کہ شارع نے اوس کو اوسپر کھڑا کیا ہے پس اس اُمت کے علما جو شرائع کے ادلہ کے حفاظ ہین اور جو اون کے معانی کے عارف

ہر مجتہد نفس الامر مین صواب پر ہے

اجمع اہل الکشف ان المجتہدین ہم الذین ورثوا الانبیاء حقیقة فی علوم الوحی و کما ان النبی معصوم کذلک وارثہ محفوظ من الخطا فی نفس الامر فقام اجتہادہم مقام نصوص الشارع فی وجوب العمل بہ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اباح لہم الاجتہاد فی الاحکام تبعا لقولہ تعالی لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم و معلوم ان الاستنباط من مقامات المجتہدین رض فہو تشریع عن امر الشارع فکل مجتہد مصیب من حیث تشریعہ بالاجتہاد الذی اقرہ الشارع علیہ کما ان کل نبی معصوم فیحشر علماء ہذہ الامة حفاظ ادلة الشریعة المطہرة العارفون بمعانیہا فی صفوف الانبیاء والرسل لا فی صفوف الامم فما من نبی او رسول الا و بجانبہ عالم من علماء ہذہ الامة او اثنان او ثلثة او اکثر اہ ملخصا - میزان صفحہ ۲۷

ہین اون کا حشر قیامت کے دن انبیا اور رسولون کی صفون مین ہوگا نہ کہ اُمتون کی صفون مین لہذا کوئی ایسا نبی اور رسول نہین کہ اوس کی جانب اس اُمت کا ایک ایک عالم ضرور ہی یا اس سے زیادہ

اور عارف شعرانی نے اسی امر کی تائید میں کہ ہر مجتہد صواب پر رہتا ہے میزان کے صفحہ ۲۶ مین لکھا ہے

کہ جو شخص کہ ابھی حالت سلوک مین ہوتا ہے وہ چشمہ اولی پر واقف نہونیکے باعث اس معنی کے تعقل کے لئے قدرت نہین رکھتا کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین صواب پر ہوتا ہے برخلاف اوس شخص کے جسکا سلوک ختم ہو گیا ہو کیونکہ وہ یقیناً مشاہدہ کرتا ہے کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین صواب پر ہوتا ہے اور جب وہ اس معنی کو اون عامی مقلدون پر ظاہر کرتا ہے جو ابھی اجتہاد کے درجہ مین مثل اوس کی نہین ہین تو وہ اوسپر انکار کرنے لگتے ہین۔ پس وہ ایک وجہ سے اگرچہ معذور ہین لیکن اس وجہ سے کہ اونہون نے اوس کی علم کو اللہ کی طرف نہین سونپا وہ معذور نہین ہین۔ کیونکہ ایسی

ان کل من کان فی حال السلوک فہو لم یقف علی العین الاولی فلا یقدر علی ان یتعقل ان کل مجتہد مصیب بخلاف من انتہی سلوکہ فانہ یشہد یقینا ان کل مجتہد مصیب حینئذ یکثر الانکار علیہ من عامۃ المقلدین ممن صح لہم بما یتعقلہ لحجابہم عن شہود المقام الذی وصل الیہ فہم معذورون من وجہ غیر معذورین من وجہ آخر حیث لم یردوا صحۃ علم ذلک الی اللہ تعالی فانہ ما ثم لنا دلیل واضح یرد کلام اہل الکشف ابدا لا عقلا ولا نقلا ولا شرعا لان الکشف لا یاتی الا مؤیدا بالشریعۃ دائما اذ ہو اخبار بالامر علی ما ہو علیہ فی نفسہ و ہذا ہو عین الشریعۃ - میزان کبری صفحہ ۲۶

صورت مین ہمارے پاس ہمیشہ کے لئے کوئی دلیل واضح نہین ہو سکتی جو اس قسم کے اہل کشف کے کلام کو رد کرتی ہو نہ عقلاً اور نہ نقلاً اور نہ شرعاً۔ کیونکہ ایسا کشف کبھی شریعت کی ساتھ موید ہونے بغیر نہین آسکتا۔ کیونکہ کشف کے بجز اس کے اور کوئی معنی نہین کہ وہ ایک امر کی واقعی حالت کا اخبار ہے اور یہی معنی عین شریعت ہے۔ انتہی۔

حقیقت کشف کے نقل کرنے مین قادیانی صاحب کی تحریف

پس ناظرین پر واضح ہو گا کہ قادیانی صاحب کا بحوالہ میزان امام شعرانی علی الاطلاق کشف کی نسبت یہ لکھنا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہین جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی۔ کیونکہ کشف کی خود شریعت موید ہے" کسقدر بے سروپا اور بیہودانہ تحریف سی بھرا ہوا ہے۔ کیونکہ عارف شعرانی کا یہہ قول اوس اہل کشف کی کشف کے متعلق ہے جو حالت وصول مین ہر مجتہد کو صواب اور حق پر دیکھتا ہے اور اسی کی نسبت لکھتے ہین کہ ایسا کشف ہمیشہ شریعت کے ساتھ موید ہوتا ہے بلکہ وہ عین

شریعت ہی نہ کہ ہر کشف خواہ شریعت اوس کی موید نہ بھی ہو جیسے کہ قادیانی صاحب کا منشا راس بے سروپا اور محرف نقل سے پایا جاتا ہے - حالانکہ عارف شعرانی اس کتاب کے صلنا مین قاعدہ کلیہ تصریح فرما چکے ہین کہ غیر معصوم کا کشف صحیح کبھی نہین ہو سکتا جبتک کہ شریعت کے ساتھ موافق نہو لے اور اوس وقت تک جائز العمل نہین ہو سکتا جب تک کہ شریعت اوس کی صحت پر فتویٰ نہ دے - اور یہہ معلوم ہے کہ طریق الہام یعنی طریق القاء اور ایما رمین انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی شخص بھی تلبیس ابلیس سے مامون اور محفوظ نہین - کیونکہ شیاطین بھی اپنے دوستون کو القاء اور ایما کرتے ہین - پس قادیانی صاحب کا یہہ قول بھی بالکل لغو ہے جو براہین کے صلہ ۲۲۹ و ۲۳۴ مین لکھتے ہین کہ "جیسے ایک نبی کا الہام دوسرے

نبی اور ولی کے الہام مین مساوات غلط ہے

نبی کے الہام سے مخالف نہین ہوتا اوسی طرح الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف نہین ہو سکتا اور اوس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے" کیونکہ قادیانی صاحب کے اس قول سے وہ تفریق بھی اوٹھ جاتی ہے جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور اون کے القاء اور ایما مین حق تعالیٰ نے ودیعت فرمائی ہے - اور قطع نظر اس کے ہمارے پاس سینکڑون ثبوت موجود ہین کہ اولیاء اللہ کے القاء مین تلبیس ابلیس کا دخل ہوا - ہمارے سامنے خود قادیانی صاحب کے اپنے الہامات مین تناقض اور تلبیس ابلیس موجود ہے - مثلاً براہین احمدیہ کے صلہ ۴۹۸ اور صلہ ۵۰۵ مین اولاً قادیانی صاحب یہ لکھتے ہین کہ

قادیانی صاحب کے الہامات مین تناقض اور وسوسہ شیطانی خود بقول قادیانی

"آیۂ ارسل رسولہ اور آیۂ عسیٰ ربکم کا ظاہری اور جسمانی طور پر حضرت مسیح مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر - اور وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کیساتھ دنیا پر اوتر ین گے" - لیکن اس الہام کے بیس بائیس برس کے بعد ازالۃ الاوہام کے صلہ ۳۷ مین لکھتے ہین کہ "اب جو امر خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہی وہ یہہ ہے کہ وہ مسیح موعود مین ہی ہون" - اور ازالہ کے صلہ ۱۹۷ مین لکھتے ہین کہ "ہان براہین مین جو کچھہ مین نے مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا مین آنیکا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے - اور یہہ براہین صرف اوس سرسری پیروی کی وجہہ سے ہی جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے" -

پس قادیانی صاحب نے خود ہی اپنے الہامات مین تناقض اور لکاذب ثابت کر دیا اور خود ہی اپنے خیر

الہام کو ظاہر آثار مرویہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف بتا دیا۔

توفی کی معنی قادیانی نے خود اپنے الہام مین رفع اور اتمام اور اکمال کے لئے۔

اور اسی طرح قادیانی صاحب نے خودہی آول براہین احمدیہ کے صـ۵۱۹ مین اپنی الہامی عبارت یعنی اِنّی مُتَوَفّیِکَ کی معنی تجکو پوری نعمت دون گا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا لکھے اور صـ۵۵۷ مین توفی کے معنی باین عبارت لکھی کا ے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشون گا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا۔ لیکن اس کی بیس بائیس برس بعد اپنے الہامی مکتوب عربی کی صـ۱۳۳ مین لکھا کہ اگرچہ حسرت کے ساتھ مرجاوین توبھی توفی کا معنی بغیر اماتت یعنی موت دینے کے معنے کے نہ ملیگا۔ پس قادیانی صاحب کو اون کے الہام اخیر نے جھوٹا بنادیا اور اون کے سارے الہامات کو اضغاث و احلام اور تلبیس شیطانی ہونا ثابت کردیا۔ کیونکہ

ثم لا یمکن لاحد ان یاتی باثر من الصحابۃ اوحدیث من خیر البریہ فی تفسیر لفظ التوفی بغیر معنی الاماتۃ ایلی ولو ماتوا بالحسرۃ (المکتوب ص ۱۳۳ [illegible])

کریم اپنے کلام پاک مین اس کی ایک نشانی اس طرح بیان فرماتا ہے کہ مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ کس شخص پر شیطان اوترتے ہین؟ سو بیشک وہ اوسی شخص پر اوترتے ہین جو جھوٹا اور بدکار ہو اور وہ جو شیطانون کی طرف اپنے کان رکھکر اون سے ظنون اور امارات کی تلقی کرکے اور اون کے ساتھ سو جھوٹ ملاکر پیشینگوئیان کرتے ہین اور پھر وہ جھوٹے نکلتے ہین جیسے قادیانی صاحب کی پیشینگوئیون کا کذب اون کے حریف لیکھرام کی کتاب کی مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جسکا قادیانی صاحب نے کوئی رد نہ کیا۔ اور خود آتھم کی موت اون کی پیشینگوئی کی میعاد سے چھہ مہینے بعد ہوئی۔

هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع و اکثرهم کاذبون - ای الافاکون یلقون السمع الی الشیاطین فیتلقون منهم ظنونا و امارات لنقصان علمهم کما فی الحدیث الکلمة یخطفها الجنی فیقرها فی اذن ولیه فیزید فیها اکثر من مائة کذبة - بیضاوی سورہ شعراء

قادیانی نے اپنے الہام کا تخلف ہونا مان لیا

اور خود اونہون نے انجام آتھم کے صـ۲۸-۲۹-۳۱ مین داماد احمد بیگ کی نسبت اقرار کرلیا کہ داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تہی اوس کی میعاد گذرچکی اور اوس کے بیرم ہونیکا اقرار کرتے ہوئے کہہ گئے کہ سنتہ اللہ کے مطابق اس وعید کی میعاد مین تخلف ہوگیا۔ اور اپنا دروغ چھپانے کے لئے نہ فقط وعید مین تخلف کرنا سنتہ اللہ قرار دیا بلکہ ازالۃ الاوہام کے صـ۶۲۸ مین بحوالہ توراۃ چارسو نبی کے متعلق ایک قصہ لکھا کہ ایک بادشاہ کیوقت مین اونہون نے اوس کی فتح کے

بقول قادیانی چارسو نبی کو الہام شیطانی نے دہوکا دیا

بارہ مین پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی- اور اس کی توجیہہ یہہ بیان کی کہ
دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا- نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تھا- اور ان نبیون
نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھہ لیا تھا- انتہی- پس اسی ایک قصہ سے صداقت پسند دوستون کو معلوم ہوگا کہ
قادیانی صاحب اپنے اُس دعوی مین کسقدر سچے ہو سکتے ہین جو اونہون نے براہین کی صـ ۲۲۹ مین کیا
کہ الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اوس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے- اور نیز اس دعوی مین جو انہون نے
اپنا حرزجان بنا رکہا ہے کہ اونکو الہام آلہی سے معلوم ہوا کہ وہ ہی عیسیٰ موعود ہے اور یہہ کہ حدیث ثریا

رجل فارس سے مراد ابوحنیفہ ہین نہ قادیانی

مین رجل فارس سے مراد یہی قادیانی صاحب ہین اور نبی کریم
اپنی حدیث مین اس شخص کے لئے اشارہ فرما چکے ہین- مگر

لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس) براہین صـ ۴۹۸
ازالة الاوہام صـ ۶۵۳

قادیانی صاحب نطفہ پنجاب ہوتے ہوئے عقل باور نہین کر سکتی کہ وہ کیونکر
رجل فارس ہوگئے- باوجودیکہ محدثین کبار مین سے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ
اور دارقطنی اور حاکم او بیہقی بھی سب کے سب رجل فارس تھے- اور اسی طرح فقہاء مین سے ابوالطیب اور
شیخ ابوحامد اور شیخ ابواسحق شیرازی اور جوینی اور امام الحرمین اور امام غزالی بھی رجل فارس ہوئے ہین
اور اسی طرح اکثر شیوخ طریقت- لیکن ان مین سے کوئی بھی اس حدیث کا مصداق نہ ہو سکا پھر لیکہ
اجہل قادیانی جو کائنات قادیان پر اپنے موید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ لڑ مرا اور اپنے کو مجرم
بنا لیا کیونکر مصداق ہو سکتا ہی- حالانکہ اول تو جو الفاظ اس حدیث کے اونہون نے نقل کئے ہین
کسی حدیث کی کتاب مین نہین کیونکہ طبرانی کی عبارت مین ایک لفظ ہے
اور شیخین کی عبارت مین جدا الفاظ ہین اور ہر ایک روایت قادیانی صاحب کی
الہام کی مغائر ہے- معہذا حافظ سیوطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخین
کی روایت ایسی اصل صحیح ہے کہ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
طرف بھی اشارہ ہونا معتمد علیہ ہے اور یہی باعتبار صحت کے متفق علیہ ہے
اور حاشیہ شبراملسی مین حافظ سیوطی رح کا تلمیذ لکھتا ہے کہ ہمارے شیخ نے

لو کان الایمان عند الثریا لتناوله رجال من ابناء فارس طبرانی ابن مسعود
لو کان العلم معلقا سعد بن عبادہ
لا تناله العرب لناله قیس طبرانی
والذی نفسی بیدہ لو کان الدین معلقا بالثریا- لتناوله رجل من فارس
شیخین ابی ہریرہ

جو امام ابو حنیفہ کا اس حدیث سے مُراد ہونا اعتقاد کیا ہے
وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس مین کوئی شک نہین۔ کیونکہ ابنائے
فارس مین سے کوئی بھی باعتبار علم کے اون کے مرتبہ
کو نہین پہونچا۔ اور صاحب درمختار لکھتے ہین کہ جرجانی
نے سہل بن عبد اللہ تستری سے روایت کی ہے کہ وہ کہا
کرتے تھے کہ اگر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی اُمتون مین ابو حنیفہ رح
کی طرح کوئی فرد اُمت ہوتا تو وہ ہرگز یہودی اور نصرانی نہوتین
اور یہی سہیل بن تستری ہین جو کہا کرتے تھے کہ مین اوس
میثاق کو یاد رکھتا ہون جو اللہ تعالے نے مجھہ سے عالم الذر
مین لیا اور مین اوس کی رعایت کرتا ہون۔

قال الحافظ السیوطی هذا الحدیث الذی رواه
الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه فی الاشارة لابی
حنیفة وهو متفق علی صحته وفی حاشیة الشبراملسی
وعن تلمیذ الحافظ السیوطی قال ما جزم به شیخنا
من ان ابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث
ظاهر لا شک فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس
فی العلم مبلغه احد اه. شامی وروی الجرجانی
فی مناقبه بسنده لسهل بن عبد الله التستری
انه قال لو کان فی اُمتی موسیٰ وعیسیٰ مثل ابی حنیفة
لما تهودوا ولما تنصروا۔ درمختار مناقب امام ابو حنیفہ رض

**امام ابو حنیفہ کو حضرت صدیق اکبر سے تشبیہ اور حقیقت مذہب**

الحاصل امام ابو حنیفہ رض ہی ہین جنہون نے
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح امر
شوریٰ سے کام لیا۔ جبکہ صریح کتاب و سُنت سے کسی مسئلہ کا حکم
نہ ملتا تھا اور ایسے کسی مسئلہ مین وہ تنہا پیشقدمی نہ فرماتے
جیسے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن مین اور دیگر اقضیہ مین
صحابہ کے شوریٰ سے کام لیا۔ پس امام رض نے اپنا مذہب شوریٰ
کے ساتھ وضع کیا اور ہر امر کو اونہون نے مناظرہ اور تصفیہ کے بعد لکھا۔

**اصحاب ابی حنیفہ کا کوئی قول امام کے قول سے باہر نہین**

اور اصحاب ابی حنیفہ رض کہا کرتے تھے کہ
ہمارا کوئی مسئلہ نہین جو امام صاحب
سے اوس مین روایت نہ ہو اور اسی پر اونہون نے حلفین دین
میزان کے صفحہ ۵ مین ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے

وهو کالصدیق رضی الله عنه وجه الشبه ان
ابا بکر ابتدع جمع القرآن بعد وفاته صلی الله علیه
وسلم بمشورة عمر وابا حنیفة ابتدع تدوین الفقه
(شامی) وکان یجمع العلماء فی کل مسئلة لم یجدها
صریحة فی الکتاب والسنة ویعمل بما یتفقون علیه
فیها (کابی بکر رضی الله عنه) وقد وضع مذهبه
شوری ولم یستبد بوضع المسائل وبناظر اصحابه
حتی یستقر احد القولین فیثبته ابو یوسف ونقل
عن اصحاب ابی حنیفة کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن
انهم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلة قولا الا هو
روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علی ذلک ایمانا

امام ابی حنیفہ رح کی طرف لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو
قیاس کو حدیث پر مقدم کہتا ہے۔ تو اس کے جواب
مین ارشاد فرمایا اے امیر المومنین تجھے غلط خبر ملی ہے
مین اولاً کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتا ہون پھر سنت
رسول اللہ کے مطابق پھر ابی بکر اور عمر اور عثمان اور علی
رضی اللہ عنہم کے فیصلجات کے مطابق پھر باقی صحابہ کے
احکام کے مطابق۔ پھر اگر ان مین سے کوئی فیصلہ نہ ملے
تو مین اختلافی امر مین اپنے قیاس سے کام لیتا ہون
اور اللہ اور اوس کے بندون مین کوئی قرابت نہین۔
پھر عارف شعرانی اسی کتاب کے صـ۶۳ مین لکھتے ہین
کہ امام ابو حنیفہ پر کسی کو اعتراض نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہی
سب امامون کے سردار ہین اور سب سے اول اونہون نے
ہی فقہ کی تدوین کی اور اونہین کی سند رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب ہے
اور وہی سب سے اول اکابر تابعین کے افعال کو دیکھنے
والے ہین اور تجکو خائضین اور معترضین کی صحبت سے
بچنا چاہیے۔ کیونکہ امام رضی اللہ عنہ کتاب اور سنت کے مقید
تھے اور رائے سے برئت کرتے رہے۔ اور ایسے امام اعظم
ایسی باتون سے پاک ہین بلکہ یہی امام اعظم ہین جنکا مذہب
سب مذہبون کے انقراض اور ختم ہو جانیکے بعد بھی رہیگا

مغلطہ۔ میزان صـ۵۱ و کان کتب الخلیفۃ
ابو جعفر المنصور الی الامام ابی حنیفۃ بلغنی انک
تقدم القیاس علی الحدیث فقال لیس الامر کما
بلغک یا امیر المومنین انما اعمل اولاً بکتاب اللہ
ثم بسنۃ رسول اللہ ثم باقضیۃ ابی بکر و عمر و عثمان
و علی رضی اللہ عنہم ثم باقضیۃ بقیۃ الصحابۃ
ثم اقیس بعد ذلک اذا اختلفوا و لیس بین اللہ
و بین خلقہ قرابۃ۔ میزان صـ۵۱
فلا ینبغی لاحد الاعتراض علیہ لکونہ من
اجل الائمۃ و اقدمہم تدوینا للمذہب و اقربہم
سندا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
مشاہدۃ لفعل اکابر التابعین و ایاک ان
تخوض مع الخائضین کان الامام رضی اللہ عنہ
کان متقیدا بالکتاب والسنۃ متبریا من الرای
کما قدمناہ لک و حاشی ذلک الامام الاعظم
من مثل ذلک حاشاہ بل ھو امام اعظم متبع الی
انقراض المذاہب کلہا کما اخبرنی بعض
اہل الکشف الصحیح و اتباعہ لن یزالوا فی ازدیاد
کلما تقارب الزمان فی مزید اعتقاد فی اقوالہ
و اقوال اتباعہ۔ میزان ملخص صـ۶۳

جیسے کہ مجھے بعض صحیح کشف والون نے اس کی اطلاع دی ہے اور اوس کے تابعین اور مقلدین ہمیشہ ترقی پذیر

رہین گے۔ اور جون جون قُرب ساعت ہوتا جائیگا اوس کے اقوال اور اوس کے تابعین کے اقوال مین اعتقاد بھی اُمت کا زیادہ ہوتا جاویگا۔ انتہی ملخصاً۔ پس وہ بالکل سچ ہے جو عبداللہ ابن مُبارک سے دُرِمختار مین منقول ہے کہ اوس شخص پر خُدا کی لعنت ہو جسنے امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کیا۔ جب کہ امام شافعی رض جیسے مُستند امام اون کی مدح مین لکھہ رہے ہین کہ اُمّت کے سب ائمہ علم فقہ مین ابوحنیفہ رح کے عیال ہین۔ پس ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کثرت مناقب سے سُراغ لیجا سکتے ہین کہ رجل فارس سے بجز ان کے اور کوئی مُراد نہین ہو سکتا۔ اور اب اسیقدر پر اس مقدمہ مین کفایت کرتے ہین۔ کیونکہ جبرئیل

وقد قال ابن ادریس مقالاً
صحیح النقل فی حکم لطیفہ
بان الناس فی فقہ عیال
علی فقہ الامام ابی حنیفہ
فلعنۃ ربّنا اعداد رمل
علی من ردّ قول ابی حنیفہ
عبداللہ ابن مبارک تابعی۔ درمختار

اور ملائکہ کرام کی حقیقت کے مُتعلق اور اون کے القاء اور ایماء کے مُتعلق جو کچھہ کہ قادیانی صاحب نے

وجود جبرئیل اور ملائکہ مین خود قادیانی کے اقوال مین تخالف

توضیح المرام کے متعدد صفحات مین لکھا ہو وہ اسقدر جلی الکفر ہے کہ جمیع انبیاء علیہم السلام کی اُمتون کے افراد کے مذاق کے مخالف ہے اور قرآن و سنّت اور اصل امر نبوت ہی اس کی تکذیب پر بآواز بلند فتویٰ دے رہا ہے۔ بھلا کوئی نادان سے نادان مُسلمان بھی یہہ لفظ زبان سے نکال سکتا ہے کہ ملائکہ کرام کا وجود حقیقی بجز اسکے کوئی نہین کہ وہ ایک قسم کی محبت ہے جو بندہ اور خدا کی محبت کے نر و مادہ کے ملنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر خدا کی قُدرت ہے کہ (ع) چراغ کذب را نبود فروغے۔ توضیح المرام کے بعد اونہون نے اپنے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۵۱ و ۶۵۲ مین اسکے برخلاف خود ہی اپنی تکذیب باین الفاظ کر دی کہ "اس زمانہ مین ایک گروہ مُسلمانون کا ایسا فلاسفہ ضالّہ کا مُقلد ہو گیا کہ وہ ہر ایک امر کا عقل سے ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہین اون کا بیان ہے کہ اعلیٰ درجہ کا حکم جو تصفیہ تنازعات کے لئے انسان کو ملا ہے وہ عقل ہی ہے۔ ایسے ہی لوگ جب دیکھتے ہین کہ وجود جبرائیل و عزرائیل اور دیگر ملائکہ کرام جیسا کہ شریعت کی کتابون مین لکھا ہے اور وجود جنت و جہنّم جیسا کہ قُرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہہ تمام صداقتین عقلی طور پر پایہ ثبوت نہین پہونچتین تو فی الفور اون سے

منکر ہو جاتے ہین اور تاویلات رکیکہ شروع کردیتے ہین کہ ملایک سے صرف قوتین مُراد ہین انہ جو بہ سمات صرف ایک ملکہ ہے اور جنت وجہنم صرف ایک روحانی راحت یا رنج کا نام ہے - انتہی ؀ پس ہم اس مُقدمہ کو اسی پر ختم کرتے ہین اور ملائکہ کے وجود کے مُتعلق مزید بحث اس کتاب مین نہین کرنا چاہتے کیونکہ وہ ایک غامض مسئلہ ہے اور بوجہ اتم اوس کو حضرت ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھدیا ہے -

## مُقدمہ سوم

(قادیانی صاحب کے الہامات وآیات محرفہ کے بیان مین)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کے مُتعدد صفحات مین ایک فہرست آیات قرآنی کی دی جو بعینہا یا بصورت تحریف اون پر وقتاً فوقتاً بطریق اعجاز نازل ہوتی رہین جیسے کہ ہماری اس کتاب کے اخیر مین وہ سب درج ہون گی اور بجاے اس کے کہ ان آیات کی منزل علیہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہین قادیانی صاحب نے ظلی طور پر اُن آیات کا مخاطب اپنے کو تصور کیا اور خود ہی اپنے مطالب کے موافق اُن آیات کی تفسیر کردی - چنانچہ ہم بطور مشتے نمونہ خروارے چند الہامی آیات یہان پر نقل کرتے ہین تاکہ قبل از شروع مقاصد کتاب اس کی مُقدمات پر ہمارے صداقت پسند دوست حاوی ہو جاوین اور اون کو قادیانی صاحب کے مُتعلق اون کی کلمات الہامیہ کے بخوبی سمجھنے سے صحیح نتیجہ نکالنے کے لئے عُمدہ موقع ملے - مثلاً قادیانی صاحب کا براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ مین یہ الہام کہ کیا ہمنے تیرا سینہ نہین کھولا؟ کیا ہمنے ہر ایک بات مین تیرے لئے آسانی نہین کی کہ تجکو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور خود ہی قادیانی صاحب نے ان بیوت کی یہہ تعبیر کی کہ بیت الفکر سے مُراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس مین یہہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہی اور بیت الذکر سے مُراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو مین بنائی گئی ہے اور ومن دخلہ کان امنا اس مسجد کی صفت بیان فرمائی گئی ہے یعنی جو کوئی اس مسجد مین داخل ہوگا وہ امن کی حالت مین ہوجائیگا - حالانکہ قادیانی صاحب کے اس الہام

> الم نشرح لک صدرک الم نجعل لک سہولۃ فی کل امر بیت الفکر وبیت الذکر ومن دخلہ کان امنا - براہین احمدیہ ۵۵۸

> قادیانی کی مسجد اور چوبارہ بیت الحرم ہے

کا پہلا فقرہ قرآن شریف کی آیت ہے جس مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہے اور اس کا اخیر فقرہ بھی قرآن شریف کی آیت مبارک ہی جو حق تعالی نے کعبتہ اللہ کی شان مین بیان فرمائی لیکن قادیانی صاحب نے اپنی قادیانی مسجد کو کعبتہ اللہ کے ساتھ برابر کر دیا۔

قادیانی کو ابراہیم اور سلیمان نبی سے مشابہت ہی

ففہمناھا سلیمان فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ براہین ط۵۶

اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ براہین کے ص۵۶ مین اپنے حق مین یہ الہام اوتارا کہ وہ نشانی سلیمان کو سمجھائی یعنی اس عاجز (قادیانی) کو۔ سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ مین اکثر لوگون پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیون کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکون کی طرح مخلوق پرستی تک پہونچ گئے ہین۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کرلین اور اوسپر چلین۔ پس قادیانی صاحب نے یہ دونون آیتین جو قرآن کریم مین جدا جدا ترتیب پر بیان فرمائی گئی ہین اون کو ایک جگہ جمع کر کے ایک مین سلیمان سے اپنے کو تعبیر کیا اور دوسری آیت مین ابراہیم سے اپنے کو معبر کیا اور جو منشا کہ حق تعالی کا اس آیت کی نازل فرمانیکا تھا کہ امت محمدیہ مقام ابراہیم کو اپنا جاے نماز بنائین یعنی کعبتہ اللہ کی طرف آئین اوس کے برخلاف قادیانی صاحب نے یہ الہام اپنے حق مین اوتار کر لکھا کہ مقام ابراہیم مصلی مین مجکو اللہ تعالی نے ابراہیم بنایا ہے اور ساری خلقت کو میری اتباع کی واسطے فرمایا ہے۔

قادیانی صاحب پر وحی اوترتی ہے

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد۔ ص۵۱۱

پھر براہین کے ص۵۱۱ مین اپنے حق مین اس آیت مبارک کو اوتارا کہ کہدے مین صرف تمھارے جیسا ایک آدمی ہون مجکو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالی کے اور کوئی تمہارا معبود نہین وہی اکیلا معبود ہے جسکے ساتھ کسیکو شریک کرنا نہین چاہئے۔ انتہی بلفظہ۔ پس اس آیت مبارک مین قرآن مجید نے یہہ تمام اعزاز حضرت نبی کریم کو جو بخشا اور جو نبی کو غیر نبی سے جدا کرتا ہے قادیانی صاحب نے اس مین اپنے کو سہیم و شریک بنا دیا اور منجانب اللہ انپر بھی وحی اوترنے لگی۔

قادیانی کی وحی قرآن کی طرح وحی متلو ہے

واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک۔ (براہین ص۲۴۲)

پھر براہین کے صفحہ ۲۴۲ مین اپنی وحی کے متلو ہونے کے متعلق یہہ آیت اوتاری کہ پڑھ اونپر جو وحی کی جاتی ہی تیری طرف

تیرے رب سے- پس قادیانی صاحب کو اس الہام نے جو قرآن شریف کی آیت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم پر اُتری اس نئی قرآن کی طرح قادیانی صاحب کے الہامات کو بھی وحی متلو بنا دیا- مگر اس خوفناک اور ڈراؤنے معنی سے قادیانی صاحب کے چیلے بھی چونک اوٹھین گے کہ قرآن کے مقابل قرآن کیطرح یہ کہان کی وحی متلو آگئی ؟ اور قرآن قادیانی یہہ جدید قرآن کہان سے آگیا ؟ -

| قادیانی اور زوجہ قادیانی کو جنت کی بشارت |
|---|

اور براہین کے صفحہ ۴۹۶ مین یہہ فقرات اپنے حق مین اوتار کران کے

| یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق - (براہین ص ۴۹۶) |
|---|

معنی خود ہی اس طرح لکھے کہ اے آدم تو اپنی زوجہ سمیت بہشت مین رہ - اے احمد تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت مین مکان پکڑ اور آدم اور مریم اور احمد سے اپنے کو مراد رکھا اور زوج سے مراد اپنے رفیق اور جنت سے مراد جنت کے وسایل یعنی اے آدم- اے مریم- اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت مین یعنی نجات حقیقی کے وسایل مین داخل ہو جاؤ- انتہی بلفظہ-

| قادیانی کے مریدین عذاب اور بلا سے محفوظ ہین |
|---|

پھر براہین کے ص ۵۱۱ مین اس آیت مبارک کو جو خواص رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

| و ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم و ماکان اللہ لیعذبہم وہم یستغفرون - (براہین ص ۵۱۱) |
|---|

وسلم مین سے ہے لفظی اور معنوی تحریف کیساتھ اس طرح اُتارا کہ جس قوم مین تو (قادیانی) آیا ہے اون کو اللہ تعالے ہرگز عذاب نہ دیگا اور ضرور اللہ تعالی اون کو عذاب نہ دیگا درحالیکہ وہ اللہ سے بخشش مانگتے ہین- حالانکہ قرآن شریف مین دوسرے لفظ لیعذبہم کی جگہ لفظ معذبہم آیا ہے-

| قادیانی رحمۃ للعالمین ہے |
|---|

اور براہین کے صفحہ ۵۰۶ مین یہہ

| و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - (براہین ص ۵۰۶) |
|---|

الہام اوتارا کہ ہمنے تجھے نہین بھیجا مگر اسلئے کہ کل جہانون کے حق مین رحمت ہو- حالانکہ رحمۃ للعالمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے -

| قادیانی کو کسی کام پر مواخذہ نہین اور جو چاہے کرے |
|---|

اور براہین کے ص ۵۶ مین یہہ الہام اوتارا کہ

| اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک - (براہین ص ۵۶) |
|---|

(اے قادیانی) تو جو چاہے سو کر بیشک ہمنے تجھے بخشدیا ہے- مگر قادیانی صاحب کے کسی الہام سے یہہ نہ معلوم ہو سکا کہ اون کو اسقدر آزادی اور بیباکی خدا تعالی نے کیون دی ؟ جو کسی

نبی کریم کو بھی حاصل نہ ہوئی۔ اور جبکہ بمقتضائے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی دین محمدی کامل ہو چکا اور نعمتِ خداداد میں کوئی کمی نہ رہی تو ان آیات اور نعمات ربانی کا محرف ہو کر قادیانی صاحب پر اونزنا اس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے بجز اسکے کہ دین محمدی کو ناقص سمجھا جائے اور نعمت خداداد کو غیر مکمل خیال کیا جائے۔ حالانکہ سفیر رب العالمین یعنی حضرت جبریل جو ایسی آیات کے ساتھ اللہ کی طرف سے آنے کے لئے معہود ہیں اوسے قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۸۳ میں باین الفاظ آنے سے روک دئے ہیں کہ "یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبریل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے"۔ انتہی۔

پس ہمکو قادیانی صاحب کے ایسے صریح کفریات اور مزخرف الہامات میں مزید کلام کرنیکی ضرورت نہیں ہاں ہمکو بحث ہے تو فقط اس میں ہے جو قادیانی صاحب کے موید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعت السنہ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ھ کے صفحہ ۲۶۳ وغیرہ میں ان آیات کی تاویل اور تائید کے لئے اور نیز ان سے تحریف کا الزام اوٹھا دینے کی غرض سے لکھتے ہیں کہ آیات قرآنی جب آنحضرتؐ یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کے خطاب میں نازل ہوئی ہیں تو اون کا نام قرآن تھا اور جب انھیں آیات سے اللہ تعالیٰ نے غیر انبیاء مثل صاحب براہین قادیانی کو مخاطب فرمایا تو ان کا نام قرآن نہیں رکھا جا سکتا" بلکہ صفحہ ۲۶۴ وغیرہ میں صاف صاف لکھدیا کہ "ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت میں مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد اور محل اعتراض نہیں۔ چنانچہ کبھی ایک کلام جبکہ اوس کا متکلم مثلاً خدا تعالیٰ ٹھیرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے کبھی وہی کلام جب اوس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھیرایا جائے تو شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے۔ پس وہ کلام جیسے انا خیر منه خلقتنی من نار جو ابلیس نے کہا یا جیسے انا ربکم الاعلیٰ جو فرعون نے کہا تو یہ کلام شیطانی اور فرعونی کہلاتے ہیں۔ اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا پھر وہ خواہ کسی زبان میں ہو قرآن نہیں کہلاتا"۔ انتہی بلفظہ۔ پس اگر قادیانی صاحب کے ان موید اول کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ اس سی نہرار ہا آیات

جو آیات قرآنی کر قادیانی پر اتری ہیں انکا نام قرآن نہیں

بقول قادیانی صاحب وہ خدا کا کلام نہیں جسکا متکلم قرآن میں شیطان یا فرعون کو کہا گیا ہے

فرقانی قرآن ہونے سے خارج ہوجائیں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تمام آیات
کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں اور قطع نظر اسکے خود ائمۂ اسلام نے تصریح کر دی ہے جیسے کہ فقہ اکبر میں ہے
کہ جو کچھ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن منزل | تمام قرآن کلام خدا ہے | وما ذکرہ اللہ تعالےٰ فی القرآن عن موسیٰ وغیرہ من الانبیاء
میں حضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات | علیہم السلام وعن فرعون وابلیس فان ذلک کلہ کلام اللہ تعالےٰ انتہی فقہ اکبر
اور ایسا ہی فرعون اور ابلیس وغیرہ کے مقالات بیان فرمائے ہیں یہہ سب اللہ کا کلام ہے جو حسب
ارشاد خداوندی لوح الٰہی میں محفوظ ہے اور کسی کے بدلانے | بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ سورہ بروج
سے نہیں بدل سکتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر کسی شخص کو مثلاً امرأ القیس کا یہہ شعر ؏ قفا نبک من
ذکری حبیب ومنزل ٭ الہام ہو تو یہہ شعر امرأ القیس کا نہ کہلائیگا۔ پس خدا کا کلام اوس کے علم کی طرح
ازل سے ابد تک اوس کی ایک صفت قدیم اور بسیط ہے۔ اور جیسے اوس نے ایک ہی آن بسیط میں معلومات
ازل وابد کو اون کے احوال متناسبہ اور صفات متضادہ کیساتھ جان لیا۔ مثلاً زید کو اوسی آن میں
موجود بھی جان لیا اور معدوم بھی اور جوان بھی اور بوڑھا بھی اور ہنستا بھی اور روتا بھی اور جنتی بھی اور
دوزخی بھی۔ یا کہ مثلاً زید ہزار برس کے بعد پیدا ہوگا اور بکر اتنے ہزار برس کے بعد مریگا۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے
ایک ہی آن بسیط میں جمیع کتب سماویہ کے ساتھ بے کیف تکلم فرمایا۔ چنانچہ اسی معنی کے متعلق امام ربانی
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جلد اول کے مکتوب (۲۶۶) میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہمچنین
کلام او تعالیٰ یک کلام بسیط است کہ از ازل تا ابد بہمان یک کلام گویاست۔ اگر امر است از ہمانجا ناشی
است واگر نہی است ہم ازانجا۔ اگر اعلام است ہم ازانجا ماخوذ است واگر استعلام است ہم ازانجا۔ اگر تمنی
است ہم ازانجا مستفاد است واگر ترجی است ہم ازانجا۔ جمیع کتب منزلہ وصحف مرسلہ ورقیست ازان
کلام بسیط اگر توریت است ازانجا انتساخ یافتہ است واگر انجیل است ہم ازانجا صورت لفظی گرفتہ است۔
اگر زبور است ہم ازانجا مسطور گشتہ۔ واگر فرقان است ہم ازانجا تنزل فرمودہ ؏ واللہ کلام حق کہ
علی الحق یک است وبس ٭ پس در نزول مختلف آثار آمدہ"۔ پس اس صورت میں ہم بقول امام اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نہایت وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی حکایات یا فرعون

ابلیس کے منازعات کو جس طرح کہ حق تعالیٰ نے اپنے علم بسیط کے ساتھ ایک ہی آن مین بصورت متضادہ جانا اوسی طرح وہ اپنے کلام بسیط مین ان کے مقالات کیساتھ گویا ہوا۔ پس وہ اوسی کا کلام ہے جو ابلیس نے کہا اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ یا فرعون نے کہا اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی۔ ہرچند کہ قادیانی صاحب خواہ انہین دو کلمات کے ساتھ ملہم کیون نہون کبھی ان کلمات کا کلام ربانی ہونے سے انکار نہ ہوسکیگا۔ علی الخصوص جبکہ خود قادیانی صاحب ان کلمات فرقانی کو خدا کی طرف سے الہام ہونیکے قایل ہین۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ محفوظ کلام جملات قرآنی ہون یا ان کے معانی نظم موجودہ کے ساتھ کبھی کسی دوسرے کا کلام نہین بن سکتا نہ متکلم کے تبدل کے لحاظ سے اور نہ مخاطب کے تغیر کے اعتبار سے دُر سُفت آنکہ گفت ع گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ٭ ہر کہ گوید حق نہ گفت او کافر است۔

## مقدمۂ چہارم

(قادیانی صاحب کی رسالت اور انکی فطرت حضرت مسیح کی فطرت سے متشابہ بلکہ متحد ہونیکے بیان مین)

پھر قادیانی صاحب نے اس آیت مبارک کو جس مین اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین غلبہ دین کا وعدہ دیکر ارشاد فرمایا ہے کہ وہی خدا ہے جسنے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اوس کو سب دینون پر غالب کردے۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ مین اپنے الہامات کی فہرست مین داخل کرکے لکھا ہے کہ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور چونکہ یہہ خاکسار مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہین اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔ اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر کہا ہے یعنی حضرت مسیح کی پیشگوئی متذکرہ بالا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ سورہ توبہ

سب دینون پر غلبہ حضرت مسیح کے وقت مین ہوگا جبکہ وہ جسمانی طور سے دنیا پر دوبارہ آوینگے

جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو۔ انتہی بلفظہ مختصراً۔

پس ہمکو اس چوتھے مقدمہ مین انصاف پسند دوستون کو یہہ دکہلانا منظور ہے کہ اولاً اس آیت کریمہ کا مصداق تاریخی واقعات نے کسکو بنا دیا؟ دویم یہہ کہ مسیح قادیانی حضرت مسیح ابن مریم صلوات اللہ علیہ کے ساتھ تشابہ فطرت کے دعوے مین کہان تک سچے ہین؟۔

پس امر اول یعنی اس آیۂ کریمہ کا مصداق کہ کس زمانہ مین دین حق کا غلبہ حسب وعدۂ ربانی ہوا یا ہوگا سواسکے متعلق فقط ایک ہی مفسر ضحاک کا قول ہے قال الضحاک ذالک عند نزول عیسی علیہ السلام (ازالۃ الخفا ص ) کہ یہہ غلبہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے وقت مین ہوگا۔ لیکن علامہ ذہبی نے میزان مین اور سیوطی نے لآلی مصنوعہ مین تصریح کردی ہے کہ ضحاک ایک نہایت ضعیف الروایت مفسر ہے جسکے مرویات قابل غور ہین۔ مگر قطع نظر اسکے ضعف کے جب ہم تاریخی واقعات پر نظر کرتے ہین تو وہ ہمکو یقین دلاتی ہین کہ اس غلبہ کا ظہور اور وعدہ آلٰہی کا وفا بوجہ اتم خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ مین ہوچکا کیونکہ غلبۂ تام کا معنی بجز اسکے اور کوئی نہین کہ دین کفر کا بیضہ اور اوس کا مرکز ٹوٹ جاوے اور اوسکے حامی پھوٹ جاوین یہان تک کہ اوس کا کوئی داعی باقی نرہے اور اوس کا شرف مطلقاً نرہے مگر یہہ معنے خلفاء ثلاثہ کے وقت حاصل ہوا۔ کیونکہ اوس وقت تمام روے زمین فقط دو ہی ذی شوکت بادشاہون یعنی کسریٰ اور قیصر کے قبضہ مین تھی اور انہین ہر دو بادشاہون کا دین باقی ادیان پر غالب تھا۔ چنانچہ روس اور روم اور فرنگ و جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر اور بعض بلاد مغرب اور حبش کے ملکون مین قیصر کی متابعت اور موافقت سے دین نصرانیت تھا اور خراسان اور توران اور ترکستان اور زابلستان اور باختر وغیرہ ملکون مین کسریٰ کی متابعت سے دین مجوس بڑھا ہوا تھا اور باقی ادیان جیسے دین یہودیت اور دین مشرکین اور دین ہنود اور دین صابئین ان ہر دو بادشاہون کی شوکت سے پایمال ہوکر ضعیف ہوگئے تھے اور ان ادیان کے متدین نہایت ہی زبون حالت کے ساتھ پراگندہ ہوچکے تھے۔ پس داعیۂ آلٰہی ان راہ ہدایت سے بھٹکے ہوؤن کو پنجۂ خلق سے چھڑانے

کے لئے جوش مین آگیا اور اوس نے دولتِ کسریٰ اور قیصر کو فتوحات اسلام کا آشیانہ بنا دیا اور ان دونون بادشاہون کے ادیان درہم وبرہم ہونے سے اسلام کی شوکت نے باقی ادیان کو بھی پامال کر دیا۔ پس اگر ہرمزان وزیر کسریٰ کے قول پر نظر کی جاوے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اوس وقت کی آبادی زمین کا نقشہ یون بیان کیا کہ تمام زمین اس وقت بمنزلہ ایک مُرغ کے ہے کہ جسکا سر تو عراق ہے اور اوس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پانون ہند اور فرنگ ہین تو تاریخ شہادت دیدیگی کہ عملاً اس مُرغ کا سر کسنے چنھاڑا اور اوسکے دو بازو کسنے توڑے؟ اور فتح فارس اور روم کی بُنیاد کسنے رکھی اور اوس کا وقوع کسکے ہاتھ سے ہوا اور اوس کی ایک ٹانگ فرنگ کسنے توڑی؟ یعنی بجز خُلفاے ثلاثہ کے کوئی اس دولت سے بہرہ ور نہ ہوسکا۔ یہی ایک ٹانگ یعنی مُلک ہند باقی تھا جو عملاً اوس وقت مفتوح نہوا۔ لیکن حسب بشارت نبوی مُرغ کی دوسری ٹانگ بھی سُلطان

محمود غزنوی اور عیسیٰ ابن مریم کے حق مین بشارت

محمود غزنوی کے ہاتھ سے توڑ دی گئی اور عرب وعجم کے شہرون مین اسلام کا رواج ہوگیا

قال رسول اللہ خیر امتی عصابتان عصابۃ تغزوا الھند وعصابۃ تکون مع عیسی بن مریم علیہ السلام

اور مسجدین بنا ہوگئین اور اللہ اکبر کی آواز گھر گھر مین اور اوس کی صدائین کوہ ودشت مین گونج اوٹھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی راست آئی جو فرمایا کہ روے زمین پر کوئی گھر مدر اور وبر کا باقی نرہیگا کہ اوس مین اسلام کا کلمہ اللہ تعالیٰ داخل کریگا خواہ کسی عزیز کی

و اخرج احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللہ یقول لا یبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز و ذل ذلیل اما یعزھم فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا قلت فیکون الدین کلہ للہ - ازالۃ الخفا۔

عزت کے ساتھ یا کسی ذلیل کی ذلت کے ساتھ جنکو خُدا عزت دیگا وہ اوس کلمہ کے اہل ہون گے اور جن کو ذلت دیگا وہ اوس کے مطیع ہون گے اور سب جگہ دین اللہ کا ہوگا۔

پس کوئی وجہ نہین کہ اس آیہ کریمہ کا مصداق بقول قادیانی صاحب قادیانی صاحب کا موجودہ زمانہ ہو جس مین چارون طرف سے کفر کا غلبہ ہونے سے دار الاسلام دار الکفر بلکہ دار الحرب بنا جارہا ہے اور آجتک ۱۳۰۰ برس کے عرصہ مین کوئی بھی نصرانی یا یہودی یا مجوسی اون کے ذریعہ سے مُسلمان نہوسکا

اور نہ اون کی تصنیفات اور تالیفات اور ترہات الہامات اور مزخرفات دعویات نے بجز کاست دین کے کوئی فائدہ بخشا بلکہ اوسنے اولٹا اُمت محمدیہ کو یہودیت کی نسبت دیدی اور اپنے لئے اون کی زبانی ملحد کا خطاب حاصل کرلیا اور بجاے اس کے کہ وہ قوم شرک وکفر مین برہمی پھیلاتے برعکس اس کے خود اُمت محمدیہ مین سے گروہ نیچریہ کیطرح ایک گروہ غیر مقلدہ قادیانی کھڑا کر دیا۔

| این قصہ عجب شنو کز بخت واژگون | مارا بکشت یار بانفاس عیسوی |
|---|---|

قادیانی کا دعوی تشابہ فطرت با مسیح

امر دوم یعنی قادیانی صاحب کا یہہ دعوی کہ اون کو حضرت مسیح علیہ السلام کیساتھہ بحدی اتحاد اور اون کی فطرت اور حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت ایسی متشابہ واقع ہوئی ہے کہ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کی دو پھل ہین۔ پس قبل اس کے کہ ہم اس کی نسبت اپنی راے سے کوئی فتوی دین ضرور ہے کہ ہم اولاً حضرت مسیح ابن مریم صلوات اللہ علیہ کی صفات ذاتیہ جو اون کی نفس فطرت مین ودیعت کی گئین اور جو اون کو ازجہت نبوت عطا کی گئین اور جن کا ثبوت قرآن و سُنت سے پایا گیا ہے انصاف پسند دوستون کے پیش نظر کرین تاکہ مُشبہ اور مُشبہ بہ مین فرق کرنیکا پورا موقع ملے۔ پس پہلا وصف ذاتی جو

عیسے نبی اللہ کی فطرت

قرآن کریم عیسے صلوات اللہ علیہ مین ثابت کر رہا ہے وہ یہہ ہے کہ وہ باعتبار فطرت اور نفس خلقت کے برخلاف جمیع انبیاء کرام اللہ تعالے کے کمال قدرت کی ایک آیت اور رحمت ہین جو بغیر کسی بشر کے چھونے کے مریم ناکتخدا کے بطن سے فقط حضرت جبریل علیہ السلام کے نفخ سے ایک ہی ساعت مین متکون ہوکر متولد ہو گئے۔ جیسے کہ یہی معنی خازن اور مدارک مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لیکن افسوس کہ اون کے مثیل یعنی میرزاے قادیانی یہ وصف اپنے مین نہ دیکھکر حضرت مسیح کے اس وصف سے جسکو نفس فطرت سے تعلق ہے اور جس مین میرزاے قادیانی اپنے کو حضرت مسیح سے متشابہ الفطرت ہونیکا دعوی کرتے ہین منکر ہو گئے اور باتباع یہود جہود نفرنیچریہ

واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا۔ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ قال کذالک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ فحملتہ فانتبذت

کی طرح ایسے تولد کو خلاف قانون قدرت سمجھکر اپنے ازالۃ الاوہام
کے صفحہ ۳۰۳ مین لکھہ دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف
کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے
ہین یعنی وہ بن باپ نہین پیدا ہوئے تھے بلکہ وہ یوسف نجار کے
بیٹے تھے - حالانکہ یہہ امر شرعاً و عقلاً ثابت ہے کہ

قانون قدرت

جس طرح حق تعالی کی ذات غیر محاط اور ہمارے تعقل سے خارج اور وراء الوراء
ہے اوسی طرح اوس کے افعال بھی غیر محاط اور ہمارے احاطۂ عقل سے
باہر اور وراء الوراء ہین - پس یہہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی ذات کے
افعال غیر محاط کو محاط بنانیکے لئے ایک ایسا قانون قدرت اختراع
کیا جائے جس سے اوس ذات وراء الوراء کی قدرت غیر محاط اور غیر
محدود محدود کیجا سکے - اور جبکہ وہ خود از روے رحمت بے نہایت
اپنے نبی کریم اور کلام عظیم کے ذریعہ اپنے کمال قدرت کی ایک آیت
بیان فرما رہا ہے اوس کی تکذیب کی جائے - ہان سچ ہے کہ سنۃ اللہ
مین (یا بقول سید نیچری اللہ تعالے کے قانون قدرت مین) کوئی بھی

به مكانا قصيا - فاجاءها المخاض الى
جذع النخلة قالت يليتني مت قبل هذا
وكنت نسيا منسيا - فناداها من تحتها الا
تحزني قد جعل ربك تحتك سريا - وهزي
اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطبا
جنيا - فكلي واشربي وقري عينا فاما
ترين من البشر احدا فقولي اني نذرت
للرحمن صوما فلن اكلم اليوم انسيا - فاتت
به قومها تحمله قالوا يامريم لقد جئت
شيئا فريا - ياأخت هارون ما كان ابوك
امرأ سوء وما كانت امك بغيا فاشارت
اليه قالوا كيف نكلم من كان في المهد
صبيا - قال اني عبد الله اتاني الكتاب
وجعلني نبيا - الاية - سورہ مریم

تغیر و تبدل نہین کر سکتا - لیکن ساتھہ ہی اس کے یہہ بھی راست ہے کہ کوئی ناقص العقل اور کوئی چشم احول
اوس ذات کی قانون قدرت پر اپنے استقراء سے احاطہ نہین کر سکتا ہے اور نہ اس صورت مین کوئی بھی
اون اعجاز مغیبہ کی جو ایک اللہ کے معجز نما بندہ کی ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور اوس سے زیادہ تر معجز نما بندہ خدا
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی خدا نے اون کی خبر دی ہو اپنے محدود شواہد پر قیاس کر کے تکذیب
کر سکتا ہے پس ہم اس فرقہ کے امام سید کا سورۂ انعام کی تفسیر کے اخیر یعنی جلد سوم صفحہ ۳۹ مین اولاً اقرار کرنا
کہ ہان یہہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہمکو معلوم نہین ہین اور جو معلوم ہین وہ نہایت قلیل ہین اور انکا
علم بھی پورا نہین ہے بلکہ ناقص ہے - اور ثانیاً ایسے عجیب واقعہ کے متعلق کہ جسکے وقوع کا کافی ثبوت موجود

ہو اور گو اون کے اختراعی اور معلومہ قانون قدرت کے مطابق نہ ہو - یہہ لکھنا کہ ایسی صورت مین بلاشبہہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اوس کے وقوع کے لئے کوئی قانونِ قدرت ہی مگر اوس کا علم ہمکو نہین اور پھر اوس کے برخلاف یون لکھنا کہ جب وہ کسی قانون قدرت کی مطابق واقع ہوا ہے تو وہ معجزہ نہین - کیونکہ جو شخص جسکو وہ قانون معلوم ہوگیا ہوگا اوس کو کر سکیگا - یہہ انصاف پسند دوستون کے نزدیک ایک دیوانہ کی بڑ سی زیادہ وقعت نہین رکھتا - کیونکہ ہمارے نزدیک معجزہ خدا تعالی کے اوس فعل کا نام ہے جو بندون کی قدرت سے بالاتر ہو پھر خواہ خدا کے ایسے فعل کا ظہور بلا واسطہ ہو اور یا اوس کے کسی خاص بندہ کیواسطے سی ہو جس کی کرامت اللہ تعالی کو منظور ہے تو پھر اوس قانون کی معلوم کر لینے مین دوسرا کوئی کیونکر سہیم ہو سکیگا اور وہ فعل معجزہ کی حد سے کیون باہر ہوگا - پس سید کا اس سی یہہ نتیجہ نکالنا بالکل دور از ایمان ہے جو اونہون نے اس جلد کے صفحہ ۳۰ مین لکھا کہ ہماری سمجھہ مین کسی شخص مین معجزے یا کرامت کی ہونیکا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کر دیتا ہے اور اوس کا ثبوت پیرپرست وگورپرست لوگون کے حالات سی ظاہر ہے جو اسوقت بھی موجود ہین اور صرف معجزہ وکرامت کے خیال نے اون کو اسکی رغبت دلائی ہے اور خدای قادر مطلق کے سوا دوسری طرف اون کو رجوع کیا ہے - اسی وجہہ سی ہمارے سچے ہادی محمد رسول اللہ نے اور ہمارے سچے خدا وحدہ لاشریک نے صاف صاف معجزات کی نفی کر دی انتہی مگر ہمارا یہہ تمام کلام یاد رکھنے کے قابل ہے جو اوپر قانون قدرت کی متعلق لکھا گیا ہے - کیونکہ اس سی عنقریب کام لینا ہوگا -

**عیسیٰ کے معجزات** اسی طرح وصف دوم جو قرآن نے عیسیٰؑ ابن مریم صلوات اللہ علیہ کے لئے ثابت کیا وہ یہہ ہے جو سورہ آل عمران مین خود عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کی زبانی اقرار ہے کہ اونہون نے ان علامات کے ساتھہ بنی اسرائیل کی طرف اپنی رسالت کا دعویٰ کیا کہ مجکو میرے رب نے یہہ نشانی دی ہے کہ مین مٹی کے پتلے بناکر اون مین پھونک مارتا ہون اور وہ اللہ کے

انی جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مومنین آل عمران
یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا

حکم سے پرندے ہوجاتے ہین - اور اللہ کے اذن سے مادرزاد اندہے
اور کوڑھی کو اچہا کرتا ہون اور مُردون کو زندہ کرتا ہون اور جو
گھرون مین کھاپی کر اور نیز ذخیرہ رکھکر آتے ہو اوس کو جانتا ہون
اور نسکو بتا سکتا ہون - چنانچہ اسی کے مطابق حق تعالیٰ نے
سورہ مائدہ مین اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اطلاع
دی کہ قیامت کے دن جبکہ وہ سب رسولون کو جمع کریگا اور ہر ایک
کی اُمت کی سرگذشت اون سے پوچہیگا اور وہ اوس کا علم خدا کی
طرف تفویض کرین گے تو اوس وقت خدا تعالیٰ اپنی نعمات کی
یاد دہانی جو حضرت عیسیٰ اور اون کی والدہ پر کی ہے اس طرح پر
کریگا کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرے احسان کو یاد کر جو تجہپر اور تیری

لا علم لنا انک انت علام الغیوب اذ قال اللہ یا
عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک
اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی
المھد وکھلا واذ علمتک الکتاب والحکمۃ
والتوراۃ والانجیل واذ تخلق من الطین
کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی
وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ
تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل
عنک اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا
منھم ان ھذا الا سحر مبین - (مائدہ)

مان پر ہوا جبکہ مین نے تجکو روح القدس کے ساتھ تائید دی اور لوگون سے حالت مہد یعنی مان کی گود
مین اور بڑی عمر مین یکسان باتین کرتا تھا اور جبکہ مین نے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل سکھلائی
اور جبکہ تو میرے اذن کیساتھ جانور کی تمثال بنا کر اوس مین پھونک مارتا تہا اور وہ میرے ہی اذن سے
پھر پرندہ بن جاتے تھے اور تو میرے ہی اذن سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچہا کرتا تھا اور جبکہ تو میرے ہی
اذن سے مُردون کو قبرون سے زندہ نکالتا تہا اور جب کہ مین نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے ہٹا رکہا جبکہ
تو اون کی طرف معجزات کیساتھ گیا لیکن وہ لوگ جو اون مین سے کافر ہوگئے وہ بول اوٹھے کہ یہہ سب بجز
صریح جادو کے اور کچہہ نہین -

قادیانی صاحب کا عیسے کے معجزات سے انکار

لیکن ہاے افسوس کہ اون کے مثیل میرزای قادیانی نے جبکہ اپنے کو حضرت مسیح علیہ السلام کے اس
وصف سے بھی بے بہرہ پایا تو اُن کفار کی طرح براہین احمدیہ کی تمہید پنجم مین ان معجزات کو
باین علت محجوب الحقیقت کہا کہ وہ بظاہر صورت مکرون سے مشابہہ ہین اور پہر صاف صاف لکھدیا کہ عند العقل
یہہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اندہون لنگڑون کو شفا حاصل ہوئی

ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرت مسیح نے اوسی حوض سے اوڑایا ہوگا جو عبرانی مین بیت حُدا کہلاتا تہا اور جس کا
پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوس مین اترتا کیسی ہی بیماری مین کیون نہو اوس سے چنگا ہو جاتا تہا
اور جس پر کہ حضرت مسیح اکثر جایا ہی کرتے تھے۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۲۲ مین لکہا کہ یہہ اعتقاد بالکل غلط
اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان مین پہونک مار کر اونہین سچ مچ کے
جانور بنا دیتا تھا۔ نہین بلکہ صرف عمل الترب تہا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تہا۔ یہہ بھی ممکن ہے
کہ اسی کام کیلئے اوس تالاب کی مٹی لاتا تہا جس مین روح القدس کی تاثیر رکہی گئی تہی۔ بہر حال یہہ معجزہ
صرف ایک کھیل کی قسم مین سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔
اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجہتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکہتا
تھا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اور حضرت مسیح کی پیشگوئیون کو براہین احمدیہ کی
تمہید ششم مین باین علت محجوب الحقیقت کہا کہ وہ نجومیون اور رمالون اور کاہنون اور مورخون کے طریقہ
بیان سے مشابہ ہین اور کہا کہ سچی وہ ہین جن کے ساتھ ان لوگون کا شریک ہونا ممتنع اور محال ہو انتہی
اور نیز ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۱۱ و صفحہ ۳۱۲ مین لکہا کہ حضرت مسیح کی عمل الترب سے وہ مُردے جو زندہ ہو جاتے تھے
وہ بلا توقف چند منٹ مین مر جاتے تھے۔ اور یہہ جو مین نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکہا ہے یہ الہامی نام
ہے جو خدا تعالی نے مجہپر ظاہر کیا۔ انتہی۔

پس اگر قادیانی صاحب کے ان اقوال کو صحیح مان لیا جاوے اور سامری کی گوسالہ کی طرح ان معجزات کو محجوب الحقیقت
اور ایک کھیل تصور کیا جاوے تو پھر حق تعالی کا یہ احسان جتلانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور وہ اللہ کی آیات اور
نعمات کیونکر ہو سکتے ہین؟ اور ان کو سحر کہنے والے کفر کی طرف کیون منسوب کئے جاتے؟ اور اگر موتی سے مُراد
حقیقی موت اور اون کی احیا سے حقیقی حیات مقصود نہوتی تو بار بار (لفظ اِذْنی) یعنی خدا کی اذن کی اوسمین
کیا ضرورت تہی اور نیز لفظ اخراج جو قبرون سے مُردون کے نکالنے پر دلالت کرتا ہے اذن اللہ کے ساتھ کیون مستعمل
کیا گیا؟ اور اگر عیسٰی نبی اللہ نجوم یا رمل وغیرہ کی ذریعہ سے پیشگوئیان کرتے تھے یا کسی نسخہ یا عمل الترب کی ذریعہ
سے بیمارون کو اچہا کرتے تھے تو نبی اور ساحر مین فرق کیا رہا؟۔ الحاصل قادیانی صاحب کے یہہ سارے بدبیانات

نہ فقط قرآن کریم کے مخالف ہین بلکہ خدا اور رسول اور ائمہ مقبول کی تکذیب بھی کرتے ہین اور اون کفار کے قول سے بھی بدتر ہین جنہون نے اون کو سحر کہا۔

عیسیٰ کی عمر

وصف سوم جو حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کی نسبت قرآن کریم نے بیان فرمایا وہ یہہ ہے کہ اونکی عمر اس دُنیا مین زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کریگی اور نہ وہ کہولت کے قبل مرین گے جیسے کہ مظہری مین ہے اور بالتفصیل آئندہ اس کا بیان آئیگا۔ مگر افسوس کہ اون کے مثیل نے اپنی عمر کی نسبت ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۳۵ مین الہامی پیشگوئی کردی ہے کہ اون کی عمر اسّی برس یا اسکے قریب قریب یعنی سن شیخوخت تک پہونچیگی۔

عیسیٰ کا قیامت کے قبل آنا اور اوس پر اہل کتاب کا ایمان لانا

وصف چہارم جو حضرت مسیح کی متعلق قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہہ ہے کہ آیندہ کسی زمانہ مین ہر ایک اہل کتاب عیسیٰ پر ایمان لائیگا۔ قبل اس کے کہ مرے اور قیامت کے دن عیسیٰ اون کے ایمان کی شہادت دیگا۔

و ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ولیوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا۔ (سورہ ۔۔)

مگر افسوس کہ حضرت مسیح کے مثیل میرزا صاحب قادیانی حضرت مسیح کو ایسا منصب حاصل نہین کرنے دیتے اور ازالۃ الاوہام کے متعدد صفحات ایک طویل لیکچر مین تحریر فرما رہے ہین کہ "کوئی اہل کتاب ایسا نہین جو اپنے مرنیکے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کیساتھ مرنے پر یقین نہ رکھتا ہو۔ اور اس آیت مین ایک بھی ایسا لفظ نہین جو اسکو کسی خاص محدود زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو۔"

لیکن قادیانی صاحب کو اس آیت کریمہ مین لیؤمنن بہ کا صیغہ استقبال نظر نہ آیا جو مؤکد بنون تاکید ثقیلہ اور لام جواب قسم کے ساتھ حرف نفی یعنی حرف اِن کے بعد واقع ہوا۔ اور کتب اصول نحو مین مذکور ہے کہ حرف اِنْ لام قسم اور نون تاکید اور بقول سیبویہ ما نافیہ کی طرح صیغہ مضارع کو خالص استقبال کے لئے مخصوص کردیتا ہے۔ پس یہہ صیغہ صریح النص ہے کہ اس آیت مبارک کی نزول کی قبل کے اہل کتاب یا وقت نزول کے اہل کتاب کی متعلق خبر نہین دی گئی کہ وہ ایمان لا چکے ہین یا لائے ہین بلکہ یہہ اون اہل کتاب کے ایمان کی متعلق پیشگوئی ہے جو نزول عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے وقت موجود

ہون گے اور اون کے ایمان پر قیامت کے دن حضرت عیسیٰ شہادت دین گی جیسے کہ یہی مذہب مفسرین کی ایک جماعت کا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے - دیکھو جمل ص۵۶ - اور نیز شہید کے اصل معنی بھی یہی ہین یعنی حاضر نہ کہ غائب - کیونکہ غائب کو شہید نہین بولا جاتا - اسی واسطے اون لوگون سے جنھون نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد اون کی غیبت کے زمانہ مین اون کو اور اون کی والدہ کو خدا کہا حضرت عیسیٰ اون کی نسبت قیامت کے دن اس طرح تبرے کا اظہار فرمائین گے کہ اے خدا جبتک کہ مین اون کے درمیان تہا تو مین اون کا شہید اور رقیب تھا لیکن جب تو نے مجھے اُن کے درمیان سے اوٹھا لیا تو پھر تو ہی ان کا رقیب تہا اور تو ہی ہر شے کا شہید ہے -

> وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید (مائدہ)

پس سورۂ مائدہ مین اُن کا فرون کے متعلق حضرت عیسیٰ کا شہید اور رقیب ہونے سے انکار کرنے اور سورۂ نسا مین حق تعالیٰ کا اون کو شہید بیان فرمانے کے معنی بجز اس کے نہین کہ ان ایمان لانیوالون کے درمیان حضرت عیسیٰ اوسی طرح شہید ہون گے جس طرح کہ رفع کے قبل اپنی قوم مین شہید ہونیکا اقرار سورہ مائدہ مین فرما رہے ہین اور یہی معنی ہین کہ احادیث صحیحہ جسکی مؤید اور مثبت ہین جیسے کہ بالتفصیل اس کا بیان آئیگا - اور یہہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قادیانی صاحب بیس بائیس برس تک قبل اس کے قرآنی آیات سے حضرت مسیح کی حیات اور جسمانی نزول کے قایل رہ چکے ہین -

ماسوائے ان چہار اوصاف مخصوصہ کے بہت سی اوصاف احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہین جیسے اون کا بعد نزول دجال کو قتل کرنا اور بظاہر سلطنت وحکومت خلیفہ رسول اللہ ہونا اور بجز دین محمدی کے کسی دین کا باقی نہ رکہنا اور سب کا ایک ہی ملت پر ہو جانا اور خنزیر کو قتل کرنا اور صلیب کو توڑنا یعنی دین نصاری کو نیست ونابود کرنا اور اسکے بعد زمین مین ایسا امن ہو جانا کہ بھیڑیا اور بھیڑ ملکر چرین گے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک مین صاحبین اور رسول اللہ کی قبر شریف کے درمیان اون کی قبر ہونا -

قادیانی صاحب دعوائے تشابہ فطرت مین سچے نہین

مگر افسوس ہے کہ ہم قادیانی صاحب کو باوجود دعوای تشابہہ فطرت ان سب اوصاف حضرت

مسیح سے خالی بلکہ اون کا منکر دیکھتے ہین اور جو شخص کہ اون کو اون کے ہزلیات کا جواب دیتا ہے اوسکی مقابل ملاعنہ اور مباہلہ کے ساتھ وہ کھڑے ہو جاتی ہین اور بدمعاشون کی طرح گالی گلوج پر آمادہ ہو جاتے ہین - چنانچہ اون کا عربی مکتوب ابتدا سے انتہا تک لعنت اور پھٹکار سے بھرا ہوا ہے - حالانکہ ایک خاص وصف عیسیٰ علیہ السلام کا جیسے کہ انجیل مین ہے یہ بھی تھا کہ فرمایا اونہون نے مین توریت کی ابطال کے لئے نہین آیا بلکہ اوس کی تکمیل کے لئے آیا ہون - صاحب توریت نے کہا کہ نفس کو مقابل نفس اور آنکھ کے مقابل آنکھ اور ناک کے مقابل ناک اور کان کو مقابل کان اور جروح کے لئے قصاص ہے لیکن مین کہتا ہون کہ جب تیرا بھائی تیرے سیدھے گلہ پر تھپڑ مارے تو تو بایان گلہ بھی اوس کے سامنے رکھ - یعنی تواضع اور انکسار اور عفو اور ایثار عیسیٰ علیہ السلام کا ایک خاص وصف تھا جو اون کی امت کیلئے بمنزلہ شریعت ہو گیا -

حدیث علماء امت کانبیاء بنی اسرائیل کی شرح

اور نیز بتقدیر صحت حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جس سے قادیانی صاحب اپنے متعدد رسایل مین اپنی صحت مثیل ہونے پر استدلال کرتے ہین - اس کی معنی بھی بجز اسکے اور کچھ نہین کہ علماء امت کی بعض افراد کو علے سبیل التفاوت انبیاء بنی اسرائیل مین سے کسی ایک نبی کے ساتھ تشبہ اور مناسبت بعض خصوصیات ذاتیہ مین ہو جاتی ہے جیسے کہ یہی مفاد کاف تشبیہہ کا ہے اور اوس نبی کی وہ خصوصیات اوس عالم امت مین علی سبیل الظل ظاہر ہونے لگتی ہین اور اوس وقت وہ نبی اوس عالم امت کا مربی کہا جاتا ہے اور اوس عالم کو کہا جاتا ہے کہ وہ زیر قدم فلان نبی ہے اور وہ عیسوی المشرب ہے یا موسوی المشرب اور وہ آدمی المشرب ہے یا ابراہیمی المشرب - پس اوس عالم مین اوس وقت اوس نبی کی صفات خاصہ حسًا متحقق ہونے لگتی ہین جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ عیسوی المشرب تھے

ابویزید عیسوی المشرب تھے جیسے ایک چیونٹی کو قتل کرکے زندہ کیا

اونہون نے اس معنی کو جان لیا جبکہ اونہون نے ایک چیونٹی کو قتل کرکے اور پھر اوس مین پھونک مارنے سے دوبارہ اوس مین جان ڈال دی -

وفی هذه مسئلة لا یمکن ان تعرف الا ذوقا کابی یزید حین نفخ فی النملة التی قتلها فحییت فعلم عند ذلک انه کان عیسوی المشهد - (فصوص الحکم ص ۱۵۱)

اور جیسے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو مولف کے دادا پیر ہین اونکی

نسبت ہمارے پیر حضرت شاہ غلام نبی احمدی للہی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ وہ موسوی المشرب تھے
ایک مرتبہ کسی مخالف سے ایک مسئلہ مین کچہہ بحث تھی اور طرف ثانی مسئلہ تسلیم نہ کرتے تھے۔ حضرت کے سامنے
فقہ شریف کی کتاب رکھی تھی۔ جلالیت مین آکر وہ کتاب بزور اوٹھا کر زمین پر دے ماری اور یہہ فعل اُن سے
بعینہ ایسا ہی سرزد ہوا جیسے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ سے وقوع مین آیا کہ اونہون نے توریت
کو اوٹھا کر دے مارا۔ لیکن اس کے یہہ معنی نہین کہ وہ عالم اُمت ترقّی کرکے نبی بن جاتے جیسے کہ قادیانی
صاحب نے کہدیا کہ مین نبی بہی ہون اور اُمتی بہی۔ ہان یہہ عالم اُمت کبہی انبیا کی طرح ایک مشرب سے دوسرے
بالاتر مشرب کی طرف ترقّی کر جاتا ہے۔ جیسے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی

علماء ورثۃ الانبیا کی حقیقت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۰۹ مین ارشاد فرماتے ہین کہ "چون حضرت عیسیٰ علےٰ
نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل صلعم خواہد نمود از مقام خود عروج
فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمّدی صلعم خواہد رسید و تقویت دین او علیہما الصلوات والتحیات خواہد نمود"
اور کبہی یہہ عالم ایک مشرب کے علاوہ دیگر مشارب سے بھی شرب فیض کرتا ہے۔ چنانچہ یہی معنی ہین اوس حدیث
کی جو فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ علماء ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہین۔ اور یہی معنی ہین اوس حدیث کے جو فرمایا
آنحضرت صلعم نے اے علی رض تجہہ مین عیسیٰ کی مثال ہے کہ یہود نے اوس کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ اوس کی مان پر
بُہتان لگائے اور نصاریٰ نے اوس کیساتھ ایسی محبّت کی کہ اوس کو ایسا مرتبہ دیدیا جو اوس کا نہین۔ چنانچہ
خارج مین آنحضرت صلعم کی یہہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور خارجیون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی عداوت
کی کہ بدگوئی تک پہونچگئے۔ اور شیعہ نے اون کی دوستی مین یہان تک غلو کیا کہ اون کے بعض نے اون کو
ابن اللہ بنا دیا اور نیز جیسے کہ عیسےٰ علیہ السلام کی بدولت یہودیون کے اکہتّر فرقے ہوگئے اور نصاریٰ
کے بہتّر اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بدولت خوارج کے اکہتّر فرقے ہوگئے اور شیعہ کے بہتّر جن کے
اکثر تو عبد الکریم شہرستانی نے بالتفصیل اپنی کتاب الملل مین لکہدئے ہین اور اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اوس
حدیث مشکوۃ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین سایہ کیا

ابوذر صحابی سے زیادہ کسکو زہد و عکوف مین عیسےٰ بن مریم سے تشابہ ہین

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبہ عیسیٰ بن مریم یعنی فی الزہد
([illegible])

آسمان نے اور نہین اوٹھایا زمین نے کسی ذی زبان کو جو آبی ذرؓ سے اصدق اور اوفی باعتبار مشابہت عیسےٰ ابن مریم کے ہو۔ لمعات مین ہے کہ خارج مین ایسا ہی ہوا کہ وہ کبھی اداے حق مین پیچھے نرہتے اور زہد و عکوف مین ایسے ہوئے جیسے کہ عیسےٰ علیہ السلام تھے اور اس حدیث نے یہہ بھی بتادیا ہی کہ آبی ذر سے بڑہکر صدق اور وفا اور زہد و تجرد مین عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی شخص دُنیا مین مُشابہہ نہوگا۔ اور اسی معنی کے متعلق ہے جو حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۵۱ مین اشارہ فرماتی ہین کہ حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ با وجود حصول کمالات محمدیؐ و وصول بدرجات ولایت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیان انبیاء ماتقدم در طرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیمؑ دارند و در طرف دعوت کہ مناسب بمقام نبوّت است مناسبت بحضرت موسیٰؑ دارند۔ و حضرت ذی النورینؓ در ہر دو طرف مناسبت بحضرت نوحؑ دارند و حضرت امیرؓ در ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰؑ دارند۔ و چون حضرت عیسیٰ روح اللہ است و کلمہ ولاجرم طرف ولایت در ایشان غالب است از جانب نبوّت و در حضرت امیرؓ نیز بواسطہ آن مناسبت طرف ولایت غالب است"۔ انتہیٰ۔ اور یہہ معنی علم سیر کے جاننے والون سی مخفی نہین۔

پس جبکہ ہم ایسی ہی امثال کو پیشِ نظر رکہکر قادیانی صاحب کے دعوی تشابہ فطرت اور اتحاد طینت اور اون کے حالات پر غور کرتے ہین اور دیکہتے ہین کہ وہ اپنے اصیل یعنی حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کے کسی وصف خاصہ کے ساتھ متصف نہین ہین بلکہ ان سب اوصاف کا ابطال و انکار کرتے ہین اور دیکہتے ہین کہ وہ معاملات جو دو متحد الطینت اشخاص مین باہم ہونے چاہئین وہ اون سی بالکل معرّا ہین تو اس وقت ہم نہین یقین کرسکتے کہ وہ اپنے اس دعوی مین کسی طرح بہی سچے ہوسکتے ہین کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نے اون مین بروز کیا۔ سچ ہے (ع) در کلبۂ گدایان سلطان چہ کار دارد۔

اتحاد طینت کی حقیقت

اور دعوی اتحاد طینت کے متعلق صحیح نتیجہ نکالنے کے لئے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے معاملات انصاف پسند دوستون کو بس ہین جن کی طینت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طینت کا بقیہ ہونا ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ سچے حلف کے ساتھ بیان فرماتے ہین اور

| |
|---|
| قال ابن سیرین لو حلفت حلفت صادقا بارًا غیر شاك ولا مستثن ان اللہ ما خلق محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابا بکر ولا عمر الا |

خطیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی مولود ایسا نہین جس کی ناف مین اوس مٹی کا کوئی حصہ نہو جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے پس جبکہ وہ ارذل عمر کو پہنچتا ہے تو اوسی مٹی کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا ہے اور اوسی مین دفن کیا جاتا ہے - اور مین اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہین اور اوسی مین دفن کئے جائینگے -

من طینة واحدة ثم ردہم الی تلک الطینة
عینی شرح بخاری

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم ما من مولود الا فی سرتہ من تربتہ التی یولد منہا فاذا رد الی ارذل عمرہ رد الی تربتہ التی خلق منہا یدفن فیہا وانی وابابکر وعمر خلقنا من تربة واحدة وفیہا ندفن - (خطیب بحوالہ تحفۂ محمدیہ)

اور کوئی کمال نبوت ایسا نہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمن مین شیخین رضی اللہ عنہما اوس سے حظ وافر حاصل نہ کیا ہو - اور غالباً یہی ستر ہے جو عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نزول کے بعد بقول حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے مقام عیسوی سے حقیقت محمدی کی طرف عروج فرماینگے اور یہی بھید ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسےٰ ابن مریم میرے ساتھ میرے مقبرہ مین دفن ہوگا اور مین اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابی بکر اور عمر کے درمیان اوٹھینگے -

پس اتحاد طینت اور تشابہ فطرت کے ایسے ہی خواص ہوتے ہین جو باہمی متشابہ فطرت مین بروز کراتے ہین حتے کہ انواع نباتات مین بھی جیسے کہ حدیث اکرام نخلہ سے ثابت ہے اور اس مقدمہ کو ہم اسی پر ختم کرتے ہین -

## مقدمہ پنجم

(خدا کے وعید مین تخلف ہوجانے کے بیان مین)

بقول قادیانی عذاب کے وعدے مین تخلف سنۃ اللہ ہے

قادیانی صاحب نے اپنی پیشین گوئیون کا جھوٹ چھپا دینے کے لئے خدا کو اور خدا کے رسولون کو بھی اپنے ساتھ اس جھوٹ مین شریک بنانا چاہا اور انجام آتھم کے صفحات ۲۸-۲۹-۳۱ مین وعید مین تخلف سنۃ اللہ ہونا لکھدیا اور اس کی شہادت مین حضرت یونس علیہ السلام

کا قصہ بحوالہ تفسیر دُرِ منثور ابن عباس سے نقل کیا کہ خدا نے یونسؑ نبی پر یہہ وحی نازل کی کہ فلان تاریخ اُنکی قوم پر عذاب نازل کرونگا - سو اون لوگون نے خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا سو خدا نے اون کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت پر عذاب ڈالدیا - تب یونسؑ کہنے لگا کہ اب مین کذّاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہ جاؤنگا اور دوسری راہ لی - حالانکہ اس عذاب کے وعید مین کوئی شرط نہتی اہتی !

مگر قادیانی صاحب کو خدا کا یہہ کلام یاد نہ رہا جو فرمایا ہے کہ وعید پہلے ہی سے مُقرر ہو چکی ہے اور اوس کے کسی قول مین تبدیل نہین ہو سکتی

(و قد قدمت الیکم بالوعید وما یبدل القول لدیّ قرآن کریم سورہ ق)

اور وہ اپنے وعدون مین جو اپنے رسولون سے کرتا ہے ہرگز تخلّف نہین کرتا - امامِ ربّانی فرماتے ہین کہ وعد رسل وعد اور وعید ہر دو کو

(ولا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ - قرآن کریم سورہ رعد)

شامل ہے اور یہہ کسقدر شناعت کی بات ہے کہ خدا اپنے رسولون سے وعدا اور وعید کے عہد مین تخلف کرے جو عقلاً اور شرعاً ہر طرح سے شنیع اور قبیح ہے اور جیسے کہ شامی کی جلد اوّل مین علامہ تفتازانی وغیرہ نے اور نیز علامہ نسفی نے تصریح کر دی ہے کہ "وعید مین تخلف محققین نے ہرگز جایز نہین رکھا اور لقانی نے اُبّی اور امام نووی سے نقل کر دیا ہے کہ علاوہ کفار کے ایمان والے گنہگارون پر بہی وعید کا نفوذ ہوگا اور اسی پر اجماع کا انعقاد ہے" -

اور قطع نظر اسکے قوم یونس کے مُقدمہ کا فیصلہ تو خود خدا نے کر دیا - اور صریح ارشاد فرمادیا کہ کیون نہ وہ ویران شُدہ بستیان معاینہ عذاب کے قبل سچا ایمان لے آئین تاکہ اون کا ایمان اون کے رفع عذاب کا نفع

(فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوٰۃ (سورہ یونس))

دیتا اور حلول عذاب کے انتظار مین نہ رہتین جیسے کہ فرعون نے کیا - مگر برخلاف ان کے فقط ایک قوم یونس ہی تہی جو نزولِ عذاب کے قبل سچا ایمان لے آئی اور ہمنے دُنیا کی زندگانی مین بہی اون سے ذلّت کا عذاب اوٹھا دیا - پس کلام اللہ کی ہی آیت بتلا رہی ہے کہ حلول عذاب کے وعید مین عدم ایمان ہی ہمیشہ کیلئے سنّۃ اللہ مین شرط رہا - اور قطع نظر اسکے یہہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایک اولوالعزم نبی اللہ اپنے اللہ کی نسبت الیاظن کر کے بھاگ نکلے -

حالانکہ تفسیر خازن مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہہ قصّہ اس طرح پر بھی منقول ہے کہ حضرت جبریل یونسؑ نبی کے پاس آئے۔ اور کہا کہ نینوا مین جاکر اہل نینوا کو ڈرا۔ اسپر یونسؑ نے کہا کہ مجھے ایک سواری چاہئے۔ جبریل نے کہا یہ کام جلدی کا ہے۔ اسپر یونسؑ غُصّہ ہوکر کشتی کی طرف چلے گئے۔

عن ابن عبّاس اتی جبریل یونس فقال انطلق الی اھل نینوا فانذرھم فقال التمس دابۃ قال الامر اعجل من ذلک فغضب وانطلق الی السفینۃ۔

اور ایک روایت مین ابن عبّاس سے یہہ بھی ہے کہ یونس اپنی قوم کی معیت مین فلسطین مین رہا کرتا تہا کہ اتفاقاً کسی بادشاہ نے اون پر لشکر کشی کرکے اون کے بارہ سبطون مین سے ساڑھے نو سبط قید کرلئے اور باقی صرف اڑھائی سبط رہگئے اسپر خُدا نے شعیاء نبی کو وحی کی کہ حزقیل بادشاہ کو جاکر کہہ کہ وہ کسی قوی نبی کو اوس ظالم بادشاہ کے مُقابلہ کے لئے روانہ کرے اور مین بنی اسرائیل کے دلون مین اوس کے ساتھ جانے کے لئے اِلقا کردونگا۔ حزقیل نے شعیاء نبی سے پوچھا کہ تیرے خیال مین کسکو بھیجون۔ کیونکہ اوس وقت وہان پانچ نبی موجود تھے تو شعیاء نے رای دی کہ یونس ہی قوی اور امین ہے۔ پھر حزقیل نے یونس کو بُلاکر فرمایش کی اسپر یونسؑ نے پوچھا کہ کیا خدا نے میرے جانیکا تجھے حکم کیا ہے؟ حزقیل بولا نہین۔ پھر یونسؑ نے کہا کہ کیا خدا نے میرا نام لیا ہے؟ حزقیل بولا نہین۔ پھر یونس بولا کہ یہان میرے سوائے دوسرے قوی انبیاء موجود ہین لیکن سبنے یونس ہی کو مجبور کرنا چاہا۔ مگر وہ شعیاء نبی اور حزقیل اور قوم سے رنجیدہ ہوکر بحیرہ روم کی طرف چلاگیا اور کشتی پر جا سوار ہوا۔ انتہیٰ۔

قال ابن عباس فی روایۃ عنہ کان یونس وقومہ یسکنون فلسطین فغزاھم ملک فسبی منھم تسعۃ اسباط ونصفا وبقی منھم سبطان ونصف فاوحی اللہ الی شعیاء النبی ان اسر الی حزقیل الملک وقل لہ یوجہ نبیاً قویاً فانی القی فی قلوب اولئک حتی یرسلوا معہ بنی اسرائیل۔ فقال لہ الملک فمن تری کان فی مملکتہ خمسۃ من الانبیاء قال یونس انہ قوی امین فدعا الملک یونس وامرہ ان یخرج فقال یونس ھل اللہ امرک باخراجی قال لا قال فھل سمانی اللہ لک قال لا قال فھھنا غیری انبیاء اقویاء فالحوا علیہ فخرج مغاضبا للنبی وللملک وقومہ واتی بحر الروم فرکبہ۔ (خازن)

بقول قادیانی چارسوبی کو شیطان نے دہوکا دیا اور وحی مین دخل دیا

مگر قادیانی صاحب نے اسی پر اکتفا نہ کیا اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۲۸ مین لکھا کہ کبہی شیطانی دخل انبیاء اور رسولون کی وحی مین بہی ہوجاتا ہے اور اوس کی سند مین وہی توریت کا قصہ لکہا کہ ایک بادشاہ کے وقت مین چارسو نبی نے اوس کی فتح کے بارہ مین پیشینگوئی کی اور وہ جہوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ اوسی میدان مین مرگیا اور اوس کی توجیہہ یہہ بیان کی کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تہا۔ نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تہا۔ اور ان نبیون نے دہوکا کہا کر ربانی سمجہہ لیا تہا۔

انبیاء کی خطرات سے شیطانی وسوسہ بلا توقف اوٹہا دیا جاتا ہے

حالانکہ قرآن کریم قادیانی صاحب کے اس منقولہ قصہ کی تکذیب کر کے گذشتہ نبیون اور رسولون کا اس بہتان سے ابراء فرمارہا ہے۔ دیکہو سورہ حج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے کہ اے محمد ہمنے تیرے قبل ایسا کوئی نبی اور رسول نہین بہیجا کہ اوس کو یہ حالت پیش نہ آئی کہ جب اوسنے (اپنی طبعی خواہش سے) کوئی خیال اپنے نفس مین گذرانا

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ - (سورہ حج)

تو شیطان نے اوس مین وسوسہ ڈال دیا اور معًا بلا توقف اور بلا مہلت اوسی دم اللہ تعالی نے شیطانی وسوسہ کا ازالہ فرما دیا اور اپنی نشانیون کو محکم کر دیا اور یہہ معنی نہین کہ شیطانی وسوسہ دیر تک قایم رہا ہو اور اللہ تعالی کی نشانیون کی استواری مین کوئی عرصہ لگا ہو یا اخیر دم تک اوس کا ازالہ نہ ہوا ہو اسلئے کہ حرف (فاء) قاعدہ نحو کے مطابق کلام عرب مین ترتیب بلا مہلت کا افادہ دیتا ہے اور حرف (ثم) تراخی باعتبار زمانہ کے علاوہ اکثر تراخی باعتبار رتبہ کے لئے بہی آتا ہے خواہ ارتفاعًا ہو یا انحطاطًا پس آیت مذکورہ مین حرف (ثم) تراخی زمانہ کے لئے نہین کیونکہ القاء شیطانی کے ازالہ اور آیات رحمانی کے استحکام مین بلحاظ نظر فقط رتبتہً فرق ہے۔ اسلئے کہ ازالہ وسوسہ شیطانی کو استحکام آیات رحمانی لازم ہے

الفاء للترتیب بلا مہلۃ وثم للتراخی زمانًا او رتبۃ ارتفاعا او انحطاطًا نحو جاء الجیش ثم الامیر اذا جاآ معا او جاء الامیر سابقا لکن الاخر لافادۃ الترتیب بحسب الرتبۃ (متن متین ومتہل)

اور یہہ وہ آیت ہے کہ جسکی تفسیر مین کو فہمون نے جہوٹی کہانیان اختراع کرلین۔ چنانچہ کسی نے یہہ کہا

کہ آنحضرتؐ جب سورۂ نجم کی آیت افرأیت اللات والعزیٰ پڑھ رہے تھے تو شیطان نے بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہہ فقرات نکلوا دیئے۔ تلک الغرانیق العلیٰ + وان شفاعتہن لترتجیٰ۔

بیضاوی مین ہے کہ یہہ قصہ محققین کے نزدیک قبول نہین۔

خازن مین ہے کہ اس قصہ کو کسی ثقہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت نہین کیا۔ بلکہ اس کو اون مورخون اور مفسرون نے بیان کیا ہے جو کہ صحت سقیم مین تمیز نہین کر سکتے۔ اور کسی نے یہہ کہا کہ (تمنّی) کے معنی قرأت اور تلاوت ہے۔ بیضاوی مین ہے کہ یہہ معنی وثوق قرآن کے مخل ہین کہ شیطان رجیم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صوت کا محاکی ہو۔ پس صحیح معنی وہی ہین جو بیضاوی اور خازن مین ہین۔ یعنی اپنی طبعی خواہش کے مطابق کوئی خیال دل مین لاوے۔ پس یہی آیت دلیل اتم ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد بعثت الی الخلق کبھی شیطان کے دام مین نہین آسکتے اور ہمیشہ اون کی حرکات وارادات اور اقوال وافعال ارادہ الٰہی کے تابع رہتے ہین اور وہ کوئی کام اپنی خواہش کے مطابق نہین کرسکتے۔ بلکہ اون کی مثال ایسی ہے جیسے نے کی آواز نفخ نائی کی تابع یا کہ حرکت حجر تحریک رامی کا ثمرہ ہے۔

زیادہ تر تعجب خیز یہہ امر ہے کہ قادیانی صاحب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۴۸ مین اپنا الہام لکھ چکے ہین کہ وہ محدث نفخ وال ہین اور اس کی سند مین لائے ہین کہ ابن عباس کی قرأت مین جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے اس آیت مین کلمہ ولا محدّث بھی ہے اور جو اسکے لکھتے ہین کہ محدث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے جس مین دخل شیطان قایم نہین رہ سکتا اور وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے۔

ہم قادیانی صاحب سے معارضہ کر کے کہتے ہین کہ جب محدّث کی یہہ شان ہے تو پھر انبیاء کے الہامات مین کیون غلطی ہونے لگی۔ قطع نظر اس کو ہم کہتے ہین کہ اون کے حوالہ کے مطابق بخاری مین یہہ کلمہ

هو مردود عند المحققین بیضاوی

لا اسند ثقة بسند صحیح او سلیم متصل وانما رواہ المفسرون والمورخون المولعون بکل غریب الملفقون من الصحف کل صحیح وسقیم۔ (خازن)

(تمنی) زوّر فی نفسه ما یهواه بیضاوی

(تمنی) خطر بباله وتمنی بقلبه خازن

بقول قادیانی محدث کا الہام قطعی ہوتا ہے اور شیطانی القا بلا توقف اوس سے اٹھایا جاتا ہے

بروایت ابن عباس نہین ہے - ہان تفسیر دُرِ منثور مین اس کلمہ کے نسخ ہونے پر تخریج ابن ابی حاتم سے شہادت موجود ہے - جیسے کہ کہا اخرج ابن ابی حاتم عن سعد بن ابراھیم بن عبد اللہ بن عوف قال ان فیما انزل اللہ و ما ارسلنا من قبلک من رسول و لا نبی ولا محدث فنسخت - والمحدثون صاحب یس ولقمان و مومن آل فرعون وصاحب موسیٰ - در منثور صفحہ ۳۶۹

# مقدمہ ششم

(محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد مین خطا اور وحی کو غلط معنی سمجھنے میں از غبر محمد و علام رسول اللہ مین)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے اپنا جھوٹ چھپانے کے لئے خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی آریا اور کرسٹانون کی طرح گستاخانہ کلمات کی پروانہ کی اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۸۷ سے ۶۹۲ تک متعدد مقامات مین لکھا کہ "ایسے امور مین جو عملی طور پر سکھلائے نہین جاتے اور نہ اونکی جزئیات خفیہ سمجھائی جاتی ہین انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو وخطا ہے - مثلاً وہ خواب[۱] جس کا ذکر قرآن مین بھی ہے اور جو بعض مومنون کے حق مین موجب ابتلا ہوئی اور جس کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اوٹھا کر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اوس وقت اوس رویا کی تعبیر ظہور مین نہ آئی - حالانکہ بلاشبہ رسول اللہ کا خواب وحی مین داخل ہے - لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے مین غلطی ہوئی - اور ایسا[۲] ہی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویون نے آپکے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تھے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہین کیا گیا یہان تک کہ آپ فوت ہوگئے - اور اسی[۳] طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہین کھلی اور آنحضرت کا اوّل یہی خیال تھا کہ ابن صیاد وہی دجال ہے - مگر آخر مین یہہ رائے بدل گئی - اور ایسا[۴] ہی سورہ روم کی پیشگوئی کے متعلق جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط لگائی تھی آنحضرت نے صاف فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب مین نو برس تک اطلاق پاتا ہے اور مین بخوبی مطلع نہین کیا گیا کہ نو برس کی حد کے اندر کس سال تک یہہ پیشگوئی پوری ہوگی - اور ایسا[۵] ہی وہ حدیث جسکے یہ الفاظ ہین

بقول قادیانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجتہاد مین خطا کی اور وحی کے معنے غلط سمجھے -

فذھب وھلی الی انہ الیمامۃ او الہجر فاذا ھی المدینۃ یثرب - پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا اور حضرت مسیح کی پیشگوئیون کا سب سے عجیب تر حال ہے - بار ہا اونھون نے کسی پیشگوئی کے کچھہ معنی سمجھے اور آخر کچھہ اور ہی ظہور مین آیا - بہرحال ان باتون سے یقینی طور پر یہہ اصول قایم ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئیون کی تعبیر اور تاویل مین انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہین - جسکو اللہ تعالی خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکہنا چاہتا ہے اور مسایل دینیہ سے ان کا کچھہ علاقہ نہین ہوتا - یہہ ایک نہایت دقیق راز ہے جسکے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر آنحضرت پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ کے طرز بیان مین اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھہ تعجب کی بات نہین اور اگر وقت ظہور کچھہ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائین تو شان نبوت پر کچھہ جاے حرف نہین -"

**حقیقت نبوت اور غیر محدود علوم رسول اللہ کا بیان**

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان ہزلیات کا جواب دین ہم بارگاہ نبوت مین نہایت ادب کے ساتھ التجا کر کے اس امر کے اظہار کیلئے مجبور ہین کہ ہر وہ شخص جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت فدائی رکھتا ہے اوس کا ایمان اوسکو ہرگز منظوری نہین دیکتا کہ وہ قادیانی صاحب کے ان غلط افتراؤن کو ایک لحظہ کے لئے بھی صحیح مان لے جو اونہون نے حضرات انبیا خصوصاً خاتم الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ کی شان مین لکھی ہین اور جن کا صحیح مان لینا نہ فقط اون کی عصمت اور وثوق اور اصطفا اور اجتبا کا منافی ہے جو اللہ کے ایک مرسل بندہ کیلئے ضروری ہے بلکہ شان نبوت کے بھی مخالف ہے جسکے ساتھ وہ خدا کے بندون کو تاریکی سے روشنی کی طرف نکالتے اور ناپاک دلون کے تزکیہ اور طہارت اور اون کو لوث بشریت سے پاک و صاف کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہین - ورنہ (ع)

آنکس کہ خود گم است کرا رہبری کند

نبی کی صورت بشریہ اور ملکیہ بشر اور ملک سے بالاتر ہوتی ہے

مانا ہم نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت بشریہ میں ہمارے مماثل تھے لیکن طرف معنی اور روح میں وہ ہماری مثل نہتے۔ پس ایک طرف سے اون کو نوع انسان کے ساتھ مشابہت رہی اور دوسری طرف سے اون کو نوع ملائکہ کے ساتھ مماثلت حاصل۔ اور ان دونوں مماثلتوں کے اجتماع سے بشریت اون کے مزاج و استعداد میں نوع بشر سے فایق رہی اور ملکیت اون کی وحی و رسالت کے قبول و ادا میں ملکیت نوع ملائکہ سے زاید رہی۔ لہذا ممکن نہیں کہ طرف بشریت میں بنی نوع کی مثل اون کو ضلالت اور غوائیت ہو یا طرف ملکیت میں اون کو کسی قسم کی زیغ و طغاوت ہو۔ چنانچہ یہی جامعیت ہے کہ جس کی رعایت سے کبھی تو وحی کا نزول صورت بشریہ میں ہوتا رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام سے حسًا اور عینًا مکالمہ اور مشاہدہ فرماتے اور کبھی صلصلۃ الجرس کی طرح وحی ربانی کی متسلسل آواز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک میں پہونچتی اور کبھی از روے نفث اور کشف اور کبھی بطریق فراست یا رؤیا معانی خفیہ کا القا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے شرح صدر کا باعث ہوتا اور اگر احیانًا حسی طور پر وحی کا انقطاع ہوا لیکن تائید اور عصمت الٓہی کبھی منقطع نہوئی جس سے آنحضرت کے اذکار اور اقوال اور افعال میں استواری اور استحکام کا افاضہ ہوتا رہا۔

انا بشر مثلکم اکل مما تاکلون و اشرب مما تشربون

مانا ہمنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت اس امر کے اقرار کیلئے مامور کئے گئے کہ میں بھی تمہاری مثل ایک آدمی ہوں جو تم کہاتے پیتے ہو میں بھی وہی کھاتا پیتا ہوں۔ لیکن دوسرے وقت وہ اس امر کی اطلاع کے لئے بھی مجبور ہوئے جبکہ صحابہ نے کھانا پینا ترک کرنا چاہا کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میں اللہ کے ہاں مہمان رہتا ہوں وہی مجھے کہلاتا اور پلاتا ہے

انی لست کھیئتکم انی ابیت عند ربی ھو یطعمنی و یسقینی انار
قال النبی لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی۔ بخاری صفحہ ۱۰۲۲ ابی ہریرہ

مانا ہمنے کہ جب کفار نے آنحضرت سے چشمہ کے جاری کرنے اور کہجور اور انگور کا ایک ایسا باغ مہیا کرنے کے لئے جس میں نہریں جاری ہوں اور آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرانے اور اللہ اور فرشتوں کو سامنے لانے اور سنہرے گہر کے مہیا ہوجانے اور آسمان پر چڑہکر ایک کتاب

و قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا

لانے پر ایمان لانا مشروط کیا - تو اوس وقت اون کے سوالات کے جواب مین آنحضرتؐ کو یہہ کہنے کا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ کہدے اون کو کہ میرا رب ہر عجز و نقص سے پاک ہے اور مین اوس کا بندہ رسول ہون لیکن ساتہہ ہی اس کے ارشاد ہوا کہ ہمکو کسی شے نے ایسی آیات کے بھیجنے سے نہین روکا بجز اسکے کہ اگلے کفار نے تکذیب کی اور وہ ایمان نہ لائے - آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میرا وجود ہے جو تمنے مجہہ سے مانگا ہے وہ مجھے اللہ نے دیدیا ہے اور اگر مین چاہون تو وہ ہو جاوے اور مجھے اللہ نے خبر دی ہے کہ اگر مین تمکو دیدون اور پھر تم انکار کرو تو وہ تمکو سب سے نرالا عذاب دیگا -

> اکسفا ان تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السما ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ - قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا - ای لا عجل رقیک فالانام للتعلیل - فتح البیان - بنی اسرائیل

> وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بھا الاولون - سورۂ بنی اسرائیل

> والذی نفسی بیدہ لقد اعطانی ما سألتم ولو شئت لکان ولاخبرنی ان اعطاکم ذلک ثم کفرتم انہ لیعذبکم عذابا لا یعذبہ احدا من العالمین - امر عطا تفسیر حافظ ابن کثیر - سورۂ بنی اسرائیل

**آنحضرتؐ کا نسیان** مانا ہے کہ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین بھی تمہاری مثل بھول جاتا ہون اور تمہاری مانند غصہ کرتا ہون لیکن دوسرے وقت یہہ افاضہ فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے اپنا کپڑا بچھا رکھے یہان تک کہ مین اوس کلام کو ختم کرلون اور وہ اوس کپڑے کو اپنے سینہ سے لگالے تو وہ کبھی میری احادیث کو نہ بھولیگا - چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور وہ کبھی آنحضرت کی حدیث مبارک کو نہ بھولے - یہی وجہ ہے کہ اکثر احادیث ابی ہریرہؓ سے ہی مروی ہین - اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سہو و غفلت کا انتساب نبی صلعم کی اوس حالت صحو و ہوشیاری کے مباین ہے جبکہ

> انی انسی کما تنسون واغضب کما تغضبون - مواھب اللدنیہ

> لم یبسط احد منکم ثوبہ حتی اقضی مقالتی ھذہ ثم یجمعہ الی صدرہ فینسی من مقالتی شیئا ابدا فبسط - ابی ھریرۃ فما انسی منھا شیئا - مشکوۃ بخاری

**آنحضرتؐ کا دل بیدار** امر نبوت کا کل دارومدار ہے - اسیوجہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اگرچہ میری آنکھ سو جاتی ہے لیکن میرا دل نہین سوتا - اسیوجہ سے جبکہ آنحضرتؐ سوئے ہوئے تھے ملائکہ نے ضرب المثل کے وقت کہا

> تنام عینی ولا ینام قلبی - مشکوۃ

> جاءت ملائکۃ الی النبی وھو نائم فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہ مثلا قال بعضھم نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل الخ - مشکوۃ

کہ آنحضرت صلعم کی آنکھ اگرچہ نیند مین ہے لیکن دل بیدار ہے اور آنکھہ کا نیند مین ہونا فہم وتفہیم سے مانع نہ ہوگا

آنحضرت صلعم کا دل نور اور حکمت سے مملو کیا گیا

اور یہہ بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک چیر کر ایمان اور حکمت کے ساتھ پُر کردیا گیا حتے کہ سیون کی نشانیان قلب مبارک پر نمایان رہین پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے نبی پر غفلت اور ذہول طبعی کا غلبہ ہو

ظهرت الملائكة فشقت عن قلبه فملأته ايمانا وحكمة وذلك بين عالم المثال والشهادة فلذلك لم يكن الشق على القلب اهلاكا وقد بقي منه اثر الخيط وكذلك كلما اختلط فيه عالم المثال والشهادة حجة الله البالغة صفحہ ۲۸۶

اور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت مقام ہیبت اور عبودیت سے اطلاع دی کہ اللہ کی قسم مین اللہ کا رسول ہونے ہوئے بھی نہین جانتا کہ میرے اور تمھارے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا - اور نیز وہ اس کہنے مین خاص طور سے مامور ہوئے لیکن آنحضرت صلعم نے دوسرے وقت ملک وملکوت اور ناسوت

والله لا ادري والله لا ادري وانا رسول الله ما يفعل بي ولا بكم - مشكوة

قل ما كنت بدعا من الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم ان اتبع الا ما يوحى الي وما انا الا نذير مبين - احقاف ركوع ۱

آنحضرت صلعم کا علم متعلق ملک وملکوت

وجبروت کے سب اسرار کہول دئے اور اس کے بعد سورۂ مدنی مین خود خدا نے اپنے کلام مین فرمایا کہ اے محمد صلعم ہر وہ چیز جو تجھے معلوم نہتی خدا نے تجھے بتلادی اور اوس کے موافق عمل کی توفیق بخشی - اور خود آنحضرت صلعم نے اپنی

وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما - اي العلم التفصيلي التام وعلم احكام التفاصيل وتجليات الصفات مع العمل به -

سورہ نساء مدنی تفسیر محی الدین ابن العربی

حالت مخصوصہ سے اطلاع دی جو فرمایا کہ مین وہ دیکھتا سُنتا ہون جو تم دیکھتے سُنتے نہین - اور مین جانتا ہون کہ سب سے پیچھے کون جنت مین جائیگا اور کون دوزخ سے نکلیگا اور خدا نے میرے دونون کاندھون پر قدرت کا ہاتھ رکھا حتے کہ مین نے اوس کی خنکی اپنے سینے مین پائی اور ہر شے مجھپر کھل گئی اور مین نے پہچان لی - اور دوسری روایت مین ہے کہ مین نے زمین اور آسمان کی اشیا رجان لین -

اني ارى ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون مشكوة

واني لاعلم اخر اهل الجنة دخولا واخر اهل النار خروجا - مشكوة

فعلمت ما في السماوات والارض - وفي رواية فوضع كفه بين كتفي حتى وجدت برد انامله بين ثديي فتجلى لي كل شئ وعرفت

مشكوة باب المساجد ومواضع الصلوة

چنانچہ اسی حدیث کے تحت میں مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں ہے کہ این عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آن دخواند آنحضرت مناسب این حال والمقصد استشہاد براسکان آن این آیت را وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین - اور طیبی میں ہے

حبیب نے سب اشیاء کو پہچان لیا اور خلیل نے اشیاء کی ملکوت کو دیکھ لیا - اور زرقانی اور رؤفی میں ہے کہ حق تعالیٰ نے شب اسرے میں علم ماکان اور مایکون آپ پر کھول دیا -

قال الطیبی الحبیب علم الاشیاء کلھا والخلیل رأی ملکوت الاشیاء ولا حاجة الی ما قال الشیخ القاری یعنی ما اعلمہ اللہ مما فیھما من الملئکة والاشجار وغیرھا

اور حدیث معراج میں ہے کہ بالائے عرش سے ایک قطرہ میری زبان پر اوترا جو برف سے خنک تر اور شہد سے ایسا شیرین تر تھا جو کسی نے ایسا شیرین تر کبھی نہیں چکھا - پس اس قطرہ سے حق تعالیٰ نے مجھے اولین اور آخرین کا علم کھولدیا -

قال علیہ السلام حدیث المعراج نزلت قطرة من العرش فوضعت علی لسانی ابرد من الثلج واحلی من العسل فما ذاق الذائقون شیئا قط احلی منھا فانبأنی اللہ بھا علم الاولین والآخرین - زرقانی شرح مواہب اللدنیہ احمد و ترمذی

اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر دیا اور میں نے اوس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسقدر زمین اکٹھی کی گئی ہے میری امت کا ملک وہاں تک پہونچیگا اور مجھے احمر اور ابیض دو خزانے دے گئے -

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی منھا واعطیت الکنز الاحمر والابیض - (مسلم)

اور فرمایا میں تمپر شاہد ہوں اور خدا کی قسم اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں - اور مجھے زمین کی یا زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں -

انا شھید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض (بخاری) ص۹۲۵

اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا خیال ہے کہ میرے پر کوئی شے مخفی رہ سکتی ہے جو تم کرتے ہو - سو خدا کی قسم میں اپنے پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ سامنے سے دیکھتا ہوں -

اترون انہ یخفی علی شیء مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی - رواہ احمد - مشکوٰۃ ص۶۲

حضرت حذیفہ جو صاحب سر رسول اللہ ہین فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کہڑے ہو کر اون سب اشیا کا بیان فرمایا جو قیامت تک ہونیوالی ہین اور کوئی بہی فروگذاشت نہ کی جسنے یاد رکہا اوس کو یاد ہین اور جسکو بہول گئین بہول گئین - چنانچہ یہہ امر میرے ان صاحبون کو معلوم ہے اور جب ہین کوئی شے اوس مین سے بہول جاتا ہون تو وقوع مین آنے ہی اوسی طرح یاد آجاتی ہے جیسے کوئی آدمی کسی کا منہ ایک دفعہ دیکہتا ہو اور مدت کے بعد جب اوسکو دیکہتا ہے تو اوسکو پہچان لیتا ہے - اور نیز حذیفہ رضی اللہ عنہ حلف کے ساتھ کہتے ہین کہ قیامت تک کوئی ایسا سرغنہ فتنہ و فساد کا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کی اطلاع نہ دی ہو - یہان تک کہ اوس کے اون ہمراہیون کی تعداد سے بہی اطلاع دی جو قریب تین سو اور اوس سے زیادہ اوسکے ساتھ رہین گے اور اوسکا اور اوسکی باپ اور اوسکی قبیلہ کا نام بہی بتا دیا۔

عن حذیفة قال قام فینا رسول الله صلعم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی مقامه ذلک الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه - قد علمه اصحابی هؤلاء وانه لیکون منه الشئ قد نسیته فاراه فاذکره کما یذکر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راٰه عرفه - متفق علیه

قال والله ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا والله ما ترک رسول الله من قائد فتنة الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معه ثلاث مائة فصاعداً الا قد سماه لنا باسمه واسم ابیه واسم قبیلته (ابو داؤد)

آنحضرت صلعم کا قیامت تک کے واقعات سے پیشنگوئی کرنا

شاہ ولی اللہ صاحب رح ازالۃ الخفا مین لکہتے ہین کہ چونکہ سلسلہ تکوین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا مقدر نہ تہا لہذا حکمت الٰہیہ کا اقتضا ہوا کہ اون واقعات کے احکام بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہون جو قیامت تک ہونیوالی ہین اور اون کے متعلق حق تعالی کی رضا یا عدم رضا بہی ظاہر ہو تاکہ نعمت الٰہی تمام و کامل ہو اور حجت قایم - پس وہ سب وقایع منکشف ہوگئے اور آنحضرت نے بعض کی نسبت تو اس طرح خبر دی کہ گویا بچشم دیکہہ رہے ہین اور بعض کی نسبت حسب تقریبات اطلاع دی تاکہ آنحضرت صلعم کے بعد امت مرحومہ مشکل تاریکی مین نہ رہے - پس بموجب آیہ وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم - پہلا امر جو آنحضرت صلعم کے بعد ہونیوالا تہا وہ امر خلافت اور اوس کے

مستحقین کے تعیین کا مسئلہ تھا سو اوس کی نسبت آنحضرتؐ نے مختلف طریقوں سے تصاً و ایماءً و قولاً و فعلاً تقریر فرما دی اور اون کے مستقر سے بھی اطلاع دیدی اور اوس کے مراتب خلافت سے بھی اس طرح آگاہ کر دیا کہ وقت وفات اس اہتمام کی ضرورت نرہی۔

ترمذی اور ابو داوٗد مین ابی بکرہ اور عرفجہ اور سفینہ مولی ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی عادت مبارک تھی کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ کیطرف مُنہہ پھیر کر دریافت فرماتے کہ تم مین سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ - پس ایک شخص نے عرض کی کہ اے رسول اللہ مین نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اوتری ہے اور آپ اور ابو بکر وزن کئے گئے اور آپکا پلہ غالب ہوا - پھر ابو بکر اور عمر تولے گئے اور ابی بکر کا پلہ غالب ہوا پھر عمر اور عثمان تولے گئے اور عمر کا پلہ غالب ہوا - پھر وہ ترازو اوٹھائی گئی - سفینہ فرماتے ہین کہ اس خواب کے سُننے سے آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک مین کسیقدر تغیر آگیا - پھر فرمایا کہ یہہ سلسلہ خلافت نبوت ہے جو تیس برس رہیگا اور اس کے بعد ملک و سلطنت ہوگی -

عن سفینۃ مولی ام سلمۃ قال کان رسول اللہ اذا صلی الصبح ثم اقبل علی اصحابہ فقال ایکم رای رؤیا فقال رجل انا یا رسول اللہ کان میزانا نزل من السماء فوضعت فی کفۃ و وضع ابوبکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی بکر فرجحت و نزل ابوبکر مکانہ فجئی لعمر بن الخطاب فوضع فی الکفۃ الاخری فرجح ابوبکر ثم رفع ابوبکر و وضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر و رفع المیزان - قال فتغیر وجہ رسول اللہ ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلاثون عاما ثم یکون بعد ملک فاستاولہا رسول اللہ یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء (مشکوٰۃ)

خلافت کے بعد سلطنت

مشکوٰۃ مین خدلفہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبوت کے بعد خلافت منہاج نبوت کے مطابق رہیگی - اسکے بعد ملک عاض ایک زمانہ تک رہیگا - پھر اوسکو اوٹھا دیا جاویگا اور ایک زمانہ تک ملک جبریہ رہیگا اور اوسکے اوٹھائے جانیکے بعد پھر خلافت منہاج نبوت پر قایم ہوگی اسکے بعد آنحضرتؐ نے سکوت فرمایا

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون ملکا عاضا فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ثم سکت (احمد بیہقی)

پھر مشکوۃ مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور ملک و سلطنت کا مستقر شام ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام۔ بیہقی فی الدلایل النبوۃ

اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ مین نے نور کا ایک ستون دیکھا ہے جو میرے سر کے نیچے سے نکلکر شام مین جا ٹھیرا۔

عن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رأیت عموداً من تحت راسی ساطعاً حتی استقر بالشام۔ بیہقی

پس ان احادیث نے بتلا دیا کہ آنحضرتؐ نے اپنی ریاست کے دو حصے فرمائے۔ ایک کا نام خلافت رکھا اور دوسرے کا نام ملک اور واقعات نے بتلا دیا کہ خلفاے ثلاثہ کے سوا کوئی بھی مدینہ مین آنحضرت کے بعد متوطن نہوا اور آنحضرتؐ نے ابن حوالہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے ابن حوالہ جب تو خلافت کو دیکھیگا کہ بیت المقدس کی زمین مین اوتر آئی ہے تو اوسکے ساتھ زلزلہ اور اندوہ اور امور عظام پیوستہ ہون گے۔ اور اس معنی کو آنحضرتؐ نے

عن عبد اللہ بن حوالہ قال قال رسول اللہ صلعم یا ابن حوالہ اذا رأیت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۶۔ ابوداؤد حسن حاکم مرقات مشکوۃ

متعدد طرق سے بالتصریح بھی فرمایا کہ میرے بعد ابی بکر اور عمرؓ کا اقتدا کریو اور بالآخر آنحضرتؐ نے اخیر وقت مرض موت مین ابی بکر کو

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ طبرانی از ابی الدرداء۔ مسند احمد ترمذی ابن ماجہ از حذیفہ

نماز مین اپنا امام بنایا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ مین لکھدون مبادا کوئی آرزومند کہے کہ وہ اولی ہے۔ حالانکہ اللہ اور مومنین ابی بکرؓ کے ماسوا کا

ادعی لی اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قایل انا اولی و یابی اللہ والمومنون الا ابی بکر عن عائشہ مشکوۃ صحیحین

انکار کرتے ہین۔ اور اس مین ایک گونہ خلافت کے فیصلہ سے بھی آگاہ کر دیا جو آنحضرتؐ کے بعد ہونے والا تھا۔

اور سائلہ عورت سے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پاوے تو ابی بکر کے پاس آنا۔

قال ان لم تجدنی فاتی ابابکر۔ بخاری صفحہ ۱۰۲

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمادیا کہ اللہ نے ابابکرؓ کو میرا خلیفہ اللہ تعالی کے دین اور وحی پر

قال ابن عباس جئت رسول اللہ صلعم فقال ان اللہ جعل ابابکر خلیفتی علی دین اللہ و وحیہ

بنا دیا ہے - وہی میرا وصی ہے اوسی کی اطاعت کر لیو -

اور علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! تو امیر بنایا جاویگا
خلافت کیلئے طلب کیا جاویگا اور تو قتل کیا جائیگا اور سر سے
ریش تک رنگا جائیگا - اور دیلمی مین علی رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ
معاویہ بالضرور سلطنت کا مالک ہوگا - اور ترمذی مین ہے
کہ آنحضرت صلعم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق مین دعا دی کہ اے
خدا تو اوس کو قرآن کا علم سکھلا اور اوس کو ملک مین مکنت
دے اور عذاب سے نگاہ رکھ -

ووصیہ وخصومینتوص فاسمعوا لہ و
اطیعوا تھتدوا - ازالۃ الخفاء ص۲۵۵
اخرج الطبرانی عن جابر بن سمرۃ قال
قال رسول اللہ صلعم لعلیؓ انک مؤمر مستخلف
و انک مقتول و ان ھذہ مخضوبۃ
من ھذہ یعنی لحیۃ من راسہ ازالۃ الخفا ص۲۵۶
لا تذھب الایام و اللیالی حتی یملک معاویۃ
ازالۃ الخفا ص۲۳۱

اللھم علمہ الکتاب و مکن لہ فی البلاد
وقہ العذاب - (ترمذی)

پس جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے متصل واقعات سے آگاہ کیا اوسی طرح ہر ایک معظم
واقعہ سے بھی جو قریب یا بعید مین ہونے والے تھے اون کا ذکر فرمایا - لیکن ہم بخوف طوالت فقط اون چند
مغیبات کی پیشینگوئیون کا ذکر کرتے ہین جو آنحضرتؐ نے اپنی آخری اُمت کے باب مین ارشاد فرمائی ہین
اور جن کا تعلق آخری زمانہ سے ہونیوالا تھا - پس آنحضرت

**دجال کا خروج**

صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث ابن صیاد مین
جو عبد اللہ بن عمرؓ سے مشکوٰۃ مین مروی ہے آگاہ فرمایا کہ مین
تمکو ڈراتا ہون اور کوئی نبی نہین گذرا جسنے اپنی قوم کو دجال سے
نہ ڈرایا ہو - چنانچہ نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اوس سے ڈرایا اور مین

ثم ذکر الدجال فقال انی انذرکموہ و
ما من نبی الا قد انذر قومہ لقد انذرہ نوح
قومہ ولکنی ساقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ
تعلمون انہ اعور و ان اللہ لیس باعور -
مشکوٰۃ متفق علیہ - از ابن عمر

تمکو اوس کی ایک خاص علامت بتاتا ہون جو کسی نبی نے نہین بتائی کہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہین اور
ابن صیاد اوس کا ایک نمونہ دکھایا گیا - حتے کہ بعض صحابہ نے شدتِ مشابہت کے دیکھنے سے یقین کر لیا
کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے - یہان تک کہ جابر بن عبد اللہؓ نے حلف اوٹھایا اور بقول اون کے عمرؓ نے
بھی - مگر آنحضرتؐ نے اس سے انکار فرمایا - با این ہمہ ابن صیاد نے بھی خود اون کے اس زعم کی تردید ابی سعید

ابی سعید خدری کے سامنے کر دی اور کہا کہ اے ابی سعید کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کی اولاد نہ ہوگی۔ حالانکہ میری اولاد ہے۔ کیا نبی نے نہیں کہا کہ وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں۔ کیا نبی نے نہیں کہا کہ وہ مکہ اور مدینہ کو داخل نہیں ہوگا اور میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور مکہ کو جا رہا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کو ابن صیاد کے قتل سے منع کر دینا اسکے یہ معنی نہیں جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اوس کی نسبت کچھ اخفا ہوا ہو بلکہ جائز ہے کہ کسی مصلحت سے آنحضرت نے اس معنی کو مبہم رکھا ہو۔ کیونکہ عبیدہ بن جراح سے مشکوٰۃ میں مروی ہے کہ آنحضرت نے یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ بعض میرے دیکھنے والے یا فرمایا بعض میرا کلام سننے والے عنقریب دجال کو پالیں گے۔ چنانچہ آنحضرت کی اس پیشگوئی کا ظہور خود آنحضرت کے وقت میں ہو گیا جیسے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ثابت ہے کہ تمیم الداری نے دجال سے ملاقات کی اور اوسکی زبانی اطلاع دی کہ وہی مسیح الدجال ہے اور وہ مشرق سے نکلنے کے لئے مامور ہوگا اور وہ مکہ اور مدینہ کے سوائے تمام زمین پر چالیس راتوں میں گشت کر جائیگا۔ چنانچہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے اس واقعہ کو سنایا اور اوس کی تصدیق فرمائی اور اپنے علم کے مطابق اس خبر کو پایا اور تمیم الداری کے بیان کے مطابق دابہ اہلب یعنی جساسہ کی تصدیق بھی فرمائی اور فرمایا کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔ اور

عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکۃ فقال لی ما لقیت من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللہ یقول انہ لا یولد لہ وقد ولد لی الیس قد قال وھو کافر وانا مسلم اولیس قد قال لا یدخل المدینۃ ولا مکۃ وقد اقبلت من المدینۃ وانا ارید مکۃ۔ مشکوٰۃ

عن عبیدۃ ابن الجراح قال سمعت رسول اللہ یقول انہ لم یکن نبی بعد نوح الا انذر الدجال قومہ وانی انذرکموہ فوصفہ لنا قال لعلہ سیدرکہ بعض من رانی او سمع کلامی۔ (مشکوٰۃ)

قال رسول اللہ ولکن جمعتکم لان تمیم الداری حدثنی حدیثا وافق الذی کنت احدثکم بہ عن المسیح الدجال۔ فلقیتہم دابۃ اھلب قالت انا الجساسۃ۔ مسلم مشکوٰۃ وانی مخبرکم عنی انا المسیح الدجال وانی یوشک ان یؤذن لی فی الخروج فاخرج فاسیر فی الارض فلا ادع قریۃ الا ھبطتہا فی اربعین لیلۃ غیر مکۃ وطیبۃ ہما محرمتان علی کلتاہما کلما اردت ان ادخل واحدۃ منہما استقبلنی ملک بیدہ السیف صلتا یصدنی عنہا وان علی کل نقب منہا ملائکۃ یحرسونہا قال رسول اللہ صلعم طعن بمخصرۃ فی المنبر ھذہ طیبۃ ھذہ طیبۃ یعنی المدینۃ الا ھل کنت حدثتکم فقال الناس نعم وانہ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما ھو واومأ بیدہ الی المشرق۔ مشکوٰۃ

مشکوۃ کی کتاب الرقاق کی فصل ثانی مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ انتظار کرے تم مین سے کوئی کسی چیز کا مگر غنا کا جو طغاوت کا باعث ہوگی اور فقر و فاقہ جو خدا سے بھلادیگا یا بڑھاپا جو مکروہنر سکھلائیگا یا موت جو توبہ کی مُہلت ندیگی یا دجّال جو سب سے زیادہ شر والا غائب اور منتظر ہے یا قیامت جو نہایت تلخی رکھتی ہے۔ پس دجّال اون غایب اشیاء مین سے شریر تر ہے جن کا انتظار بقول نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ معہذا خود

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ماینتظر احدکم الا غنیً مطغیا او فقرا منسیًا او مرضًا مفسدًا او ھرمًا مفندًا او موتًا مجھزًا او الدجّال فالدجّال شر غایب ینتظر او الساعۃ والساعۃ ادھی و امرّ۔ مشکوٰۃ ترمذی

خلیفۂ اوّل صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال مشرق کی ایک زمین سے نکلیگا اور اوس کے تابع ایک قوم ہوگی جن کے مُنہہ تہہ بتہہ سپرون کی طرح ہون گے۔

عن ابی بکر الصدیق قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدجال یخرج فی ارض بالمشرق یقال لھا خراسان یتبعہ اقوام کان وجوھھم المجان۔ (ازالۃ الخفا صفحہ ۲۲۹)

اور معاذ ابن جبل سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک بڑے ملحمہ اور فتنہ کے ظہور کی علامت ہے۔ اور اس فتنہ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہے اور فتح قسطنطنیہ خروج دجّال کی علامت ہے۔ پھر آنحضرت صلعم نے میری ران (یا کاندھے) پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہہ امر اسی طرح حق ہے جیسے تو یہان ہے اور یا جیسے بیٹھا ہے۔

اخرج البغوی من حدیث جبیر عن نصیر عن مالک بن یخامر عن معاذ ابن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ وخروج الملحمۃ فتح القسطنطنیہ و فتح القسطنطنیہ خروج الدجال ثم ضرب علی فخذہ الذی خلفہ یعنی معاذ ابن جبل او علی منکبیہ ثم قال ان ھذا الحق کما انت ھھنا او کما انت قاعد (الصفحہ ۱۲۱)

دجّال نے کیون ابتک خروج نہ کیا

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ ازالۃ الخفا مین اس عُقدہ کی شرح اس طرح فرماتے ہین کہ :-

"بیت المقدس اینجا کنایہ از اقلیم شام ست زیرا کہ افضل و اقدم بقاع اوست نشست انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام و ملوک الیشان آنجا بود۔ وعمران شام در زمان خلافت حضرت عثمانؓ و

امارت معاویہ ابن ابی سفیان از جانب حضرت عثمان واقع شد و خراب یثرب قتل حضرت عثمان و برآمدن حضرت مرتضی بجانب عراق و خروج ملحمہ حرب جمل و صفین است و فتح قسطنطنیہ در زمان امارت معاویہ بن ابی سفیان بظہور آمد۔ اینجا جرنے بہرسد کہ خروج دجال را متعاقب قسطنطنیہ آوردہ شد حالانکہ زیادہ از ہزار سال از فتح قسطنطنیہ گذشت و ہنوز بوے از خروج دجال بمشام نرسید و ہمچنین در حدیث حذیفہ مذکور شد۔ لا تقوم الساعة حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم این لفظ مبنی ست از انکہ واقعہ قتل امام و اجتلاد باسیاف علامت قیامت است۔ حالانکہ زیادہ از ہزار سال منقضی شد و ہنوز اثرے از ساعت ظہور نکردن و ہمچنین بعثت انا و الساعة کہاتین ہمچنین آیۂ اقتربت الساعة وانشق القمر۔ الی غیر ذلک و جوابش آن است کہ خروج دجال و قیام ساعت با ہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد۔ ربطی دارد مانند ربط نشاندن نہال بہ بار آوردن آن نہال۔ گویا ابتداے آن حرکت این فتنہ است و غائت آن خروج دجال و قیام ساعت و لہذا حضرت نوح علیہ السلام انداز قوم خود فرمود بدجال با وجود بعد حضرت نوح بزمان ظہور دجال۔ وقتیکہ کہ شخصے نہالے مینشاند میگوید کہ عقب نشاندن آن نہال بار آوردن است و ہر سعی کہ میکند از سقی و ساختن شربت نخلہ و غیر آن غائیتش بار آوردن است سخن ہر جا منتہی میشود و آخر آن خروج دجال است۔ و اینجا سرلیست دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتوان بآن زبان کشود و لیس ہذا مقامہ۔ انتہی "

| عیسٰیؑ کے نزول کی بشارت |
|---|

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسٰی بن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی اور فرمایا کہ اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میرا وجود ہے کہ ضرور تم میں ابن مریم کا نزول بصورت حاکم عادل ہوگا اور وہ صلیب کو توڑیگا اور خنازیر کو قتل کریگا اور جزیہ رکھدیگا یعنی اوٹھا دیگا اور مال بہا دیگا۔ یہانتک کہ کوئی اوسکو قبول نہ کریگا۔ اوس وقت ایک سجدہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ ابوہریرہؓ نے اس کی تصدیق کیلئے یہ آیت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوھریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای موت عیسٰی بن مریم ثم یعیدھا ابوھریرۃ ثلاث مرات۔ بخاری مسلم عبد بن حمید ابن ابی شیبہ در منثور شیخ السیوطی

ایسا نہین رہیگا جو کہ عیسیٰ پر قبل از موت عیسیٰ کے اوسپر ایمان نہ لاوے اور اسکا تین بار اعادہ فرمایا۔ گویا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنکا دامان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم نبوت سے لبالب فرما دیا تہا وہ تصریح فرما رہے ہین کہ عیسیٰ بن مریم سے مُراد اس حدیث نبوی مین وہی عیسےٰ بن مریم نبی اللہ ہے جسکا ذکر قرآن کریم کی اس آیت مبارک مین ہے۔ اور نیز آس آیت مبارک کی تفسیر سے بہی آگاہ فرما رہے ہین کہ موت سے مُراد عیسےٰ بن مریم ہے جو آیندہ کسی زمانہ مین ہونیوالی ہے۔ اور اوس وقت کل جملہ اہل کتاب اون کے مرنے سے اون پر ایمان لے آئین گے۔

اور نیز اسی جلیل القدر صحابی ابی ہریرہ سے ایک دوسری حدیث مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل انبیا باپ کی طرف سے بھائی ہین اور مائین اون کی جُدا جُدا ہین اور دین اون کا ایک ہی ہے اور مین عیسیٰ ابن مریم سے قریب تر ہون کیونکہ اوس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہین گذرا (جو اولوالعزم ہو) اور وہ میری اُمت پر میرا خلیفہ ہے اور وہ اوترنے والا ہے پس جب تم اوسکو دیکھو گے تو اوس کو پہچانیو کہ وہ ایک میانہ قد کا آدمی سُرخ اور سُفید رنگ کا ہے جسپر دو زرد رنگ کے کپڑے ہون گے اور اون کے سر پر سے قطرات ٹپکتے ہون گے اگرچہ اوسکو نمی نہین پہونچی ہے پس وہ

عن ابی ہریرۃ ان النبیؐ قال الانبیاء کلہم اخوات لعلات امہاتہم شتی و دینہم واحد وانی اولی الناس بعیسی بن مریم لانہ لم یکن بینی و بینہ نبیؐ وانہ خلیفتی علی امتی و انہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر و یدعو الناس الی الاسلام و یہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام و یہلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال ثم تقع الامنۃ علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذیاب مع الغنم و تلعب الصبیان بالحیات لا تضرہم فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی و یصلی علیہ المسلمون و یدفنونہ۔

(ابن ابی شیبہ ۔ احمد ۔ ابی داؤد ۔ ابن جریر ۔ ابن حبان)

صلیب توڑیگا اور خنازیر قتل کریگا اور لوگون کو اسلام کی طرف بلائیگا اور اللہ تعالیٰ اوسکے زمانہ مین اسلام کے سوا باقی تمام ملتون کو نیست و نابود کر دیگا اور اوسی کے زمانہ مین مسیح الدجال کو ہلاک کریگا پھر زمین پر ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ ملکر اور چیتے اور گائین ملکر اور بھیڑیے اور بکریان ملکر چرینگے

اور چھوٹے بچے سانپوں کے ساتھ کھیلینگے اور وہ اون کو ضرر نہ دین گے۔ پس چالیس برس تک عیسیٰ زمین پر رہیگا اور پھر فوت ہوگا اور مسلمان اوس پر نماز جنازہ پڑھکر اوسکو دفن کرین گے۔

پس اس حدیث مبارک نے نہ فقط عیسے بن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی بلکہ صاف صاف بتلادیا کہ عیسے نبی اللہ کے وقت مین خدا تعالیٰ کی ایک ایسی رحمت اور رافت کا نزول ہوگا کہ ہر ذی شے مین رافت اور رحمت بھر آئیگی حتےٰ کہ شیر چیتے۔ اور سانپ بھیڑیے مین۔ جیسے کہ حدود حرم مین ایک خاص رحمت اور رافت ہے کہ ہرن کے حدود حرم مین داخل ہوتے ہی بفحوائے من دخل فیہ فکان اٰمنا بھیڑیا اوس کا تعاقب چھوڑ دیتا ہے۔ اور بجز اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہیگا وغیرہ وغیرہ

عیسٰی کی قبر رسول اللہ کی قبر کے ساتھہ ہوگی

پھر اس معنی کی تاکید کہ عیسٰی بن مریم ابھی نہین مرا اور وہ نزول کے بعد مریگا اس کی نسبت ابن جوزی کتاب الوفا مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسٰی بن مریم زمین کی طرف اوترین گے اور نکاح کرین گے اور اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک زندہ رہکر فوت ہون گے اور میرے ساتھ میری قبر مین یعنی میرے مقبرہ مین دفن ہون گے۔ اور مین اور عیسٰی بن مریم ایک ہی قبر مین ابی بکر اور عمر کے درمیان اوٹھین گے

قال رسول اللہ صلعم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج و یولد و یمکث خمسا و اربعین سنۃ ثم یموت و یدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر

مشکوۃ۔ ابن جوزی از عبد اللہ بن عمر

یدفن عیسٰی بن مریم مع النبی و صاحبیہ و یکون قبرہ الرابع۔ بخاری۔ طبرانی۔ دُر منثور

اور اس کی شرح امام بخاری اپنی تاریخ مین اور طبرانی عبد اللہ بن سلام سے اس طرح کرتے ہین کہ عیسٰی بن مریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کے ساتھ دفن ہون گے اور اون کی قبر چوتھی ہوگی۔

چنانچہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابو مودود سے نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک مین ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور سعید بن مسیب لکھتے ہین کہ عیسٰی ابن مریم وہین دفن ہون گے

محمد بن عبد الوہاب اور فرقۂ وہابیہ کا خروج

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گروہ نجدیہ یعنی فرقہ وہابیہ کے خروج اور حدوث کی اطلاع فرمائی اور نجد کے حق مین دعا

عن ابی عمر قال قال النبی صلعم اللھم بارک لنا فی شامنا

نہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ نجد مین سے ہی زلزلے اور
فتنے اوٹھین گے - ورد وہین سے قرن الشیطان نمودار
ہوگا - اور خارج مین ایسا ہی ہوا کہ ۱۱۱۱ھ مین عبد الوہاب
نجدی پیدا ہوا - جسکی پشت سے اوس کا بیٹا محمد بن
عبد الوہاب آگ کے شعلہ کیطرح نکلا - جسکا دعوی تہا کہ وہ
بھی محمد کا ہمنام اللہ کا رسول ہے اور اس لئے بہیجا گیا
ہے تاکہ لوگون کو شرک سے بچائے اور نبی الانبیا حضرت
خاتم النبیین کی نسبت کہا کہ وہ اگرچہ اللہ کا رسول ہے
لیکن اوس کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہین کیونکہ مدح
اور تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایان ہے - لہذا
کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے - پس جس کسی نے
میری دعوت کو قبول کرلیا وہ دوستون مین سے ہے اور
جسنے قبول نہ کیا - وہ عذاب کا مستحق ہے اور اوس کو بغیر
کسی شک و شبہہ کے قتل کرنا واجب ہے - دیکہو جغرافیہ عمومیہ
مولفہ ملطرون کی جلد (۳) صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ - اور اوس نے
اپنے احباب کے سوا سب کو مشرک بتایا علے الخصوص اہل
مکہ اور اہل مدینہ کی تکفیر ہی کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
روضۂ مبارک کو بت کہا اور اصحاب کبار کے قبون کو
شکستہ کردیا اور تقلید کو اوڑا دیا اور شفاعت کا منکر ہوگیا
چنانچہ اوسنے اپنے ایک رسالہ مین جو محرم ۱۲۱۸ھ مین سعود
کی طرف سے علماء مکہ کی طرف بہیجا گیا لکہا کہ جو کوئی یہہ

اللہم بارک لنا فی یمننا - قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا
قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی
یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال
فی الثالثۃ ہناک الزلازل والفتن وبہا یطلع
قرن الشیطان - بخاری - مشکوۃ ص۵۸۲

فاجزہم محمد بانہ قریشی من نسل النبی واسمہ کاسمہ ولقن
لہم عقائد دینیۃ واصولا کلامیۃ تتضمن عبادۃ الٰہ
واحد قدیم قادر حق رحمٰن یثیب المطیع ویعاقب
العاصی وان القرآن قدیم یجب اتباعہ دون الفروع
المستنبطۃ - وان محمدا رسول اللہ وحبیبہ ولکن
لا ینبغی وصفہ باوصاف المدح والتعظیم اذ لا یلیق
ذلک الا بالقدیم وان ذلک من قبیل الاشراک
وان اللہ تعالیٰ حیث لم یرض بہذا الشرک ارسلہ
لیہدی الناس الی سواء السبیل فمن اجابہ کان من
الاحباب ومن عصی حق علیہ العذاب ووجب قتلہ بلا ارتیاب
جلد ۳ - جغرافیہ عمومیہ ملطرون ص۱۰۱-۱۰۲ -
فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیستطیع ہو علیہ
صار مشرکا وہذا الاعتقاد شرک سواء کان
مع نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثن
وسواء کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعلامہ
اللہ تعالیٰ بای طریق کان یصیر مشرکا من

اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اوس پر مطلع ہوجاتا ہے تو وہ مشرک ہوجاتا ہے - پھر خواہ یہہ اعتقاد کسی نبی کیساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن یا بہوت یا صنم یا بُت کے ساتہہ ہو - پھر خواہ یہہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اوس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہوجاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی یا شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونون شرک مین برابر ہین پہلے بُت لات اور سواع اور عزّیٰ تھے - لیکن پچھلے بُت محمدؐ اور علیؓ اور عبد القادرؓ ہین - جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہین کہتا اور یا محمد کہتا ہے اگرچہ اوس کو ایک بندہ عاجز سب باتون مین اعتقاد کرلیتا ہے تو بہی مشرک ہوجاتا ہے - اور تجہے اس باب مین ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے - اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ محمدؐ کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے بُتون کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے - انتہیٰ -

اعتقد النبی وغیرہ ولیہ وشفیعہ فہو وابوجہل فی الشرک سواء - اما السابقون فاللات والسواع والعزّیٰ و اما اللاحقون فمحمد وعلی وعبد القادر ومن لم یقل فی حاجتہ یا اللہ وقال یا محمدؐ و ان اعتقد عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکاً وکفاک قدوۃ فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیۃ وقد ثبت ان السفر الی قبر محمدؐ ومشاہد ومساجد وآثارہ وقبر ای نبی او ولی وسائر الاوثان شرک اکبر - انتہی رسالہ محمد بن عبد الوہاب

اسی طرح اِس فرقہ وہابیہ کی ظاہری طاقت بہی بصورت حاکم جابر بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اکناف و اطراف تک پہیل گئی - مگر بحمد اللہ ۱۲۳۲ھ مین خدیو مصر کے ہاتہون اس فرقہ کی طاقت کا قلع و قمع ہوگیا - لیکن اس فرقہ کا داعیہ ہند و پنجاب مین بہی سرایت کرگیا جو اب تک ہمارے ملک مین اپنے کو موحد بتلاتے ہین اور مشہور غیر مقلد اور وہابی کے نام سے ہین -

**فرقہ قادیانی اور فرقہ نیچریہ کا خروج**

اور انہین وہابیہ کا ایک صنف فرقہ نیچریہ اور فرقہ قادیانی ہے جسکی نسبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترجمان غیب تھے اپنے ایک خطبہ مین پیشینگوئی فرمائی کہ اے لوگو! اس امت مین سے ایک قوم پیدا ہونے والی ہے جو رجم کی تکذیب

عن ابن عباس قال خطبنا عمرؓ فقال یا ایہا الناس سیکون قوم من ہذہ الامۃ یکذبون بالرجم ویکذبون بالدجال ویکذبون بطلوع الشمس

کریگی اور دجّال معہود کا انکار کریگی - اور مغرب کیطرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باطل کہیگی اور عذاب قبر کو جہٹلا ئیگی اور شفاعت کی منکر ہوگی اور اوس قوم کے امر سے انکار کریگی

من مغربہا ویکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعۃ ویکذبون بقوم یخرجون من النار بعد ما امتحشوا - (ازالۃ الخفاء ص۱۸۱)

جو آگ مین جلنے کے بعد دوزخ سے نکالی جاویگی - پس اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیشینگوئی مین غور کیا جاوے اور اس کو واقعات خارجیہ کے مطابق کر کے دیکہا جائے تو ظاہر ہوگا کہ اسی فرقہ قادیانی اور نیچری نے امور خوارق عادات کا انکار کیا ہے اور علی الخصوص دجّال معہود کا انکار اسی قادیانی صاحب نے کیا ہے - چنانچہ وہ اپنے ازالۃ الاوہام کے ص۴۸۶ مین لکہتے ہین کہ "دجّال جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس کی حدیث مین زندہ موجود ہونیکا ہے وہ فوت ہوچکا ہے اور مراد اوس کا مثیل ہے جو گرجا سے نکلکر مشارق و مغارب مین پہیل گیا - یعنی گروہ پادریان"۔

دجّال معہود کے قبل تیس دجّال کا خروج

اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون تیس کذابون کے وجود سے اطلاع دی جو کہ اپنے کو نبی اللہ کہنا زعم کرین گے اور نیز اون تیس دجّالون کے حدوث سے آگاہ فرمایا جو اپنے کو رسول اللہ ہونا زعم کرین گے - چنانچہ امر اوّل حدیث ثوبان

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ - ثوبان - ابوداؤد - ترمذی - مشکوۃ -
لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ
ابوہریرۃ - متفق علیہ

سے ثابت ہے جو ابوداؤد اور ترمذی سے مشکوۃ مین ہے اور امر ثانی ابوہریرہ کی حدیث سے ثابت ہے جو بخاری اور مسلم مین مروی ہے - پس اگر اس پیشینگوئی کو بہی خارج مین مطابق کر کے دیکہا جائے تو مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی - اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب ہین جنہون نے اپنے کو نبی ہونا کہا - اگرچہ بین وجہ کہا - اور انہون نے ہی اپنے کو ازالۃ الاوہام کے ص۶۷۵

قادیانی کا دعوے رسالت و نبوت

مین آیۂ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ کا مصداق بتایا اور لکہا کہ یہ آیت درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے - اور اسی کی ص۶۷۳ مین آیۂ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ کے تحت مین لکہا کہ آنیوالیکا نام جو احمد رکہا گیا ہے وہ بہی اسی کے

مثیل کی طرف اشارہ ہے اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہین اور آخری زمانہ مین برطبق پیشگوئی مجدد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا اور لکھا کہ کیا ہے "وقیوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہین بنا سکتا؟" - اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۳۳ مین لکھا کہ "مین نبی بھی ہون اور اُمتی بھی" - اور توضیح المرام کے صفحہ ۱ مین لکھا کہ "یہہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے مُحدّث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے - گو اوس کے لئے نبوت تامہ نہین مگر تاہم وہ جُزوی طور پر ایک نبی ہی ہے" پس ان تمام عبارات قادیانی صاحب سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مصداق اور مسیلمہ کذاب کی طرح ایک فرد قادیانی صاحب بھی ہین - کیونکہ حضرت عُمر جو راس المحدثین ہین اور جن کی شان مین آنحضرت نے فرمایا کہ گذشتہ اُمتون مین چند لوگ محدّث ہوئے ہین جو نبی نہ تھے - پس اگر میری اُمت مین کوئی ایسا مُحدّث ہے تو وہ عُمر ہے - اور فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ بالضرور عمر بن الخطاب ہوتا - پس جبکہ راس المحدثین یعنی حضرت عُمر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب نبوت فرمائی تو پھر دوسرا کون ایسا محدّث پیدا ہو سکتا ہے جسکو جزواً بھی نبی کہا جا سکے؟ -

لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکون انبیاء فان یکن فی اُمتی احد فانہ عمر بخاری ازالۃ الخفا صفحہ ۳۲۳

لو کان بعدی نبی لکان عمر - ابن جوزی احمد - ترمذی - حاکم - طبرانی -

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی معہود کی علامت سے آگاہ فرمایا - چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اصحاب کہف مہدی معہود کے اعوان و انصار ہون گے اور امام قرطبی لکھتے ہین کہ ایک بڑے فرقہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ بن مریم بالضرور حج کریگا اور اصحاب

عیسےٰ کعبۃ اللہ کا حج کریگا اور اصحاب کہف اوسکے ساتھ ہونگے

قال القرطبی و روت فرقۃ ان النبی قال لیحجن عیسی ابن مریم و معہ اصحاب الکہف فانھم لم یحجوا بعد ذکرہ ابن عیینۃ یحکا فی التوراۃ والانجیل وقد ذکرنا ھذا الخبر بکمالہ فی التذکرۃ - فعلی ھذا ھم نیام لم یموتوا ولا یموتون الی یوم القیامۃ حتی یحجون قبل الساعۃ - انتہی - فتح صفحہ ۳۹۲

کہف اوس کے ساتھ ہون گے کیونکہ اونہون نے ابھی تک حج نہین کیا۔ اسکو ابن عیینہ نے ذکر کیا اور اسی طرح توریت اور انجیل مین ہے اور ہمنے اس خبر کو پورے طور سے تذکرہ مین لکہا ہے۔ پس اس بنا پر اصحاب کہف ابھی سوئے ہوئے ہین مرے نہین اور قیامت تک نہین مرین گے بلکہ ساعت مقررہ سے پہلے فوت ہون گے

مہدی موعود عیسی کے ساتھ ہوگا

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ وابن مردویہ فی تفسیرہ عن ابن عباس مرفوعا اصحاب الکہف اعوان المہدی تشییدالمبانی تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی رح تواتر الاخبار واستفاض بکثرۃ تہا ان المہدی یخرج مع عیسی فیساعدہ علی قتل الدجال بباب لد۔ ابن حجر۔ سیوطی حاشیہ ابن ماجہ

مہدی کی علامات

اور حاشیہ ابن ماجہ مین ابن حجر اور شیخ سیوطی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا اونہون نے اس باب مین احادیث متواتر ہین کہ مہدی معہود عیسیٰ کے ساتھ خروج کریگا اور باب لد پر دجال کے قتل کرنے مین عیسیٰ کا معاون ہوگا۔ اور دار قطنی مین محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی معہود کے ظہور کے لئے دو ایسی علامتین ہین جو ابتدا ے پیدایش آسمان و زمین سے کبھی نہ واقع ہوئین اور وہ یہہ ہین کہ رمضان کی پہلی رات کو خسوف ماہتاب ہوگا اور نصف رمضان مین کسوف آفتاب ہوگا۔

ان للمہدی ایتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی نصف منہ۔ (دار قطنی۔ محمد بن علی)

اور ابن جوزی نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مہدی معہود تمام روے زمین کا حاکم ہوگا جیسے کہ ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام ہوئے۔ اور مسند ابو نعیم مین ابن عمر سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے سر پر ایک ٹکڑا ابر کا رہیگا جیسے کہ یہی علامات بوجہ اتم مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین بالتفصیل مذکور ہین۔

اخرجہ ابن الجوزی فی تاریخہ عن ابن عباس مرفوعا۔ تشیید المبانی

امام ربانی مجدد الف ثانی کے وجود کی بشارت نبوی

اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالے عنہ کے وجود مسعود سے بشارت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری اُمت مین ایک مرد ہوگا

یکون فی امتی یقال لہ صلۃ یدخل بشفاعتہ الخ کذا او کما ۔ جمع الجوامع للسیوطی رضی اللہ عنہ

جسکو صلہ کے نام سے پکارا جاویگا اورجس کی شفاعت سے اِتنے اور اتنے جنت مین داخل ہون گے جسکی تصدیق حضرت مجدد جلد ثانی کے مکتوب (۶) مین اس طرح فرماتی ہین کہ "الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلحا بین الفئتین وانچہ مقصود از آفرینش خود می دانستم معلوم شد کہ بحصول پیوست و مسئول ہزار سالہ باجابت قرین گشت" چنانچہ خارج مین ایسا ہی ہوا کہ حضرت مجدد برسنت انبیای اولوالعزم ایک ہزار برس کی انتہا اور دوسرے ہزار کی ابتدا مین ایسے وقت پر پیدا ہوئے جبکہ جور و بدعت مین رواج اور علمار سوء کا غلبہ ہو چکا تہا اور ذات وصفات باری تعالے مین باہمی فرق علمار و صوفیہ مین افراط و تفریط پہیل گئی تہی - ایک طرف سے فرقہ وجودیہ علم حال کو فلسفی رنگ آمیزیون سے قال مین لارہا تھا - چنانچہ اون کے متاخرین صوفیہ نے ممکن کو عین جیب واجب کہا اور ممکن کی صفات وافعال کو عین صفات وافعال خدائیتعالیٰ جان کر باواز بلند کہدیا - ؎

| | |
|---|---|
| ہمسایہ و ہمنشین وہمراہ ہمہ اوست | در دلق گدا و اطلس شاہ ہمہ اوست |
| در انجمن فرق و نہان خانۂ جمع | باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست |

فرقہ وجودیہ اور علمار ظاہریہ کے مذہب کی اصلاح

اور اس قول کی بنا بظاہر اسپر ہے جو شیخ محی الدین ابن العربی نے فرمایا کہ "اسمار و صفات واجبی جل وعلا عین ذات واجب اند تعالی وتقدس وہمچنین عین یکدیگر اند مثلاً علم و قدرت چنانچہ عین ذات اند تعالے عین یکدیگر اند - پس دران موطن ہیچ اسم ورسم تعدد و تکثر نباشد و تمائز و تبائن خود نہ - غایت مافی الباب آن اسمار و صفات باعتبار شیون واعتبارات در حضرت علم تمائز و تبائن پیدا کردہ اند - اجمالاً و تفصیلاً اگر تمیز اجمالی است معبر بتعین اول است واگر تفصیلی است مسمیٰ بتعین ثانی - تعین اول را وحدت مے نامند و آنرا حقیقت محمدی میدانند و تعین ثانی را واحدیت میگویند و حقایق سائر ممکنات می انگارند واین حقایق ممکنات را اعیان ثابتہ مے دانند و مے گویند کہ این اعیان بوے از وجود خارجی نیافتہ اند و در خارج غیر از احدیت مجردہ ہیچ موجودے نیست واین کثرت کہ در خارج مینماید عکس آن اعیان ثابتہ است کہ در مرأت ظاہر وجود کہ جز او در خارج موجودے نیست منعکس گشتہ است و وجود تخیلی پیدا کردہ واین متخیل و متوہم چون صنع خداوندی است برفع وہم و تخیل

مرتفع نگرددو ثواب وعذاب ابدی بران مرتب باشد - الی غیر ذالک "۔

اور دوسری طرف سے علماء ظواہر کی تشکیکات نے برہمی پھیلادی جنہون نے کہا کہ وجود ممکن اور وجود واجب تعالےٰ ہر دو وجود مطلق کے افراد مین سے ہین - پس اونہون نے وجود واجب تعالےٰ کو اقدم اور اولےٰ کہا

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان دونون فریق کے اقوال کی شناعت باواز بلند ظاہر کردی جیسے کہ جلد ثانی کے مکتوب ثانی مین تحریر فرماتے ہین کہ "ممکن راعین واجب گفتن وصفات وافعال اور اعین صفات وافعال او تعالیٰ ساختن سوءادب است والحاد است در اسماء وصفات او تعالےٰ کناس خبیس کہ بنقص وخبث ذاتی متسم است چہ مجال کہ خود راعین سلطان عظیم الشان کہ منشاء خیرات وکمالات است تصور نماید - وصفات وافعال ذمیمہ خود راعین صفات وافعال جمیلہ او توہم کند - و ہمچنین ممکن را وجود ثابت کردن وخیر وکمال راجع باو داشتن فی الحقیقت شریک کردن است اورا در ملک وملک حق جل سلطانہ واین معنی موجب تشریک ممکن است بواجب تعالےٰ در کمالات وفضایل کہ از وجود ناشی گشتہ اند تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا - درحدیث قدسی آمدہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری - اگر علماء ظواہر ازین دقیقہ آگاہ میگشتند ہرگز ممکن را وجود ثابت نمیکردند "

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اُن ہر دو فریق کی اصلاح فرمائی اور اپنے اسی مکتوب مین شیخ عبدالعزیز جونپوری کو لکھا کہ "مخدوما صفات ثمانیہ واجب الوجود تعالی وتقدس کہ نزد اہل حق شکر اللہ تعالی سعیہم درخارج موجود اند ناچار درخارج از ذات تعالی وتقدس متمیز باشند تمیزیکہ از قسم بیچونی و بیچگونگی بود وہمچنین این صفات ازیکدیگر متمیز اند تمیز بیچونی بلکہ تمیز بیچون در مرتبہ حضرت ذات تعالےٰ وتقدس نیز ثابت است لانہ الواسع بالوسع المجہول الکیفیۃ - وتمیزیکہ فراخور فہم وادراک ما باشد از ان جناب قدس مسلوب است چہ تبعض وتجزی درانجا متصور نیست ترکیب وتحلیل را دران حضرت بار نہ وحالیت ومحلیت را گنجایش نہ - بالجملہ آنچہ از صفات واعراض ممکن است از انجناب قدس مسلوب است و لیس کمثلہ شیئ لا فی الذات ولا فی الصفات ولا فی الافعال - باوجود این تمیز بیچونی ووسعت بیکیفی اسماء وصفات واجبی جل سلطانہ درخانہ علم نیز تفصیل وتمیز پیدا کردہ اند ومنعکس گشتہ وہر اسم

وصفت تمیز را مقابلے ست در مرتبۂ عدم و نقیضے ست دران موطن۔ مثلاً صفت علم را در مرتبۂ عدم مقابلے است و نقیضے کہ عدم علم باشد کہ معبر بجہل است و صفت قدرت را مقابلیست عجز کہ عدم قدرت باشد علیٰ ہذا القیاس و آن عدمات متقابلہ نیز در علم واجبی جلّ شانہ تفصیل و تمیز پیدا کردہ اند و مرایائے اسماء و صفات متقابلۂ خود گشتہ و مجائے ظہور عکوس آنہا شدہ۔ نزد فقیر عدمات با آن عکوس اسماء و صفات حقائق ممکنات اند۔ غایۃ ما فی الباب آن عدمات در رنگ اُصول و مواد آن ماہیات اند و آن عکوس ہمچو صورِ حالّہ دران مواد۔ پس حقایق ممکنات نزد شیخ محی الدین ہمان اسماء و صفات متمیزہ اند در مرتبۂ علم و نزد فقیر حقایق ممکنات عدمات اند کہ نقائیض اسماء و صفات اند با عکوس اسماء و صفات کہ در مرایائے آن عدمات در خانۂ علم ظاہر گشتہ و با یکدیگر ممتزج شدہ۔ و قادر مختار جلّ سلطانہ ہرگاہ خواستہ است کہ ما ہیتے را ازان ماہیات ممتزجہ بوجود ظلّی آرد کہ پرتو لیست از حضرت وجود برین متصف گرداند و موجود خارجی ساختہ مبدأ آثار خارجیہ گرداند۔ پس وجود ممکن در علم و در خارج در رنگ سایۂ صفات او پرتو لیست از حضرت وجود و ظلّے ست ازان کہ در مقابل خود منعکس گشتہ لیکن نزدِ فقیر ظلّ شئے عین شئ نیست بلکہ شبح ست و مثال آن شئے و حمل یکے بر دیگرے ممتنع است پس ہمہ اوست درست نباشد بلکہ ہمہ ازوست۔ و چون عالم عبارت ازان عدمات است کہ اسماء و صفات واجبی در خانۂ علم در اینجا منعکس گشتہ و در خارج بوجود ظلّی موجود شدہ لاجرم در عالم خبث ذاتی پیدا شد و شرارت جبلّی ظاہر گشت و خیر و کمال ہمہ عاید بجناب قدس او شد۔ آیۂ کریمہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللّٰہ و ما اصابک من سیّئۃ فمن نفسک موید این معرفت است۔ پس فقیر وجود ظلّی در خارج اثبات مے نماید و ایشانان وجود ظلّی را در وہم و تخیل مے انگارند و در خارج جز احدیت مجردہ را موجود نمیدانند و صفات ثمانیہ را کہ بآراے اہل سنّت و جماعت رضی اللّٰہ عنہم وجود اینہا در خارج ثابت شدہ است۔ نیز در علم اثبات نمیکنند۔ علماء ظواہر و ایشانان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم دو طرف اقتصار را اختیار فرمودہ اند و حق متوسط نصیب این فقیر بودہ کہ بآن موفق گشتہ۔ اگر ایشانان نیز این خارج را ظلّ آن خارج می یافتند از وجود خارجی عالم انکار نے نمودند و بر وہم و تخیل اقتصار نمی فرمودند و اگر علماء نیز آگاہ میگشتند

ہرگز ممکن را وجود اصلی اثبات نمیکردند و بوجود ظلی اکتفا میفرمودند"۔ انتہیٰ ملخصاً۔

اسکے بعد جلد ثانی کے مکتوب ثانی مین قول فیصل لکھتے ہین کہ" حلّ این اشکال انچہ برین فقیر ظاہر ساختہ اند آنست کہ حضرت حق تعالیٰ بذاتِ خود موجود است نہ بوجود کہ عین باشد آن وجود یا زاید۔ وصفات واجب تعالیٰ بذاتِ او تعالیٰ موجود اندنہ بوجود۔ زیراکہ وجود را دران موطن گنجایش نیست۔ شیخ علاء الدولہ اشارتے باین مقام فرمودہ است آنجاکہ گفتہ فوق عالم الوجود عالم الملک الودود پس نسبت امکان و وجوب نیز دران موطن متصوّر نباشد چہ امکان و وجوب متبنی است میان ماہیت و وجود فحیث لا وجود لا امکان ولا وجوب۔ این معرفت وراے طور نظر و فکر ست۔ محبوسان عقیلہ عقل ازین معرفت چہ دریابند وغیر از انکار نصیب ایشان چہ بود الا من عصمہ اللہ سبحانہ۔

اور نیز جلد اوّل کے مکتوب (۲۸۷) مین لکھتے ہین کہ عالم چہ صغیر وچہ کبیر مظاہر اسماء وصفات الٰہیہ است تعالیٰ شانہ و مرایاے شیونات وکمالات ذاتیہٗ او سبحانہ گنجے بود مکتون و سرے بود مخزون خواست کہ خلا بملا دہد و از اجمال بتفصیل آرد۔ عالم را آفرید تاکہ دلالت کند بر اصلی خویش و علامت باشد برحقیقتِ خود۔ پس عالم را باصانع بیچون ہیچ نسبتے نیست۔ الا آنکہ عالم مخلوق او ست و دلیل است برکمالات مخزونہٗ او تعالیٰ و تقدس۔ ماوراے این ہر حکمے کہ ہست از جنس اتحاد وعینیت واحاطہ ومعیت از سکر وقت و غلبہٗ حال است۔ اکابر مستقیم الاحوال کہ از قدح صحو ایشانرا شربے ارزانی داشتہ اند۔ ازین علوم متبرّی و مستغفر اند۔ اگرچہ بعضے ایشان را دراثناے راہ این علوم حاصل میشود امّا بالآخر ازینہا میگذرانند و مطابق علوم شریعت علوم ازلی بر ایشان ایراد میفرمایند۔ مثالے ازبراے تحقیق این مبحث بیان کنیم۔ عالمے بحر یرے ذو فنونے کہ کمالات مخزونہٗ خود را درعرصہٗ ظہور آرد و فنون مکنونہٗ خود را بر ملا جلوہ دہد ایجاد حروف و اصوات نماید تا درپردہٗ حروف واصوات آن کمالات را متجلّی سازد و آن فنون را اظہار نماید۔ پس درینصورت این حروف واصواتِ دوال را با معانی مخزونہ بلکہ باآن عالم موجد ہیچ نسبتے نیست الّا آنکہ آن عالم موجد اینہاست واینہا دوال اند برکمالات مکنونہٗ او۔ وحروف واصوات راعین آن عالم موجد یا عین آن معانی گفتن معنی ندارد۔ وہمچنین حکم باحاطہ ومعیت درین حادثہٗ غیر واقع است معانی

ہمان صراحتے مخزونہ اند۔ آرے چون درمیان معانی وصاحب معانی ودرمیان حروف واصوات مناسبت دالیہ ومدلولیت متحقق است بعضے معانی زایدہ غیر واقعہ در تخیل مے آید۔ فی الحقیقت آن عالم ومعانی مخزونہ اوازان نسب زایدہ منزہ ومبراست واین حروف واصوات در خارج موجود اند نہ آنکہ آن عالم ومعانی موجود اند وآن حروف واصوات اوہام وخیالات اند۔ پس عالم کہ عبارت ازما سواہست درخارج موجوداست بالوجود الظلی والکون الطبعی نہ آنکہ عالم اوہام وخیالات است - این مذہب بعینہ مذہب سوفسطائی ست کہ عالم را اوہام وخیالات میداند۔ آہ“۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمتہ کا ممنون ہونا چاہئے جنہون نے ان ہردو فریق صوفیہ وجودیہ اور علمائے شہودیہ مین صلح کرادی اوراون کی غلطیون کی اصلاح فرمادی اورسب دنیا اس وقت تک اون کے برکات طریقہ سے بہرہ مند ہے - اِلّا وہ شپرک چشم جو نور آفتاب کی قابلیت نہین رکہتا محروم رہا اور اون کی قبولیت کی بڑی علامت یہہ ہے کہ اون کے خلفاء مسجد نبوی مین حلقہ کرکے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مین بالمشافہ اور بالمواجہ عرب اور عجم کے علماء اور طلبا کو توجہات فرماتے ہین - حالانکہ بجزان کے یہ خصوصیت آجتک کسی دوسرے طریقہ کے صوفی کو حاصل نہوئی۔

**طاعون بمبئی کی پیشین گوئی**

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمبئی کے عالمگیر طاعون سے بہی متنبہ فرمایا اور نیز اُمت مرحومہ کی مشوش حالت سے بہی آگاہ فرمایا - جیسے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشکوٰۃ مین مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فے کا مال حسب احکام قرآن تقسیم نہوکر ذریعہ دولتمندی ہوگا اور مال امانت مین خیانت ہوکر بمنزلہ غنیمت ٹھیریگا اور ادائے زکوٰۃ ایک تاوان کہلائیگا اور علوم دینیہ کی تعلیم سے دین مقصود نہوگا اور مرد اپنی عورت کی اطاعت کریگا اور ماں باپ کی اطاعت نکرکے بجائے اوس کی اپنے دوستون کو چاہیگا اور مسجدون مین آوازین اونچی ہونگی اور قبیلہ مین سرداری فاسق کی نام اور قوم کی ریاست اور حکومت اون کے اخس ارذل کی نام ہوگی اور آدمی کی تعظیم اوس کے شر کی خوف سے کیجائیگی اور کنچنیون کا ناچ اور گانے بجانیکے آلات کا ظہور علانیہ ہوگا اور شراب کا پینا کہلم کہلا ہوگا اور پچہلی اُمت کا ناخلف اپنے سلف کو لعن وسب کہین گی تو اوس وقت

تم منتظر رہو کہ سرخ باد یعنی طاعون اور زلزلے اور خسف اور مسخ اور قذف تم کو اس طرح احاطہ کرینگے اور متسلسل آئینگے جیسے ایک لڑی کا تار ٹوٹ جاوے اور اوس کے دانے منظوم پے درپے گرنے سے نہ رکین۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کی صداقت نے جو تیرہ سو اٹھارہ برس قبل آنحضرت کی زبان غیب ترجمان سے ظاہر ہوئی۔ بمبئی کی اس عالمگیر طاعون کے تمامی عقدے حل کردئے جو اوس مین ملفوف ہین اور یہہ ایک ایسی لاعلاج طاعون ہے جسکے لئے قادیانی صاحب کا مرہم عیسے مکتفی نہین ہوسکتا۔

نبی کریم کا کوئی فعل اونکے علم کے خلاف نہیتا

پس وہ نبی کریم جسکو خطاب آلہی ہوا کہ اگر تو نہ ہوتا تو مین اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور وہ نبی جس کا معلم شدید القویٰ ہے اور علم لوح وقلم جسکے علوم کا ایک جزو ہے اور وہ نبی جس کے سماوی مشیر و وزیر جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہون اور ارضی مشیر ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور وہ نبی جس کا دل نور حکمت و ایمان سے پر کیا گیا اور جو دو سرون کی تطہیر اور اون کے مکارم اخلاق کی تتمیم اور انکو الواث بشریہ سے پاک وصاف کرنے اور اون کے امور معاش و معاد مین رسوم غیر مرضیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہو اوس کی نسبت عقل سلیم کبھی فتویٰ نہین دے سکتی کہ اوس کا فعل اوسکے علم کی مخالف ہو یا اوس کا علم بے تعلیم آلہی ہو یا اوس کا بولنا بے بلائے ہو اور اوس کی رائے اور اجتہاد صیانت اور عصمت آلہی سے مملو نہو اور بقول کفار اوس سے ایسی حرکات مجنونانہ سرزد ہون کہ بے اعلام اور بغیر احکام آلہی فقط اپنے ہی خیال سے مومنین کی ایک جماعت کثیرہ کو مدینہ سے مکہ کی طرف فوج کشی کرکے گوناگون بلیات مین مبتلا کرے اور تائید آلہی اوس کے اس غلط خیال کی اصلاح نہ کرے۔ حالانکہ وہ خاص طور پر مامور ہوئے کہ اے نبی! غیر معلوم کا پیچھا نہ کر اور ناشنیدہ اور نادیدہ اور ناداستہ امور کا اتباع نہ کر۔ کیونکہ کان اور آنکہہ اور دل ہر ایک سے سوال کیا جاویگا۔ پس ایسے نبی کریم کے حق مین اس سے

ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ (سورہ بنی اسرائیل)
فکل نبی معصوم من عملہ بوسوسۃ
لا عن حضور کما میزان کبری ص ۱۳۷

ثر بکر اور کیا شاعت ہوسکتی ہے کہ بقول قادیانی اوس کی رائے صائب نہو اور وہ اپنے خیال مین جھوٹا نکلے یا اپنے کسی اجتہاد مین غلطی کرے خواہ امر دین مین ہو یا امر دنیا مین ۔ چنانچہ آیہ القی الشیطان کے تحت مین عارف شعرانی لکھتے ہین کہ "ہر نبی شیطان کی وسوسہ کے مطابق عمل کرنیسے معصوم رہتا ہے"

اجتہادات نبی کریمؐ کے متعلق قادیانی کے تخیلہ کے جوابات

پس وہ قرآنی خواب جسکا ذکر قادیانی صاحب نے کیا ہے کہ وہ موجب ابتلا ہوا اور جسکے باعث آنحضرتؐ نے غلط فہمی سے تکلیف گوارا فرمائی اوس کی نسبت صحیح بخاری وغیرہ مین ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ رؤیا خواب نہ تہا بلکہ آنکہہ کا دیکہنا

عن ابن عباس وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس قال ھی رؤیا عین اریھا رسول الله لیلة اسری به - بخاری صفحہ ۶۸۶

احمد - ترمذی - نسائی - ابن جریر - ابن منذر ابن ابی حاتم - طبرانی - حاکم - ابن مردویہ - بیہقی - درمنثور

ہے جو شب معراج مین ہوا - فتح البیان مین ہے کہ یہی امر باعتبار کثرت او صحت کی راجح ہے اور اسی پر جماعت کثیرہ کا اجماع ہے - ہان ایک ضعیف روایت مین ہے کہ آنحضرتؐ ایک خواب کی بنا پر مدینہ سے مکہ کو تشریف فرما ہوئے - لیکن سیرۃ ابن اسحاق مین ہے کہ ثقیف کے عین محاصرہ کیوقت آنحضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان فرمایا کہ اے ابوبکر مین نے دیکہا ہے کہ مسکہ سے پر ایک قاب مجھے ہدیۃً دی گئی ہے - پہر ایک مرغ نے اوس مین چونچ ماری اور سارا مسکہ گرادیا" - ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اوس کی تعبیر عرض کی کہ آج کے دن مراد کا حاصل ہونا نہین پایا جاتا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین بہی یہی دیکہتا ہون اور عمر رضی اللہ عنہ کو رحیل کا امر فرمایا - پس اس سے بہی صاف

قال محمد بن اسحٰق وقد بلغنی ان رسول الله قال لابی بکر الصدیق وھو محاصر ثقیفا یا ابا بکر انی رأیت انی اھدیت الی قعبة مملوة زبدا فنقرھا دیک فھراق ما فیھا فقال ابوبکر ما اظن ان تدرک منھم یومک ھذا ما ترید فقال رسول الله وانا اری ذلک ازالۃ الخفا صفحہ ۱۶ فقال عمر افلا اذن فیھم یا رسول الله قال لا قال افلا اوذن بالرحیل قال بلی قال فاذن عمر بالرحیل - ازالۃ الخفا صفحہ ۵

ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے نہ تو اپنی رائے سے مکہ سے مراجعت فرمائی اور نہ اپنی رائے سے چڑھائی کی بلکہ ہر دو باعلام آلہی ہوئے - معہذا حافظ ابن کثیر آیہ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ کے تحت مین لکھتے ہین

کہ آنحضرتؐ نے عام حدیبیہ مین جبکہ صلح واقع ہوگئی عمر اور ابو بکرؓ کے جواب مین صاف صاف فرما دیا کہ مین نے ہرگز تمکو یہہ نہ کہا تہا کہ اسی سال مکّہ مین داخل ہوکر طواف کروگے - بلکہ عام حدیبیہ کی نقل وحرکت سے بعض صحابہ نے بطور خود اعتقاد اور زعم کرلیا تہا کہ اسی سال فتح ہوگی اور اون کو ایک زمانہ تک یہہ معلوم نہوا کہ اس سال مین صلح کا واقع ہونا حکمت الٰہی مین ایک بیش بہا فتوحات مکیہ کا زینہ چڑہنا تھا۔

کان رسول اللّٰہ قد رائی فی المنام انہ دخل مکّۃ وطاف بالبیت فاخبر صحابہ بذلک و ھو بالمدینہ فلما ساروا عام الحدیبیۃ لم یشک جماعۃ منھم ان ھذہ الرؤیۃ تتفسر ھذا العام فلما وقع ما وقع من قضیۃ الصلح و رجعوا عامھم ذلک علی ان یعودوا من قابل وقع فی نفس بعض الصحابۃ من ذلک شئ حتی سال عمر ابن الخطاب فی ذلک فقال لہ فیما قال افلم تکن تخبرنا انا سناتی البیت ونطوف بہ قال بلی افاخبرتک انک تاتیہ عامک ھذا قال لا قال صلی اللہ علیہ وسلم فانک اٰتیہ ومطوف بہ وبھذا اجاب الصدیق ایضا حذو القذۃ بالقذۃ

فتح البیان صفحہ ۲۶ - ابن کثیر

بضع کی تحقیق

اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ بہی بالکل افترا اور بہتان ہے جو انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کیا کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب مین نو برس تک اطلاق پاتا ہے اور مین بخوبی مطلع نہین کیا گیا کہ کس سال فتح ہوگی - پس اگر ساری کتب احادیث کو دیکھا جاوے تو کبھی یہ معنی نہ ملین گے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہو کہ مین بخوبی مُطّلع نہین کیا گیا - بلکہ ترمذی اور دارقطنی اور تاریخ بخاری مین ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کو چہہ سال کی تعیین پر تشدید کے ساتھ فرمایا کہ کیون تو نے چہہ سال کی میعاد ٹہیرائی اور کیون نہ وہ مدّت مقرر کی جو مین دیکھتا ہون - فتح البیان مین ہے کہ آنحضرتؐ نے بضع کا لفظ (اگرچہ آپ کو معلوم تہا) اسلئے مُبہم رکھا تاکہ

عن ابن عبّاس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لابی بکر الا احتطت یا ابا بکر فان البضع ما بین ثلاث الی تسع - ترمذی - فقال لا حلیۃ رواہ احمد ابن کثیر - فتح البیان

وانما ابھم البضع ولم یبینہ وان کان معلوما للنبیؐ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لادخال الرعب والخوف علیھم فی کل وقت کما یؤخذ ذلک من تفسیر الفخر الرازی فتح صفحہ ۲۹ ج ۹

کفّار پر ہر وقت رُعب اور خوف چھایا رہے۔

طول ید کے معنے

ایسا ہی قادیانی صاحب کا یہ کہنا بالکل بے ایمانی کی بات ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے روبرو جب آپ کی بیویوں نے ہاتھ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہ کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہوگئے"۔ تعجب کا مقام ہے کہ نبی کریم اپنی زبان سے نکالے ہوئے الفاظ کے معنی نہ سمجھیں اور اپنی مادری زبان کے ادن استعارات اور مجازات کو نہ جانتے ہوں جس مین وہ اعجاز کیساتھ مبعوث ہوئے ہوں اور غلطی بھی ایسی کہ مرتے دم تک اوس سے متنبہ نہ کئے گئے۔ یہہ ایسا افترا ہے کہ اگر ایک لحہ کیلئے بھی اسکو صحیح مان لیا جاوے تو کارخانہ نبوت ہرگز قایم نہیں رہ سکتا۔ اور کبھی کوئی عاقل باور نہین کرسکتا کہ ایسا شخص جو اپنے مُنھ سے نکالے ہوئے الفاظ کے معنی سے بیخبر ہو وہ بھی جو ایک سوال کے جواب مین بیان کررہا ہے اپنے دعویٰ نبوّت مین سچّا ہوسکے۔

عن عائشۃ ان بعض ازواج النبی قلن للنبی اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذ وا قصبۃ یذرعونہا وکانت سودۃ اطولہن یدا فعلمنا بعد انما کان طول یدہا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقا بہ زینب وکانت تحبّ الصدقۃ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

حالانکہ اصل واقعہ جو مشکوٰۃ مین بروایت بُخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ یہہ ہے کہ بعض ازواج نبی صلعم نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ ہم مین سے کون بی بی پیشتر آپ سے جا ملیگی؟ آپنے فرمایا وہ بی بی جس کا ہاتھ بہت طویل ہو اِس کے بعد ازواج مطہرہ نے نئے سے ہاتھ ناپنے شروع کئے اور حضرت سودہؓ کا ہاتھ لمبا نکلا۔ لیکن ہمنے بعد ازین معلوم کرلیا کہ طول ید سے مُراد حضرتؐ کی صدقہ تھا۔ اور ہم سب سے پہلے حضرت زینبؓ آپ سے جا ملین جو کہ صدقہ کو دوست رکھتی تہین۔ یہہ ازواج مطہرہ کی بسبب عورت ہونے کے کم فہمی تہی جنہون نے وہلۂ اوّل مین نبیؐ کے روزمرّہ استعارہ کی کلام پر غور نفرمایا اور اس کے ظاہری معنی سمجھہ لئے۔ ورنہ ید کا لفظ لُغت ومحاورہ عرب مین منّت اور احسان اور طاقت اور قُدرت کے معنے مین بکثرت شایع ہے اور ہر ایک کیلئے نظائر موجود اور اسی طرح (اطول یدًا) کا لفظ صدقہ اور خیرات کے معنی مین اور یہہ ایسا لفظ ہے کہ اسکا ترجمہ یعنی فراخ دست ہماری زبان مین بہی صاحب خیرات اور صدقات

کے لئے مستعمل ہے۔ اور اس حدیث مین کوئی ایسا لفظ نہین جس سے پایا جاوے کہ ازواج مطہرہ نے نبی کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے یا کہ آنحضرتؐ معنی مراد سے آگاہ نتھے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔

ابن صیاد کے متعلق نبیؐ کا علم

ایساہی ابن صیاد کے مقدمہ مین قادیانی صاحب کو کوئی ایسی حدیث نہ ملیگی جس مین آپنے ابن صیاد کا دجال معہود ہونا اپنے ظن مین ظاہر فرمایا ہو۔ وہی ابن عمرؓ ہین جنہون نے بقول قادیانی حلف کیساتھ کہا کہ مجھے اس مین شک نہین کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور جابر بن عبداللہ نے اس حلف کا انتساب عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا لیکن وہی عمرؓ اور ابن عمرؓ ہین جو بخاری اور مسلم کی متفق علیہ طویل حدیث ابن صیاد مین بشہادت و روایت خود رسول اللہؐ کے خطبہ سے ابن صیاد اور دجال معہود کے درمیان تفریق فرمارہے ہین کہ آنحضرتؐ نے فرمایا دجال کانا ہے اور خدا کانا نہین اور فرمایا کہ دجال خدا ہونے کا دعوی کریگا۔ لیکن ابن صیاد نے کبھی یہہ دعوی نہ کیا۔ بلکہ ابی سعید خدری کے سامنے اوسنے اپنے اسلام کا اقرار کیا اور آنحضرت نے اوس کے مشتبہ اقوال پر عمرؓ کو اوسکے قتل سے روکا۔

ہجرت از مدینہ کا خواب

ایساہی قادیانی صاحب کا حدیث ہجرت میں یہہ کہنا کہ جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تہا وہ غلط نکلا۔ یہہ سقدر تحریف بیہودانہ سے بھرا ہے کہ کوئی اہل ایمان اس قسم کی تحریف پر جرأت نہین کرسکتا۔ کیونکہ محاورات عرب مین لفظ وہل بسکون ہا جبکہ حرف الے کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اوس کے معنی ہرگز عمد اور قصد جازم کے نہین ہوتے صراح مین ہے وہل بالسکون دل بجاے رفتن کہ مراد آن نباشد قد ذھب وھلی الی الیمامۃ۔ پس دریافتہ گمان من بالا قصد رفت پس

عن ابی موسٰی اراہ عن النبیؐ قال رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انہ الیمامۃ او الھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب و رأیت فی رؤیای انی ھززت سیفا فانقطع صدرہ فاذا ھو ما اصیب من المؤمنین یوم احد ثم ھززتہ اخرٰی فعاد احسن ما کان فاذا ھو ما جاء اللہ بہ من الفتح واجتماع المؤمنین و رأیت فیھا بقرا واللہ خیر فاذا ھم المؤمنون یوم احد واذا الخیر ما جاء اللہ بہ من الخیر۔ بخاری صـ۵۱۱

گمان بلاقصد کو قصد اور عمد کا حکم کیونکر دیسکتے ہین اور کیونکر کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب سے ارض ہجرۃ کا تعبیر کی اور اوس تعبیر مین غلطی ہوئی بلکہ اگر طریق تعبیر کو جو اس حدیث مین آنحضرت نے متعدد جگہ کلمہ (فاذا) سے افادہ فرمایا ہے ملاحظہ کیا جاوے تو بالکل معلوم ہو جائیگا کہ یہہ خیال بلاقصد ہی خواب کا ایک جزو تھا جیسے کہ کلمہ (واللہ خیر) جو رویت بقر کے بعد آپنے فرمایا بدلیل تعبیر مابعد خواب کا ایک جزو کہا جاتا ہے - پس ہر دو صورت مین وہل کے لفظ سے جسکے معنے ابن ہشام نے وہم کے لئے ہین اور مجمع البحار نے خیال اور حجۃ اللہ مین سیلان دل کے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راے اور اجتہاد مین غلطی کا انتساب کبھی نہین ہو سکتا - خصوصاً جبکہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (ولا تقف) کو علوم نبوت کے سمجھنے کے لئے آئینہ بنایا جاوے تو یہہ معنی بالکل منکشف ہو جاوین گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی راے غیر معلوم سے کام نہ لیا اور اسیطرح دوسرے انبیاء کی مقدمۂ غنم قوم مین اگرچہ سلیمان و داؤد علیہ السلام نے مختلف فیصلہ فرمایا لیکن حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین دونون کی نسبت شہادت دیکر فرمادیا کہ ہمنے ان دونون کو حکم اور علم دیا اور ان دونون نے علم کے مطابق فیصلہ کیا - پس بحکم عصمت نفسی انبیاء علیہم السلام جو بالکل جوارح الٰہی اور فانی از خود اور باقی بارادۃ اللہ ہین بلا تحریک الٰہی وہ خود بخود کسی کام پر حرکت نہین کرتے - حدیث قدسی مین ہے کہ جب میرا بندہ اداے نوافل سے میرا قرب یہان تک حاصل کرتا ہے کہ مین اوس کو چاہنے لگتا ہون تو اوس وقت مین ہی اوس کا کان ہو جاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور مین ہی اوس کی آنکھہ بن جاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین ہی اوس کا ہاتھہ بن جاتا ہون جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور مین ہی اوس کا پاؤن بن جاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھہ سے کچھہ مانگتا ہے تو مین اوس کو دیدیتا ہون اور اگر

داؤد اور سلیمان نبی کا اجتہاد

وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما ای بوجوہ الاجتہاد وطرق الاحکام (فتح)

قال صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا ولئن سألنی

میرے ساتھ پناہ مانگتا ہے تو مین اوس کو پناہ دیتا ہون۔ اور نفس مومن سے کسی شے کا تردد ظاہر ہونا وہ درصل میرا تردد ہے[1] جسکا مین فاعل ہون۔ وہ موت سے کراہت کرتا ہے اور مجھے اوس کی کرب وصعوبت نہین بھاتی۔

عبدی اعطیتہ ولئن استعاذ بی لاعیذنہ وما ترددت عن شئ انا فاعلہ ترددی عن نفس المومن یکرہ الموت واکرہ مسائتہ۔ بخاری۔ حجۃ اللہ۔ ابی ھریرۃ۔ التجلیۃ صفحہ ۱۸۹

موسی علیہ السلام کا بامر آلہی تعلّم اسرار رشد کے لئے خضر علیہ السلام کی صحبت ومعیت مین ایک عرصہ تک رہنا اور آوّلا ایک کشتی جسپر کہ سوار تھے حضرت خضر کا اوسکو شگافتہ کردینا۔ پھر ایک معصوم بچے کو خضر کا قتل کردینا۔ پھر ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کو بلا اجرت خضر کا کہڑا کرنا اگرچہ موسے علیہ السلام کو اپنے علم کے مطابق نہ بھایا لیکن حضرت خضر نے ان تینوں امور کے اسرار کھول کر اون سے کہدیا کہ مینے کوئی کام اپنی رائے سے نہین کیا اور موسی علیہ السلام کو اون کی بےصبری پر ملامت

قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا۔ قال انک لن تستطیع معی صبرا وکیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبرا۔ قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا۔ قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شئ حتی احدث لک منہ ذکرا۔ فانطلقا حتی اذا رکبا فی السفینۃ خرقھا قال اخرقتھا لتغرق اھلھا لقد جئت شیئا امرا۔ قال الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا۔ قال لا تؤاخذنی بما نسیت ولا ترھقنی من امری عسرا۔ فانطلقا حتی اذا لقیا غلاما فقتلہ قال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا۔ قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا۔ قال ان سألتک عن شئ بعدھا فلا تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذرا۔ فانطلقا حتی اذا اتیا اھل قریۃ استطعما اھلھا فابوا ان یضیفوھما فوجدا فیھا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ قال لو شئت لتخذت علیہ اجرا۔ قال ھذا فراق بینی وبینک سانبئک بتاویل ما لم تستطع علیہ صبرا۔ اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبھا وکان وراءھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا۔ واما الغلام فکان ابواہ مؤمنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا وکفرا۔ فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما۔ واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ویستخرجا کنزھما رحمۃ

[1] والتردد صفۃ اللہ عزوجل غیر جائز فتاویلہ علی وجہین احدھما ان العبد قد لیشرف فی ایام عمرہ علی المہالک مرات ذات عدد من داء یصیبہ وآفۃ تنزل بہ فیدعو اللہ عزوجل بشفیہ منھا ویدفع المکروھا عنہ فیکون ذلک من فعلہ کتردد من یرید امرا ثم یبدو لہ فی ذلک فیترکہ ویعرض عنہ ولا بد لہ من لقائہ اذا بلغ الکتاب اجلہ فانہ قد کتب الفناء علی خلقہ واستاثر بالبقاء لنفسہ وفیہ وجہ آخر کما روی من قصۃ ملک الموت وما کان من لطمہ عینہ وتردد الی اللہ مرۃ بعد اخری۔ التنبیہ فی التنزیہ صفحہ ۱۸۹

کر کے رُخصت کر دیا - یہ قرآنی قصہ ہے جس سے | من ہر ایک وما فعلتہ عن امری ذلک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا -

منکشف ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عقول و علوم ایسی ورار الورا ہین کہ عقل انسانی اون پر احاطہ نہین کر سکتی - اور اُن کو نوع انسان کیساتھ ایسی ہی نسبت ہی جیسے نوع انسان کو انواع حیوانات سے - پس جیسے کہ ہم موجودات کے اسمار سے واقف ہین اور حیوانات کو اون سی وقوف نہین اسی طرح وہ اشیاء کی خواص اور حقایق اور منافع اور ضرر اور حدود و مقادیر سے آگاہ ہین اور ہم آگاہ نہین - اور جیسے کہ نوع انسان باعتبار تسخیر کے ملک الحیوان ہے اسی طرح انبیار علیہم السلام باعتبار تدبیر کے ملوک الناس ہین اور جیسے کہ آدمیون کی حرکات حیوانات کی حق مین معجزات ہین اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حرکات آدمیون کے حق مین معجزات ہین کیونکہ حیوانات کے لئے ممکن نہین کہ حرکات فکریہ کو پہونچکر حق اور باطل کے درمیان تمیز کرین اور نہ یہہ کہ حرکات قولیہ کو پہونچکر صدق اور کذب کو جُدا کرین اور نہ یہہ کہ حرکات فعلیہ کو پہونچکر خیر اور شر مین تمیز کرین اسی طرح انبیار علیہم السلام کی حرکات فکریہ اور عقلیہ ایسی بالاتر ہوتی ہین کہ اون کے منتہا کو قوت بشریہ پہونچنے سی بالکل عاجز ہے حتی کہ اس مقام مین اون کا یہ کہنا مُسلم ہے کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل اور اسی طرح اون کی حرکات قولی اور فعلی ایسی مستحکم اور منتظم اور طریق فطرت پر جاری رہتی ہین جکی غایت کو قوت بشریہ ہرگز نہین پہونچ سکتی پس حدیث

حدیث تابیر النخل

تابیر النخل مین جہان تک کہ ہمارا علم کارگر ہی آنحضرتؐ نے وقت قدوم مبارک اصحاب مدینہ کو اس فعل کی تابیر کے ترک مین جو خیریت کا افادہ فرمایا تو وہ سنتہ اللہ کے مطابق محض ابتلا تھا جس مین وہ کھرے نکلے اور دین و دُنیا کی خیریت سی مستفیض ہوئے اور اون کا ترک تابیر کے بعد نقص ثمر کا شاکی ہونا فقط اسلئے تھا کہ وہ اوس خیریت کے معنی سے آگاہ نہ ہوئے جو آنحضرتؐ کے ارشاد مین

عن رافع بن خدیج قال قدم النبی المدینۃ وہم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا لکان خیرا فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم لشئ من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشئ من رائی فانما انا بشر قال عکرمۃ او نحو ہذا مسلم انما ظننت ظنا فلا تواخذونی بالظن ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئا فخذوا بہ فانی لم اکذب علی اللہ انتم اعلمون

ملفوف تھا اور اس معنی پر کوئی دلیل نہین کہ ترک تابیر ہی نقص ثمر کا باعث درحقیقت ہوئی - یا آنحضرت صلعم کا ارشاد ترک تابیر از دیاد ثمر کے لئے پیشگوئی ہو - یا آنحضرت صلعم کا یہہ ترددو قول کہ اگر تم تابیر نہ کرو تو شاید اچھا ہو جبکو آنحضرت صلعم نے اپنا ظن بیان فرمایا - علم الٰہی پر مبنی نہو - عکرمہ جو اس حدیث کا راوی ہے وہ اس کے اخیر مین لفظ اَو نحو هذا لکھتا ہے جس سے بقول امام نووی علماء اُمت نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ رائی کا لفظ آنحضرت صلعم کا ارشاد نہین - پس راوی نے محقق طور سے آنحضرت صلعم کے لفظ سے خبر نہین دی بلکہ اپنا ایک ظن بتا دیا ہے جیسے کہ اس حدیث کی مختلف روایات سے پایا جاتا ہے - دیکھو نووی صفحہ ۲۶۴ - اور قصہ افک مین

بامور دنیاکم - مسلم - قال العلماء قوله صلعم من الرای انما اتی بها عکرمه علی المعنی بقوله فی اخر الحدیث قال عکرمه او نحو هذا فلم یخبر بلفظ النبی صلعم محققا فلم یکن هذا القول خبرا و انما کان ظنا کما بینه فی هذه الروایات نووی صفحہ ۲۶۴

قصۂ افک مین تردد کا سر

اگرچند روز آنحضرت صلعم نے اپنا تردد اور تشویش ظاہر فرمایا تو فقط اسی لئے کہ کوئی آسمانی فیصلہ نازل ہو جو قیامت تک اُمت مرحومہ کے درمیان قانون عادل رہے - امام ربانی رضی فرماتے ہین کہ باوجود فنا و بقاے کامل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفات بشریہ جیسے اکل و شرب اور راحت و رنج وغیرہ کیساتھ متصف ہونا فقط اسی لئے تھا تا کہ باب افادہ و استفادہ جو اس عالم مین تجنس پر موقوف ہے مفتوح ہو - حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم کوئی فرشتہ بھی نبوت کے ساتھہ اوتارتے تو ہم ضرور اوس کو بھی ایک مرد ہی کی صورت مین کرتے اور اون پر وہی اشتباہ رکھتے جو کہ اب کر رہے ہین اور نیز اسلئے تاکہ پاک اور ناپاک

و لو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا و للبسنا علیهم ما یلبسون

کے درمیان موجب ابتلا ہو کر کاذب اور صادق کے درمیان موجب تمیز ہو -

اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز مین سہو فرمانا اور ذو الیدین کا بار بار یاد دلانا اس لئے نہ تھا کہ درحقیقت آنحضرت پر سہو طاری ہوگیا تھا - مواہب اللدنیہ مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا سہو اُمت مرحومہ پر منجملہ اتمام نعمت اور اور اکمال دین تھا تاکہ اُمت مرحومہ کے لئے ایسے سہو کے

ثبت فی الصحیحین من قوله صلعم انما انا بشر انسی کما تنسون و قد کان سهوه من اتمام نعمة الله تعالی علی امته و اکمال دینهم

سوافع مین آنحضرتؐ کا تشریعی عمل چراغِ راہ ہو اور وہ اوسی کے موافق اقتداکرین - اور یہی معنی اوس حدیثؐ کے ہین جو مؤطا مین ہے کہ مین اسی لئے بہولتا یا بہلایا جاتا ہون تاکہ وہ سنت بنے اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلئے نسیان فرمایا کرتے تھے تاکہ اون کے سہو اور نسیان پر اون احکام شرعیہ کا ترتب ہو جن کا قیامت تک سہو اُمت پر جاری ہونا مقدر تھا - چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات کی جلد اول مکتوب (۳۰۵) مین کہتے ہین کہ آنحضرت کا یہہ سہو اللہ تعالیٰ

لیقتدوا بہ فیما لیشرعہ لہم عند السہو وہذا معنی الحدیث الذی فی المؤطا انما انسی او انسی لاسن - وکان صلی اللہ علیہ وسلم ینسی فیترتب علی سہوہ احکام شرعیۃ یجری علی سہو امتہ الی یوم القیامۃ و حاصل ما فی النہایۃ السہو فی الشئی ترکہ عن غیر علم والسہو عنہ ترکہ مع العلم وہو فرق حسن دقیق - وبہ لیظہر الفرق بین السہو الذی وقع من النبی غیر مرۃ - مواہب اللدنیہ

کے نزدیک اسقدر محبوب تھا کہ آنحضرت کا اقتدا کرنے والے صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی چنانچہ لکہا "ولہذا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سہو حضرت پیغمبرؐ را بہتر از صواب عمدہ خود دانستہ طلب سہو او می فرماید آنجا کہ گوید یا لیتنی کنت سہو محمد آرزوے آن دارد کہ بکلیت خود سہو آن سرور باشد"

اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ غزوۂ اُحد مین امر انہزام فقط ابتلا تہا جو کہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق شعب جبال پر قیام نکرنے سے وقوع مین آیا اور جسکا علم حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے ہی دیدیا تہا اور دکہلا دیا کہ تلوار ٹکڑے ہوگئی اور گائے ذبح کی گئی -

پس بمقتضاے انزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو قوانین ارتفاقات سے کلاً وجزواً مطلع فرمادیا اور آنحضرتؐ عقلِ کل اور راے محفوظ اور اجتہاد معصوم کے ساتہہ اہل عالم کی اصلاح ارتفاقات مین مصروف ہوئے - آداب معاش و معاد اور تدابیر منازل و سیاست مدن اور سیرۃ ملوک اور سیاست اعوان کے لئے ایسے قواعد تشریع فرمائے جو نہایت اعتدال اور سنن فطرت پر مبنی ہین اور جس سے بہتر کوئی قوتِ بشری خیال مین نہین لاسکتی - حدیث وفقہ کے ابواب و فصول اس باب مین شاہد عادل ہین - اور حوادث جو ہماری آنکہوں اور کانوں سے نا آشنا تھے اور صبا

یا عدم رضا حق تعالی کی جن کے ساتھ متعلق ہوئی اون کو آنحضرتؐ نے مختلف تقریبات اور مناسب
تمثیلات کیساتھ بحدے منکشف فرمایا کہ اون کے وجود کے متعلق ہمارے درمیان کوئی شک شبہ
نہ رہا- یہان تک کہ دجال جسکے خروج کے متعلق نوحؑ نبی اللہ نے اپنی امت کو انذار فرمایا اور جس کا
قتل عیسیٰ نبی اللہ کے ہاتہون مقدر ہے جبکہ وہ آسمانون سے نزول فرمائینگے- اوس کی بہت
شبیہہ مثال یعنی صورت ابن صیاد میں نظر فرمادی- حتےٰ کہ بعض کو اوسی کا دجال معہود ہونا مظنون
ہوا بلکہ یقین بہی ہوگیا- اور یہہ امر بالکل منافی نبوت ہے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے کہ ایسے
حوادث کی اطلاع مین کسی طرح کا بھی اہمال ہو جس سے امت مرحومہ تاریکی مین اور نعمت الٰہی ناتمام
رہے- ہان وہ رسوم جن مین ابھی اعوجاج اور کجی حادث نہوئی تہی اون کو اون کی حالت پر چہوڑا-
اور اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث تابیر النخل مین جو فرمایا انتم اعلمون بامور دنیاکم- اور وہ امور
جن کا فہم ہمارے میزان عقل سے باہر تھا جو ہماری اصل فطرت مین ودیعت کی گئی ہے اور جن کے
فہم کے لئے ہم اصول ہندسہ ہیئت اور دقایق فلسفیہ اور حکمت کی طرف محتاج ہین کمال شفقت اور
لطف سے اون کے ضبط کے لئے اہتمام نفرمایا اور اوس عورت سوداء کے ایمان کی تصدیق فرمائی جس
سے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ تیرا خدا کہان ہے اور اوس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا- ایسا ہی
نماز کے استقبال کے لئے قبلہ کعبۃ اللہ کو شرط فرمایا لیکن معرفت استقبال کے لئے ہندسہ اور ہیئت
کے مسائل کے حفظ کا امر نفرمایا بلکہ اوس شخص کے لئے جو کہ کعبہ کے شمال وجنوب مین ہے فرمایا کہ قبلہ
مشرق ومغرب کے درمیان ہے-

## مقدمہ ہفتم

(روح انسانی کی حقیقت اور قول قادیانی کہ وہ رحم کے اندر کا ایک کیڑا ہی)

کہ روح کیا چیز ہے؟ تو آپ کو خدا تعالی کی طرف سے امر ہوا کہ کہدے اے محمدؐ اون کو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور اون کو بہت تہوڑا علم دیا گیا ہے۔ پس شارع علیہ السلام کا روح

> وما اوتیتم من العلم الا قلیلا وقرء اعمش عن ابن مسعود وما اوتوا۔ بخاری۔ فا لخطاب للیہود۔ حجۃ اللہ البالغہ

کی تشریح حقیقت سے سکوت فرمانا اسلئے تہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یا اُمت مرحومہ کا کوئی فرد کامل اُس کے فہم سے عاجز ہے بلکہ شارع نے سکوت اس لیے کیا کہ روح کی معرفت ایسی دقیق اور غامض ہے کہ جمہور اُمت کو اوس مین غور و خوض کرنا مصلحت نہین۔ کیونکہ روح کا آشیانہ فوق العرش اوس عالم امر سے ہے جس کی موجودات ہمارے حس و خیال اور جہت و مکان اور تحیز سے باہر اور ساحت اور تقدیر اور کمیت اور تحدید سے مطلق پاک ہی۔ یہی وجہ ہے کہ بقول فتح البیان روح کی تفسیر مین ایک ہزار آٹھ سو اقوال منقول ہوئے جو ہنوز مرحق سے بہت پیچہے رہے۔

> وعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ من الحس والخیال والجہتہ والمکان والتحیز وھو ما لا یدخل تحت المساحۃ والتقدیر لانتفاء الکمیتہ عنہ۔ غزالی رسالہ روح

> بقول قادیانی روح انسانی رحم کا ایک کیڑا ہے

اور اونہین مین سے قادیانی صاحب کا وہ ملحدانہ اور ملفق قول ہے جو اونہون نے لاہور کے جلسۂ مذاہب مین بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء بڑے زور کیساتھ بیان کیا کہ "روح کا الگ طور سے آسمان یا فضا سے نازل ہونا نہ یہ خدا کا منشا ہے اور نہ یہ خیال کسی طرح صحیح ٹہیر سکتا ہی بلکہ ایسے خیال کو قانون قدرت باطل ٹہیراتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہین کہ گندے زخمون مین ہزارہا کیڑے پڑجاتے ہین سو یہی بات صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اوس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم مین پرورش پاتا ہے اور جسکا خمیر ابتدا سے نطفہ مین موجود ہوتا ہے اور وہ نطفہ کے ساتھ ایسا جزو ہوتا ہے جیسے آگ پتہر کے اندر ہوتی ہے نہ جیسے جسم جسم کا جزو ہوتا ہے یا وہ باہر سے آتا ہے اور نطفہ کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے۔ اور اسی سے اوس کا حادث ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔"

پس قادیانی صاحب کے اس قول پر جاہلون نے تحسین کے نعرے بلند کیے اور اوس کے

مطالب پر غور نہ کیا جو بالکل امرِ نبوت کے مصادم اور کلام ربانی کے بالکل مناقض ہین - کیونکہ قرآن کریم کے

روح عالم امر سے ہے اور لامکانی ہے

صریح الفاظ ناطق ہین کہ روح رب تعالےٰ کے (عالم) امر سے ہے نہ عالم خلق سے اور سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ رب تعالیٰ نے روح آدم کو

ان اللہ خلق آدم علے صورتہ
متفق علیہ من حدیث ابی ھریرۃ - مشکوٰۃ

اپنی صورت پر پیدا فرمایا - یعنی جیسے[1] کہ حق تعالیٰ بیچون وبیچگون ہے اوسی طرح روح آدم اوس کا خلاصہ ہے نسبت بعالم بصورت بیچونی اور بیچگونی پیدا ہوئی اور جس طرح کہ حق تعالیٰ لامکانی ہے اوسی طرح روح بھی لامکانی ہوئی - اور جیسے کہ رب تعالیٰ نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر اور نہ متصل نہ منفصل لیکن نسبت قیومیت و معیت قایم - اوسی طرح روح آدم بھی بدن انسانی سے نہ باہر ہے نہ اندر اور نہ متصل نہ منفصل معہذا بدن کے ہر ذرات کا قوام اوسی سے اور ہر فیض کہ قیوم عالم کی طرف سے بدن پر وارد ہوتا ہے اوسی کے واسطہ سے ہوتا ہے - اسی تشبیہ دقیق کا باعث ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب ۲۶۰ مین ارشاد فرمایا کہ " درین مقام سالکے گفتہ است کہ سی سال روح را بخدائی پرستیدم " اور اوس سالک نے دوراز فہم تشبیہ کے باعث روح کو رب سے جدا نہ کیا اور نصاریٰ نے روح اللہ کو ابن اللہ کہدیا - اور اسی تشبیہ دقیق کے باعث حضرت آدم شایان خلافتِ رحمانی ہوے - امام ربانی فرماتے ہین " دیلے صورتِ شے خلیفۂ شے است تا ظہورِ صورتِ شے مخلوق نباشد خلافتِ شے را نشاید و تا خلافت را شایان نباشد تحمل بارِ امانت نتواند کرد - دیلے

لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ "

اور اسی دِقتِ معنی کی طرف اشارہ ہے اوس حدیث مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

[1] عالم ارواح ماورا ء عالم جہات والعباد است چہ روح لامکانی ست در مکان نمیگنجد - و روح را در ماورای عرش اثبات نمودن ثمرا در وہم نینداز دکہ روح از تو بعید است و مسافت دور و دراز درمیان تو و روح است - نہ چنین است - روح را نسبت با جمیع امکنہ باوجود لامکانیست برابرست ماورای عرش گفتن معنی دیگر دارد تا آنجا نرسی نتوانی دریافت - طائفہ کہ از صوفیہ بہ تنزیہ روحی رسیدہ اند و فوق العرش آنرا دریافتہ تنزیہ آلہی جل شانہ تصور نمودہ اند و حق آنست کہ آن نور نور سعہ است و چون روح لامکانی است و بصورت بیچگونگی مخلوق لاجرم محل اشتباہ میگردد باید دانست کہ روح ہرچند نسبت بعالم بیچون ست اما حقیقت داخل دائرہ چون ست گویا برزخ است درمیان عالم چون و بیچون درمیان ہر دو تنہ حقیقی پس رنگ ہر دو ذرہ دارد و ہر دو امدہ رکہ در وے صحیح است بخلاف بیچون حقیقی کہ چون را اصلا بکوراہ نیست - مکتوبات امام ربانی جلد اوّل ص ۲۸۵ - مولف -

عائشہ صدیقہ رض سے فرمایا کہ جسنے اپنے نفس کو
پہچانا قریب ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے۔
مگر افسوس ہے کہ قادیانی صاحب نے روح کی
خلقت اون ہزارہا کیڑون کی طرح اندرون رحم کے
نُطفہ سے ادراک کی جو گندے زخمون مین پڑجاتے
ہین اور جو کسی طرح بھی محلِ انوار الٰہی نہین ہو سکتے۔ اور نہ حاملِ بارامانت اور نہ جن کے لئے کوئی ثواب
ہے نہ عذاب ۔ اور نہ حشر ہے نہ نشر۔ حالانکہ ارواح انسانی قبل از وجود عنصری بمقتضای انا عرضنا
الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا بارامانت
اوٹھا چکی اور مستحق عذاب وثواب قرار پاچکی۔ اور میزان شعرانی کے صـ۱۷ مین ہے کہ اہل کشف کا اسپر

عن عائشہ رض انہا قالت یا رسول اللہ متی یعرف الانسان
ربہ قال اذا عرف نفسہ اداب الدنیا للماوردی۔ قال
ابن حجر ومن کلام علی رض من عرف نفسہ فقد عرف ربہ
ذکرہ الغزالی مرفوعا فی المسائل الغامضۃ وعزاہ الدیلمی
فی کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق الی الدیلمی تیسیر

اجماع ہے کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی جو
کسی زیادتی کو قبول نہین کرتی اور وہی درحقیقت
مُکلّف ہے۔ لہذا شافعی کے نزدیک بچے

اجماع اہل کشف کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی اور وہی درحقیقت مکلف ہے لہذا بچے اور بوڑھے کی روح مین فرق نہین

وقد اجمع اہل الکشف علی ان الروح خلقت
بالغۃ لا تقبل الزیادۃ والتکلیف علیہا حقیقۃ
بلا فرق بین روح الصبی والشیخ۔ میزان شعرانی صـ۱۷

اور بوڑھے کی روح مین کوئی فرق نہین۔ معہذا سنّت صحیحہ سے
ثابت ہی کہ حق تعالیٰ نے ارواح کو دو ہزار برس قبل اجساد کے
بلکہ مقادیر خلق کو پچاس ہزار برس قبل اجساد کے مخلوق فرمایا۔
اور ارشاد ہوا کہ روحین رب تعالیٰ کی جنود مجندہ یعنی جموع مجتمعہ
اور انواع مختلفہ ہین اور دُنیا مین اون کا باہم تآلف اور تخلف
باعتبار اون کی اصل فطرت اور ابتدائی خلقت کے ہے۔ پس
اچھی روحین اچھون کی طرف مائل رہتی ہین اور بُری روحین
بُرون کی طرف۔ اور اسی پر متفرع ہے وہ جو ارشاد ہوا کہ ان
ارواح کے حال معدن ذہب وفضہ کیطرح مختلف معدنین ہین

خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام عزاہ
رسالہ روح۔ فتح البیان۔ ان اللہ قدر مقادیر
الخلق قبل خلق السموات والارض بخمسین الف سنۃ
زرقانی و مسلم
وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الناس
معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ
خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا والارواح جنود مجندۃ
فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف مسلم
قال العلماء معناہ جموع مجتمعۃ او انواع مختلفۃ۔ واما
تعارفہا فقیل انہا موافقۃ صفاتہا التی جعلہا اللہ
علیہا وتناسبہا فی شیمہا وقیل لانہا خلقت مجتمعۃ
ثم فرقت فی اجسادہا فمن وافق بشیمہ الفہ ومن
باعدہ نافرہ وخالفہ وقال الخطابی وغیرہ

اور قرآن و سنت دونوں سے ثابت ہے کہ میثاق کے روز بقدرت کاملہ خداوندی عالم امر کی وہ تمام روحیں اور نسمات نورانی حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ذرات کی صورت میں نکل آئیں اور سب کی سب حضرت آدمؑ کے سامنے لائی گئیں جن میں سے ایک کی نسبت حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے پوچھا کہ یہہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہہ داؤدؑ ہے۔ پھر حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ اے رب اس کی کتنی عمر ہوگی؟ ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی پھر عرض کی کہ اے رب میری

تالفها هو ما خلق الله عليه من السعادة او الشقاوة فى المبتدء كانت الارواح قسمين متقابلين فاذا تلاقت الاجساد فى الدنيا ائتلفت واختلفت بحسب ما خلقت عليه فيميل الاخيار الى الاخيار و الاشرار الى الاشرار -
نووی ص۳۳۱ جلد ۲

عن ابی هريرة قال قال رسول اللهؐ لما خلق الله آدم مسح ظهره فسقط عن ظهره كل نسمة هو خالقها من ذريته الى يوم القيامة وجعل بين عينى كل انسان منهم وبيصاً من نور ثم عرضهم على آدم فقال اى رب من هؤلاء قال ذريتك فرأى رجلا منهم فاعجبه وبيص ما بين عينيه قال اى رب من هذا قال داؤد فقال اى رب كم جعلت عمره قال ستين سنة قال زده من عمرى اربعين سنة قال رسول الله فلما انقضى عمر آدم الا اربعين جاءه ملك الموت فقال آدم اولم يبق من عمرى اربعون سنة قال اولم تعطها ابنك داؤد - اھ

وعن ابى بن كعب فى قول الله عز وجل واذ اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم عيسى ابن مريم كان فى تلك الارواح فارسله الى مريم عليها السلام و انه دخل من فيها - مشكوٰة

عمر میں سے اور چالیس برس اس کی عمر میں بڑھا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چالیس برس قبل جب ملک الموت حضرت آدمؑ کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تو حضرت آدمؑ نے کہا کہ کیا ابھی میری عمر میں چالیس برس باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا کہ کیا تو نے اپنے فرزند داؤدؑ کو نہیں دیدئے
ابیّ بن کعب فرماتے ہیں کہ ان ارواح میں انبیا کی روحیں ستاروں کی طرح نورانی تھیں اور عیسیٰ بن مریمؑ کی روح بھی انہیں ارواح میں تھی جسکو حق تعالیٰ نے مریمؑ کی طرف بھیجا اور وہ مریم کے اندر موہنہ کے راستے داخل ہوگئی۔

فتح البیان میں بحوالہ سلیمان جمل علیؓ سے

ذکر سلیمان الجمل لكان على ابن ابى طالب يقول انى لاذكر

منقول ہے کہ اونہوں نے اُس عہد کے یاد ہونیکا اقرار کیا اور اسی طرح سہل بن عبداللہ تستری اور حضرت شیخ نظام الدین دہلوی سے بھی منقول ہے۔

العهد الذی عهد الی ربی وکذا کان سهل بن عبد الله التستری یقول انتهی وکذا روی عن الشیخ نظام الدین دهلوی فتح البیان ص۳۰۷

آمام بیہقی قصۂ خلق آدمؑ میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کرکے ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ روح جو تسویۂ آدمؑ کے بعد اون کے جسد میں پہونچی گئی وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق موجود تھی جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اجسام کی زندگی بنائی۔ اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں دو ہزار برس قبل پیدائش آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے بصورت نورانی تسبیحیں کہا کرتا تھا۔ اور زرقانی میں بروایت احمد و بخاری و ابونعیم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابھی روح اور جسد کے درمیان تھا۔ اسی کی نسبت امام سبکی آیۂ واذا اخذنا من النبیین میثاقہم

اخرج البیهقی عن ابن عباس وعن ابن مسعود فی قصة خلق ادمؑ وفیه ثم قال للملائکة انی خالق بشرا من طین فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین فخلقه الله بیده لکیلا یتکبر ابلیس عنه قال البیهقی فالروح الذی منه نفخ فی ادم کان خلقا من خلق الله تعالی جعل الله تعالی حیوة الاجسام به وانما اضافه الی نفسه علی طریق الخلق والملک لا انه جزء منه التنبیه فی التنزیه

قال العلامة البکری فی تاریخ الخمیس وروی عن ابن عباس عن النبی ﷺ انه قال کنت نورا بین یدی الله قبل ان خلق الله عز وجل ادم بالفی عام یسبح ذلک النور ومثله فی المواهب اللدنیة فی احکام ابن القطان وفی حدیث علی رض ان النور النبوی جسم قبل خلقه باثنی عشر الف عام وفی روایة اربعة عشر الف عام وقال الزرقانی لا ینافی ما مر ان نوره مخلوق قبل الاشیاء (لتشبه)

قوله کنت نبیا وادم بین الروح والجسد (رواه احمد والبخاری فی التاریخ وابو نعیم وغیرهم) کنا نظن انه ما یعلم فبان انه زاید علی ذلک (علی ما شرحناه یعنی لقوله اولًا انه قد جاء ان الله خلق الارواح قبل الاجساد) زرقانی مقصد سادس شرح مواهب اللدنیة

کے تحت میں لکھتے ہیں کہ ہمارا گمان تھا کہ یہاں تقدم علمی مراد ہے۔ لیکن اب منکشف ہو گیا کہ تقدم علمی کے علاوہ تقدم وجودی بھی ہے۔ جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کے قبل ارواح کو پیدا فرمایا۔

عالم مثال

پس جیسے کہ عالم خلق کے قبل عالم ارواح کا ہونا ثابت ہوگیا اوسی طرح قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ عالم اجسام کے قبل ایک عالم مثال بہی ہے جو عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان بصورت برزخ ہے کہ جس مین اون ارواح اور معانی کا تمثل اون کے ہم صفت اجسام عالم خلق کی صورت مین ہوتا ہے اور جس مین بقدرت خداوندی ہر شے کے لئے اس عالم عنصری مین موجود ہونیکے قبل ایک قسم کا ایسا تحقق ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری کی اشیاء درحقیقت وہی معانی ہین جو صورت عنصری مین متحقق ہوتے ہین اور یہہ بھی ثابت ہی کہ اکثر وہ اشیاء جنکے لئے عوام کے نزدیک کوئی جسم نہین اون مین صفت انتقال وغیرہ بہی متحقق ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمن فقال مہ قالت ھذا مقام العائذ بک من القطیعۃ (مشکوۃ)

چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث ابی ہریرہ مین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جب اللہ تعالی مخلوقات کو پیدا فرما چکا اوس وقت رحم نے اوٹھکر کمرگاہ رب العزت کو کولی مین لے لیا۔ رب العزت نے فرمایا صبر کر۔ رحم نے عرض کی کہ اے رب العزت یہہ اوس کی قیامگاہ ہے جو قطع کیے جانے سے تیری پناہ مانگے۔ یعنی ای رب مجھے قطع کیئے جانے سے پناہ مین رکھ ا۔ چنانچہ یہی تمثل ہے اون ارواح اور نسمات کا جو میثاق کی روز بصورت ذرات آدم کی پشت سے نکالے گئے۔ اور اسی صورت مثالی مین وہ روح ہتی جو مریم کے اندر داخل ہوگئی۔ اور اسی قسم مین سے آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ امر معروف و نہی منکر دو مخلوق چیزین ہین جو قیامت کے دن لوگون کے سامنے کھڑی کی جاوین گی۔

ان المعروف و المنکر لخلیقتان تنصبان للناس یوم القیامۃ (مشکوۃ)

ایک لاکھ آدم کی حقیقت

اوراسی قسم مین سے وہ حدیث نبوی ہے جسکو شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ مین

ان اللہ خلق مائۃ الف آدم۔
ابن عباس۔ فتوحات مکیہ۔ تشبیہ

بروایت ابن عباس نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالی نے ایک لاکھ آدم مخلوق فرمائے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے عالم مثال مین دیکھا کہ اون کے ساتھ ایک جماعت طواف

کر رہی ہے جنکو وہ نہین پہچانتے تھے اور اون مین سے ایک نے یہہ شعر کہا۔ لقد طفنا کما طفتم سنینا ⁂ بھذا البیت طرّاً اجمعینا - یہہ شعر سُنتے ہی شیخ کے دل مین گذرا کہ یہہ عالم مثال کی ابدان ہین - اور اسی کیساتھ ایک نے اون کی طرف نگاہ کر کے کہا کہ مین بہی تمہارے اجداد مین سے ایک جد ہون - اوس وقت شیخ نے اوس سے پوچہا کہ تجہے وفات پائے ہوئے کتنے سال گذرے ہین ؟ - اوسنے جواب دیا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ - اوس وقت شیخ نے تعجب سے دریافت کیا کہ ابتدائے خلقت آدم ابوالبشر سے اس وقت تک تو ابہی سات ہزار برس بہی نہین ہوئے - اوس وقت اوس نے شیخ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو کس آدم کی نسبت کہہ رہا ہے ؟ - شیخ کو اوس وقت اوپر کی حدیث یاد آگئی جس کی نسبت، امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ جلد ثانی مکتوب (۵۸) مین تحریر فرماتے ہین کہ "مخدوما مکرما! اینہمہ آدم کہ پیش از وجود حضرت آدم گذشتہ اند وجود شان در عالم مثال بودہ است نہ در عالم شہادت - ہمین حضرت آدم است کہ در عالم شہادت موجود گشتہ است و در زمین خلافت یافتہ و مسجود ملایک شدہ - غایتہ مافی الباب آدم چون بر صفت جامعیت مخلوق گشتہ است و در حقیقت خود لطایف و او صاف بسیار دارد پیش از وجود او بقرون متطاولہ در ہر وقتے از اوقات صفتے از صفات یا لطیفۂ از لطایف او بایجاد خداوندی جلّ سلطانہ در عالم مثال موجود گشتہ است و بصورت آدم ظاہر شدہ و مسمّی باسم او گشتہ کاروبار آدم منتظر از وے بوقوع آمدہ حتّٰی کہ توالد و تناسل کہ مناسب عالم مثال ست نیز بظہور پیوستہ و کمالات صوری و معنوی مناسب آن عالم نیز یافتہ و شایان عذاب و ثواب گشتہ بلکہ در حق او قیام شدہ بہشتی بہ بہشت و دوزخی بدوزخ رفتہ بعد از ان در وقتے از اوقات بمشیت اللہ سبحانہ صفتے یا لطیفۂ دیگر از صفات و لطایف او در ہمان عالم بمنصۂ ظہور آمدہ و کاروبارے کہ از ظہور اوّل بوجود آمدہ بود از ظہور ثانی نیز بوجود آمدہ و چون آن دورہ نیز تمام شدہ ظہور ثالث از ان صفات و لطایف او بحصول پیوستہ و چون آن ظہور نیز دورۂ خود را تمام کردہ ظہور رابع بثبوت پیوستہ الی ماشاء اللہ و چون دوائر ظہورات مثالیہ او کہ تعلق بصفات و لطایف او داشت تمام شد آخر الامر آن نسخہ جامعہ در عالم شہادت بایجاد خداوندی جلّ سلطانہ بوجود آمدہ بفضل خداوندی جلّ سلطانہ معزّز

دکرم گشته - اگر صد ہزار آدم باشند اجزاے ہمین آدم اند در دست و پا و سینہ و مقدمات وجود او بیند
جدّ شیخ بزرگوار کہ زیادہ از چہل ہزار سال فوت او گذشتہ است لطیفہ بودہ است در مثال از لطایف
چہ شیخ کہ بعالم شہادت وجود داشتہ است و طواف بیت اللہ کہ میکردہ در عالم مثال میکردہ چہ کعبہ
معظمہ را نیز در مثال صورتے و تشبیہے بودہ است کہ اہل آن عالم را قبلہ بودہ - این فقیر درین باب نظر را دور
فرستادہ و تعمق بسیار نمودہ در عالم شہادت آدم دیگر بنظر نیامدہ و غیر از شعبدہ ہاے عالم مثال نیافتہ
وآنکہ بدنِ مثالی گفتہ کہ من جدّ تو ام و زیادہ از چہل ہزار سال از فوت من گذشتہ است اول دلیل
است بر آنکہ آدمہا پیش از ظہورات صفات و لطایف این آدم بودہ اند نہ آنکہ خلقتِ علیحدہ داشتند
ازین آدم مباین بودند چہ مباین را باین آدم چہ نسبت و چرا جسد بود و از خلقت این آدم ہفت ہزار
سال تمام نشدہ چہل ہزار چہ گنجایش دارد - وجماعہ کہ در دلہاے ایشان مرض است ازین حکایات تناسخ
مے فہمند و نزدیک است کہ بقدم عالم قایل گردند و از قیامتِ کبری انکار نمایند - و بعضے از ملاحدہ
کہ باطل خود را بمشیخی گرفتہ اند حکم بجواز تناسخ مے نمایند و می انگارند کہ نفس تا زمانی کہ بحدّ کمال
نرسد از تقلبِ ابدان او را چارہ نبود و میگویند چون بحدّ کمال رسید از تقلیب ابدان بلکہ از تعلق فارغ
گشت و مقصود از خلقت او کمال اوست کہ میسر شد و این سخن صریح کفر است و انکار است از انچہ از دین
بتواتر ثابت شدہ - **سوال** از حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ و از بعضے دیگر از اولیاء اللہ نیز منقول
است کہ بعضے از اعمال غریبہ و افعال عجیبہ پیش از وجود عنصری بقرون متطاولہ از ایشان در عالم

> ارواح اولیاء اللہ کا متجسد ہو کر عجیب افعال کرنا

شہادت بوقوع آمدہ است صحت آن بے تجویز تناسخ چگونہ است - **جواب**
صدور آن اعمال و افعال از ارواحِ این بزرگواران است کہ بمشیتہ اللہ سبحانہ خود
متجسد باجساد گشتہ مباشر افعال عجیبہ گشتہ اند جسد دیگر نیست کہ بآن تعلق گیرند - تناسخ آن ست کہ روح
پیش از تعلق باین جسد بجسد دیگرے کہ مباین و مغایر آن روح است تعلق گرفتہ باشد و چون خود متجسد
بجسد گردد تناسخ چہ بود - جنیان کہ متشکل باشکال میگردند و متجسد باجساد میشوند درین اعمال
حال عجیبہ کہ مناسب این اشکال و اجساد است بوقوع مے آرند ہیچ تناسخ نیست و ہیچ سلوکی نہ

ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کُمّل را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بہ بدن دیگر- ازین قبیلہ است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ دریک آن در امکنہ متعدد حاضر میگردند و افعال متبائنہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسّد باجساد مختلفہ متشکل باشکال متبائنہ باشد وہمچنین عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و از ان دیار نہ برآمدہ است جمعی از حضرت مکہ معظمہ مے آیند میگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چنان و چنین در میانِ ما و آن عزیز گذشتہ است- و جمعی دیگر نقل مے کنند کہ ما او را در روم دیدہ ایم و جمعے دیگر از بغداد دیدہ اند- اینہمہ تشکل لطائف آن عزیز است باشکال مختلفہ و گاہ است کہ آن عزیز را از ان تشکلات اطلاع نبود لہذا در جواب آن جماعت گاہ میگوید کہ اینہمہ بر من تہمت است من از خانہ نہ برآمدہ ام و حرم کعبہ را ندیدہ ام و روم و بغداد را نمے شناسم و نمی دانم کہ شما چہ کسانید- وہمچنین ارباب حاجات از اعزّہ احیاء و اموات در آن مخاوف و مہالک مدد ہا طلب مینمایند و می بینند کہ آن صور اعزّہ حاضر شدہ رفع بلیّہ از ینہا نمودہ است- گاہ است کہ آن اعزّہ را از دفع آن بلیّہ اطّلاع بود و گاہ نبود- (ع) از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند- این نیز تشکل لطائف آن اعزّہ است- و این تشکّل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال- چنانچہ در یک شب ہزار کس

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھنا

آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ ہا مینمایند این ہمہ تشکل صفات لطائف اوست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی- وہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہا مینمایند و حلّ مشکلات مے فرمایند۔“

امداح اولیاء اللہ سے استمداد اور طلب شفاعت

چنانچہ بروایت بخاری زرقانی کے صـ۳۲۵ مین ہے- استشفع عمر بالعباس فقال اللہم انا کنا اذا قحطنا توسلنا الیک بنبینا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون- رواہ البخاری و ذکر التستری عن معروف الکرخی انہ قال لتلامذتہ اذا کان لکم الی اللہ حاجۃ فاقسموا علیہ بی فانی الواسطۃ بینکم و بینہ الآن بحکم الوراثۃ عن المصطفیٰ- کما اخرج الترمذی و ابن ماجہ والحاکم عن عثمان بن حنیف ان رجلا اعمی الخ- ملخصاً-

روح کی فلسفانہ طریق سی حقیقت اور ماہیت

پس جبکہ ثابت ہوچکا کہ روح آدم کی پیدایش ہزارہا سال قبل از وجود عنصری ہے نہ کہ رحم کے نطفہ مین سے اون ہزارہا کیڑون کی طرح اوس کی پیدایش ہے جوگندے زخمون مین پڑجاتے ہین جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے اور قادیانی بھی وہ قادیانی جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت روح اللہ نے اون مین بروز کیا اور یہہ اور وہ ہر دو گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہین - لہذا اب ضرور ہے کہ ہم روح آدم کے اوس تعلق کی کیفیت اور حقیقت بیان کرین جو اوسی بدن آدم کے ساتھہ باوجود اتنے بُعد و مُسافت کے ہے اور نیز ایک مراتب تعلق کی طرف بہی اشارہ کرین تا کہ اہل بصارت پر اس کا انکشاف کماحقہ ہو اور قادیانی صاحب کی چشم بصارت سے غشاوت دور ہوکر اون کو اون کی جہالت اور ضلالت نظر آسئے

پس معلوم کرنا چاہیئے کہ وہلۂ اوّل مین روح کی حقیقت جو ادراک کی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ وہ زندہ اشیاء کی زندگی کا باعث ہی اوسی کے نفخ سے اونہین زندگی حاصل ہوتی ہے اور اوسی کی مفارقت سے وہ مرجاتی ہین - پہر جبکہ ذرا غور سے نظر کیجاوے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ انسان کے دل مین اخلاط بدن کے خُلاصہ سے ایک قسم کا ایسا بُخار لطیف مُتولّد ہوتا ہے جو بدن کی قوت حساسہ اور محرکہ اور مدبرہ غذا کے لئے حامل ہے - اور تجربۂ طبی سے ثابت ہی کہ اسی بُخار کی حالت رقت اور غلظت اور صفوت اور کدرت کا - اِن قُوتون اور ان کے افعال مین ایک خاص اثر ہے اور یہہ بہی ثابت ہے کہ بدن کے کسی عضو یا تولید بخار پر کوئی آفت طاری ہوجانے سے اوس بُخار اور اوس کے افعال مین تشوش اور فساد واقع ہوجاتا ہے - اور اسی بُخار کا تکوّن حیات کا مُستلزم ہے اور اوسی کا تحلل موت کا مستوجب ہے - پس گویا نظر اوّل مین یہی بُخار روح دکہائی دیتا ہے - لیکن یہ بُخار نظر غور مین روح حقیقی کا طبقۂ اسفل ہے - اور اس روح کی مثال بدن مین اس طرح ہے جیسے نمی گلاب مین اور جیسے آگ کوئلہ مین - پہر جبکہ اوّل سے زیادہ تر امعان کی نظر سے غور کیا جاوے تو منکشف ہوجاتا ہے کہ یہہ روح بُخاری جو دل کے اندر خلاصۂ اخلاط سے مُتولّد ہوتی ہے حقیقت مین روح حقیقی کا مطیہ اور اوس کے تعلق کے لئے بمنزلۂ مادہ ہے - کیونکہ ہم دیکہہ رہے ہین کہ طفل طفولیت

کی حالت سی شاب و شیب کی حالت بدلتا ہی اور اوس کے بدن کی خلطین بہی اوس کے ساتھہ ساتھہ بدلتی رہتی ہین اور ان اخلاط متبدلہ سے جو روح کہ متولد ہوتی رہتی ہے وہ زمانۂ طفولیت سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہوتی ہے - اور وہ کبھی چھوٹا ہوتا ہے اور کبھی بڑا اور کبھی کالا ہوتا ہے اور کبھی گورا اور ایک وقت جاہل ہوتا ہے اور ایک وقت عالم - لیکن باوجود ان تغیرات کے اوس کی شخصیت مین کوئی تغیر نہین آتا - پس معلوم ہوا کہ وہ شے کہ جسکے ساتھہ اوس کی شخصیت قایم ہے وہ نہ تو یہہ روح ہے اور نہ یہہ بدن اور نہ یہہ مشخصات جو بادی الرائے مین دکہائی دیتی ہین - بلکہ وہ روح حقیقی ہے جو حقیقت مین ایک حقیقت نورانیہ اور نقطۂ نورانیہ ہے اور جسکا طور ان اطوار متغیرہ اور متغائرہ سے بالاتر ہے اور وہ بڑے کے ساتھہ بہی ویسا ہی ہے جیسا کہ چھوٹے کے ساتھہ ہے - اور سفید کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ سیاہ کے ساتھہ ہے اور اوس کو روح ہوائی یعنی نسمہ کے ساتھہ بالذات ایک خاص تعلق ہے اور بدن کیساتھہ جو کہ نسمہ کے لئے مطیہ اور منزلہ مادہ کے ہے بالعرض تعلق ہے - اور یہہ روح حقیقی گویا عالم قدس کا روزن ہے جسکے ذریعہ سی نسمہ پر ہر اوس شے کا افاضہ ہوتا رہتا ہے جسکا وہ مستعد ہوتا ہے - چنانچہ حضرت مجدد جلد سوم کی مکتوب (۱۳۰) مین لکھتے ہین " بدانند کہ روح پیش از تعلق بہ بدن در عالم خود بودہ است کہ فوق عالم مثال است و بعد از تعلق بہ بدن اگرچہ تنزل نمودہ است بعالم اجساد بعلاقہ حبی فرود آمدہ است بعالم مثال کار ندارد نہ پیش از تعلق و نہ بعد از تعلق - " اور جلد اول کے مکتوب (۲۸۵) مین لکھتے ہین کہ :-

" روح را ماورائے عرش اثبات نمودن ترا در وہم نیندازد کہ روح از تو بعید است و مسافت دور و دراز در میان تو و روح است نہ چنین است روح را نسبت با جمیع امکنہ باوجود لامکانیت برابر است ماورائے عرش گفتن معنی دیگر دارد تا بآنجا نرسی نتوانی دریافت - ۔ باید دانست کہ روح ہرچند نسبت بعالم بیچون است اما حقیقۃً داخل دائرہ چون است گویا برزخ است درمیان عالم چون و جناب قدس حقیقی - پس رنگ ہر دو طرف دارد و ہر دو اعتبارے درو صحیح است بخلاف بیچون حقیقی کہ چون را اصلا بوے راہ نیست - "

حقیقت موت

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں حقیقت موت کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ وجدان صحیح کے ساتھ ہمارے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ موت اسی نسمہ کا انفکاک ہے جبکہ بدن میں اوس کی تولید کی استعداد باقی نہیں رہتی۔ نہ کہ روح قدسی کا نسمہ سے منفک ہونا۔ اور جبکہ مہلک مرضوں میں نسمہ میں تحلل واقع ہو جاتا ہے تو حکمت الٰہی اوسقدر نسمہ ضرور باقی رکھتی ہے کہ جسکے ساتھ روح القدس کا تعلق صحیح ہو سکے۔ اور اس سے نفس ناطقہ یعنی روح الٰہی کو کوئی ضرر عارض نہیں ہوتا۔ ہاں اوس کی حالت ایسی ضرور ہو جاتی ہے جیسے ایک نہایت خوشنویس کاتب کی ہاتھ کاٹ دیئے جاویں لیکن اوس کے ملکہ کتابت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بازہم فیض روح الٰہی اوس نسمہ میں ایسی حس مشترکہ کا افاضہ فرماتی ہے جو بمدد عالم مثال بجائے سمع و بصر و نطق و کلام کفایت کرتی ہے۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے اوس حدیث میں جو فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میت قبر میں رکھنے کے بعد اوپر سے گذرنے والوں کی کفش پا کی آواز سنتی ہے۔

> عن انس قال قال رسول اللہ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم۔ (بخاری)

اور جب میت کو لوگ اپنی گردنوں پر اوٹھاتے ہیں تو اگر صالحہ ہو تو کہتی ہے کہ مجھے آگے رکھو۔ اور اگر صالحہ نہو تو کہتی ہے کہ ہائے مجھے کہاں لیجا رہے ہو؟۔ انسان کے سوا ہر چیز اوس کی آواز دردناک سنتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان اوس کی آواز سنے تو بیہوش ہو جاوے۔

> عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملھا الرجال علی اعناقھم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت لاھلھا یا ویلھا این تذھبون بھا یسمع صوتھا کل شئ الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق۔ (بخاری)

پھر کبھی تو یہہ نسمہ حسب مناسبت لباس نورانی کے لئے مستعد ہو جاتا ہے اور کبھی لباس ظلمانی کے لئے۔ اور اسی سے عالم برزخ کے عجائبات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور اگرچہ اس عالم برزخ میں ارواح بنی آدم کے احوال بے نہایت طبقات پر مشتمل ہیں لیکن بادی النظر میں اون کی ایک صنف

بالکل علی الحال ہے یعنی جن کی قوت بہیمیہ اور ملکیہ گو ہر دو ضعیف ہون لیکن بعض اسباب جبلیہ و کسبیہ کے باعث ملاء اعلی کے ساتھ لاحق ہوجاوین - یعنی اون کی قوت ملکیہ اون کی قوت بہیمیہ سے آلودہ نہ ہوگئی ہو اور طہارت اور تقوی کی ملابست کے باعث اون کی قلوب الہامات آلہیہ اور تجلیات ملکیہ کے آشیانہ بن گئے ہون - پس ایسے صنف کی نسمات روحانی اور نفوس قدسی بدن سے انفکاک کے بعد ملائکہ کے ساتھ لاحق ہوکر اونہین مین سے ہوکر اونہین کی طرح ملہم ہوتے ہین اور اونہین کی طرح تدابیر عالم مین مصروف ہوجاتے ہین - چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نے جعفر ابن ابی طالب کو بصورت ملک دیکھا کہ جنت مین ملائکہ کے ساتھ دو پرون سے طیران کر رہا ہے - اور بیضاوی مین آیہ فالمدبرات امرا کے تحت مین ہے کہ یہہ اون نفوس فاضلہ کی صفت ہے جو ابدان سے مفارقت کے بعد عالم ملکوت کیطرف عروج کر کے خطیرۃ القدس کیطرف سبقت کرکے اپنی شرافت اور قوت کے باعث مدبرات عالم مین سے ہوجاتی ہین - اور کبھی یہہ نفوس قدسیہ اعلاء کلمۃ اللہ اور نصر حزب اللہ مین مشغول ہوجاتے ہین - چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین لکھتے ہین کہ اکثر اولیاء اللہ سے بتواتر ثابت ہے کہ اون کی روحین اون کے احباب کو نصرت کا افاضہ کرتی ہین اور اون کے دشمنون کو ہلاک کرتی ہین اور بمشیت اللہ طالبین کو اللہ کیطرف رہنمائی کرتی ہین اور بسا اوقات بعض نفوس قدسیہ بمنشاء جوہر فطرت صورت جسدیہ کی طرف مشتاق ہوتی ہین اور اون کی قوت ملکی نسمہ ہوائیہ کے ساتھ ملکر جسد نورانی حاصل کرتی ہے - اور بعض اون مین سے طعام و شراب کی طرف مشتاق ہوتی ہین جس کی نسبت حق تعالی اپنے کلام پاک مین بتاکید تمام ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد

---

رائیت جعفر ابن ابی طالب ملکا یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ

اوصفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی خطائر القدس فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات (بیضاوی)

ارواح نفوس فاضلہ ملائکہ کی طرح بعد از موت مدبرات عالم مین سے ہوجاتی ہین

وقد تواتر عن کثیر من الاولیاء یعنی ارواحہم انہم ینصرون اولیائہم ویدمرون اعدائہم و یہدون الی اللہ تعالی من یشاء اللہ - مظہری

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتاہم اللہ من فضلہ

ہرگز گمان تک نہ کرو کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ مین قتل ہوئے درحقیقت وہ مُردہ ہین بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین اون کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کے دیئے پر خوش ہین۔ یعنی اون کے ابدان بیکار ہونیکے بعد بہی وہ روحین حقیقی زندون کی طرح حظوظ ابدان سے محظوظ ہوتی رہتی ہین گو ہم اُن کے ابدان بظاہر نظر بوسیدہ اور بجسیں دیکہتے ہین اور کبہی وہی ابدان اون ارواح کے لئے بمنزلہ آلہ جارحہ ہو جاتے ہین۔

انبیا اپنی قبرون مین نماز پڑہتے ہین

اور یہہ بالکل ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبرون مین نمازین پڑہتے ہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسریٰ مین جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گذر کیا تو اون کو قبر مین نماز پڑہتے دیکہا۔ اور اس مین کوئی شک نہین کہ اکثر شہداء اور احبار الٰہی کا بعد مرگ تکلم کرنا بتواتر ثابت ہی چنانچہ قشیری مین ابو علی رضی اللہ عنہ کا چشم دید واقعہ منقول ہے کہ جب اونہون نے ایک فقیر مسافر کو لحد مین اُتارا اور اوس کا بند کفن کہولکر ننگا سر مٹی پر رکہا تاکہ اللہ تعالیٰ اوسکی حالت ذلت پر رحم فرماوے تو اوس فقیر مسافر نے نہایت ہوشیاری سے دونون آنکہین کہولکر ابو علی رضؓ سے کہا کہ اللہ نے تو مجہے عزت دی ہی اور تو مجہے ذلت دیتا ہی۔ ابو علیؓ نے نہایت معذرت کیساتہ اوس فقیر سے سوال کیا کہ اے میری سرتاج! کیا مرنیکے بعد بہی جینا ہوتا ہی؟۔ اوسنے جواب دیا کہ ہان بیشک مین بہی زندہ ہون اور اسی طرح کُل محبانِ الٰہی زندہ ہین۔ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اوس مین جو فرمایا کہ اللہ کے اولیاء نہین مرتے اور ارشاد ہوا کہ تم ہمیشہ کی زندگی کیلئے پیدا کئے گئے ہو اور تم فقط ایک دار سے دوسرے دار کیطرف نقل مکانی کرتے ہو سچ ہی ؎

اولیاء اللہ کا بعد مرگ تکلم کرنا

الانبیاء یصلون فی قبورہم۔ واخرج ابن مردویہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی مررت موسیٰ وھو قائم یصلی فی قبرہ۔ زاد المعاد للقیم

وفی الرسالۃ للقشیری بسندہ عن الشیخ ابی علی الروذباری انہ الحد فقیرا فلما فتح راس کفنہ وضعہ علی التراب لیرحم اللہ غربتہ قال ففتح لی عینیہ وقال لی یا ابا علی لاتذللنی بین یدی من لاینلنی فقلت یا سیدی احیاۃ بعد الموت فقال لی بل انا حی وکل محب اللہ حی لانصرنک بجاہی غداً۔ شرح صدور مطبوعہ مصر

الا ان اولیاء اللہ لا یموتون انما خلقتم للابد وانما تنقلون من دار الی دار۔

| تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک | دلِ زندہ ہرگز نہ گردد ہلاک |
| --- | --- |

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے اذان کی آواز آتی رہی

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بتواتر آثار ثابت ہے - بلکہ سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ ایام حرہ مین سعید بن مسیب تین دن تک اوقات نماز کی پہچان اوس آواز سے کرتے رہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے سنتے تھے -

عن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یوذن فی مسجد النبی ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوٰۃ الا بہمہمۃ یسمعہا من قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم - (مشکوٰۃ)

ایک شہید نے بعد از مرگ کلام کیا

ازالۃ الخفا مین حضرت ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ در شواہد النبوت در کرامات حضرت عثمان رض مذکور است کہ شہیدے از شہدا یمامہ بعد مردن تکلم کرد وگفت "محمد صلعم رسول اللہ ابوبکر الصدیق - عمر الشہید - عثمان ذو النورین"

شہید کے بدن سے خون نکلنا

تفسیر خازن مین بعض کا قول ہے کہ شہید کے بدن کو مٹی نہین کھاتی اور نہ بوسیدہ ہوتا ہے - چنانچہ جب حضرت معاویہ رض نے شہدا کی قبرون مین سے پانی نکالنا چاہا تو منادی کرادی کہ اولیا اپنے اپنے مقتولون کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرین - جابر فرماتے ہین کہ ہمنے جاکر اون کو قبرون سے نکالا اور بدن اون کے پاک وصاف تھے - ایک کی انگلی پر تیشہ لگنے سے خون بہنے لگا -

وقیل ان الشہید لا یبلی فی قبرہ ولا تاکلہ الارض کثیرۃ مروی انہ لما اراد معاویۃ ان یجری الماء علی قبور الشہداء امر ان ینادی من کان لہ قتیل فلیخرجہ ولیحولہ من ہذا الموضع قال جابر فخرجنا الیہم فاخرجناہم رطاب الابدان فاصابت المسحاۃ اصبع رجل منہم فانبعث دما - (خازن)

ارواح کا ابدان کے ساتھ آسمان پر اوٹھایا جانا

اور کبھی یہ روحین اپنے ابدان عنصری کے ساتھ آسمانون کی طرف اوٹھائی جاتی ہین چنانچہ شرح صدور مین شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ امام یافعی کی کفایت المعتقدین سے بروایت یافعی شیخ عمر بن فارض کا چشمدید واقعہ نقل کرتے ہین کہ شیخ عمر ایک ولی اللہ کے جنازہ پر جا پہونچے - چنانچہ شیخ عمر کہتا ہے کہ جب ہم نماز جنازہ ادا کرچکے

حکی الیافعی فی کفایۃ المعتقد عن الشیخ عمر بن الفارض انہ حضر جنازۃ رجل من الاولیاء قال فلما صلینا علیہ واذا الجو قد امتلاء بطیور خضر فجاء طیر کبیر منہم فابتلعہ ثم طار قال فتعجبت من ذلک فقال لی رجل قد نزل من الہواء وحضر الصلوٰۃ لا تعجب

تو کیا دیکھتے ہین کہ اسقدر سبز جانور آسمان سے اوترے ہین کہ اون سے آسمان چھپ گیا۔ پس اون مین سے ایک بڑا جانور الگ نیچے اوترا اور اوس نے اوس ولی اللہ کو اس طرح نگل لیا جیسے کہ جانور ایک دانہ کو نگل لیتا ہے۔ اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ شیخ عمر کہتا ہے کہ مین اس واقعہ سے متعجب ہوا لیکن اتنے مین ایک شخص میرے سامنے آگیا جو وہ بہی آسمان سے اوترا تہا اور نماز مین شریک ہوا تہا اور اوس نے کہا کہ اے عمر! اس واقعہ سے تعجب مت کر کیونکہ وہ شہید جنکی روحین جنت مین سبز جانورون کے حواصل مین رہتی ہین وہ تلوار کے شہید ہین لیکن محبت الٰہی کے شہیدون کے جسم روح کا حکم رکہتے ہین۔

**ایک ولی اللہ کا جنازہ آسمانون پر اوٹہایا گیا**

شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ اسی کے مشابہ ہے وہ قصہ جسکو ابن ابی الدنیا نے ذکر موتی مین زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص عابد و زاہد پہاڑون کے غارون مین عبادت خداوند کیا کرتا تہا اور دنیا کے لوگون سے کنارہ کش۔ اوسکے زمانہ کے لوگ قحط کے دنون مین اوس سے دعا منگوایا کرتے تھے اور اوس کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اون پر ابر رحمت برسایا کرتا تھا۔ اتفاقاً وہ فوت ہوگیا۔ لوگ اوس کی غسل کی تیاری کرنے لگے کہ ناگہان ایک تخت آسمان کی بلندی سے اوترتا ہوا نظر آیا۔ یہان تک کہ اوس ولی کے نزدیک آپہونچا اور ایک شخص نے کہڑے ہوکر اوس تخت کو پکڑ لیا اور اوس ولی کو اوس تخت پر رکھا اور وہ تخت آسمان کی طرف اوٹھا گیا اور لوگ دیکھتے رہے کہ وہ ہوا مین اڑا جاتا ہے۔ یہان تک کہ اون سے پوشیدہ ہوگیا۔

فان ارواح الشهداء في حواصل طيور خضر ترعى في الجنة اولئك شهداء السيوف واما الشهداء المحبة فاجسامهم ارواح۔

قلت وبيشبه هذا ما اخرجه ابن ابي الدنيا في ذكر الموت عن زيد بن اسلم قال كان في بني اسرائيل رجل قد اعتزل الناس في كهف جبل وكان اهل زمانه اذا قحطوا استغاثوا به فدعى الله فسقاهم فمات فاخذوا في جهازه فبيناهم كذلك اذاهم بسرير يرفرف في عنان السماء حتى انتهى اليه فقام رجل فاخذه فوضعه على السرير فارتفع السرير والناس ينظرون اليه في الهواء حتى غاب عنهم۔ (شرح صدور ۱۲۳)

عامر بن فہیرہ کا آسمان پر اوٹھایا جانا

شیخ سیوطی لکہتے ہین کہ اس کا موید وہ واقعہ ہے جسکو بیہقی اور ابونعیم نے دلایل النبوۃ مین بروایت عروہ نقل کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ غلام ابی بکر رضی بیر معونہ کے دن شہید ہوا اور عمرو بن امیۃ الضمری نے بچشم خود دیکہا کہ وہ اوسی وقت آسمانون کی طرف اوٹھایا گیا - چنانچہ یہی عجیب و غریب واقعہ ضحاک بن سفیان کلابی کے اسلام کا باعث ہوا اور اوسنے عامر بن فہیرہ کے قتل اور رفع کا چشمدید واقعہ اور اوس پر اپنا اسلام لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف لکہا - اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نے عامر بن فہیرہ کے جسم کو چہپا لیا اور اوسکو علیین پر جا اوتارا - اور یہی قصہ ابن سعد اور حاکم نے کبیر مین بطرق عروہ حضرت عایشہ رض سے بہی روایت کیا کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اوٹہایا گیا اور ملائکہ نے اوس کا جسم چہپا لیا - اور عامر بن طفیل بہی اپنا چشمدید بیان کرتا ہے کہ اوسنے عامر بن فہیرہ کا آسمان کی طرف اوٹھایا جانا دیکہا - اور اسیطرح خبیب بن عدی کی نسبت احمد اور ابونعیم اور بیہقی نے بروایت عمرو بن امیہ الضمری تخریج کی -

شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ ابونعیم کے نزدیک خبیب بن عدی کا آسمانون کی طرف مرفوع ہونا قطعی ہے - چنانچہ ابونعیم نے جواب و سوال کی صورت مین کہا کہ اگر یہہ کہا جاوے کہ عیسی علیہ السلام

(ویؤیدہ ایضا ما اخرجہ البیہقی وابونعیم کلاہما فی دلائل النبوۃ عن عروۃ ان عامر بن فہیرۃ قتل یوم بیر معونۃ قال (ای عمرو بن امیۃ الضمری) فذهب بالرجل علوا فی السماء حتی واللہ ما اراہ فاتی الضحاک بن سفیان الکلابی وقال دعانی الی الاسلام ما رائیت من مقتل عامر بن فہیرۃ ومن رفعہ الی السماء فکتبت الضحاک الی رسول اللہ صلعم باسلامہ وما رائی من مقتل عامر بن فہیرۃ فقال رسول اللہ صلعم فان الملائکۃ وارت جثتہ و انزل علیین واخرجہ البیہقی من وجہ آخر بلفظ فقال عامر بن الطفیل لقد رائیتہ بعد ما قتل رفع الی السماء حتی انی لانظر الی السماء بینہ وبین الارض ثم قال البیہقی والحدیث اخرجہ البخاری فی الصحیح وقال فی آخرہ ثم وضع قال فیحتمل انہ رفع ثم وضع ثم فقد بعد ذلک فقد روینا فی مغازی موسی بن عقبۃ فی ہذہ القصۃ فقال عروۃ بن الزبیر لم یوجد جسد عامر یرون الملائکۃ وارتہ انتہی باختصارہ)

عیسیٰ نبی اللہ کی آسمان پر جانیسے کوئی فضیلت حاصل نہیں

آسمان کی طرف اوٹھائے گئے ہین تو ہم کہین گے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہین سے بجائے نبی کے ایک قوم آسمانون کی طرف اوٹھائی گئی اور یہہ امر عیسے علیہ السلام کے رفع سے بہی عجیب تر ہے۔ اور اسکے بعد عامر بن فہیرہ اور خبیب بن عدی اور علاء بن حضرمی کا قصہ بہی بیان کیا جس کی رفع دکا ذکر شیخ سیوطی نے باب احوال الموتیٰ فی قبورہم مین کیا۔

اسکے بعد شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ ایک مشہور حدیث سے جسکو نسائی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہم نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ تخریج کیا ہے۔ ان واقعات رفع کے غیر محال اور ممکن الوقوع ہونے پر استدلال کرکے کہا کہ غزوۂ اُحد مین جبکہ حضرت طلحہؓ نے اُنگلیون کے زخم کے درد سے کلمہ حس (جو محاورۂ عرب مین شدت درد کے وقت زبان سے نکلتا ہے) کہا تو اوس وقت آنحضرت

طلحہ کو آنحضرتؐ کا فرمانا کہ ملائکہ تجہے آسمان پر لیجاتے

صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے طلحہ اگر تو بجاے کلمہ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجہے

وحما یقول فصۃ الرفع الی السماء ما اخرجہ النسائی والبیہقی والطبرانی وغیرہم من حدیث جابر ان طلحۃ اصیبت انا ملہ یوم اُحد فقال حس فقال رسول اللہ صلعم لو قلت بسم اللہ لرفعتک الملائکۃ والناس ینظرون الیک حتی تلج بک فی جو السماء شرح الصدور ص ۱۴۳

اوٹھا لیجاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہجاتے یہان تک کہ تو وسط آسمان مین جا پہونچتا۔

قادیانی کا عیسیٰ نبی اللہ کے آسمان پر اوٹھائے جانے پر تمسخر آمیز کلام

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے بقولے "کس نباشد در سرا موش باشد کدخدا" میعاد الٰہی کے وقفۂ دراز کو اپنے دعوے مسیحیت کیلئے مہلت جان کر عیسےٰؑ نبی اللہ کو اون سونے لاے جعون مین داخل کردیا جو اپنے اعمال کے محاسبہ مین دُنیا کی ہوا سی ہمیشہ کے لئے محروم کئے گئے۔ بلکہ کسی فرد بشر کا اس جسم عنصری کیساتہ آسمانون پر جانا بہی محال کہدیا اور کبہی مضحکہ انگیز الفاظ مین کہا کہ اگر حضرت مسیح مرے نہین اور اسی دُنیوی زندگی کیساتھ کسی آسمان پر بیٹھے ہین تو کیا تمام لوازم جسم خاکی کے اون مین خصوصیت کیساتھ موجود ہین جو دوسرون مین نہین پائے جاتے؟۔ کیا وہ کبہی سوتے اور کبہی جاگتے ہین؟ اور کبہی اُٹھتے

اور کبھی بیٹھتے ہین اور کبھی دنیوی شراب و طعام کو کھاتے ہین۔ اور کیا وہ اوقات ضروریہ مین پاخانہ پھرتے اور پیشاب بھی کرتے ہین؟۔ اور کیا وہ ضرورتون کے وقت ناخنون کو کٹاتے اور بالون کو منڈاتے یا قصر شعر کراتے ہین؟۔ کیا اُن کے لیٹنے کے لئے کوئی چارپائی اور کوئی بستر بھی ہے؟۔ کیا وہ ہوا کے ساتھ دم لیتے اور ہوا کے ذریعہ سے سونگھتے اور ہوا ہی کے ذریعہ سے سُنتے اور روشنی کے ذریعہ سے دیکھتے ہین؟۔ اور کیا وہ زمانہ کے اثر سے اب بڈھے ہوگئے ہین؟ (ازالہ ۱۲۱)

اور کبھی تمسخر آمیز الفاظ مین کہا کہ اگر ہم فرض محال کے طور قبول کرلین کہ حضرت مسیح اپنے جسم خاکی سمیت آسمان پر پہونچگئے ہین تو اس صورت مین اوّل تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ اپنی عمر کا دورہ پورا کرکے آسمان پر ہی فوت ہوگئے ہون اور کواکب کی آبادی جو آجکل تسلیم کیجاتی ہے اوسی کے کسی قبرستان مین دفن کئے گئے ہون اور اگر پھر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا اون کا تسلیم کرلین تو کچھہ شک نہین کہ اتنی مُدّت کے گذرنے پر پیر فرتوت ہوگئے ہون گے اور اس کام کے ہرگز لایق نہین ہون گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کرسکین۔ پھر ایسی حالت مین اون کا دُنیا مین تشریف لانا بجز ناحق کی تکلیف کے اور کچھہ فایدہ بخش معلوم نہین ہوتا۔" ازالہ صفحہ ۴۷۔

آسمانون سے مائدہ کا اُترنا جب تا

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے حواریین عیسٰے علیہ السلام کی طرح ہی اپنا ایمان ثابت نہ کیا۔ جنہون نے بغرض اطمینان قلب حضرت عیسٰی علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہے کہ ہمپر آسمان سے مائدہ (یعنی خوان نعمت) اوتارے۔ تو عیسٰی نے کہا کہ اگر تم اپنے ایمان مین سچے ہو اور میری نبوت کی صحبت سے متاثر ہو تو اللہ سے ڈرو اور ایسے سوال مت کرو۔ اونھون نے عرض کی کہ ہم اوس خوان سے کھانیکی

اذ قال الحواریون یا عیسی ابن مریم ہل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین۔ قالوا نرید ان ناکل منہا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیہا من الشاہدین۔ قال عیسی ابن مریم اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واٰخرنا واٰیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین قال اللہ انی منزلہا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العٰلمین۔

خواہش رکھتے ہیں - اور نیز خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارے
قلوب کو اوس کے کمالِ قُدرت پر اطمینان ہو - اور
تیری سچائی کو ہم یقیناً جان لیں اور ہم بھی اوس پر
گواہی دیں - عیسے ابن مریم نے اوس وقت اللہ سے
دُعا کی کہ اے رب ہمپر آسمانوں سے خوان نعمت اُتار
جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے
لئے عید ہو جاوے اور وہ تیری ایک نشانی تیری
قُدرت کاملہ اور میری صحت نبوت پر حجت ہو - اللہ نے
اوس کے اوتارنیکی بشارت دیکر کہا کہ جو اسکے بعد کفر
کریگا اوس کو ایسا عذاب دونگا جو دوسرے اہل
عالم میں سے کسی کو نہ دونگا - حضرت ابن عباس
فرماتے ہیں کہ فرشتے آسمانوں سے ایسا خوان اوتار
کرلائے جسپر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں
اور وہ سپیٹ بھر کھائیں - شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ مائدہ
میں گوشت اور روٹی کا اوترنا حدیث (عمار بن یاسر
ترمذی) سے ثابت ہے اور خیانت اور ذخیرہ کرکے
رکھنے کے باعث مائدہ کا اوترنا موقوف ہو گیا اور خائن
بندر اور خنزیر کی صورت پر مسخ ہو گئے - شمعون نے
حضرت روح اللہ سے دریافت کیا کہ یہ طعام دُنیا کا ہے
یا آخرت کا ؟ - حضرت روح اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ
طعام نہ دُنیا کا ہے نہ آخرت کا بلکہ وہ ایک نعمت الٰہی ہے

فنزلت الملائکة بہا من السماء علیہا سبعة ارغفة
و سبعة احوات فاکلوا منہا حتی شبعوا - قال ابن
عباس وفی حدیث (عمار بن یاسر قال قال
رسول اللہ صلعم) انزلت المائدة من السماء خبزا و لحما
فامروا ان لا یخانوا و لا یدخروا لغد فخانوا
وادخروا فمسخوا قردة و خنازیر (جلالین مشکوٰة)
و روی انہا نزلت سفرة حمراء بین غمامتین و
ہم ینظرون الیہا حتی سقطت بین ایدیہم فبکی
عیسی علیہ السلام و قال اللہم اجعلنی من الشاکرین
اللہم اجعلہا رحمة و لا تجعلہا مثلة و عقوبة ثم
قام و توضاو صلی و بکی ثم کشف المندیل و قال
بسم اللہ خیر الرازقین فاذا سمکة مشویة بلا
فلوس و شوک یسیل و سما و عند راسہا ملح و
عند ذنبہا خل و حولہا من الوان البقول ما
خلا الکراث و اذا خمسة ارغفة علی واحد منہا
زیتون و علی الثانی عسل و علی الثالث سمن و علی الرابع
جبن و علی الخامس قدید فقال شمعون یا روح اللہ
امن طعام الدنیا ام من طعام الاخرة قال لیس
منہما و لکنہ شیئ اخترعہ اللہ تعالی بقدرتہ
کلوا ما سألتم و اشکروا یمددکم اللہ و یزدکم من
فضلہ فقالوا یا روح اللہ لو اریتنا من ہذہ الآیة

جسکو اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا۔ پس وہ خدا جسنے قوم موسیٰؑ پر آسمانوں سے من و سلویٰ اوتارا اور حواریین عیسےٰؑ کیلئے

آیۃ اخری فقال یا سمکت احیی باذن اللہ فاضطربت ثم قال لھا عودی کما کنت فعادت مشویۃ ثم طارت المائدۃ ثم عصوا بعدھا فمسخوا۔ (بیضاوی)

مائدہ۔ اور وہ خدا جسکے گہر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مہمان ہوکر ہمارے طعام و شراب سے مستغنی رہتے۔ اگر وہ اپنے روح اللہ کو اپنے قرب مین رکھکر دنیا کی حاجات سے اور اس عالم کی نطورات اور ہمارے اجسام کے لوازمات سے مستغنی کردے تو کوئی محل استعجاب نہین ہے بہ اصطلاح صوفیہ مین سے احوال نفس کی ایک حالت ہے جو غنیبت کہلاتی ہے۔ جو شہوات نفسانی اور حاجات انسانی سے بے پروا کردیتی ہے۔ اوس وقت دل و دماغ اللہ کے نور سے بہر جاتا ہے اور سب حاجات کی قایم مقام ہوجاتا ہے اور صورت ملکیت خواص بہیمیت کو منعدم کردیتی ہے بلکہ اوسی کے تابع ہوجاتی ہے۔ اوسی طرح جس طرح کہ پانی حرارت کے پہونچنے سے صورت ہوا بنکر بلندی کی طرف صعود کرتا ہے پس ایسی حالت مین انسان کامل بلا اکل و شرب اور بلا بہوک و پیاس اور بلا خوا غفلت ملائکہ کی طرح تسبیحات ربانی کے ساتہہ اوسی طرح زندگانی بسر کرتا ہے جیسے کہ اکل شجرہ سے قبل حضرت آدم اپنی زندگانی ملائکہ کیطرح تسبیحات و تحمیدات

انسان کامل بلا حاجت اکل و شرب زندہ رہ سکتا ہے

مین بسر کرتے تھے اور جیسے کہ ملائکہ کا کسوت انسانی کے اوڑہنے سے انسانی جوارح کے ساتھ متلبس ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہے اسی طرح انسان کامل کا جن کا قول ہے کہ اروا حنا اجسادنا اجسادنا اروا حنا بصورت ملائکہ متلبس ہوکر ملائکہ کیطرح زندگی بسر کرنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ مشکوۃ باب علامات الساعت فصل دوم مین اسماء بنت یزید سے اور کتاب الیواقیت والجواہر مین امام عبد الوہاب شعرانی حدیث مرفوع ذکر کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال ایسے آئینگے کہ جن کے اخیر مین آسمان سے بالکل بارش اور زمین سے نباتات کا امساک ہوجائیگا۔ اسماء بنت زید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم آٹا گوندہتے ہین اور روٹی تیار ہونیکے قبل ہی بہوک شروع ہوجاتی ہے پہر اوس وقت مومن کیا کرینگے؟۔ آنحضرتؐ

نے فرمایا یجزیھم مایجزی اھل السماء من التسبیح و التقدیس یعنی اون کو یہی تسبیح اور تقدیس ملائکہ کی طرح بجائے طعام کفایت کریگی۔ چنانچہ شیخ ابوطاہر کا چشمدید واقعہ ہے کہ اونہون نے ابہر مین ایک شخص خلیفۃ الخراط نامی کو دیکھا جسنے تیئیس برس تک کچہہ نہ کھایا اور شب و روز بغیر کسی ضعف کے اللہ کی عبادت کرتا تھا پس کچہہ بعید نہین کہ حضرت عیسیٰ کی قوت تسبیح و تہلیل ہو۔ انتہےٰ۔ پس کوئی معنی نہین کہ حضرت روح اللہ قرب الٰہی مین کروبیون کی طرح بلا حاجات انسانی عمر نہ بسر کرین اور اس عالم کے اثر سے محفوظ نہ رہین۔ اور اس مین کوئی شک نہین کہ حضرت روح اللہ کی نفس فطرت ہی روحانی ہوئی اور بلا مس بشر حضرت مریم کے بطن سے فقط حضرت جبریل کی نفخ سے پیدا ہوگئے۔ پس جسکا ولد کا والد جبرئیل ہو اور جس کی جسم کا تکون نفخ جبریل کی مائیت سے ہو اوس کی آسمانون پر جانے مین کیا محال ہوا۔ اور اس مین شک کرنیکی کیا مجال ہے؟۔ اور اوس کی بشر لا بیہ ہونے مین کیا شبہہ۔ مگر افسوس کہ ہمارے کمبخت قادیانی نے بتقلید سید احمد معتزلی قرآن محمدی کو چہوڑکر انجیل نصاریٰ کے ساتھ تمسک کرکے حضرت روح اللہ کا باپ یوسف نجار قرار دیا۔ اور ازالۃ الاوہام کے صـ ۳۰۳ مین لکھدیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کیساتہہ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بہی کرتے رہے ہین۔ حالانکہ قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہی سورہ آل عمران مین ہے کہ جب فرشتون نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تجہے اپنے ایک حکم کی بشارت دیتا ہے جسکا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو دنیا اور آخرت مین بڑے مرتبہ والا اور مقربین مین سے ہے۔ اور جو ماں کی گود مین اور حالت کہولت مین لوگون سے باتین کریگا اور ہوگا وہ نیکوکارون مین سے۔ یہ سنکر مریم نے کہا اے رب کہان سے میری لڑکا ہوگا حالانکہ کسی بشر نے مجہے ہاتہہ نہین لگایا۔ رب تعالیٰ نے کہا اسی طرح رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اوسکو موجود ہو جا تو وہ ہوجاتا ہے۔

> اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین۔ قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضیٰ امرا فانما یقول لہ کن فیکون۔ (جزو سوم)

اِن تمام بیانات سے ناظرین پر واضح ہوگا کہ انسان کا بِلا قدرتِ خداوندی جسکا قانون قدرت ہمارے عقولِ ناقصہ سے بالکل باہر ہے۔ بلاقبول تحویلات عالم زندہ رہ سکتے ہین جیسے بقول قادیانی صاحب حضرت عزیر

حضرت عزیر کا سَو برس تک بغیر کھانے پینے کو زندہ رہنا

یا اور کوئی نبی سَو برس تک بیہوش رہے اور نہ اون کے جسم مین کوئی تغیر آیا اور نہ اون کے طعام و شراب مین کوئی تغیر آیا۔ ازالہ صفحہ ۹۴۲ اور اقرار کیا کہ درحقیقت وہ مرے نہ تھے۔ اسی طرح اصحاب کہف کا قصہ ہے جو سینکڑون برس تک سوتے رہے اور بلا خور و نوش زندہ رہے اور ہین جن کی نسبت خدا خود گواہی دیتا ہے کہ اے محمدؐ! کیا تجھے معلوم ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری قدرتون اور نشانیون مین

او کالذی مر علیٰ قریۃ وھی خاویۃ علیٰ عروشہا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ۔ قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک و شرابک لم یتسنہ۔ (جزو سوم)

اصحاب کہف کا کئی سو برس تک بغیر اکل و شرب زندہ رہنا

سے ایک عجیب نشانی ہین؟ جب وہ جوان غار کی طرف گئے بولے اے رب ہمارے دے ہمکو اپنی پاس سے رحمت اور آمادہ کر ہمارے کام مین راہ یابی پھر سُلا دیا ہمنے اون کو اوس غار مین سالہا معدود۔ پھر اون کو اوٹھایا ہمنے اوس نیند سے تاکہ معلوم کرین کہ اون کے دو فرقون مین سے کسنے یاد رکھی ہے وہ مدت جس مین کہ غار مین رہے

ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا۔ اذ اوی الفتیۃ الی الکہف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وھیّئ لنا من امرنا رشدا۔ فضربنا علیٰ اذانہم فی الکہف سنین عددا۔ ثم بعثنٰہم لنعلم ای الحزبین احصیٰ لما لبثوا امدا۔ (سورۂ کہف)

اصحاب کہف کا قصہ

اس کے بعد حق تعالیٰ اون کا تفصیلی قصہ اپنے کلام پاک مین یون بیان فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! ہم اون کی سچی خبر تجھکو سناتے ہین کہ وہ کئی جوان ہین جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہمنے اون کو زیادہ ہدایت بخشی اور اون کے دلون کو محکم رکھا جبکہ وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ رب ہمارا وہی ہے جو زمینون اور آسمانون کا رب ہے۔ ہم اوس کے سوا کسیکو معبود نہ کہین گے۔ کیونکہ ہمارا ایسا کہنا دور از عقل ہوگا۔ ہماری اس

نحن نقص علیک نبأھم بالحق انہم فتیۃ اٰمنوا بربہم و زدنٰہم ھدی و ربطنا علیٰ قلوبہم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السمٰوٰت والارض لن ندعوا من دونہ الٰہا لقد قلنا اذا شططا ھٰؤلاء قومنا اتخذوا من دونہ اٰلہۃ لولا یاتون علیہم بسلطان بیّن۔ فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا۔ واذ اعتزلتموہم وما

قوم نے اوس رب کے سوا دوسرے معبود بنا لیے ہین کیون
نہین اون کی خدائی پر کوئی دلیل واضح پیش کرتے ؟
پھر بولے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندہے
اے یارو! جب تم نے اون سے اور اون کے معبودون سے
بجز خدائے یگانہ کے کنارہ کشی کر لی تو اوس غار مین آرام لو
رب تمھارا تمپر اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمھارے لیئے تمھارے
کام مین منفعت مہیا کر دیگا - اور اگر تو دیکھے تو دیکھ لیگا کہ جب
آفتاب نکلتا ہے تو اون کے غار سے سیدھی جانب جُھکا
رہتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو دہوپ اون کی بائین طرف
سے کترا جاتی ہے اور وہ اوس غار کی کُھلی جگہ مین ہین - یہہ
اللہ کی نشانیون مین سے ہے جسکو اللہ دکہا دے وہی
دیکھتا ہے اور جسکو دیکھنے کی توفیق نہین دیتا اوس کو کوئی
رفیق نہین دکہا سکتا - اے محمدؐ ! تو جانے وہ جاگتے ہین حالانکہ
وہ سوتے ہین اور ہم ہی اون کو داہین اور بائین کروٹ دلاتے
ہین اور کُتّا اون کا دونون ہاتہہ کہولے دروازہ پر ہے اور
اگر تو اون کو جہانک کر دیکھے تو اون سے پیٹھ دیکر بھاگے اور
اون کی دہشت تجھہ مین بھر جاوے - اسی حالت مین تھے
کہ ہمنے اون کو جگا دیا تا آپس مین پوچھنے لگے - ایک بولا کہ تم
کتنی دیر ٹہیرے ؟ - بولے ہم ایکدن یا اوس سے کم ٹہیرے ہین -
پہر بولے تمھارا رب بہتر جانتا ہے کہ کتنی دیر تم اس غار مین
رہے ہو - اب بھیجو اپنے مین سے ایک کو یہہ روپیہ دیکر شہر کو

یعبدون الا اللہ فأووا الی الکھف ینشر
لکم ربکم من رحمتہ ویھیئ لکم من امرکم مرفقا -
وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم
ذات الیمین و اذا غربت تقرضھم ذات الشمال
وھم فی فجوۃ منہ ذلک من ایات اللہ ط -
من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد
لہ ولیا مرشدا - وتحسبھم ایقاظا وھم رقود
ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال وکلبھم
باسط ذراعیہ بالوصید لو اطلعت علیھم لولیت
منھم فرارا و لملئت منھم رعبا - وکذلک بعثنٰھم
لیتساءلوا بینھم قال قائل منھم کم لبثتم قالوا لبثنا
یوما او بعض یوم - قالوا ربکم اعلم بما لبثتم
فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ ولیتلطف ولا
یشعرن بکم احدا - انھم ان یظھروا علیکم
یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم ولن تفلحوا اذاً
ابدا - وکذلک اعثرنا علیھم لیعلموا ان
وعد اللہ حق و ان الساعۃ لاریب فیھا اذ
یتنازعون بینھم امرھم فقالوا ابنوا علیھم بنیانا
ربھم اعلم بھم قال الذین غلبوا علی امرھم
لنتخذن علیھم مسجدا -
ولبثوا فی کھفھم ثلاث مائۃ سنین وازدادوا

ھم الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ

تاکہ جونسا ستہرا کہانا ہو اوس شہر سے دیکہکر تمہارے لئے لاوے اور ضرور ہے کہ نرمی سے جاوے اور کسیکو تمہاری خبر نہ ہونے پاوے کیونکہ اگر شہر کے لوگ تمہاری خبر پاگئے تو تمکو یا تو پتہرون سے مارینگے اور یا تمکو اپنی ملت پر پہیر لینگے اور اوس وقت تمہارے لئے ہمیشہ کیلئے فلاحت اور بہلائی باقی نرہیگی اور اوسی حالت نیند مین تہے کہ ہمنے اون کی خبر کہولدی تاکہ جانین کہ وعدہ اللہ کا ٹہیک ہے اور قیامت کے آنیمین کوئی شک نہین

تسعا - قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض - (سورۂ کہف)

اخرج البزار والطبرانی باسناد صحیح حسن عن النعمان بن بشیر انہ سمع النبی یذکر الرقیم قال انطلق ثلاثۃ فکانوا فی کہف فوقع الجبل علی باب الکہف فاوصد علیہم - الحدیث (فتح الباری برحاشیہ بخاری صفحہ ۲۹۳)

جبکہ وہ آپس مین اون کی بابت جہگڑ رہے تہے تو بعض نے کہا کہ ان پر عمارت بناؤ (اونکی حالت اونکا رب ہی خوب جانتا ہے) اور بعض جو زبردست ہوگئے بولے ہم اون پر مسجد بناوینگے - انتہی -

اور اسی طرح سُنت صحیحہ سے بالکل ثابت ہے کہ امام مہدی رضی اور عیسی ملکر حج کعبۃ اللہ کرینگے اور اصحاب کہف اون کے ساتہہ ہونگے - اور ابن عباس سے مرفوعاً ثابت ہے کہ اصحاب کہف اعوان مہدی ہونگے اور ابن عیینہ اور قرطبی نے سُنت صحیحہ سے ثابت کیا ہے کہ اصحاب کہف ابہی مرے نہین اور قیامت تک جیتے رہینگے - جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کرچکے ہین - اور یہی معنی سورۂ کہف کی ان آیات سے واضح ہین -

قادیانی صاحب کا احیاء اموات کی تاویل کرنا

مگر قادیانی صاحب نے اون آیات کی تاویل کرنے مین بہت کوشش کی جن مین اموات کا زندہ ہوجانا کہلم کہلا ثابت ہے اور جن کو خدا نے جِلایا اون کو مارنے مین سعی کی اس غرض کے لئے کہ مبادا وہ قول ٹہیک ہوجائے جو کہا گیا ہے کہ عیسی تین ساعت یا تین دن تک مری رہی پہر زندہ ہوکر آسمان کو گئے - گو ہمکو اس قول سے کوئی بحث نہین لیکن اس سعی مین ہم قادیانی صاحب کی تائید نہین کرسکتے - جبکہ اون کا پہلا قول اون کی تائید نہین کرتا جس مین قایل ہین کہ خدا تعالے کے کرشمۂ قدرت نے ایک لمحہ کے لئے عزیر کو زندہ کرکے دکہلادیا - مگر وہ دنیا مین آنا صرف عارضی تہا اور درحقیقت عزیر بہشت مین ہی موجود تہا - ازالہ صفحہ ۲۹۵ پہر صفحہ ۲۹۳ مین لکہا کہ مسیح کا یہ کہنا کہ مین تین دن تک

مرون گا حقیقت پر محمول نہین - بلکہ اس سے مجازی موت مراد ہے جو سخت غشی کی حالت تہی - اور صلیب پر چڑہائے جانیکے بعد بہی زندہ رہے جیسے یونس علیہ السلام نبی مچہلی کے پیٹ مین زندہ رہا اور مرا نہین - بلکہ ہم کہتے ہین کہ خداوند کریم اپنے کلام پاک مین قادیانی صاحب کے اس پہلے اور پچہلے دونون قولون کی تائید نہین کرتا - کیونکہ عزیر نبی اللہ نے بطریق استبعاد عادی تعجب کی نظر سے کہا جبکہ ایک شہر پر سے گذرے جس کی چہتون پر اوس کی دیوارین گری پڑی تہین اور سڑے ہوئے ابدان کی طرح نفوس بشریہ سے ویران اور مسکن حشرات الارض بنا ہوا تہا کہ ایسے مرے ہوئے اور ویران شدہ شہر کو اللہ تعالی کہان سے جلا دیگا (شاید قادیانی صاحب کی طرح بے ملاحظہ عظمت قدرت حق اون کو بہی عادۃً محال معلوم ہوا) اوس وقت غیرت الٰہی جوش مین آئی اور بجائے اس کے کہ اوس شہر ویران کو آباد کیا جاتا جو بالکل آسان تہا خود حضرت عزیر علیہ السلام کو سو برس تک مردہ رکہکر اوٹہایا - جو باصطلاح قادیانی فرقہ قانون قدرت سے باہر تہا

قانون قدرت | تاکہ اون کو عظمت قدرت ربانی کا ملاحظہ ہو اور معلوم ہو کہ اللہ کی قدرت پر ہمارا کوئی قانون اختراع کردہ محیط نہین ہوسکتا اور جیسے کہ وہ وراء الوراء ہے اوسی طرح اوس کے افعال اور قدرت ہمارے افہام و عقول سے بالکل وراء الوراء ہین جسکو نہ کوئی قانون ہمارا احاطہ کرسکتا ہے اور نہ کوئی استقراء - اور یہہ بڑے کفر کی بات ہے کہ ہم اللہ کی قدرت عظیمہ کو اپنے استقراء ناقص کے تابع کرکے اوس کا نام قانونِ قدرت رکہین اور اوس کی قدرت غیر محدود کو محدود بنا دیوین اور جن امور کے ادراک سے ہمارے حواس قاصر ہون اون کو ہم محال اور قانون قدرتِ الٰہی سے باہر خیال کرکے اوّل خدا کی افعال کو ناقص اور دوم واقعاتِ حقّہ کی تکذیب کرین جن کی صحت پر قرآن و سنت شہادت دین - یہی قانون قدرت کے اختراعی معنی ہین جو اون لامذہبون نے اپنے دل سے نکالکر اوس کی رو سے انبیاء علیہم السلام کے اون کل معجزات کا انکار کردیا جو ہماری عقول ناقصہ سے باہر اور اوس قادر قوی کے افعال مین سے ہین جس کے افعال اور جس کی قدرت ہماری عقول سے وراء الوراء ہے اور جن کا ہم عنقریب ثبوت دین گے -

عزیر نبی کا قصہ | پس حق تعالیٰ نے حضرت عزیر ہی سے پوچہا کہ تو کتنی دیر یہان رہا ؟ - عزیر نے جواب دیا کہ ایک دن یا کچہہ کم - حق تعالیٰ نے فرمایا نہین بلکہ تو سو برس رہا - اپنا کہانا اور پینا دیکہہ کہ وہ سڑا تو نہین

اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ کس طرح اوس کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں - اور تجھے لوگون مین ہم اپنی ایک نشانی بناتے ہین اور دیکھہ ہڈیان کہ ہم کس طرح اون کو پہلے اوبھارتے ہین اور پہرا دن پر گوشت پہناتی ہین؟ جب یہ حال حضرت عزیر پر واضح ہوگیا تو بولے کہ مین نے جان لیا کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے - پس اگر ہم سورۂ بقر کی اس آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالین اور حضرت ابراہیم کے قول کو ملاحظہ کرین جو کہا کہ ربی الذی یحیی و یمیت کہ میرا رب وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور کہا کہ ارنی کیف تحیی الموتی - یعنی اے رب دکہا مجکو تو کیسے مُردون کو زندہ کریگا - اور حضرت عزیر کے اوس تعجب بہرے قول پر غور کرین جو ویران اور گرے پڑے شہر کو دیکھکر کہا کہ انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتہا تو صاف صاف منکشف ہوجاتا ہے کہ حضرت عزیر کی موت وحیات سے کلام ربانی کا منشا حقیقی موت وحیات ہی ہے نہ مجازی - اور اس مین کوئی شک نہین کہ ایک لمحہ کے لئے بہی روح انسانی کا بعد مفارقت اور دخول جنت پہلے بدن کی طرف عود کرنا اور تعلق پکڑنا بمذہب قادیانی صاحب حق تعالی کی اوس حلف کے لئے حانث ہوجائیگا جسکو قادیانی صاحب استدلال کے طور پر پیش کرتے ہین کہ حرام علی قریۃ اھلکنا ھا انہم لا یرجعون -

ازالہ ص ۶۵

| | غور کن در انہم لا یرجعون | عہد شد از کردگار بیچگون |
|---|---|---|

اور ہم یہہ بہی بیان کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ قادیانی صاحب کا یہہ بہی خدا اور خدا کے رسول پر افترا ہے کہ خدای تعالی کے ایک کرشمہ قدرت نے ایک لمحہ بہر کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکہلا دیا - کیونکہ ایک لمحہ ایک بہت قلیل زمانہ ہے جو ایک چشم زدن مین تمام ہوجاتا ہے اور بعد از حیات وہ تکلم جو رب العزت اور عزیر علیہ السلام کے درمیان ہوا ایک لمحہ مین تمام ہوجانا بالکل محالات عادی سے ہے اور آیۃ للناس ہونے کے لئے بہی کافی نہین ہوسکتا - معہذا اگر قادیانی صاحب سے اس قول کی علت استفسار کی جاوے جو یہود نے حضرت عزیر کے حق مین کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے جسکو حق تعالی نے سورۂ توبہ مین حکایۃً ارشاد فرمایا کہ قالت الیہود عزیر ابن اللہ تو اوس وقت قادیانی صاحب کو صفحات کتب سماویہ و غیر سماویہ کے دیکھنے سے بجز اس کے اور کوئی جواب دینا ممکن نہ ہوگا کہ یہود نے حضرت عزیر کو ابن اللہ اس لئے کہا کہ بخت نصر کے ہاتہون

| و انما قالوا ذلک لانہ لم یبق فیہم بعد وقعۃ بخت نصر من یحفظ التوراۃ و ھو لما احیاہ اللہ بعد مائۃ عام املی علیہم التوراۃ |
|---|

بیت المقدس ویران ہونے کے سّو برس بعد تک کوئی اون مین باقی نہ تہا جسکو توریت حفظ ہو اور جب حق تعالی نے حضرت عزیر کو سّو برس کے بعد زندہ کرکے اون کی طرف بہیجا اور حضرت عزیر نے اون کو اپنے حفظ سے توریت لکہا دی تو وہ متعجب ہوکر بولے کہ اسکا ایسا ہونا بجز اس کے نہین کہ یہ ابن اللہ ہے - ایک حدیث مین ہے کہ عزیر جب اپنے گہر واپس گئے تو اوس وقت جوان تھے اور اون کی اولاد پیر فرتوت ہوگئی تہی اور جب اونہون نے اون سے کوئی واقعہ بیان کیا تو کہنے لگے کہ یہہ سو برس کا واقعہ ہے - قاضی بیضاوی لکہتے ہین کہ یہود مابین اس قول کے ہونے پر یہی دلیل ہے کہ یہہ آیت اون پر پڑہی گئی اور اُنہون نے اوس کو نہ جہٹلایا باوجودیکہ وہ جہوٹ کی نسبت پر جان دیدیتے تھے -

حفظا فتعجبوا من ذلک و قالوا ما هذا الا لانه ابن الله و الدلیل علی ان هذا القول کان فیهم ان الاٰیة قرئت علیهم فلم یکن بوا مع تهالکهم علی التکذیب - تو یہ و روی انه اتی قومه علی حماره و قال انا عزیر فکذبوه فقرأ التوراة من الحفظ ولم یحفظها احد قبله فعرفوه بذلک و قالوا ابن الله وقیل لما رجع الی منزله کان شابا و اولاده شیوخا فاذا احدثهم بحدیث قالوا حدیث مائة سنة بیضاوی البقرہ

پس اس جواب سے جس طرح ظاہر ہے کہ حضرت عزیرؑ زندہ ہونے کے بعد مُدّت تک اپنی قوم مین رہے نہ کہ وہ ایک لمحہ کے لئے زندہ ہوئے یا کہ مُطلق زندہ ہی نہ ہوئے - جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے -

الوف کا بدعاء خرقیل نبی زندہ ہوجانا

اسی طرح اون الوف کا بدعاء حضرت خرقیل زندہ ہونا جو موت سے ڈر کے مارے داوردان سے نکل بھاگے اور آٹھ دن تک مرے رہے - اون کی نسبت قرآن کریم نہایت صریح الفاظ مین ارشاد فرما رہا ہے کہ اے محمدؐ! کیا تجہے معلوم نہین - ہین وہ ہزارون لوگ جو اپنے گہرون سے موت کے ڈر کے مارے نکلے اور کہا اللہ نے اون کو مرجاؤ - پھر اون کو اللہ نے زندہ کیا - شیخ جلال الدین اپنی تفسیر مین لکہتے ہین کہ یہہ الوف زندہ ہونیکے بعد ایک زمانہ دراز تک زندہ رہے - لیکن اون پر موت کا اثر باقی رہا جو کپڑا کہ وہ پہنا کرتے - کفن کی طرح ہوجاتا اور یہ حالت اون کے تمام قبایل مین باقی رہی

الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم بعد ثمانیة ایام او اکثر بدعاء نبیهم خرقیل فعاشوا دهرا علیهم اثر الموت لا یلبسون ثوبا الا عاد کالکفن و استمرت فی اسباطهم جلالین

پس یہ آیت بدلالت سیاق دلالت کرتی ہے کہ اون کی موت سے حقیقی موت اور اون کی دوبارہ حیات سے حقیقی حیات مقصود ہے۔ کیونکہ وہ آسی حقیقی موت کو ڈر کے مارے اپنے گہرون سے نکل گئے تھے جبکہ بقولے اون مین طاعون کی بیماری آگئی اور بقولے جبکہ اون کے بادشاہ نے اون کو جہاد کے لئے دعوت دی۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ مین زُریب بن برثملا وصی عیسیٰ روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن ابی وقاص سے باتین کرنا اور حضرت عمرؓ کو سلام بھیجنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور وصی عیسیٰ کا تا نزول عیسیٰ زندہ رہنا یہ سب ازالۃ الخفا مین مذکور ہے جیسے کہ عنقریب اوسکا بیان آئیگا

خود قادیانی مسیح کی لاش سے ایک مُردہ زندہ ہوگیا

اور طرفہ تر یہہ ہے کہ خود قادیانی صاحب ازالہ کے صہ ۳۰۹ مین لکہہ آئے ہین کہ الیسع کی لاش نے بہی وہ معجزہ دکہلایا کہ اوس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مُردہ زندہ ہوگیا۔ مگر چورون کی لاشین مسیح کے جسم کے ساتہہ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہوسکین۔ اور خود ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے کئی ایک مُردون کو زندہ کیا اور اون سے تکلم فرمایا اور اونہون نے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی۔ چنانچہ بخاری مین بروایت قتادہ ہے کہ وہ چوبیس سردار قریش کے جو بدر کے کنوؤن مین پہینک دئے گئے تہے اون کو اللہ تعالیٰ نے بدعوت نبی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ کردیا اور آنحضرت کا ارشاد اون کو تو بیخاً و حسرۃً سُنا دیا اور نظم الدرر وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کی دختر فلانہ کو جو ایک وادی مین گرا دی گئی تہی آنحضرت صلعم نے آواز دی کہ اے فلانہ اللہ کے اذن سے زندہ ہوجا! اور وہ لڑکی وادی سے نکل آئی اور لبیک و سعدیک کہا آنحضرت صلعم نے اوس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ مین تجہے تیرے ماں باپ کی طرف

رواہ البخاری قال قتادۃ احیاھم اللہ حتی اسمعھم قولہ توبیخا وتصغیرا ونقمۃ وحسرۃ وندما۔ مشکوٰۃ۔ حکم الاسرار

ومن اعلامہ ما روی الحسن قال النبی صلعم یا فلانۃ احیی باذن اللہ فخرجت الصبیۃ وھی تقول لبیک وسعدیک فقال لھا ان ابویک قد اسلما فان احببت ان اردک علیھما فقالت لا حاجۃ لی فیھما وجدت اللہ خیرا لی منھما۔ وھذا نظیر لفعلہ عیسیٰ علیہ السلام من احیاء الموتیٰ۔ الجواب الفسیح لعلامۃ ابی البرکات خیر الدین افندی

لوٹا لیجاؤں؟ اوس نے عرض کی کہ مجھے کوئی حاجت نہیں۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین کا دوبارہ زندہ ہونا

اور متاخرین کے نزدیک بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بدعوت آنحضرت زندہ کئے گئے اور آنحضرت کے دین کو قبول کیا۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو بوجہ اتم لکھا اور مواہب لدنیہ او نظم الدرر مین اس کی تشریح کردی گئی۔ چنانچہ علامہ شامی نے بھی فتاوی شامی کی جلد دوم باب المرتد مین علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ الشام سے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور یہ کوئی محال نہیں۔ چنانچہ درالمعارف مین شاہ رؤف احمد صاحب تفسیر رؤفی

بعض اولیاء اللہ کو تکوین کی قدرت دیجاتی ہے

جناب قطب الاقطاب حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کے ملفوظات سے نقل کرتے ہین کہ حضرت غوث الثقلین برائے زیارت خانہ کعبہ رفتہ بودند بے زاد و راحلہ ناگاہ شخصے دیگر درراہ ملاقی شد۔ پرسیدند کجا میروی؟۔ آن شخص گفت من بہ نیت حج میروم۔ ارادہ کردہ ام کہ تنہا بے زاد و راحلہ بروم۔ حضرت فرمودند من ہمچنین کردہ ام۔ غرض آن شخص ہمراہ حضرت بمقامی رسید۔ ناگاہ عورتے بر ہوا پرواز نمودہ نزد ایشان آمد و گفت من از حبش نور شما مشاہدہ نمودہ ام۔ امروز دعوت شما برماست۔ ایشان قبول کردند۔ چون وقت طعام آمد دیدند کہ یک خوانِ طعام از آسمان بر زمین فرود آمد۔ در وشش نان وسہ ظروف ادام وسہ کوزۂ آب۔ پس آن زن سہ حصہ ساخت یکحصہ خود گرفت و دو حصہ ایشان را داد و گفت الحمد للہ حق تعالی پرداخت مہمانان ما ساخت۔ پس آن عورت بر ہوا پرواز نمود و حضرت مع آن شخص دیگر در خانۂ کعبہ رسیدند۔ بعد ازان از قضاے الہی آن شخص دیگر درانجا فوت شد۔ باز دیدند کہ ہمون عورت حبشی بر ہوا مے آید۔ حتے کہ بر خانۂ کعبہ فرود آمدہ نزد حضرت حاضر شد و گفت کہ اے محی الموتی زندہ کن این شخص را۔ پس از حکم الہی جل شانہ آن شخص زندہ گشت و برخاست۔"

بلکہ فتوح الغیب مین حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہین کہ بعد حصول فنائے اتم جو کہ غایت احوال ابدال واقطاب ہے۔ کبھی عارف کو تکوین کی قدرت بھی دیدی جاتی ہے اور اللہ کے اذن سے جو چاہے اوس کو موجود کر لیتا ہے اور بہجۃ الاسرار مین ہے جسکو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسرار الاسرار مین نقل کرتے

ثم یرد اللہ التکوین فیکون ما یحتاج اللہ باذن اللہ تعالی۔ (فتوح الغیب)

| | |
|---|---|
| کہ حضرت شیخ نے اپنی زبان دُرفشان سے فرمایا کہ مین نائب رسول اللہ اور اوس کا وارث ہون - مجھے الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبد القادر تو کچھہ مانگ مین اوس کو قبول کرلون گا اور پھر الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبد القادر مجھے اپنی ذات کی | انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ ووارثہ فی الارض یقال لی یا عبد القادر تکلم یسمع منک یقال لی یا عبد القادر بحقی علیک تکلم امنتک من الرد واللہ ما فعلت شیأ حتی امرت بہ - بہجۃ الاسرار |

قسم تو طلب کر مین تجھے رد کرنے سے امن دون گا - اللہ کی قسم مین نے کوئی کام نہ کیا جبتک کہ مجھے اوس کا امر نہ ہو لیا - چنانچہ بہجۃ الاسرار مین حضرت کی ہاتہون کئی ایک جانورون کا زندہ ہونا بھی بیان کیا گیا - اور اوس پیرزن کا قصہ تو ہر چھوٹے بڑے کی زبان زد ہے کہ حضرت کی دعا کی برکت سے بارہ برس کے بعد اوس کا بیٹا مع برات دریا مین ڈوبا ہوا زندہ نکل آیا - جسکو حضرت شیخ محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کی آخری خلیفہ تھے اور مقام علمی اور عملی مین علاوہ قطب الوقت ہونیکے بینظیر تھے - اونہون نے اس واقعہ کو ایک نہایت شیرین اور پُر درد نظم مین لکھا جسکو ہم تبرکاً درج کرتے ہین تاکہ اولی الابصار کے لئے موجب اعتبار ہو -

بارہ برس کے بعد بیڑے کا شیخ عبد القادر جیلانی زندہ ہونا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| | |
|---|---|
| گویم نخستین حمد حق آن خالق ارض و سما | قیوم و قادر مقتدر اہل طلب را رہنما |
| زان پس درود مصطفےٰ گویم بصد صدق و صفا | فخر الرسل خیر الوریٰ ہادی السبل نور الہدیٰ |
| بر آل و بر اصحاب او بر جملۂ احباب او | بر دا خلان باب او گویم ز جان و دل ثنا |
| مع جناب محی دین آن غوث اعظم بالیقین | محبوب رب العالمین تن را توان جان را جلا |
| داوش خدا قرب آنچنان کس نیست یارای بیان | پاے شریفش را مکان بر گردن کل اولیا |
| باشد کرامت ہاے او چون معجزات مصطفےٰ | خارج ز حد بیرون ز عد حدش نداند جز خدا |
| مشتے ازان خروار ہا یک دانہ زان انبار ہا | سرّے ازان اسرار ہا ظاہر بسازم بر ملا |
| روزے بطور خوشدلی آن پیشواے ہر ولی | بہر تفرج شد خلی در طرف صحراے فضا |
| ناگہہ گذشتہ سیر او بر ساحل بحر نکو | یک پیرہ زن شد روبرو نالان و گریان ہاے ہا |

قدش کمان زہ از عصا تیرش ز آہِ جان گزا    اشکش روان چو سیلہا لرزان ولغزان دست و پا

پرسید پرسش از کرم از باعث آن درد و غم    او خواند و حرفے پر الم از دفتر آن ماجرا

گفت اکہ از باغِ جہان یک داشتم سرو روان    یعنی کہ فرزندِ جوان بود ست در پیری عصا

تابندہ رو فرخندہ خو خوشبو سیہ چون نافہ مو    یک جلوۂ دیدارِ او صد درد و صد حرمان را دوا

جود و جمالش آیتے حسن و سخالش غایتے    مشتاق او ذو رایتے محتاج او اہلِ لوا

از خونِ دل دادم لبن جا دادمش بر جان و تن    فارغ نہ زو یک دم زدن در خدمتش صبح و مسا

دندانش چون شد دانہ خا کردم ز شیر او را جدا    ہر چیز کم دادہ خدا مصروف کردم در غذا

چون دیدہ کردم پرورش نادیدہ ہا دادم خورش    مندیلِ نذرین بر سرش نعلینِ سیمین زیر پا

پوشاکِ آن پاکیزہ تن مشروع ململ گلبدن    زربفتِ چین خز ختن دیبا باعلام طلا

بودم برویش شادمان داخل بہ سلکِ بیغمان    یادم نہ در روز و شبان جز شغل آن راحت فزا

چون شد بقوت بالِ او حیران جہان بر حالِ او    شیر ژیان پامالِ او ہمدست شد با اژدہا

گفتم بہ دل از بہرِ او بینم رخِ فرزندِ او    دادم از ان پیوندِ او با خاندان ذو العلا

رسمِ شگون شد ساختہ اسباب شد پرداختہ    قصرِ سرور افراختہ کردم بر آتش را بنا

گشتہ براتِ او روان باکرّ و فرِّ خسروان    آلاتِ شادی در میان دف و دہل غرنا و نا

دادم بسے ہمراہ را یکسر گدا و شاہ را    چون قطع کردم راہ را آسودم از رنج و عنا

آن طرفِ ثانی یکطرف درہا کشادند از صدف    دادند سیم و زر بکف کردند مہمان را عطا

کردند حاضر اطعمہ شیرین و شورینی ہمہ    شامی کباب و کورمہ حلوای چین رومی پلا

شیرین برنج انبارہا حلوا و نان خروارہا    بادام و شکر بارہا تمہار آچار و ابار

دادہ جہاز آن ذو القدر زیور فزون آوند زر    صد نافۂ مشکِ تتر صد نیفۂ ثوبِ صفا

اسپان مرصع زین و قش استر شتر بارکش    داہان غلامِ ماہ وش دیگر نفائس بے بہا

چون سہ بر بہرہ شد قرین در ساعت نیکوترین    گشتیم زانجا راہگزین باصد ہوس باصد رجا

درکشتی این بحرِ خون آمد برات از بختِ دون ‎ کشتی چو گردون شد نگون شد غرق طوفانِ فنا

نوشه عروس و همرهان در طرفة العین ناگهان ‎ گشتند در دریا نهان گویا نبودہ گہہ لقا

یک من بماندم زان همه بیشے نشانی از رمه ‎ در روز باتم هردمه هیهات و واو یلا و وای

زین زندگی در دو زخم از بارِ غم شد پشت خم ‎ هردم شود افزون نه کم سوز و گدازِ جان گزا

شد سالها اثنا عشر کافتاده در خرمن شرر ‎ روز و شبم در شور و شر یک دم نیم از غم جدا

آن شه که حکمش بود کن در گوش چون کرد این سخن ‎ از قصۂ زالِ کہن زد جوشش دریاے عطا

گفتا که اے غمخوارہ در دشتِ غم آوارہ ‎ سازم برایت چارہ خواہم ز حق بہرت دعا

تا زندہ گردد پور تو ظاہر شود دستور تو ‎ آسان شود معسور تو از قدرتِ ربّ السماء

پس پیر پیرانِ صفا در سجدہ شد پیشِ خدا ‎ با عجز و زاری و بکا شد ہمّتش مشکل کشا

یا رب مر آن اموات را در جوفِ حوت اقوات را ‎ ہر جسم و جزو اشتات را از فضل خود زندہ نما

سر بُد بسجدہ ہمچنان کز جای غرق آمد فغان ‎ کشتی پُر از مردان زنان پیدا شدہ بر روی ما

شد اہلِ کشتی را گذر سالم بہ ساحل بے خطر ‎ در غرق مُردان بے خطر با آن جلو با آن جلا

نوشہ بآن تاج و کمر در دست او تیغ و سپر ‎ با نوشتہ حجلہ در پیش پرستاران بپا

قوال و مطرب بذلہ گو نقال در نقلِ نکو ‎ خمار مے ریز از سبو یاران بُدند در ہو و ہا

مادر پسر شد مجتمع غمہا ز دل شد منقطع ‎ این قصہ را شد مستمع ہر کس ز ذکران و نسا

ظاہر چو شد این طرفہ سر بسیار منکر شد مُقر ‎ گشتند کافر منکر شد مومنان را اعتلا

چون این کرامت شد مبین شد خلق را راسخ یقین ‎ بر وعدِ ربّ العالمین بر حشر و نشر و بر جزا

اے محی دین عالیت در روی قبلہ جن و بشر ‎ سوے غلامِ خود نگر از راہ الطاف و عطا

غرقم بدریاے بدی حرقم بہ نیران خودی ‎ یا ملتجائی خذ بیدی اخرج من امواج الہوا

شیطان نمودہ اشتلم از راہ نیکی کردہ گم ‎ از غفلتم نوشاند خم کردست سرمست خطا

نفس است اندر سرکشی در بخل و حرص زرکشی ‎ دارد بغیر حق خوشی دائم بدام ماسوا

اے صاحب ارشاد مین درگوش کن فریاد من
ہستم قصوری درلقب سازم حضوری باادب

میخواہ از ایشان داد من دردِ مرا درمان نما
ازفیض شاہان کے عجب بخشش مسکین و گدا

یونس نبی کئی کتنے دنون تک مچھلی کے شکم مین قعر دریا مین زندہ رہنا

اور یہ کوئی محال نہین جبکہ خود قرآن سے ثابت ہی کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے شکم مین
دریا کی تہ مین کئی دن تک رہے اور زندہ
نکلے - اور اگر وہ بطن حوت مین خدا کی یاد نہ کرتے رہتے تو وہ
قیامت تک اوسی کے بطن مین زندہ رہتے اور جیسا کہ
خود قادیانی صاحب بہی ازالہ کے صـ۹۴۳ مین قایل ہین
کہ یہہ بہی بالکل ممکن اور جایز ہے کہ خدا تعالی کسی حیوان یا

وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک
المشحون فساھم فکان من المدحضین فالتقمہ
الحوت وھو ملیم فلولا انہ کان من المسبحین للبث
فی بطنہ الی یوم یبعثون - (صافات)
(حیا) فنبذناہ بالعراء وھو سقیم - بیضاوی صافات

انسان یا پرند کو ایسی حالت مین بہی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے حقیقی موت سے بچاوے کیونکہ وہ ہر ایک
بات پر قادر ہے - اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد اور وعدہ کے برخلاف کوئی بات نہین کرتا اور سب
کچہہ کرتا ہے پس ہم قادیانی صاحب کی تصغیر ہوکر اور حق تعالی کی قدرت کاملہ کو نہایت ہی وسیع اعتقاد
کرکے اوس کو اس قول کی تصدیق کرتے ہین جس مین اوس نے اپنی ایک صفت قدیمہ کا اظہار کیا کہ اگر
یونسؑ خدا کی یاد کرنے والون مین سے نہ ہوتا تو قیامت تک بطن حوت مین رہتا - پس جبکہ اوس قادر مطلق
کی یہہ شان ہے جس کا اوس نے اپنے یونس نبی کی نسبت اظہار کیا تو معلوم نہین کہ حضرت روح اللہ کو زندہ
آسمانون پر اوٹہانے اور اون کو مسیح دجال کے وقت تک زندہ رکہنے مین قادیانی صاحب کیون قادر
مطلق کے حق مین بدگمانی کرنے لگے ہین اور اوس کی قدرت کاملہ کو اپنی ایک اختراعی اور ناقص قانون
قدرت کے تحت مین لاکر ناقص اور محدود بناتے ہین - جبکہ ہمارے سامنے بہت سی منصوص نظائر موجود
ہین جیسے اصحاب کہف کا تین سو نو برس تک بغیر اکل اور شرب کے زندہ سوتے رہنا بلکہ بصراحت سنت صحیحہ
ظہور مہدی موعود تک زندہ رہنا اور اسیطرح زریت بن برثملا وصی عیسےٰ روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز
دینا اور سعد بن وقاص سے باتین کرنا اور حضرت عمرؓ کو سلام بہیجنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور دوبارہ
کا عیسیٰ روح اللہ کے دوبارہ دُنیا مین آنے اور آسمانون سے اوترنے تک زندہ رہنا اور سند جید کے ساتھ

خضر کا زندہ ثابت ہونا جیسے کہ فتح الباری اور زرقانی مین ہے -

قادیانی صاحب کا ایک راز کہ کیون اونہون نے عیسےٰ بنی اللہ کو مارنے مین کوشش کی

ہان قادیانی صاحب کی اس بدگمانی اور اس بیجا کوشش کا راز کہ کیون اونہون نے عیسےٰ روح اللہ کے مارنے مین اسقدر کوشش کی اون کی اپنی ایک تحریر سے ملتا ہے جسکو وہ ایک راز کی بات بتاتے ہین - چنانچہ وہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۵ مین لکھتے ہین کہ " اے میری دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہون اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے اون تمام مناظرات کا جو عیسائیون سے تمہین پیش آتے ہین پہلو بدل لو اور عیسائیون پر یہہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہوچکا ہے یہی ایک بحث ہے جس مین فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روی زمین سے صف لپیٹ دوگے - جبتک اون کا خدا فوت نہوا اون کا مذہب بھی فوت نہین ہوسکتا - اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے اور اوس کے رنگ مین ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے "

پس قادیانی صاحب نے اپنے لئے اس الہام مین دو دعوے قایم کئے :- ایک یہہ کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت ہوچکا ہے - دویم یہہ کہ عیسےٰ موعود خود قادیانی ہے - اور ان ہر دو دعاوی کے اثبات مین انہون نے کئی ایک طریق سے تائید چاہی - لیکن کسی طریق نے بھی سچائی کے ساتھہ اون کا ساتھہ ندیا - ع

| وسرت طرفی بین تلک المعالم | لقد طفت فی تلک المعاھد کلھا |
|---|---|
| علی ذقن او قارعا سن نادم | فلم ار الا واضعا کف حائر |

پس ہم حسب ذیل ہر ایک دعوے اور طریق تائید کو بیان کر کے اوس کا کافی جواب دیتے ہین تاکہ قادیانی صاحب کے اس مسیحی فتنہ سے امت محمدیہ کو نجات ملے -

## قادیانی صاحب کا دعوی اوّل :- عیسی نبی اللہ فوت ہوچکا ہے

### طریق اوّل :- (کسی بشر کا آسمان پر جانا محال ہے اور معراج جسمانی سے انکار)

قادیانی صاحب کا انکار معراج جسمانی اور آنحضرت کی جسم مبارک کی طرف کثافت کی نسبت

پس اہل اسلام کے اس اعتقاد مستلزم نزول روح اللہ کی نفی کے لئے کہ وہ آسمان پر روٹھائے گئے - قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام وغیرہ مین صراحت کردی کہ کسی بشر کا

اس جسم کے ساتھ آسمانون پر اوٹھایا جانا خلاف قانون قدرت اور خلاف سنت اللہ ہے - اور آیۂ او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کو اونہون نے اپنا دستاویز بنایا اور اسی کے اقتضا سے اونہون نے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۴۷ مین ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج مع الجسم کا بہی انکار کردیا اور صاف لکہدیا کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ نہین تہی بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفون مین مؤلف (یعنی قادیانی صاحب) خود صاحب تجربہ ہے - انتہیٰ -

خدا کو کسی خاص بندہ کا آسمان پر اوٹھا لیجانا کوئی محال نہین

ہم قبل اس کے بتحقیق شیخ جلال الدین سیوطی ثابت کر چکے ہین کہ اجسام کا آسمان پر جانا محال نہین جیسے کہ اون کا آسمان سے آنا محال نہین اور ملائکہ کا کسی بشر کو آسمان پر اوٹھا لیجانا سنتہ اللہ کے مصادم نہین بلکہ سنت اللہ اور قانون قدرت اللہ اسقدر وسیع اور وراء الوراء ہے کہ کسی مخلوق کی عقل اوس کے احاطہ پر قادر نہین - چنانچہ اس کا اقرار خود سرسید نیچری اپنی تفسیر مین کر چکے ہین اور یہ بہی ثابت کر چکے ہین کہ کئی ایک صحابہ کا جسم عنصری مرنے کے بعد بہی آسمانون پر اوٹھایا گیا - پس وہ جسم جو بغلبۂ روحانیت روح اللہ ہوگیا اور بالکل روح کے رنگ سے منصبغ ہوگیا اوس کے آسمانون پر جانے اور آنے مین کیا استبعاد ہونے لگا؟ - حالانکہ وہ فرقانی آیۂ مبارک جسکو قادیانی صاحب اپنی دستاویز بناتے ہین وہ خود اون کا ساتھہ دینے سے انکار کر رہی ہے - اور خود اوسی سے ثابت ہے کہ کسی بشر مبشر کا آسمان پر جانا محال نہین - حتی کہ اوس وقت کے موجودہ کفار کو بہی اس سے انکار نہتہا جنہون نے بطور تعریض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم تجھپر ایمان نہ لاوین گے جبتک کہ تو زمین پھاڑ کر (حضرت موسیٰ کی طرح) ہمارے لئے پانی کا چشمہ نہ لگالے - یا تیرے لئے (ابراہیم کی طرح جسپر کہ آتش نمرود باغ ہوگئی) ایک باغ ہو کہجور اور انگور کا جسکے بیچ نور زور سے بہتی ہوئی نہرین لگالے یا تو ہمپر آسمان کے

لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا - او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا -

ٹکڑے اپنے زعم کے موافق گرائے (جیسے کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور اوٹہایا گیا تہا) یا تو خدا اور اوس کے فرشتونکو اپنے ساتھ ہمارے سامنے لاوے (جیسے کہ حضرت موسیٰ سے بھی یہی کہا گیا) یا تیرے لئے کوئی سُنہری گہر ہو (جیسے ادریسؑ کے لئے بہشت مین ہوا) یا تو آسمان پر چڑھ جائے (جیسے حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چڑھ گئے) اور ہم تو تیرے آسمان پر چڑہنے پر ہرگز یقین اور ایمان نہ لاوین گے یہان تک کہ تو (الواح موسیٰ کی طرح) آسمانون سے کوئی ایسی کتاب اوتار لاوے جسکو ہم پڑہ سکین۔ اسپر خدا نے اپنے نبی کو کفار کے ان سوالات کے جواب مین یہہ کہنے کا حکم دیا کہ کہدے اے محمدؐ! اون کو کہ پاک ہے میرا پروردگار ہر عجز سے اور مین بذات خود نہین ہون بجز اسکے کہ اوس کا بندہ پیغمبر ہون۔ فتح البیان مین اس آیۂ مبارک کے کلمہ "لرقیک" کے تحت مین یون تفسیر کی گئی ہے کہ ل اللام للتعلیل ای لاجل رقیک یعنی کفار کا یہ کہنا اس طرح پر تہا کہ ہم تیرے اوپر اوسی وقت ایمان لائین گے جبکہ تو آسمان مین چڑھ جائے اور چونکہ تو چڑھ جائیگا لہذا تیرے چڑہنے پر ہمارا ایمان لانا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ تو آسمان سے کوئی ایسی کتاب بھی الواح موسیٰ کی طرح اوتار لائے جسکو ہم خود پڑہ لین۔ لیکن اس کے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کہنے کا امر تعبدی ہوا کہ کہدے اون کو میرا اللہ عجز اور نقص سے منزہ ہے کیونکہ سبحان کا اطلاق ہر جگہ اسی معنی مین ہوا جیسے سبحان ربی الاعلیٰ یا جیسے سبحان ربی العظیم اور اسی طرح ایک امر مستبعد کے ایقاع اور اوسپر قدرت ہونیکے مقام مین اطلاق ہوا۔ جیسے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ کیونکہ ایک رات مین سیکڑون کوسون کی سیر بالکل مستبعد اور محال عادی ہے۔ لیکن اس مستبعد امر کو خدائی تعالیٰ نے بالکل ایقاع فرما دیا اور اس امر سے عاجز نہ ہونے پر دلالت کرنیوالا کلمہ سبحان اوّل مین لایا گیا جو کہ ایک امر عظیم الشان کے وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ پس اگر یہہ سیر کوئی کشفی سیر تہی یا کہ کوئی خواب تہا جو آنحضرتؐ کو واقع ہوا تو یہ کوئی ایسا امر مستبعد اور محال نہین تہا جس مین کہ خود قادیانی صاحب بھی شرکت کا دم مارتے ہین کہ کفار کے لئے موجب فتنہ ہوتا یا اسپر کلمہ سبحان کا اطلاق کیا جاتا۔ اور آنحضرتؐ کو اپنی نسبت خدا کا پیغمبر اور بندہ ہونیکا اقرار کا حکم ہونے سے بقول قادیانی اور اون کے مقلد محمد احسن امروہی یہ معنی نہین نکلتے کہ کسی بشر رسول کو یہ نشان نہین دیا گیا اور آنحضرتؐ نے اپنا عجز ظاہر کیا اور فرمایا کہ یہ

سوال محض بیجا ہے - حالانکہ خود اونہین کفار کے سوال سے آیت مذکور بتلا رہی ہے کہ اون کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر چڑھ جانا کوئی امر مستبعد نہتا کیونکہ اون کو قبل از محمد صلے اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء مین سے علی الخصوص حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہما کا آسمان پر اوٹہایا جانا معہود تھا اسی لئے اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دعوی اور اپنے ایمان لانیکی ایک دوسری معہود شرط لگا دی کہ ہم تیرے پر اوسی وقت ایمان لاوین گے جبکہ تو آسمان پر چڑہنے کے باوجود پہر کتاب بہی اوتار لاوے جیسے کہ اون کے پہلے نبی حضرت موسیٰ صلوات علیہ پر الواح آسمانون سے اوترتی رہین - معہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہہ سے ان تمام آیات اور معجزات اقتراحی کے ممکن الصدور ہونے پر خود خدا کا کلام گواہ ہے جو قبل ازین اسی سورۂ بنی اسرائیل مین واقع ہوا کہ ہکو ایسی آیات کے ساتہہ اپنے نبی (محمدؐ) صلے اللہ علیہ وسلم کو بہیجنے سے کسی نے نہین روکا - بجز اس کے کہ پہلے انبیاء جو ایسی آیات اور معجزات کے ساتہہ آئے اون کی تکذیب کی گئی - پس یہہ آیہ مبارک بہی صریح اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ایسے معجزات دئے گئے - اور اوس کے پیغمبر بندے آسمانون پر گئے اور خدا

. ما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بہا الاولون - (بنی اسرائیل) وعن امر عطاعن النبی صلعم قال والذی نفسی بیدہ لقد اعطانی ما سألتم ولو شئت لکان ولکنہ خیرنی بین ان تدخلوا باب الرحمۃ فیؤمن مؤمنکم وبین ان یکلکم الی ما اخترتم اھ - ابن کثیر

تعالی ایسے امور پر قدرت رکہتا ہے اور وہ ہر عجز سے پاک ہے - اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم مخیر کئے گئے جیسے کہ ام عطا کی حدیث سے ظاہر ہے - چہ جائیکہ نبی الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی قدرت کو ناقص ٹہیراتے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے - ۵

| نقل للعیون الرمد ایاک ان تری | | سنا الشمس استغشی ظلام اللیالیا |
|---|---|---|

آنحضرتؐ کا جسم مبارک کثائف سے پاک تہا اور کثیف کہنا قادیانی کی غلطی ہے

مگر اس کور دل قادیانی کی احول چشمی قابل غور ہے جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو کثیف کہا اور کثافت کی نسبت کی جن کو حق تعالی نے تمام کثائف اور او ناس اور الواث بشریہ سے پاک اور صاف بنا دیا اور یہہ طرفہ سر ہے کہ آنحضرتؐ کے جسم مبارک کا سایہ

کبھی زمین پر نہ دکھائی دیا اور نہ آنحضرت کا فضلہ بطن زمین نے اپنے منہہ پر دیکھنے دیا - اور بول نبی عنبر کی طرح اوس شخص کے حق میں موجب تعطر اور تنور ہو گیا جسنے اندہیری رات میں پانی کے خیال سے نوش جان کیا - تحفہ رسولیہ میں قاضی عیاض کی شفا سے منقول ہے -

| | |
|---|---|
| سایہ نبودش بزمین اے فلان | سایہ ندید است کس از روح وجان |
| عرق تنش طیب تراز مشک چین | فضلہ دگر ہا بہمین حکم بین |
| غائط وخون بول نبی طاہر است | گفت چنین آنکہ بدین ماہر است |
| در شب تاریک یک آزادہ مرد | بول نبی با شبہہ آشام کرد |
| شام دلش صبح شد وپاک شد | جملہ تنش صاف وعطرناک شد |
| آنکہ چنین فضلہ او نادر است | ذات مبارک چہ بود برتر است |

معہذا شفاے قاضی عیاض میں ہے کہ جو کوئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کسی قسم کی بے ادبی کرے خواہ طرز بیان میں خواہ عبارت میں یا اشارت میں جس سے آنحضرت کی طرف کوئی نقص عاید ہوتا ہو خواہ جہالت یا عمد سے اوسنے ایسا کیا ہو یا طرز بیان میں بے پرواہی اور جرأت کی ہو ان سب میں اوس کو شاتم النبی کہا جائیگا جس کی سزا قتل ہے - کیونکہ کفر کے ارتکاب میں عذر جہالت اور عذر لغزش زبان وغیرہ قبول نہیں جبکہ اوس کی عقل باعتبار فطرت کے درست ہو اور وہ مجنون نہیں -

من سب النبی ص او الحق بہ نقصا فی نفسہ ای ذاتہ وصفاتہ او یاتی بسفہ من القول فی عبارۃ او بقبیح من الکلام ولو باشارۃ مما فیہ من قلۃ الادب فی جہتہ علیہ الصلوۃ والسلام وان ظہر انہ لم یعمد ذمہ فی مقالہ لکن صدر عنہ اما بجہالۃ نعوت جمالہ او قلۃ مراقبۃ فی شانہ وضبط للسانہ وعجرفتہ وقلۃ مبالاۃ فی بیانہ فحکم القتل دون تلعثم اذ لا یعذر احد فی الکفر بالجہالۃ ولا بدعوی زلل اللسان اذ عقلہ فی فطرتہ (شرح شفا)

اور مالابد منہ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں "ملعونے کہ در جناب پاک سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام دشنام دہد یا اہانت کند . در وصفے از اوصاف او یا درصورت مبارک او - خواہ آنکس مسلمان بود خواہ ذمی یا حربی اگرچہ از راہ ہزل کردہ باشد - واجب القتل کافر است توبہ او مقبول نیست - اجماع امت

برآن است کہ بے ادبی بہر کس از انبیا کفر است ۔ خواہ فاعل او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ انتہی

پس بقول حضرت نظامی ۔ ع

| تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست | بیک لحظہ گر آمد و شد بجاست |
|---|---|

ہمکو بطریق عقل تو ایک جسم نبوی کا آسمان پر آنے جانیمین کوئی محال نظر نہین آتا ۔ لیکن ہمکو بحث اس پر ہے جو سرسید نیچری اور قادیانی صاحب نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کی متعلق بزعم خود مختلف الالفاظ احادیث کی مروی ہونے سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ اُن کی تعارض نے اون کی اعتبار کو کہو دیا ۔ دیکہو خطبات احمدیہ صفحہ ۶۱۴ اور ازالۃ الاوہام قادیانی صفحہ ۹۳۲

مگر عجب تر یہ ہے کہ قادیانی صاحب اس باب مین سرسید سے بہی چار قدم آگے ہو گئے ۔ کیونکہ سرسید تو اس بحث کی اخیر مین قایل ہو گئے کہ اگرچہ بتقدیر صحت جملہ روایات ان مین جمع ہونا متعذر ہے لیکن تعدد معراج کے قول پر کوئی تعذر نہین ۔ اسی طرح اگر بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیجائے جیسے کہ لمعات مین ہے ۔

> وعلی التقدیر صحۃ الروایات بتعذر الجمیع الا ان یقال بتعدد المعراج او یرجح بعض الروایات علی بعض والارجح ہو روایۃ الجماعۃ کذا قال الشیخ ۔ (لمعات)

معراج جسمانی کے محال ہونے پر قادیانی صاحب کے اعتراضات

لیکن برخلاف اس کے قادیانی صاحب نے تعدد معراج کے قول کو بہی باطل بنا دیا جسکو لمعات مین ارجح اور وہی مذہب جماعۃ المسلمین ہونا کہا گیا ہے ۔ پس اونہون نے ازالۃ الاوہام کے اخیر مین تعدد معراج کے ابطال پر یہہ تین دلایل پیش کئی ۔ کہ اول انہین احادیث سے ثابت ہی کہ انبیا کے

اعتراض اول

لئے خاص خاص مقامات آسمانون مین مقرر ہو گئے ہین جن سے وہ آگے نہین بڑھ سکتے ۔ چنانچہ آنحضرت صلعم ساتوین آسمان سے آگے جانے لگے تو موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب مجھے یہہ گمان نہتا کہ مجہہ سے بہی زیادہ کسی کا رفع ہوگا ۔ اب ظاہر ہے کہ اگر موسیٰ کے اختیار مین تہا کہ کبہی پانچین آسمان پر آجاتے اور کبہی چھٹے پر اور کبہی ساتوین پر تو یہہ گریہ و بکا کیسا تہا جیسے پانچوین سے یا چھٹے سے ساتوین پر چلے گئے ایسا ہی آگے بہی جا سکتے تھے ۔ دوم (بقول ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ) ماسوا اس کے پانچ

اعتراض دوم

معراجون کے ماننے سے یہ اعتقاد ہونا چاہئے کہ پانچ ہی دفعہ اول نمازین پچاس مقرر کی گئین اور پھر پانچ

منظور کی گئین جس سے قرآن کریم اور خدا ئیتعالے کے احکام مین محض بیجا اور لغو طور پر منسوخیت ماننی پڑتی ہے

اعتراض سوم

سوم - بلکہ یہہ حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲ مین ہے خود اپنے اندر تعارض رکہتی ہے - کیونکہ ایک طرف تو یہ لکہدیا کہ بعثت سے پہلے یہ معراج ہوئی تہی اور پہر اوسی حدیث مین یہ بہی لکہا ہے کہ نمازین پانچ مقرر کر کے پہر آخر کار ہمیشہ کے لئے پانچ مقرر ہوئین - اب ظاہر ہے کہ جس حالت مین یہ معراج نبوت سے پہلے تہی تو اسکو نمازون کی فرضیت سے کیا تعلق تہا ؟ اور قبل از وحی جبریل کیونکر نازل ہو گیا ؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق تہے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کئے گئے - انتہیٰ بلفظہ ملخصاً -

قادیانی صاحب کے اعتراضات کی جوابات

پس ہم قادیانی صاحب کی اعتراض اول کو نظر انداز کر کے اول اعتراض ثانی کو باطل کرتے ہین جو اونہون نے تعدد معراج کے ابطال مین بیان کیا اور جو در اصل ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ

دوسرے اعتراض کا جواب

کا ایک کہنہ اور بوسیدہ اعتراض ہے اور جسکو قادیانی صاحب نے غیر مہذب الفاظ ملا کر اپنی طرف منسوب کر لیا ہے اور ہم اس اعتراض ثانی کے باطل کرنے کے لئے فتح الباری شرح

تعدد معراج کا ثبوت

صحیح بخاری کو بطور سند پیش کرتے ہین جو کہ ایک مسلمہ کتاب ہے - پس احمد عسقلانی اپنی کتاب کی جلد ہفتم کے صفحہ ۱۵۲ مین لکہتے ہین کہ امام ابو شامہ کا میلان اسی طرف ہے کہ معراج مین تعدد ہوا اور کئی دفعہ واقع ہوا - چنانچہ امام ابو شامہ نے اس کے ثبوت مین اس حدیث سے تمسک کیا جسکو بزار اور سعید ابن منصور نے ابی عمران الجونی کے طریق سے حضرت انس سے مرفوعاً تخریج کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مین بیٹھا ہوا تہا کہ جبریل علیہ السلام آگیا اور میرے دونون کاندہون کے درمیان زور سے ہاتہہ مارا اور ہم دونون ایک درخت کی طرف کہڑے ہوئے جس مین پرند کے دو آشیانون کی طرح کچہہ تہا - ایک مین جبریل بیٹہا اور دوسرے مین مین بیٹہا اور وہ درخت اونچا

وجنح الامام ابو شامۃ الی تعدد وقوع المعراج مرارًا و استند الی ما اخرجہ البزار و سعید بن منصور من طریق ابن عمران الجونی عن انس رفعہ قال بینا انا جالس اذ جاء جبریل فوکز بین کتفی فقمنا الی شجرۃ فیہا مثل وکری الطائر فقعدت فی احدہما و قعد جبریل فی الآخر فارتفعت حتی سدت الخافقین - الحدیث وفیہ ففتح لی باب من السماء فرأیت النور الاعظم و اذا دونہ حجاب رفرف الدر و الیاقوت - وقال العلامۃ ابن حجر و رجالہ لا باس بہم - الا ان الدارقطنی ذکر لہ قصۃ اخری - الظاہر انہا وقعت بالمدینۃ ولا بعد فی وقوع امثالہا

ہوتا گیا یہان تک کہ اوس نے خافقین کو روک لیا - اور سر
مین ہے کہ میرے لئے آسمان کا ایک دروازہ کہولا گیا
اور مین نے نورِ اعظم کو دیکہا جس کی پستی مین حجاب فرف
تہا جو موتی اور یاقوت ۔ زنہا - علامہ ابن حجر کہتے ہے کہ اس
حدیث کی رجال ایسے ہین جن سے کوئی خوف نہین ۔ مگر دارقطنی
نے اس کے متعلق ایک دوسرا قصہ بیان کیا ہے - اور
ظاہر یہی ہے کہ یہہ واقعہ مدینہ مین واقع ہوا اور ایسے وقایع
کے وقوع مین کوئی استبعاد نہین ۔ ہان مستبعد تو وہ تعدّد

وانما المستبعد وقوع التعدد فی قصة المعراج التی وقع فیہا سوالہ عن کل نبی وسوال اہل کل باب ہل بعث الیہ وفرض الصلوٰة الخمس وغیر ذلک فان تعدد ذلک فی الیقظة لا یتجہ فیتعین رد بعض الروایات المختلفة الی بعض او الترجیح الا انہ لا یبعد فی وقوع جمیع ذلک فی المنام توطیة ثم وقوعہ فی الیقظة علی وفقہ کما قدمتہ

فتح الباری جلد (۷) صـ۱۵۲

ہے جو اوس قصہ معراج مین واقع ہو جس مین ہر نبی سے آنحضرتؐ کا پوچہنا اور ہر دربان آسمان کا پوچہنا
واقع ہے کہ کیا یہ نبی مبعوث ہو چکا ہے اور کیا پانچ نمازین فرض کی گئی ہین ؟ - کیونکہ حالت بیداری
مین ایسے امور کا تعدّد موزون نہین ہے - پس یہی معین ہے کہ بعض مختلف روایات کو بعض کی طرف
رد کیا جاوے یا بعض کو بعض پر ترجیح دی جاوے - مگر ان تمام امور کا تعدّد حالت خواب مین واقع ہونا
کوئی مستبعد نہین کہ خواب مین ان امور کا متعدد طور سے وقوع بطریق توطیہ ہو - اور پہر اوسی کے مطابق
حالت یقظہ مین ہو جیسے کہ قبل ازین بیان ہو چکا ہے کہ مہلب نے ایک طائفہ سے اور ابو نصر بن القشیری
اور ابو سعید نے شرف المصطفیٰ مین کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کئی معراجین ہوئین - بعض تو اون
مین سے حالت یقظہ مین ہوئین اور بعض حالتِ خواب مین - منجملہ قطب الوقت شیخ محی الدین ابن العربی

محی الدین ابن العربی کا قول تعدد معراج اور جسمانی معراج کا ثبوت

رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کے بقیہ جلد سوم کے صـ۳۴۷ اور باب (۳۶۷) مین نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج مع الجسم کے اثبات مین توضیح دلایل کے ساتہہ فرماتے ہین کہ
کل مواطن مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کو جسم مبارک کے ساتہ معراج ہوئی وہ ایک ہی بار ہوئی
اور کل چونتیس بار جو آنحضرتؐ کو معراج ہوئی اون مین سے ایکبار کے سوا باقی ہر دفعہ فقط روح کیساتہہ
معراج ہوتی رہی - چنانچہ اس قصہ کو اس طرح شروع فرماتے ہین فلما اصبح ذکر ذلک للناس فالمومن بہ

کہ جب صبح ہوتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات
کی اسریٰ کا واقعہ لوگون سے بیان فرمایا تو ایمان والون
نے تصدیق کردی اور جنہین ایمان نصیب ہوا انہون نے
آنحضرت صلعم کے اس بیان کی تکذیب کی - اور جو بین بین
تھا یعنی نہ پورا مومن اور نہ پورا کافر اوسنے اوس کی
تصدیق مین شبہہ رکھا - پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس قافلہ کا ذکر کیا اور نیز اوس شخص کا بیان فرمایا جو
وضو کر رہا تہا یہان تک کہ قافلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے ارشاد کے مطابق بتاریخ مقررآ پہونچا اور کفار
نے اوس شخص سے حضرت کی ارشاد کی تصدیق چاہی
پس اوسنے ویسے ہی پیالہ پانی کا اولٹ جانیکا اقرار
کیا جیسے کہ آنحضرت نے بیان فرمایا تہا - پہر کفار مین سے
ایک شخص نے جو بیت المقدس کو دیکھے ہوئے تہا آنحضرت
سے بیت المقدس کا نقشہ دریافت کیا - حالانکہ شب
اسریٰ مین آنحضرت صلعم نے بیت المقدس کا اوسی قدر حصہ
دیکھا تھا جسقدر حصہ مین کہ آنحضرت نے رفتار کی اور نماز پڑہی
لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آنحضرت کی آنکہون
کے سامنے کر دیا اور نقشہ بیان فرمانا شروع کر دیا اور کوئی
انکار نہ کر سکا - پس اگر اسرار فقط روح کو ہوتی اور ایک
ایسی ہی رویاء ہوتی جیسی کہ کوئی سویا ہوا خواب دیکھتا ہی
تو کوئی بہی انکار نہ کرتا اور نہ کوئی جہگڑا کرتا بلکہ کفار کا انکار

صدقہ وغیر المومن بہ کذبہ والشاک ارتاب فیہ ثم
اخبرہم بحدیث القافلۃ و بالشخص الذی کان
یتوضاء واذا بالقافلۃ قد وصلت کما قال فسألوا
الشخص فاخبرہم لقلب القدح کما اخبرہم رسول اللہ
وسال شخص من المکذبین ممن رائی بیت المقدس
ان یصفہ لہم ولم یکن رائی منہ صلی اللہ علیہ وسلم
الاقدر ما مشی فیہ وحیث صلی فرفعہ اللہ لہ حتی
نظر الیہ فاخذ ینعتہ للحاضرین فما انکروا من نعتہ
شیئا فلو کان الاسراء بروحہ وتکون رؤیا رآہا
کما یری النائم فی نومہ ما انکرہ احد ولا نازعہ احد
وانما انکروا علیہ کونہ اعلمہم ان الاسراء کان
بجسمہ فی ہذہ المواطن کلہا ولہ صلی اللہ علیہ
وسلم اربعۃ وثلاثون مرۃ الذی اسریٰ بہ منہما
اسراء واحد بجسمہ والباقی بروحہ رویاء رآہا
واما الاولیاء فلہم اسراءات روحانیۃ برزخیۃ
یشاہدون فیہا معانی متجسدۃ فی صور محسوسۃ
للخیال یعطون العلم بما تتضمنہ تلک الصور من
المعانی ولہم الاسراء فی الارض وفی الہواء غیر انہم
لیست لہم قدم محسوسۃ فی السماء وبہذا زاد
علی الجماعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باسراء
الجسم واختراق السموات والافلاک حسا وقطع

اور استبعاد اسی وجہ سے تہا کہ آنحضرتؐ نے اون کو یہی اطلاع دی
تہی کہ آنحضرتؐ کو سب مواطن مین جسم کے ساتہہ اسراء ہوئی ہے ۔
اور آنحضرتؐ کو کل چونتیس مرتبہ معراج ہوئی ۔ لیکن جسم کیساتہ
ایک ہی مرتبہ اسراء ہوئی اور باقی معراجین فقط روح کے ساتہ
ہوئین ۔ اور قطع نظر اس کے اولیاء اللہ کے لئے یہی روحانی
اور برزخی طور سے اسرائین اور معراج ہوا کرتی ہین لیکن وہ اُن
اسرارات مین اون معانی متجسدہ کا مشاہدہ کرتے ہین جو اُن کی
قوتِ خیالیہ مین بصور محسوسہ متجسد ہوتے ہین اور اون کو اُن
معانی کا علم حاصل ہوجاتا ہے جو اون صورتون کے اندر ملفوف
ہوتے ہین ۔ اور علاوہ اسکے اولیاء اللہ کو زمین اور ہوا مین
بہی اسراء ہوتی ہے مگر آسمان مین اون کا قدم محسوس نہین ہوتا
اور اسی ایک بات مین اولیاء اللہ کی جماعت پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی معراج کو تشرف ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کے جسم مُبارک کو اسراء ہوئی اور حسًا اور عینًا آسمانون میں
خرق ہوا اور مسافات حقیقیہ اور محسوسہ قطع ہوئین ۔ اور یہ سب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثون کے لئے معنیً ہے نہ
حسًا ۔ پس اولیاء اللہ کی معراجین روحی اور رؤیت قلوب اور صور
برزخیہ اور معانی متجسدہ ہین اور جب مجہے معراج ہوئی وہ بہی
اسی قسم کی تہی جسکو ہمنے اپنی کتاب الاسراء و ترتیب الرحلہ
مین ذکر کیا ہے ۔ اور ہم عنقریب اہل اللہ کی اسراء کا ذکر کرتے
ہین جب مجہے علے الخصوص اللہ تعالی نے اس سے اطلاع دی ۔

مسافات حقیقیۃ محسوسۃ و ذلک کلہ
لو رثتہ معنی لا حسا من السموات فما فوقہا
فلنذکر من اسراء اہل اللہ ما اشہدنی اللہ
خاصۃ من ذلک فان اسراءاتہم مختلفۃ
لانہا معانی متجسدۃ بخلاف الاسراء
المحسوس فمعارج الاولیاء معارج ارواح
ورؤیۃ قلوب وصور برزخیات و معان
متجسدات ۔ فما شہدتہ من ذلک وقد
ذکرتہ فی کتابنا المسمی بالاسراء و ترتیب الرحلۃ
فتوحات مکیۃ باب (۳۶۷) ۳۴۲ بقیہ جلد ۳

واسری بہ الی المسجد الاقصی ثم الی السدرۃ
المنتہی والی ما شاء اللہ وکل ذلک بجسدہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی الیقظۃ ولکن ذلک فی موطن ھو
برزخ بین المثال والشہادۃ جامع لاحکامہا
فظہر علی الجسد احکام الروح و تمثل الروح والمعانی
الروحیۃ اجسادًا ولذلک بان لکل واقعۃ من
تلک الوقائع تعبیر وقد ظہر نحو قلیل و موسی
وغیرہم علیہم السلام نحو من تلک الوقائع وکذلک
لاولیاء الامۃ لیکون علو درجاتہم عند اللہ
کحالہم فی الرؤیا واللہ اعلم ۔ اما شق الصدر
وملائہ ایمانا فحقیقتہ غلبۃ انوار الملکیۃ و

کیونکہ اون کی اسرا مین مختلف ہین اس لئے کہ وہ برخلاف اسرائے محسوس کے معانی متجسدہ ہوتی ہین۔ پس حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تمام بیان سے ہماری مولٰنا

شاہ ولی اللہ کا قول جسمانی معراج کی نسبت

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے اوس قول کشوف کی حقیقت کہل گئی جو حقیقت معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو یقظہ مین پہلے مسجد اقصی پھر سدرۃ المنتہی پہر ماشاء اللہ تک اسرا ہوئی۔ لیکن یہ سب ایسے موطن مین ہوئی جو مثال اور شہادت کے مابین برزخ اور ہردو کے احکام کے لئے جامع ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے جسد پر روح کے احکام ظاہر ہوگئے اور روح اور معانی روحیہ کا تمثل بصورت اجساد ہوگیا اور اسی سے ہر اوس واقعہ کی تعبیر ظاہر ہوتی ہے جو اسرا مین پیش آئے۔ اور بغیر اسرا کی اسی

الطفاء لسب الطبیعۃ وخضوعہا لما یفیض علیہا من خطیرۃ القدس واما رکوبہ علی البراق فحقیقتہ استواء نفسہ النطقیۃ علی نسمتہ اللتی ہی الکمال الحیوانی فاستوی راکبا علی البراق کما غلبت احکام نفسہ النطقیۃ علی البہیمیۃ وتسلطت علیہا وامر بخمس صلوات بلسان التجوز لانہا خمسون باعتبار الثواب ثم اوضح اللہ مرادہ تدریجا لیعلم ان الحرج مدفوع وان النعمۃ کاملۃ وتمثل ہذا المعنی مستند الی موسی علیہ السلام فانہ اعرف الانبیاء معالجۃ للامۃ ومعرفۃ بسیاستہا واما بکاء موسی فلیس بحسد ولکنہ مثال لفقدہ عموم الدعوۃ وبقاء کمال لم یحصلہ مما ہو فی جبلتہ

حجۃ اللہ ص ۳۸۷

قسم کے وقایع بصورت مثالی حضرت اسرافیل اور موسیٰ وغیرہ صلوات اللہ علیہم پر بہی ظاہر ہوئے اور اسی طرح اولیا امت کے لیے تاکہ عند اللہ اون کے علو درجات ویسے ہی ہون جیسے کہ وہ رویا مین دیکہین اسکے بعد علے الاتصال حضرت شاہ ولی اللہ نے اون تمام وقائع کی تعبیرات بیان کین جو اسرا کے وقت پیش آئے۔ جیسے شق الصدر اور رکوب براق اور ملاقات انبیا اور رقی سماوات اور سدرۃ المنتہی اور انا لبن وخمر۔ اور اخیر مین صلوات خمسہ کے امر کی متعلق کہا کہ وہ باعتبار ثواب کی خمسون ہی ہین اور اللہ تعالیٰ نے تدریجاً اپنی مراد کا اظہار فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ حرج مقصود نہین اور نعمت کامل ہوچکی ہے اور اس

حضرت عیسےٰ موسیٰ کی بکا کی وجہ

معنی کا تمثل حضرت موسیٰ کی طرف اسلئے مستند ہوا کہ سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ اون کو اپنی امت کیساتہ معاملہ اور سیاست امت کے امور مین وہ سب سے زیادہ معرفت رکہتی تہی اور موسیٰ کا

رونا اس جسم کیساتھ نہنا بلکہ وہ مثالی تہی اور رونا اس معنی پر متمثل ہوا کہ اون کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح دعوتِ عامہ حاصل نہوئی اور اون کو وہ کمال نہ ملا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کو بالمواجہ دکہائی دیا۔ مؤلف کہتا ہے کہ بیشک رونیکی علت وہی ہے جو حضرت ولی اللہ نے بیان کی اور اسی معنی کی طرف اوس حدیث نبوی مین اشارہ ہے جو ارشاد ہوا کہ اگر موسیٰ زندہ رہتا تو میری اتباع بغیر اون کو چارہ نہتا اور اسی سے قادیانی صاحب کا اعتراض اوّل باطل ہو جاتا ہے جو اونہون نے حضرت موسیٰؑ کی بکا اور

لو کان موسیٰ حیاً فی زمنہ ما وسعہ الا اتباعی - احمد بیہقی فی شعب الایمان من حدیث جابر لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی دارمی - زجاجہ

تعین مقامات انبیاء کے ساتھ کیا ہے جیسے کہ اوس کا بیان آئیگا - اور اگر ہمارے فہم نے غلطی نہین کی تو ہم حضرت ولی اللہؒ کے قول سے قطعاً استنباط کرتے ہین کہ اونہون نے حضرت ابن العربی کی طرح اور اونہین کے سلک پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسراء جسدی کا اقرار کر لیا - لیکن فرق اتنا ہے کہ مواطن معراج مین آنحضرت کو روح اور دیگر معانی روحیہ باجساد مثالی ظاہر ہوئے جیسے کہ حضرت خرقیل اور موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر اولیاء کرام کو ایسے وقایع عالم رؤیا یا عالم کشف القلوب مین بصورت مثالی و برزخی نظر آئے اور فقط اون کی روحون کو معراجین ہوئین نہ اجساد کو چنانچہ (توراۃ سفر تکوین باب ۲۸ درس ۱۲ - ۷ امین) معراج یعقوبؑ کی نسبت لکہا ہے کہ پس بخواب دید

حضرت یعقوبؑ کی معراج

کہ اینک نردبانے بزمین برپا گشتہ سرش بآسمان می خورد و اینک فرشتگان خدا ازان بہ بالا وزیر میرفتند و اینک خداوند بران ایستادہ میگفت من خداوند خداے پدرت ابراہیم وہم خداے اسحٰق ام این زمینیکہ بران میخوابی بتو وبہ ذریتِ تو میدہم و ذریت تو مانند خاک زمین گردیدہ بمغرب و مشرق وشمال وجنوب منتشر خواہند شد و اینک من باتوام و ہرجائیکہ میروی ترا نگاہ داشتہ باین زمین باز پس خواہم آورد تا بوقتیکہ انچہ بتو گفتہ ام بجا آورم ترا در ان خواہم گذاشت و یعقوبؑ از خواب خود بیدار شدہ گفت بدرستیکہ خداوند درین مکان است و من ندانستم - پس ترسیدہ گفت کہ این مکان چہ ترسناک است این نیست مگر خانہ خدا و این است دروازہ آسمان انتہیٰ

مگر جائے غور ہے کہ ایسی معراج مین کیا تفوق ہے اور ایسے خوابون کو معراج نبوی سے کیا نسبت؟ اور حضرت شاہ ولی اللہ کا رتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ قادیانی صاحب یا سید احمد خان کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو ایک خواب یا رویاء قلب یا معراج روحی کہین جو بقول حضرت ابن العربی بوجہ اتم و بطریق محقق بصورت برزخیہ و معانی متجسدہ اکثر اولیاء اللہ کو اور خود اون کو ہوئی - اور اگر ہمارا فہم غلطی کرے اور بقول سید احمد خان صاحب ہم فرض کرلین کہ حضرت شاہ ولی اللہ کا منشا اس قول سے ویسا نہین ہے جیسا کہ حضرت ابن العربی کا ہے اور اونہون نے اسراء نبوی کو حضرت خرقیل اور موسیٰ اور دیگر اولیاء اللہ کو وقائع کی طرح ایک رویاء روحی اور معنی برزخی خیال کیا ہے تو ہم بلا شبہہ کہہ اوٹھین گے کہ یہ حضرت ولی اللہ کی خود اپنی معراج مکشوفہ ہے جسپر اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو قیاس کرلیا جسکے کوئی معنی نہین اور کوئی وجہ نہین کہ اون کے کشفی قول کو اون مشاہیر اور جماہیر صحابہ کے قول پر ترجیح دی جائے جنہون نے نور نبوت سے بالمشافہ اس معنی کا استفاضہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بالجسد بحالت یقظہ ہوئی اور آنحضرت کی روح مبارک جسم کے ساتھ پہلے بیت المقدس پھر آسمانون پر اوٹھائی گئی

چنانچہ شفاے قاضی عیاض مین ہے کہ معظم سلف اور مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسد کے ساتھ اور بحالت یقظہ اسراء ہوئی اور یہی حق ہے اور یہی قول ابن عباس اور جابر اور انس اور حذیفہ اور عمر اور ابی ہریرہ اور مالک بن صعصعہ اور ابی حبتہ البدری اور ابن مسعود اور ضحاک اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن مسیب اور ابن شہاب اور ابن زید اور حسن اور ابراہیم اور مسروق اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن جریج کا اور یہی عائشہ کا مذہب مختار ہے اور یہی قول طبری اور ابن حنبل اور

وصحابہ و تابعین اور ائمہ مذہب مسلمین کے ہیں جنہون نے جسمانی معراج ہونا کہا

و ذهب معظم السلف والمسلمين الى انه اسراء بالجسد في اليقظة وهو الحق وهذا قول ابن عباس وجابر وانس وحذيفة وعمر وابي هريرة ومالك بن صعصعة وابي حبة البدري وابن مسعود والضحاك وسعيد ابن جبير وقتادة وابن المسيب وابن شهاب وابن زيد والحسن وابراهيم ومسروق ومجاهد وعكرمة وابن جريج وهو دليل قول عائشة وهو قول الطبري وابن حنبل وجماعة عظيمة من المسلمين وهو قول اكثر المتاخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين والمفسرين وحذيفة بن اليمان قال

مُسلمین کی جماعت عظیمہ کا ہے - اور یہی قول اکثر متاخرین
کہ فقہا اور محدثین اور متکلمین اور مفسرین کا ہے یہانتک

و اللہ ما زال عن ظہر البراق حتی رجعا -
(شفاء قاضی عیاض)

کہ حذیفہ بن یمان نے حلف کے ساتھ کہا کہ جبرئیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس ہونے تک
بُراق کی پُشت سے جدا نہوے - بلکہ یہی قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اسی کی تصدیق سے
اون کا لقب صدیق اکبر ہوا - پس قول اسراء روحی اور رویائے روحی جس کی بنا فقط دو صحابہ یعنی حضرت
عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے قول پر کہی جاتی ہے وہ ان جماہیر صحابہ کے

حضرت عائشہ کا قول رویائے روحی صحیح نہیں

اقوال کا مقابلہ
نہیں کرسکتا خصوصاً اوس صورت
مین جبکہ ہم خود علاوہ اسراے
جسدی کے اسراے روحی کے بہی
قایل ہین اور نیز قاضی عیاض
شفا مین اور علامہ زرقانی شرح
مواہب اللدنیہ کے مقصد
خامس مین تصریح فرمارہے ہین
کہ حضرت عائشہ رضہ سے مذکور حدیث
کا مروی ہونا باطل اور غیر ثابت
ہے - کیونکہ اوّل تو اس حدیث
کے راویوں مین انقطاع ہی
اور ثانیاً معراج کے وقت ابہی
حضرت عائشہ رضہ پیدا ہی نہوئی
تہین اور بقولے وہ اوسوقت

عن عائشہ ما فقدت (ما فقد) جسد رسول اللہ صلعم ویبطلہا ما روی انہ لم
یدخل بہا الا بعد الہجرۃ والاسراء انما کان بمکۃ بعد خمس سنین من البعثۃ
فعائشہ لم تحدث بہ عن مشاہدۃ لانہا لم تکن حینئذ زوجہ ولا فی سن
من یضبط ولعلہا لم تکن ولدت بعد علی الخلاف فی الاسراء متی کان فان
الاسراء کان فی اول الاسلام علی قول الزہری ومن وافقہ بعد المبعث
بعام ونصف وکانت عائشہ فی الہجرۃ بنت نحو ثمانیۃ اعوام - وقد قیل کان
الاسراء لخمس قبل الہجرۃ وقیل قبل الہجرۃ بعام والاشبہ انہ لخمس والحجۃ لذلک
تطول لیست من غرضنا - فاذا لم تشاہد ذلک عائشہ دل علی انہا حدثت
بذلک عن غیرہا فلم یرجح خبرہا علی خبر غیرہا یقول خلافہ مما وقع نصا فی حدیث
ام ہانی وغیرہ - وایضا فلیس حدیث عائشہ بالثابت والاحادیث الاخر
اثبت لسنا نعنی حدیث ام ہانی وما ذکرت فیہ خدیجہ بل الذی یدل علیہ
صحیح قولہا انہ بجسدہ لانکارہا ان تکون رؤیاہ لربہ رؤیا عین ولو کانت
عندہا مناما لم تنکرہ - شفاء قاضی عیاض -

والمروی عند ابن اسحق حدثنی بعض آل ابی بکر ان عائشہ کانت تقول
(ما فقد جسدہ الشریف) ولکن اسری بروحہ قال الشامی لکن اقیما قفت

ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مبارک مین بھی نہ آئی تھین اور اون کی عمر اوس وقت آٹھ برس کی تھی وہ اس قابل نہ تھین ایسے واقعہ کو ضبط کے ساتھ روایت کرتین پس جبکہ اونہون نے اپنے

علیہ من نسخ السیر فقد بالبناء للمفعول و فی سندہ من انقطاع و راو مجہول - وقال ابن وحیۃ فی التنویر انہ حدیث موضوع علیہا - وقال فی معراجہ الصغیر قال امام الشافعیۃ ابو العباس بن سریج ھذا حدیث لا یصح وانما وضع رداً للحدیث الصحیح - وقال التفتازانی فی الجواب علی تقدیر الصحۃ ای ما فقد جسدہ عن الروح بل کان مع روحہ وکان المعراج للجسد والروح جمیعاً - (زرقانی - مقصد خامس ص)

مشاہدہ کی روایت نہین کی بلکہ غیر کی روایت بیان فرمائی تو کوئی وجہ نہین کہ انسی اضبط اور احفظ اور اثبت احادیث کو ترک کر دیا جاوے خصوصاً ام ہانی کی وہ حدیث جس مین تصریح ہے کہ جسم مبارک کی ساتھہ آنحضرت کو معراج ہوئی کیونکہ اوس مین انکار کیا گیا ہے کہ آنحضرت نے اللہ تعالے کو ان آنکھون سے نہ دیکھا - پس اگر وہ معراج روحی کی قائل ہوتین تو ہرگز صراحت کیساتھہ رویائے عین کا انکار نہ کرتین کیونکہ روحی اور حالت منام کے واقعہ مین ایسا انکار بے وجہ ہے - اور زرقانی مین ابن وحیہ سے منقول ہو کہ اونہون نے تصریح فرمادی ہے کہ عائیشہ کی یہ حدیث موضوع ہے اور امام الشافعیہ ابو العباس فرماتے ہین کہ صحیح حدیث کے رد کرنے کے لئے یہ حدیث وضع کی گئی ہے - اور شامی لکھتا ہے کہ ابن اسحٰق وغیرہ کی روایت مین لفظ ما فقد بصیغہ مفعول جو مروی ہے یہی اکثر نسخ سیر مین پایا گیا ہے اور بتقدیر صحت اس حدیث کی علامہ تفتازانی نے اس کی اس طرح تاویل کی ہے کہ آنحضرت کا جسم مبارک روح سے مفقود نہوا - بلکہ جسم اور روح دونون ساتھہ ساتھہ تھے - اور بظاہر یہی مقصود صحیح معلوم ہوتا ہے - کیونکہ حضرت عائیشہ رضی کی دوسری حدیث مین جسکو

**خود عائیشہ کی حدیث سے معراج جسمانی کا ثبوت**

حاکم نے تخریج کیا ہے صریح یہی معنی مین چنانچہ فرمایا حضرت عائیشہ رض نے جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی تو آنحضرت نے صبح ہوتے ہی لوگون سے اسری شب کے واقعات بیان فرمائے پس بعض ایمان والے یہی اس کے سنتے ہی مرتد ہوگئے

اخرج الحاکم عن عائیشۃ قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کانوا آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر فقالوا ھل لک فی صاحبک یزعم انہ اسری بہ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح

اور حضرت ابی بکر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور پوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا صاحب زعم کرتا ہے کہ وہ آجکی رات بیت المقدس کو گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگیا۔ ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا میرے صاحب نے کہا ہے؟۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہان کہا ہے!

قال ان قال ذلک قالو انعم۔ قال لئن قال ذلک لقد صدق۔ قالو اتصدقہ انہ ذھب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ بما ھو ابعد من ذلک۔ اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابوبکر الصدیق۔ ازالۃ الخفا ص۳۵

ابوبکرؓ نے کہا اگر میرے صاحب نے ایسا کہا ہے تو ضرور سچ کہا ہے۔ اونہون نے پوچھا کہ پھر تو اوس کی تصدیق کرتا ہے؟۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہان مین اس کی تصدیق کرتا ہون! اور یہہ کیا بلکہ اس سے بعید تر کی بہی تصدیق کرون گا جو آسمانون کی خبر کے متعلق غدوہ یا روحہ یعنی طلوع شمس کے قبل یا زوال کے بعد دیگا۔ اور اسی وجہ سے اون کا نام صدیق ہوا۔

حدیث معاویہؓ کا جواب

اور حدیث معاویہ رضؓ کے متعلق ملا علی قاری منہاج العلوی مین لکھتے ہین کہ وہ اسراے نبوی کے وقت ابہی ایمان نہ لائے تہے۔ پس اون کا بروقت ایک سوال کے یہہ جواب دینا کہ کانت رؤیا صالحۃ اسرائے جسدی کی نسبت نہین جو کہ اُن کے ایمان سے اول اور ان کے علم سے باہر تہا۔ معہذا اشفا مین ہے کہ آیۂ فتنہ مین اول تو شان نزول واقعہ حدیبیہ ہے جس سے نفوس صحابہ مین کئی ایک شبہات گذرے اور ثانیاً رؤیا منام مین کوئی فتنہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ایسا تو ہر شخص خواب مین دیکہتا ہے کہ وہ ایک ہی ساعت مین زمین سے آسمان اور مشرق سے مغرب تک جا پہونچا۔ معہذا صحیح بخاری مین خود حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ رؤیا سے مراد رؤیا عین ہے

احتجو بقولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک فسماھا رؤیا قلنا یحج الذی اسری بہ لانہ لا یقال فی النوم اسری وقولہ فتنۃ للناس یؤید انہا رؤیۃ عین واسراء بشخص اذلیس فی الحلم فتنۃ ولا یکذب بہ احد لان کل احد یری مثل ذلک فی منامہ من الکون فی ساعۃ واحدۃ فی اقطار متباینۃ علی ان المفسرین قد اختلفوا فی ھذہ الآیۃ فذھب بعضھم الی انہا نزلت فی قضیۃ الحدیبیۃ وما وقع فی نفوس الناس من ذلک۔ شفاء قاضی عیاض رح

قال ابن الانباری الرؤیا وان کانت فی المنام فی العرب استعملتہا فی الیقظۃ کثیرا فھو مجاز مشہور کقول الراعی

فکبر للرؤیا وھش فؤادہ ✣ وبشر نفسا کان قبل یلومہا

رؤیا کے معنی رویا صحیح میں

جو شب اسری میں آنحضرت کو نصیب ہوئی - اور یہی قول کرمانی کا ہے - معہذا علامہ خفاجی

وعلیہ اکثر المفسرین (فی ایۃ الفتنۃ) یعنی ما راہ لیلۃ المعراج یقظۃ علی الصحیح - (شرح درۃ الغواص للخفاجی ملخصا ص ۱۳۲)

شرح درۃ الغواص کے صفحہ ۱۳۲ میں ابن البری سے نقل کرتا ہے کہ رؤیا اگرچہ خواب میں ہوتا ہے لیکن عرب نے اکثر اوس کو حالت یقظہ کے لئے استعمال کیا ہے - پس وہ مجاز مشہور ہے - جیسے کہ راعی نے اپنے اشعار میں کہا اور اکثر مفسرین نے رؤیا کے یہی معنی لئے اور یہی صحیح ہیں - اور یہی معنی متنبی کے شعر سے پائے جاتے ہیں جو کہا ہے ؎ ورؤیاک احلی فی العیون من الغمض - یعنی تیرا دیدار آنکھوں میں نیند میں اونگھنے سے زیادہ تر لذیذ ہے -

اسرا کے معنی سیر برفتار پیادہ ہے

اور اسی طرح بقول قاضی عیاض سرای کا استعمال نیند میں نہ ہوا اور اگرچہ بقول صراح سری اور سرا اور اسرا سیر شب کے ساتھ مختص ہیں یعنی بہ شب رفتن لیکن مشکوٰۃ کے باب المعجزات میں براء بن عازب کی حدیث کے الفاظ سے اسرا کا استعمال رات اور دن کبھی دونوں میں رفتار اور سیر کرنے میں بھی ہوا - یعنی اوس سے سیر بیداری منصوص ہے نہ سیر خواب - چنانچہ عازب نے حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے قصۂ غار کی نسبت باین الفاظ استفسار کیا کہ جب تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مکہ سے مدینہ کی طرف رات کیوقت سفر کیا تو تم دونوں

کیف صنعتما حین سریت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسرینا لیلتنا ومن الغد حتی قام قایم الظہیرۃ وخلا الطریق لا یمر فیہ احد - (مشکوٰۃ)

کی کیا حالت رہی ؟ - اسکے جواب میں حضرت ابی بکر صدیق نے فرمایا کہ ہمنے اوس تمام رات اور اوس کے دوسرے دن کی دوپہر تک اسرا یعنی سفر کیا - یہان تک کہ آفتاب سمت الراس کو آگیا اور راستے راہگذرون سے خالی ہو گئے - پس ظاہر ہے کہ اس حدیث مبارک میں بھی سرا اور اسرا دونون الفاظ کا استعمال سفر شب و روز بحالت یقظہ منصوص ہے اور اس سے سفر روحی بحالت نوم ہرگز مفہوم نہین اور لفظ لیل اور عند نے اپنا کوئی تصرف اسکے اصلی معنی میں نہ کیا -

پس ان تمام بیانات سے قطعاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسرا دیگر انبیاء کی طرح روحی اور کشفی نہ تھی بلکہ آنحضرت کو جسم کے ساتھ اسرا ہوئی - اور احادیث جو اس باب میں بطریق تواتر وارد ہین وہ

بظاہر اسی معنی کے لئے مثبت ہین اور وہ بعمومہٖ دلالت کرتی ہین کہ مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہان سے سدرۃ المنتہیٰ اور وہان سے ورا ء الورا تک ایک ہی اسرا ہے اور یہ معنی شداد بن اوس اور ثابت بنانی کی حدیث سے لبر لیتی جو ثابت ہین۔ چنانچہ قاضی عیاض شفا مین لکھتے ہین کہ ثابت کی

حدیث ثابت رضی اللہ عنہ سے معراج جسمانی کا ثبوت اور اوس کی جودت

یہ حدیث حضرت انس سے نہایت خوبی اور جودت کے

قال القاضی رضی اللہ عنہ جود ثابت رحمہ اللہ ہذا الحدیث عن انس ماشاء فلم یات احد عنہ باصوب من ہذا وقد خلط فیہ غیرہ عن انس تخلیطا کثیرا لا سیما من روایۃ شریک بن ابی نمر۔ شفا صـ ۸۲

ساتھ بیان کی ہے جو دوسرے کسی راوی نے حضرت انس سے ایسی باصواب روایت نہین کی اور ثابت رضی اللہ عنہ کے غیر نے انس کی روایت مین اختلاط کر دیا خاص کر وہ حدیث جو شریک بن ابی نمر نے روایت کی۔

احادیث کے الفاظ مختلفہ کی تطبیق

ہان بعض احادیث کے الفاظ ہین جو کہ غیر ثابت رض سے مروی ہین مثل بین النائم والیقظان یا وھو نائم اور استیقظت وارد ہے۔ اس کی نسبت قاضی عیاض اور احمد عسقلانی فرماتے ہین کہ ان الفاظ مین کوئی حجت نہین۔ کیونکہ محتمل ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے کے وقت یا اسرا کے شروع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہون۔ اور ان الفاظ والی احادیث مین کوئی ایسی بات نہین جس سے معلوم ہو کہ تمام اسرا مین سوتے ہون۔ ہان لفظ ثم استیقظت فی الجملہ سونا نکلتا ہے لیکن اسکے معنی صبح کرنے کے بھی ہین یا محتمل ہے

وقولہ فی حدیث آخر بین النائم والیقظان وقولہ ایضا نام بیننا وقولہ وھو نائم وقولہ ثم استیقظت فلا حجۃ فیہ اذ قد یحتمل ان وصول الملک الیہ کان وھو نائم واول حملہ والاسراء بہ وھو نائم ولیس فی الحدیث انہ کان نائما فی القصۃ کلہا الا ما یدل علیہ ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام فلعل قولہ ثم استیقظت بمعنی اصبحت او استیقظت من نوم آخر بعد وصولہ بیتہ ویدل علیہ ان مسراہ لم یکن طول لیلہ وانما کان فی بعضہ وقد یکون قولہ استیقظت وانا فی المسجد الحرام لما کان غمرہ من عجائب ما طالع من ملکوت السموات والارض وخامر باطنہ من مشاہدۃ الملاء الاعلیٰ وما رأی من آیات ربہ الکبریٰ فلم یستفق ولم یرجع الی حال البشریۃ الا وھو بالمسجد الحرام۔ شفا صـ ۸۵ وفتح الباری

کہ اسراء کے بعد گہر مین سو گئے ہون - کیونکہ اسراء مین اسقدر وقفہ تو نہ تہا کہ سونیکی مُہلت ملی ہو اور محتمل ہے کہ لیقظہ بمعنی ہوشیاری اور افاقہ کے ہو جو بعد از استغراق الی اللہ اہل اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیات ربانی کے دیکھنے مین اور ملکوت سموات وارض اور ملاء اعلی کے مشاہدہ مین مُستغرق رہے ہون اور اوسی وقت آنحضرت کو استیقاظ اور افاقہ اوس استغراق سے ہوا ہو جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام مین واپس آپہونچے ہون -

اسی طرح بعض احادیث جن سے شروع اسراء مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مختلف امکنہ مین ہونا پایا جاتا ہے اس کی نسبت مرقات اور لمعات مین ہے کہ ان سب روایات مین اس طرح جمع ہو سکتی ہے کہ آنحضرت شب اسراء مین اُم ہانی کے گہر سوئے ہوئے تھے - اور اُم ہانی کا گہر ابی طالب کے کوچہ مین تہا پھر اوس کے گہر کی چہت کُہل گئی اور آنحضرت نے بسبب اس کے کہ اوس مین رہا کرتے تھے اوس کو اپنا گہر کہا اور اوسی سے فرشتہ اوترا اور آنحضرت کو اوس گہر سے نکال کر مسجد کعبہ کی طرف لیگیا درحالیکہ آنحضرت اُم ہانی کے گہر آرام فرما رہے تھے اور نیند کا اثر باقی تہا پھر حطیم سے باب مسجد مین لاکر آنحضرت کو بُراق پر سوار

ثم اختلفت الروایات فی تعیین مکان الاسراء ففی بعضہا انا فی الحطیم وفی بعضہا فی الحجر وفی بعضہا بینا انا عند البیت وفی بعضہا فرج سقف بیتی وانا بمکۃ وفی بعضہا اسری بہ من شعب ابی طالب وفی بعضہا فی بیت ام ہانی وھو اشہر والجمع بین ھذہ الاقوال علی ما ذکر فی فتح الباری انہ بات فی بیت ام ہانی وبیتہا فی شعب ابی طالب ففرج سقف بیتہ واضاف البیت الی نفسہ الشریفۃ لیبیتوتہ فیہ فنزل منہ الملک فاخرجہ من البیت الی المسجد وکان مضطجعا وبہ اثر النعاس ثم اخرجہ من الحطیم الی باب المسجد فارکبہ البراق ثم قولہ وانا بمکۃ جملۃ حالیۃ للاشعار بان القضیۃ مکیۃ لا مدنیۃ - لمعات مرقات

کرایا اور مکہ مین ہونا اس غرض سے بیان فرمایا کہ یہہ واقعہ مکہ مین ہوا نہ مدینہ مین -

قادیانی کے پہلے اعتراض کا جواب

اب ہم قادیانی صاحب کے اعتراض اول کے تفصیلی جواب کی طرف مُتوجہ ہوتے ہین - گو اعتراض ثانی کے جواب کے ضمن مین اوس کا جواب بہی ادا ہو چکا - کیونکہ ہم بقول حضرت فی اللہ

ہانی بنت ابی طالب ۱۲ -

ذکر کر چکے ہین کہ حضرت موسیٰ کا بُکا اس واسطے نتہا کہ اون کو ساتوین آسمان سے آگے کیون رفع نہ ہوئی ؟
جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے - بلکہ اون کا حسرت بھرا رونا اوس کمال اور عموم دعوت کی فقدان سے
تھا جو اونہون نے اپنے مین نہ پایا اور آنحضرتؐ کی ذات مبارک مین بامواجہہ دیکھا - چنانچہ اسی معنی کی طرف
بخاری باب المعراج حدیث مالک بن صعصعہ مین
اشارہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے
آسمان سے آگے بڑھنے لگے تو حضرت موسیٰ رونے
لگے - آنحضرتؐ فرماتے ہین کہ رونے کی علت جب
اون سے دریافت کی گئی تو کہا کہ مین اس لئے
روتا ہون کہ یہہ غلام نوجوان جو میرے بعد مبعوث
ہوا اس کی اُمت میری اُمت سے زیادہ جنت
مین داخل ہوگی - ابن ابی جمرہ فرماتے ہین کہ یہ رونا
اپنی اُمت پر رحمت کے باعث تھا - کرمانی لکھتے
ہین کہ غلام کا اطلاق حقارت کے لئے نہ تہا
بلکہ اوس احسان خداوندی کی عظمت کے اظہار مین ہے

فلما تجاوزت بکی (ای موسیٰ) قیل له ما یبکیک قال ابکی لان
غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من امته اکثر من یدخلها من
امتی - بخاری صـ ۵۴۸ - قال العلماء بکاء موسیٰ کان اسفا علی
ما فاته من الاجر الذی یترتب علیه رفع الدرجة بسبب کثرة
من اتبعه - قال ابن ابی جمرة ان الله تعالی جعل الرحمة فی
قلوب الانبیاء اکثر مما جعل فی قلوب غیرهم فلذلک بکی رحمة لامته
توشیح - قال الکرمانی ذکر الغلام لیس للتحقیر والاستصغار بل
هو لتعظیم منة الله علی رسول من غیر طول العمر - انتهی - وقد
یطلق الغلام ویراد به القوی الطری الشاب ولهذا کان
اهل المدینة یسمونه حین هاجر الیهم شابا وابابکر مع انه
اصغر منه شیخا - لمعات بخاری - صـ ۵۴۹

جو بغیر طول عمر آنحضرتؐ پر ہوا - اور مُلا علی قاری لکھتے ہین کہ غلام کا لفظ قوی جوان پر بھی اطلاق ہوتا ہے
جیسے کہ اہل مدینہ نے ہجرت کیوقت آنحضرتؐ کو شاب لیا اور ابی بکرؓ کو شیخ کہا - حالانکہ ابی بکر رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر مین کئی سال چھوٹے تھے - اور ہم بقوت ادلہ نہایت وثوق کے ساتھہ لکھتے
ہین کہ قادیانی صاحب کا یہ بالکل زعم فاسد ہے جو اونہون نے بظاہر حدیث شریک زعم کیا ہے کہ حضرت موسیٰ
یا دیگر انبیاء کے لئے خاص خاص مقامات آسمانون مین مقرر ہوگئے ہین جن سے وہ آگے نہین بڑھ سکتے
اور یہ کہ حضرت موسیٰ کا رونا زیادہ تر رفع کے حصول کے لئے تھا
حالانکہ قطعاً ثابت ہے کہ کل نفوس فاضلہ آسمان ہفتم تک

فیشیعه عن کل سماء مقربوها الی السماء
التی تلیها حتی ینتهی به الی السماء السابعة

رفع ہونیکے بعد بامر الٰہی اپنے اپنے ابدان کی طرف واپس
کیے جاتے ہین۔ ہرچند کہ اون کے معارج اور مقامات سیر ارفع
اور اعلیٰ ہوتے ہین۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے جو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسریٰ مین میری
گذر اوس سرخ ٹیلے کے پاس سے ہوئی جہان حضرت موسےٰ
علیہ السلام اپنی قبر مین کہڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر
اوسی دم بیت المقدس مین کُل انبیاء کا اجتماع ہوا اور آنحضرتؐ
نے اون کی امامت کی اور پھر اون کو علیحدہ علیحدہ آسمانون
مین دیکہا۔ چنانچہ بروایت راجح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت آدمؑ کو پہلے آسمان مین دیکہا اور
حضرت عیسیٰ اور یحیےٰ کو دوسرے آسمان مین اور حضرت یوسفؑ
کو تیسرے آسمان مین اور حضرت ادریس کو چوتھے آسمان مین
اور حضرت ہارون کو پانچوین آسمان مین اور حضرت موسیٰ کو چھٹے آسمان
مین اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو ساتوین آسمان مین۔

جُداجُدا آسمانون مین انبیاء علیہم السلام کے مرئی ہونے مین حکمت

علامۂ زرقانی لکھتے ہین کہ اس سے دوسرے
انبیاء کا آسمانون مین نہ ہونا لازم نہین آتا
لیکن ان انبیاء کو جداگانہ آسمانون مین بالاختصاص
دکہائے جانیکی حکمت بقول فتح الباری یہ بتائی گئی ہے
تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اون کا تفاضل باعتبار درجات
ظاہر ہو اور علامۂ قسطلانی لکھتے ہین کہ ان حضرات کا جُداگانہ
آسمانون مین دکہائی دینا دراصل ان کے اون واردات

---

فیقول اللہ عزوجل اکتبوا کتاب عبدی فی
علّیین واعیدوہ الی الارض فانی منہا خلقتہم
وفیہا اعیدہم ومنہا اخرجہم تارۃ اُخری فتعاد
روحہ فی جسدہ الحدیث عن براء بن عازب
مشکوٰۃ صـ ۱۴۲ باب من حضرۃ الموت

وروی احمد ومسلم والنسائی ان النبی صلعم
قال مررت علی موسیٰ لیلۃ اسریٰ بی عند الکثیب
الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ۔ (زرقانی)

وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم
یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال
شنوءۃ واذا عیسیٰ قائم یصلی اقرب الناس
بہ شبہا عروۃ بن مسعود الثقفی فاذا ابراہیم
قایم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ
فحانت الصلوٰۃ فاممتہم الحدیث ابی ھریرۃ
مسلم۔ مشکوٰۃ۔ معراج

(فان قلت لم کان ھٰؤلاء الانبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام فی سموات دون غیرہم من الانبیاء)
لا یلزم منہ ان لا یکون فیہا غیرہم ولم یات نص
بنفی کون غیرہم فیہا (وما وجہ اختصاص کل
واحد منہم لسماء مختصۃ ولم کان فی السماء الثانیۃ
بخصوصہا اثنان) یحیی وعیسی (واجیب عن

خاصہ کیطرف اشارہ ہے جو اون کو اپنی اپنی قوم سے
پیش آئے اور اوسی کے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے مقدر رہے۔ پس پہلے آسمان مین حضرت
آدمؑ کا دکھائی دینا اس کے یہ معنی ہین کہ جس طرح حضرت
آدمؑ کا جنت سے زمین کی طرف نکلنا ہوا اوسی طرح پہلا
واقعہ آنحضرتؐ کو یہہ پیش آئیگا کہ وہ مکہ سے مدینہ کی
طرف ہجرت کرین گے۔ اور دوسرے آسمان مین حضرت
عیسیٰ اور یحییٰ کا دیکھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ دوسرا واقعہ
آنحضرتؐ پر اوسی طرح پیش آئیگا جس طرح کہ حضرت عیسیٰؑ
اور یحییٰ کو پیش آیا۔ یعنی جس طرح یہود نے حضرت
عیسیٰ کی تکذیب کی اور طرح طرح کی ایذا دی اور اون کے
قتل پر آمادہ ہوگئے لیکن اللہ نے اون کو اوٹھا لیا
اور حضرت یحییٰ کو تو قتل ہی کر دیا۔ اوسی طرح آنحضرتؐ
کو ہجرت کے دوسرے سال یہود نے ایذا دینا شروع
کر دیا اور غلبہ کر کے آنحضرتؐ پر بارادۂ قتل پتھر پھینکنے
کو آمادہ ہوگئے لیکن حق تعالیٰ نے اون کو حضرت
عیسیٰ کی طرح یہود کے ہاتھون سے نجات دیدی گویا
عیسیٰؑ کو دوسرے آسمان مین دیکھنا اسی معنی کی طرف
اشارہ ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کو تیسرے آسمان مین
دکھایا جانا آنحضرت کی اوس تیسری حالت کی طرف
اشارہ ہے جو حضرت یوسفؑ کے بھائیون کی طرح

الاقتصار علی ھؤلاء دون غیرھم من الانبیاء بانھم
امروا بملاقاته نبینا صلعم فمنھم من ادرکه من اول
وھلة ومنھم من تاخر فلحق ومنھم من فاته) وفی
فتح الباری فقیل لیظھر لنا صلعم فی الله درجات قیل
لمناسبة تتعلق بالحکمة فی الاقتصار علی ھؤلاء
دون غیرھم من الانبیاء انتھی۔ فلو اتی المصنف
بھذا کان افید مما ذکرہ واسلم من الایراد (و
قیل اشارة الی ما سیقع له صلی الله علیه وسلم مع قومه
من نظیر ما وقع لکل منھم) ووجه الاشارة ان رؤیته
لصورھم کانتقال نفس رؤیته کلواحد بما یشبه ما
وقع له ضمن تنبیه علی الحالات الخاصة بھم وتمثیل
بما سیقع للمصطفی مما اتفق لھم مما قصه الله عنھم
فی کتابه (فاما آدم فوقع التنبیه بما وقع له من الخروج
الی الجنة الی الارض لما سیقع لنبینا من الھجرة الی
المدینة (ولعیسی ویحیی علی ما وقع له اول الھجرة)
وھی ثانی حال له والاولی بمکة زمن عداوة الیھود
وتمادیھم علی البغی علیه وارادتھم وصول السوء الیه)
ویحیی وعیسی وھما الممتحنان بالیھود واما عیسی
فکذبته الیھود واذوہ وھموا بقتله فرفعه الله
واما یحیی فقتلوہ ورسول الله صلی الله علیه
وسلم بعد انتقاله الی المدینة صار الی حالة ثانیة

آنحضرت کو اپنے قریش بہائیون سے تکلیفین پہنچین
اور وہ جنگ وجدال قایم کرکے آنحضرت صلعم کے قتل
پر آمادہ ہوگئے - لیکن آخرکار حق تعالی نے آنحضرت صلعم
کو حضرت یوسف کی طرح اُنکے قریش بہائیون سے نجات
دی - چنانچہ آنحضرت صلعم نے فتح کے دن اپنی زبان دُرفشان
سے قریش کو اِس تشبیہ کے معنی سے آگاہ کیا - اور چوتھے
آسمان مین حضرت ادریس کا دکہایا جانا اوس حالت
رابعہ کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت کو حاصل ہونے
والی تہی یعنی جس طرح کہ اللہ تعالی نے حضرت ادریس عم
کو رفعت عطا فرمائی اوسی طرح اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو
یہان تک کہ آنحضرت کی شان وشوکت نے سلاطین
وقت کو ڈرادیا اور آنحضرت صلعم نے اون کو اطاعت کی دعوت
کی - اور پانچوین آسمان مین حضرت ہارون عم کا دکہائی دینا
آنحضرت صلعم کی اوس حالت خامسہ کیطرف اشارہ ہے جو
حضرت ہارون عم کی طرح پیش آنے والی تہی یعنی جس طرح
حضرت ہارون عم قوم کی ایذارسانی کے بعد اون کے
محبوب بن گئے اوسی طرح آنحضرت کو بُغض وعداوت
کے بعد قریش بلکہ تمام عرب نے محبوب بنالیا اور چھٹے
آسمان مین حضرت موسٰی کا دکہائی دینا آنحضرت صلعم کی اوس
چھٹی حالت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسٰی کی
طرح پیش آنیوالی تہی یعنی جس طرح حضرت موسٰی عم غزوہ

من الامتحان وكانت محنته فيها باليهود اذ وه
وظاهروا عليه وهموا بالقاء الصخرة عليه ليقتلوه
فنجاه الله كما نجى عيسى فلقائه لعيسى فى السماء
الثانية تنبيه على انه سيلقى مثل حاله ومقامه
فى السنة الثالثة من الهجرة (وبيوسف على ما وقع
له من اخوته على ما وقع لنبينا من قريش من نصب
الحرب لهم وارادتهم اهلاكه وكانت العاقبة له
وقد اشار عليه السلام الى ذلك يوم الفتح بقوله
لقريش) (وبادريس على رفيع منزلته عند الله تعالى
وكان ذلك موذنا بحالة رابعة وهو علو شانه حتى
اخاف الملوك وكتب اليهم يدعوهم الى طاعته
له بهارون اذ رجع قومه الى محبته بعد ان آذوه)
ولقائه فى الخامسة بهارون المحبب فى قومه يوذن
بحب قريش وجميع العرب له بعد بغضهم فيه ولقائه
فى السادسة لموسى يوذن بحالة تشبه حالة موسى
حين امر بغزو الشام فظهر على الجبابرة الذين كانوا
فيها وادخل بنى اسرائيل البلد الذى خرجوا منه
بعد اهلاك عدوهم وكذلك غزا صلى الله عليه
وسلم تبوك من ارض الشام وظهر على صاحب دومة
الجندل حتى صالحه على الجزية بعد ان اتى به اسيرا
وافتتح مكة ودخل اصحابه البلد الذى خرجوا منه

شام کے لئے مامور ہوئے اور آخرکار اون جبابرہ پر فتح
پائی جو شام مین تہے - اور بنی اسرائیل کو اوس شہر مین
اون کے دشمن ہلاک کرنے کے بعد داخل کیا جس سے
وہ نکلے تھے اوسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شام
کی زمین مین غزوۂ تبوک پیش آیا اور آنحضرتؐ کو رئیس
دومۃ الجندل پر فتح حاصل ہوئی اور وہ اسیر کرکے لایا گیا
اور جزیہ پر صلح ہوگئی - اور مکہ بہی فتح ہوا اور آنحضرتؐ کے
اصحاب اوس شہر مین داخل ہوئے جس سے وہ نکلے تھے -
اور ساتوین آسمان مین حضرت ابراہیم کا بیت المعمور کے
ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھا ہوا دکہایا جانا دو معنیون کی طرف
اشارہ ہے - ایک یہ کہ بیت المعمور کعبۃ اللہ کے محاذی
ہے اور اوسی کی طرف ملائکہ حج کرتے ہین جیسے کہ ابراہیم
نے ہی کعبہ بنا کیا اور لوگون مین کعبہ کے حج کی آواز دی
اور دوسرے یہ کہ آنحضرتؐ کا حضرت ابراہیم کو بیت المعمور
کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھا دیکہنا اس معنی کی طرف اشارہ
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخرکار بیت الحرام کا
حج کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اخیر سال مین آنحضرت
نے نوے ہزار صحابہ کے ساتھ کعبۃ اللہ کا حج کیا -

عارف ابن ابی جمرہ کی معرفت مختلف سماوات کے مستقر کی نسبت

لیکن عارف ابن ابی جمرہ نے اس اختصاص
کی نہایت انوکہی حکمت بیان فرمائی چنانچہ
کہا کہ پہلے آسمان مین حضرت آدم اسلئے دکہائی دئے کہ وہی ابنیاء مین

ثم لقائہ فی السابعۃ لابراھیم لحکمتین احدھما ان
البیت المعمور بحیال الکعبۃ والیہ تحج الملائکۃ کما
ان ابراھیم ھو الذی بنی الکعبۃ واذن فی الناس
بالحج الیھا - والثانیۃ ان آخر احوالہ صلعم حجہ الی
البیت الحرام حج معہ ذلک العام نحو من تسعین الفا
ورویۃ ابراھیم عند اھل التاویل تؤذن بالحج لانہ
الداعی الیہ والرافع لقواعد الکعبۃ المحجوجۃ
واجاب العارف ابن ابی جمرۃ عن وجہ اختصاص
کل واحد منھم بسماء بان الحکمۃ فی کون آدم فی السماء
الدنیا لانہ اول الانبیاء واول الآباء وھو الاصل
[illegible] واما عیسی فانما
کان فی السماء الثانیۃ لانہ اقرب الانبیاء من حیث
الزمن الی النبی صلعم ولانہ لا تحت شریعۃ عیسی الا
بشریعۃ سیدنا محمد ولانہ ینزل فی آخر الزمان لامۃ
محمد علی شریعتہ ویحکم بھا وجہ جعل ھذا حکمۃ کونہ
فی الثانیۃ ان عیسی لما شابہ المصطفی فی ثانی حالہ
وھو حکمہ لشریعتہ وکونہ واحدا من امتہ ناسب ان
یکون فی السماء الثانیۃ - وانما کان یحیی معہ ھناک
لانہ ابن خالتہ وھما کالشئ الواحد فلاجل التزام
احدھما بالآخر کانا ھناک معا - وانما کان یوسف
فی السماء الثالثۃ [illegible] علی حسنہ تدخل امۃ النبی

پہلے اور وہی آبا مین پہلے اور وہی اصل اصول ہین اور
نیز اوس انس کے لئے جو باپ بیٹے مین ہوتا ہے سب سے
پہلے ملاقات ہوئی - اور عیسی علیہ السلام دوسرے آسمان
مین اس لئے دکھلائی دئے کہ وہی باعتبار زمانہ کے دوسرے
انبیاء کی نسبت آنحضرت سے قریب تر ہین اور انہین کی شریعت
آنحضرت کی شریعت سے منسوخ ہوئی اور نیز اسلئے کہ
وہ دنیا کے اخیر دورہ مین آنحضرت کی شریعت پر اترنے
والے اور اوسی کے مطابق حکم کرنے والے ہین - پس
چونکہ عیسے علیہ السلام اپنے دوسرے احوال مین آنحضرت
سے مشابہہ ہوئے اس لئے دوسرے آسمان مین اون کا
دکہایا جانا مناسب ہوا اور یحیی علیہ السلام کا اون کے
ساتھہ دوسرے آسمان مین ہونا اس معنی سے ہے کہ وہ
اون کے خالہ زاد بھائی ہین اور اون مین اس قسم کا اتحاد
تھا کہ وہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے یہانتک
کہ وہی سب سے پہلے ہین جنہون نے تین سال کی عمر مین
نبوت پائی اور اوسی سن طفولیت مین حضرت عیسی کے
کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونیکی شہادت دی - اور حضرت
یوسف علیہ السلام تیسرے آسمان مین اس لئے دکھائی
دئے کہ اونہین کے حسن صورت پر امت محمدیہ جنت
مین داخل ہو گی جو باعتبار دنیا اور برزخ کے مرتبہ ثالث
مین ہے - اور چوتھے آسمان مین حضرت ادریس کا دکھائی دینا اس وجہ سے ہوا کہ وہ اوسی جگہ فوت ہوئے

الجنة وهي ثالث دونها الدنيا فالبرزخ فالجنة
وانما كان ادريس في السماء الرابعة لانه هناك توفي
ولم تكن له تربة في الارض على ما ذكر عن كعب الاحبار
وانما كان هارون في السماء الخامسة لانه ملازم لموسى
لاجل انه اخوه وخليفته في قومه فكان هناك لاجل
هذا المعنى وانما لم يكن مع موسى في السماء السادسة
لان لموسى مزية وحرمة وهي كونه كليما واكثر
الانبياء اتباعا بعد نبينا - وانما كان ابراهيم في
السماء السابعة لانه الخليل والاب الاخير للمصطفى
فناسب ان يتجدد للنبي بلقياه انس لتوجهه بعده
الى عالم آخر وهو لخرق الحجب كما انس بابيه
آدم في اول عالم السموات ثم في وسطه بابيه
ادريس لان الرابعة من السبع وسط معتدل
زرقانی - مقصد خامس

واتیناه الحكم صبيا اى النبوة وقال معمر كان ابن سنتين
او ثلاث فقال له الصبيان لم لا تلعب فقال اللعب خلقت
وقيل في قوله تعالى مصدقا بكلمة من الله صدق
يحيى بعيسى وهو ابن ثلاث سنين فيشهد له
انه كلمة الله وروحه وقيل صدقه وهو في بطن
امه فكانت ام يحيى تقول لمريم انى اجد ما في بطني
يسجد لما في بطنك تحية له - شفاء ص ۴۲

جیسے کہ یہہ معنی کعب احبار سے ثابت ہین اور اون کے لئے زمین مین کوئی تربت نہوئی۔ اور پانچوین آسمان مین حضرت ہارون کا دکہائی دینا اسلئے ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ کی مصاحب اور ملازم ہین کیونکہ اُن کے بہائی ہین اور اون کے زمانۂ غیبت مین اون کی قوم مین اون کے خلیفہ ہوئے اور چونکہ حضرت موسیٰ کے لئے اون سے زیادہ تر فضیلت ہے اسیلئے کہ وہ کلیم اللہ ہین اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد کثرت اُمت مین اونہین کا مرتبہ ہے اسلئے حضرت ہارون پانچوین آسمان مین اور حضرت موسیٰ چہٹے آسمان مین مرئی ہوئے۔ اور ساتوین آسمان مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ اسلئے دکہائی دئے کہ مقام خُلّت مین وہی مختص ہین اور انبیا مین سب سے پچہلے باپ آنحضرت کی حضرت خلیل اللہ ہی ہین لہذا مناسب ہوا کہ آنحضرت کو ایسے ارفع مکان مین ایک دوسرے عالم کیطرف ترقی فرمانے کے وقت ایک ایسے شخص سی ملاقات ہو جسکے دیکہنے سے انس حاصل ہو اور وحشت دور ہو یہی وجہ ہے کہ شروع اسراء کے وقت بیت المقدس مین کُل انبیاء کا مجمع دیکہا اور پہلے آسمان مین عروج کرنے کے وقت اپنے باپ حضرت آدم کو دیکہا اور وسط یعنی چوتھے آسمان مین حضرت ادریس کو۔ چُنانچہ آئی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساتوین آسمان سی بہی آگے عروج فرما گئے اور ایسی جگہ جا پہونچے جہان بجز ہیبت اللہ کے کچہہ نمایان نتہا تو بغرض مزید تسکین اپنے یار غار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز سُنائی دی جس کی نسبت میزان شعرانی سی مدارج النبوۃ مین حضرت نیاز کا قول ہے۔ ؎

شب معراج مین مقام حیرت مین آنحضرتؐ کی بعینہٖ صدیق اکبر کی آواز کی تسکین ہوئی ہے

نبی را داد حق تسکین بہ معراج
بآوازِ ہمین صدیق اکبر
رفیقِ مُصطفےٰ در غارِ تاریک
نبودہ غیرِ این صدیق اکبر

ورد فی بعض طرق احادیث الاسراء انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما دخل حضرۃ اللہ الخاصۃ بہ ارعد من ہیبۃ اللہ عز وجل وصاد یتمایل کتمایل السراج الذی ھبّ علیہ الریح اللطیف الذی یمیلہ ولا یطفئہ فسمع فی ذلک الوقت صوتا یشبہ صوت ابی بکر رضی اللہ عنہ یا محمد قف ان ربک یصلی مع انہ تعالی لا یشغلہ شان عن شان فاستانس صلی اللہ علیہ وسلم بذلک الصوت وزال عنہ ذلک الاستیحاش الذی کان یجدہ فی نفسہ۔ میزان شعرانی جلد ۱ ص ۱۳۱ باب صفۃ الصلوٰۃ

| | |
|---|---|
| مبین اندر کمالات نبوت | ز امت بہترین صدیق اکبر |
| باجماع صحابہ شد مقرر | نبی را جانشین صدیق اکبر |
| نیاز از بہر آن مدحش آمد | کہ بود است اینچنین صدیق اکبر |

پس ان وجوہ تحقیقات سے جو علامہ زرقانی نے شرح مواہب مین ذکر کیئے ظاہر ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کے لیئے اون مقامات سماوی کی کوئی تخصیص واختصاص نہین جہان جہان کہ وہ دکھائی دیئے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت آدمؑ جو پہلے آسمان مین دکھائی دیئے وہ عیسیٰؑ و موسیٰؑ و ادریسؑ اور یوسفؑ وغیرہ انبیاء علیہم السلام سے بھی باعتبار درجہ اور عروج مقامی کے پستی مین ہون جو بالاتفاق بجز نبی صلے اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہین اور نیز لازم آتا ہی کہ ان انبیاء علیہم السلام کے معارج روحی کی حدود یہین تک محدود ہون حالانکہ احادیث صحیحہ سے بالکل ثابت ہی کہ نفوس فاضلہ کے معارج کے لیئے کوئی حد نہین ہے بلکہ وہ ساتوین آسمان سے بھی اوپر تک سیرین کرتے ہین اور عرش وفرش یکسان اون کے لیئے جولانگاہ ہے اور رفیق اعلیٰ اور خطیرۃ القدس مین روح اعظم کے پاس اون کا محل اجتماع ہے اور اون کے لیئے شہداء کی طرح کوئی روک ٹوک نہین کہ جنت کی سیرین یا عرش وفرش کی۔ چنانچہ صحیح حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جعفر ابن ابی طالب کو جنت مین ملائکہ کے ساتھہ طیران کرتے ہوئے دیکھا اور مین نے جنت مین ایک جاریہ (ادماء العساء) یعنی گندم گون رنگ کی دیکھی تو جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہہ کون عورت ہے؟ تو جبرئیل نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر بن ابی طالب کی خواہش ایسی عورت کی نسبت دیکھی لہذا یہہ عورت اوسکے لیئے پیدا فرمائی

نفوس فاضلہ کے معارج کے لیئے کوئی حد نہین

شہداء اور علماء ربانی کے ابدان قبر مین بوسیدہ نہین ہوتے

اور علامہ زرقانی نے فتاوی رملیہ سے نقل کیا ہے کہ انبیاء اور شہداء اور علماء کے ابدان قبرون مین بوسیدہ نہین ہوتے۔ اور انبیاء اور شہداء اپنی قبرون مین کہاتے پیتے اور نمازین پڑہتے اور روزہ رکہتے

وفی الفتاوی الرملیۃ الانبیاء والشہداء والعلماء لایبلون والانبیاء والشہداء یاکلون فی قبورہم ویشربون ویصلون ویصومون ویحجون واختلف ہل ینکحون نساءہم ام لا ویثابون علی صلوتہم وحجہم ولا کلفۃ علیہم فی ذلک بل یتلذذون ولیس ہو من قبیل التکلیف

انبیاء شہداء اولیاء قبروں مین عبادت کرتے ہین

اور حج کرتے ہین اور اسپر ثواب پاتے ہین۔ اور اس مین اختلاف ہے کہ کیا وہ اپنی عورتون سے جماع بہی کرتے ہین یا نہین؟ - اور اس سے اونہین کوئی تکلیف نہین ہوتی بلکہ اس سے وہ لذت پاتے ہین اور یہہ اون کے لیئے از قبیل تکلیف نہین - کیونکہ امر تکلیف موت کے طاری ہونے سے منقطع ہوگیا ہے بلکہ از قبیل کرامت اور رفع درجات ہے - بلکہ بیہقی نے صاف صاف کہدیا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم قبر شریف مین اذان اور اقامت کیساتہہ نماز پڑہتے ہین اور اسی طرح دوسرے انبیاء - چنانچہ کسیقدر قبل اس کے بیان کر دیا گیا ہے -

لان التکلیف انقطع بالموت بل من قبیل الکرامۃ لہم ورفع درجاتہم بذلک - زرقانی ع ۳۸۵

پس علامہ زرقانی کے بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جدا جدا آسمانون مین دکہائی دینے سے اون کا تعین مقام مراد نہتا بلکہ اون کا اظہار تفاضل مراد تہا - چنانچہ اس معنی کا ثبوت اونہین متعدد احادیث سے ہوتا ہے جن مین حدیث ثابت کیطرح ترتیب نہین اور ہم اون کو بقول تعدد معراج رؤیا یا روحی پر حمل کرتے ہین - چنانچہ زرقانی اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ کے چہٹے اور ساتوین آسمان مین ہونیکی نسبت مالک بن صعصعہ اور شریک کی حدیث مین تطبیق کے طور پر کہا کہ اول تو ارجح روایت مالک بن صعصعہ کی ہے اور شریک کی روایت مرجوح ہے تاہم تعدد معراج کے قول پر کوئی اشکال نہین اور قول اختیار مین ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کلیم اللہ ہونیکی فضیلت کے باعث حضرت موسیٰ کو اپنے ساتہہ ساتوین آسمان پر لیگئے ہون اور ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہین کہ تعدد کے قول پر وہ سب مناقشات جو قادیانی صاحب نے جا بتاع ابن القیم کئے ہین اوس وقت لازم آتے ہین جبکہ سب معاریج

والمشہور فی الروایات ان الذی فی السابعۃ ہو ابراہیم - قال الحافظ وہو الارجح واکثر ذلک فی حدیث مالک بن صعصعۃ بانہ کان مسند ظہرہ الی البیت المعمور فمع التعدد لای مع القول بتعدد المعراج فلا اشکال بین الثابت المشہور انہ فی السابعۃ وبین روایتی ابی ذر وشریک انہ فی السادسۃ لحمل کل علی مرۃ و مع الاتحاد فقد جمع بان موسیٰ عند الہبوط کان فی السابعۃ بان یکون صعد معہ او بعدہ لاجل المراجعۃ فی امر الصلوٰۃ یحتمل ان یکون لقی موسیٰ فی السادسۃ فاصعد معہ الی السابعۃ تفصیلا لہ علی غیرہ من اجل کلام اللہ تعالیٰ وظہرت فائدۃ ذالک

کا حالت یقظہ مین ہونا کہا جاوے لیکن جب ایک | مع نبینا فیما یتعلق بامر امتہ فی الصلوٰۃ - زرقانی - مقصد خامس

اسرا یقظہ مین اور دوسرے اسراءات روحی اور معنوی کہے جائین جیسے کہ یہی مذہب جمہور اُمت کا ہی

تو اس صورت مین کوئی مناقشہ لازم نہین آتا - جیسے کہ یہی مذہب علامہ قسطلانی اور زرقانی مالکی کا ہی -

قادیانی کے اعتراض سوم کا جواب

اب ہم قادیانی صاحب کے اعتراض ثالث کی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین جس سے اونہون

نے حدیث شریک مین تعارض بیان کیا کہ اس مین ایک طرف تو یہہ لکھدیا گیا کہ بعثت کے پہلے معراج ہوئی

تہی اور پہر اوسی حدیث مین لکھدیا کہ نمازین پانچ مقرر کرکے پہر آخر کار ہمیشہ کے لئے پانچ مقرر ہوئین

پس ظاہر ہے کہ جس حالت مین یہ معراج نبوت سے پہلے تہی تو اس کو نمازون کی فرضیت سے کیا تعلق تہا

اور قبل از وحی جبرئیل کیونکر نازل ہوگیا ؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق تہے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کئے گئے؟

قادیانی صاحب کا یہ اعتراض ایسا لغو ہے جس کو خود حدیث شریک رد کرتی ہے اور وہ بآواز بلند پکار رہی ہے

حدیث شریک کا بیان

کہ جو اسراء کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حالت یقظہ مین اور بعد از بعثت ہوئی وہ کوئی دوسری رات مین ہوئی اور جس رات کہ سوتے وقت مین ملائکہ قبل از وحی آئے وہ کوئی اور رات تہی اور وہ رات اسراء کی رات نہتی اور جیسے کہ سوق حدیث دلالت کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ گویا حضرت شریک شب اسراء کا واقعہ بیان کرنے کے وقت کہتے ہین کہ قبل از وحی پہلے ایک رات فقط تین فرشتے آئے اور

عن شریک بن عبد اللہ انہ قال سمعت انس بن مالک یقول لیلۃ اسری برسول اللہ صلعم من المسجد الکعبۃ انہ جاءہ ثلاثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ وھو نائم فی المسجد الحرام فقال اولھم ایھم ھو قال اوسطھم ھو خیرھم فقال آخرھم خذوا خیرھم فکانت تلک اللیلۃ فلم یرھم حتی اتوہ لیلۃ اخری فیما یری قلبہ وتنام عینیہ ولا ینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینھم ولا تنام قلوبھم فلم یکلموہ حتی احتملوہ فوضعوہ عند بئر زمزم فتولاہ منھم جبرئیل فشق جبرئیل ما بین نحرہ الی لبتہ حتی فرغ من صدرہ وجوفہ فغسلہ من ماء زمزم بیدہ حتی انقی جوفہ ثم اتی بطست من ذھب فیہ تور من ذھب محشوا ایمانا وحکمۃ فحشا بہ صدرہ ولغادیدہ یعنی عروق حلقہ ثم اطبقہ ثم عرج بہ الی السماء الدنیا فضرب بابا من ابوابھا فناداہ اھل السماء من ھذا فقال جبرئیل قالوا ومن معک قال معی محمد قال وقد بعث قال نعم قالوا مرحبا بہ واھلا یستبشر بہ اھل السماء لا یعلم اھل السماء بما یرید اللہ بہ

آنحضرت اوس وقت مسجد حرام مین سوئے ہوئے تھے اور وہ آپس مین باتین کرکے چلے گئے یہانتک کہ آنحضرت نے اونکو نہ دیکھا۔ پہر اوس رات ملائکہ آئے کہ جس رات آنحضرت کو اسری ہوئی ملائکہ کے آنے کے وقت آنحضرت کی آنکھہ بند تھی لیکن دل سویا نہتھا اسی طرح کل انبیا کی حالت ہے کہ بظاہر تو اون کی آنکھین بند اور سوئی ہوتی ہین لیکن اون کے دل بیدار ہوتے ہین۔ پس ملائکہ بغیر کسی گفتگو کے آنحضرتؐ کو چاہ زمزم کے پاس اٹھا کرلے گئے اور اون مین سے جبرئیل نے آنحضرتؐ کا شق صدر کرکے اپنے ہاتھ سے آب زمزم سے اوس کو پاک وصاف کیا اور سونیکی طشت مین ایک پیالہ جو ایمان وحکمت سے لبالب تہا اوس سے آنحضرت کے سینۂ مبارک کو مملو کردیا اور پھر آنحضرتؐ کے سینۂ مبارک کو ویسا ہی کردیا جیسے پہلے تھا اور آسمان دنیا کی طرف آنحضرتؐ کو اوٹھا کر لیگیا اور آسمان کی ایک دروازہ کو ٹھکورا اور آسمان کے دربان نے پوچھا کون ہے؟۔ جواب دیا کہ جبرئیل! پہر کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟۔ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمدؐ ہے۔ بولا کیا یہہ مبعوث ہوچکا ہے؟۔ جواب دیا کہ ہان! بولا آنحضرتؐ کو آنا مبارک ہو جسکے آنیکے آسمان والے منتظر اور طالب بشارت ہین۔ کیونکہ آسمان والے اوس وقت تک نہین جان سکتے کہ اللہ تعالی زمین مین کیا ہونا ارادہ کرتا ہے۔ جبتک کہ خود اونکو اوس کا علم ندے۔ پس آسمان دنیا مین آنحضرتؐ نے حضرت آدمؑ کو پایا اور جبرئیل نے آنحضرت سے کہا کہ یہہ تیرا باپ ہے اسکو سلام کہہ۔ پس آنحضرتؐ نے اون کو سلام کہا اور حضرت آدمؑ نے بھی اوس کا جواب دیکر کہا کہ میرے بیٹے مبارک ہو اور تو ہی اچھا بیٹا ہے۔

فی الارض حتی یعلمہم فوجد فی السماء الدنیا آدم فقال لہ جبرئیل ھذا ابوک فسلم علیہ فسلم علیہ ورد علیہ آدم وقال مرحبا واھلا یابنی نعم ... (بخاری)

حدیث شریک سے معراج مع الجسد بعد بعثت ہونیکا ثبوت

پس اس حدیث نے صاف بتلادیا ہے کہ آنحضرت کی اسرا مع الجسد بعد بعثت ہوئی جیسے کہ دربان آسمان کے دریافت کرنے سے معلوم ہے چنانچہ عینی جلد (۱۱) صفحہ ۶۰۲ مین اسی بیان سے خطابی اور ابن حزم وغیرہ کی تشنیع کو باطل کرکے اخیر مین کہا ہے کہ یہی حدیث بعثت کے بعد معراج ہونے مین دلیل قوی ہے اور یہی اعتقاد ابن قیم کا ہے۔ لیکن قادیانی صاحب کی

ولیسقط تشنیع الخطابی وابن حزم وغیرہما ان شریکا خالف الاجماع فانہ اقوی مایستدل بہ ان المعراج کان بعد البعثۃ وبذا جزم ابن القیم فی ھذا الحدیث۔ عینی

کورفہمی پر مبنی ہے کہ اونہون نے کہان سے معلوم کرلیا کہ شریک نے اس حدیث مین آنحضرت کی معراج قبل از نبوت ہونا بیان کیا ہے - اور نہ اس حدیث مین کوئی ایسا لفظ ہے جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک نبی کے لئے جدا جدا آسمان معین ہے جس سے آگے اون کو رفع ہونی ممکن نہین - بلکہ انبیاء کو آسمانون مین دکہائی دینا اور حضرت موسیٰ کو چہٹے سے ساتوین آسمان پر پہنچانا فقط ایک نسبتی تفاضل کا اظہار تہا یہان تک کہ حضرت موسیٰ نے بتفصیل کلام اللہ گمان کیا کہ اون پر کسیکو رفعت نہوگی - لیکن حضرت موسیٰ کے اس گمان سے یہہ نہین نکلتا کہ چہٹا یا ساتوان آسمان اون کے لئے متعین ہوگیا ہے - کیونکہ دوسری احادیث جو اسراءات روحی پر محمول ہین وہ اس تعین کو باطل کرتی ہین - ہان اس مقام مین ہم قادیانی صاحب کے اوس ملخص بیان مین بالکل ہمصفیر ہین جو اونہون نے احادیث معراج کے مختلف الفاظ اور غیر مرتب بیانات خصوصاً حدیث شریک کے بارہ مین کہہ دیا کہ کیونکر ممکن ہے کہ ہر ایک راوی اون تمام الفاظ کو بصحت یاد رکہے جو آنحضرت صلعم کے مونہہ سے نکلے تہے - بلاشبہہ بعض راوی بوجہ کمزوری حافظہ بعض الفاظ کو بہول گئے یا محل بے محل کا فرق یاد نہ رہا اسی وجہ سے یہہ صریح اختلافات پیدا ہوگئے - حتے کہ بخاری مین جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہی (ازالہ صفحہ ۹۳۵) - گو ان الفاظ سے قادیانی صاحب کا مطلب دوسرا ہے لیکن ہم کلمہ حق کو ملخص کرکے اوس کو اوس کی جگہ چسپان کرکے کہتے ہین کہ بیشک راویون نے واقعات اسراءات روحی اور جسدی کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا اور بقول شافعی ایسے اختلافات لفظی سے کوئی ڈر نہین جبکہ معنی مقصود محفوظ ہون اسی وجہ سے حذیفہ نے کہا کہ ہم عرب کی قوم احادیث بیان کرنے مین تقدیم و تاخیر کرلیتے ہین اور ابن سیرین نے کہا کہ مین ایک حدیث دس آدمیون سے سنتا تہا جسکے معنے تو ایک ہی ہوتے تہے لیکن الفاظ مین اختلاف رہتا تہا - فتح المغیث کے صفحہ ۲۷۵ میں کہ تابعین مین سے حسن اور شعبی اور نخعی ہمیشہ روایت بالمعنی کیا کرتے

احادیث رسول اللہ اکثر بالمعنی مروی ہین

عن بعض التابعین قال لقیت اناسا من الصحابة فاجتمعوا فی المعنی واختلفوا علی فی اللفظ فقلت ذلک لبعضهم فقال لاباس به مالم یحل معناه - حکاه الشافعی وقال حذیفة انا قوم عرب نورد الاحادیث فنقدم ونوخر وقال ابن سیرین کنت اسمع الحدیث من عشرة المعنی واحد واللفظ مختلف وممن کان یروی بالمعنی من التابعین الحسن والشعبی والنخعی بل قال ابن الصلاح انه الذی تشهد به

تھے - بلکہ ابن الصلاح کا قول ہے کہ اوس نے یہی حالت صحابہ اور
سلف اولین کی دیکھی کہ اکثر وہ ایک معنی کو مختلف الفاظ مین بیان
کرتے تھے کیونکہ اون کے مد نظر فقط معنی ہوتے تھے نہ لفظ -
اسی وجہ سے حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر معنی نہوتے تو ہم کوئی
حدیث بیان نہ کر سکتے - اور امام نووی کا قول ہے کہ اگر ہم چاہین
کہ کوئی حدیث ہم اونہین الفاظ مین بیان کرین جو سنتے ہین
تو ہم اس طرح تو ایک حرف بھی روایت نہین کر سکین گے -
اور اقتراح مین شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ قواعد نحویہ
کے اثبات مین آنحضرت کے اوس کلام سے استدلال کیا جا سکتا
ہے جسکا ثبوت ہو کہ راوی نے اوسے بلفظہ مروی روایت کیا
ہے اور یہہ بہت کم ہے - اور یہہ چھوٹی چھوٹی حدیثون مین بھی
قلت سی ہے - کیونکہ اکثر حدیثین بالمعنی مروی ہین جسکو عجمیون
اور مولدون نے قبل از تدوین لے لیا اور اونہون نے اون کو
اپنی عبارات مین لاکر کمی زیادتی اور تقدیم و تاخیر اور ایک لفظ
کو دوسرے لفظ سے بدل کر دیا - اسی وجہ سے تو دیکھتا ہی
کہ ایک ہی حدیث ایک ہی قصہ مین مختلف وجوہ اور مختلف
عبارات مین مروی ہوتی ہے - اسی وجہ سے علی ابن مالک نے
جو قواعد نحویہ کا اثبات حدیث کے الفاظ سے کیا اوسپر
اوس کے تلامذہ نے انکار کیا - ہر چند کہ شیخ سیوطی صاحب نے
اخیر مین فیصلہ کر دیا کہ اشعار اور اقوال کی نسبت قواعد نحویہ کے

احوال الصحابة والسلف الاولين فكثيرا ما كانوا
ينقلون معنى واحد في امر واحد بالفاظ مختلفة
وما ذلك الا ان معولهم كان على المعنى دون اللفظ
قال الحسن لولا المعنى ما حدثنا وقال النووي
لو اردنا ان نحدثكم بالحديث كما سمعناه ما حدثناكم
بحرف واحد - فتح المغيث ص ٢٧٥ - ٢٧٧

وأما كلامه صلى الله عليه وسلم فيستدل منه بما
ثبت انه قاله على اللفظ المروي وذلك نادر جدا
انما يوجد في الاحاديث القصار على قلة ايضا
فان غالب الاحاديث مروي بالمعنى وقد تداولتها
الاعاجم والمولدون قبل تدوينها فرووها
بما ادت اليه عباراتهم فزادوا ونقصوا وقدموا
واخروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولهذا ترى
الحديث الواحد في القصة الواحدة مرويا
على اوجه شتى بعبارات مختلفة ومن ثم انكر
على ابن مالك اثباته القواعد النحوية بالفاظ
الواردة في الحديث - ثم اعلم ان الحديث
اولى واثبت في الاستدلال من الاشعار و
الاقوال الا مما ثبت ضعف الراوي او الشك فيه
(الاقتراح شرح متن متين للمؤلف)

استدلال مین حدیث کی الفاظ ہی اوسے اولی اور اثبت ہین - الا وہ جسکے راوی مین ضعف یا شک ہو

معراج کے ہر موطن مین انبیا صورت روحانیہ مین مرئی ہوئے یا جسمانی صورت مین؟

ہان قصہ معراج مین امر بحث طلب جو باقی ہے وہ یہ ہے کہ آیا اُن انبیا علیہم السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کُل مواطن مین صورت روحانیہ مین دیکھا یا بصورت جسدانی عنصری؟ لمعات مین ہے کہ دونون طرح ہر موطن مین دکہائی دینا محتمل ہے بانیطور کہ اون کی روحین بصورت اجساد متمثل ہوگئی ہون مگر عیسےٰ کہ اون کا اپنے جسد کے ساتھ مرفوع ہونا ثابت ہے اور یہی مذہب ابن ملک کا مرقات مین ہے۔ لیکن زرقانی مین ہے کہ قرطبی کے نزدیک امر مقطوع یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے اجساد کے ساتہہ کُل مواطن مین مرئی ہوئے کیونکہ موت عدم محض کا نام نہین بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کرنیکا نام موت ہے اور یہ بالکل ثابت ہوچکا ہے کہ زمین انبیاء کے اجساد کو نہین کھاتی اور آنحضرت بیت المقدس مین انبیاء کے مجمع کے امام بنے جن مین عیسےٰ بہی تھے اور موسیٰ کو قبر مین نماز پڑہتے دیکھا اور پہران سبکو آسمانون مین دیکھا جس سے قطعاً افادہ ہوتا ہے کہ انبیاؑ کی موت درحقیقت ایک قسم کی غیبت ہے جو ہم اونکو نہین دیکھتے باوجودیکہ وہ زندہ ہین۔ مگر جسکو کہ اللہ تعالیٰ یہہ کرامت بخشے وہ اون کو دیکہتا ہے اور ایک دفعہ زمین پر اور اوسی ساعت آسمانون پر دیکھنے مین کوئی محال نہین کیونکہ انبیاء کی سیر گاہین بے نہایت ہین جہان چاہین ایک آن مین جا پہنچتے ہین اور پہر لوٹ آتے ہین۔ انتہیٰ۔

الا عیسیٰ لما ثبت انہ رفع فی جسدہ۔ لمعات
وبہ قال ابن ملک۔ مرقات

وفی تذکرۃ القرطبی عن شیخہ الموت لیس بعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال وقد صح ان الارض لاتاکل اجسادہم وانہ اجتمع مع الانبیاء لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس وفی السماء ورای موسیٰ قائما یصلی فی قبرہ واخبر بانہ یرد السلام علی کل من یسلم علیہ الی غیر ذلک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لاندرکہم وان کانوا موجودین احیاءً اولا یراہم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ بکرامتہ من اولیائہ۔ انتہی
ولاتدافع بین رؤیتہ موسیٰ یصلی فی قبرہ وبین رویتہ فی السماء وان للانبیاء مرائح ومسارح یتصرفون فیما شاؤا ثم یرجعون۔ (زرقانی)

# طریق دوم

(توفّی کے معنی بجز موت کے اور کوئی نہین)

بقول قادیانی صاحب توفی کے معنی موت ہی ہین اور اسکے دلائل

حضرت عیسیٰ کے متعلق قرآن کریم مین لفظ توفی وارد ہے جسکے معنی حقیقی موت اور قبض روح ہین۔ اور علاوہ محل متنازعہ فیہ کے یہ لفظ تیئیس جگہ قرآن کریم مین لکھا گیا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنون مین استعمال کیا گیا ہے اور ایک ہی ایسا مقام نہین جس مین توفی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو

(ازالہ صفحہ ۳۰۳)

و مکر وا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی ح اہ
آل عمران۔ جزو (۳)
فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئی شہید۔ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقہم لہم جنات تجری من تحتہا الانہار۔ اہ۔ مائدہ (۷)

اور جب عرب کے قدیم وجدید اشعار و قصاید کا تتبع کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ جہان جہان توفی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانون سے علاقہ ہے اور فاعل اللہ جلشانہ کو ٹہیرایا گیا ہے اون تمام مقامات مین توفی کے معنے موت و قبض روح کے لئے گئے ہین۔ لغات کی کتابون مین صراح و قاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے ایسا ہی معلوم ہوا اور اسکے بعد اس عاجز نے حدیثون کی طرف رجوع کیا تا معلوم ہو کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین صحابہ اور خود آنحضرت صلعم نے اس لفظ کو ذوی الروح کی طرف منسوب کرکے کن کن معنون مین استعمال کیا سو اس تحقیقات کے لئے مجھے بڑی محنت کرنی پڑی اور ان تمام کتابون صحیح بخاری صحیح مسلم ترمذی ابن ماجہ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ موطا۔ شرح السنہ وغیرہ وغیرہ کا صفحہ صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان تمام کتابون مین جو داخل مشکوٰۃ ہین تین سو چہیالیس ۳۴۶ مرتبہ مختلف مقامات مین توفی کا لفظ آیا ہے اور تمام جگہ وہ الفاظ موت اور قبض روح کے معنے مین ہی آئے ہین اور شرط کیساتھ کہتا ہون کہ ہر ایک جگہ جو توفی کا لفظ ان کتابون کی احادیث مین آیا ہے بجز موت اور قبض روح کے معنی کے اور کوئی معنی نہین اور بطور استقراء ان کتابون سے ثابت ہے کہ بعد بعثت اخیر عمر تک کبھی آنحضرت صلعم نے توفی کا لفظ بجز اس معنی کے استعمال نہین کیا اور کچھ شک نہین کہ استقراء بھی ادلہ یقینیہ سے ہے اور امام محمد اسمعیل بخاری نے اس جگہ اپنی صحیح مین ایک لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرت صلعم کے منہہ سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک نکلا اور ہر ایک کے یہی معنی ہوئے۔ سو بخاری کا ممنون ہو مشکور

ہونا چاہیئے۔ انتہی ازالہ ص۸۸۵

توفی کے حقیقی معنی موت نہیں اور قادیانی کے ادلہ کا رد

چونکہ قادیانی صاحب نے اسی ایک مسئلہ کو کمتوب عربی کے ص۱۳۳ مین اپنے تمام ابحاث و فروعات اور دعاوی عیسائیت کا اصل اصول ٹھیرایا ہے اور اسی ایک امر کے اثبات کرنے کیلئے اونہون نے کتابون کے سینکڑون ورق کالے کردیے۔ لہذا ہم نہایت آسانی کے ساتھ تار عنکبوت توڑ کر پردہ ازکار اوٹھا دیتے ہین تاکہ اون کی ساری جعلسازی اور چالبازی معلوم ہوجائے اور اصلی امر کے انکشاف مین کسی شک و شبہہ کو گنجایش نہ رہے۔ اور قبل اس کی کہ ان ہردو آیات قرآنی کی تفسیر کرین جن کو حضرت عیسیٰ صلواۃ اللہ علیہ کے توفّی سے تعلق ہے اوّل خود لفظ توفّی کے معنی باعتبار اون کے

وہ لغت عرب جو قرآن کی تفسیر مین معتبر ہے

لغت کو بیان کرتے ہین جس کی زبان مین قرآن مجید نازل ہوا اور وہ بقول ابوحیان فقط چھہ قبیلے ہین: قیس ۱ تمیم ۲ اسد ۳ ہذیل ۴۔ بعض کنانہ ۵۔ بعض طائیہ ۶ اور ساتوان قبیلہ قریش ۷ ہے جو تمام قبایل عرب سے باعتبار زبان کے اجود ہین اور ماخذ لسانی مین یہی ساتون قبیلے معتمد علیہ ہین اور ان کے ماسوا کے لغت کا کوئی اعتبار نہین۔ لہذا خضری کی زبان سے اور ان بادیہ نشینون کی زبان سے استدلال نہ کیا گیا جو دوسری اُمتون کی مجاورت مین سکونت رکھتے ہین۔ اسی طرح لغت لخم اور لغت جذام سے استدلال نہ کیا گیا۔ کیونکہ وہ اہل مصر سے مجاورت رکھتے ہین اور نیز اہل قبط اور قضاعۃ اور غسان اور ایاد کے لغت سے اسلئے استدلال نہ کیا گیا کہ وہ اہل شام سے مجاورت رکھتے ہین اور اکثر اون کے نصاریٰ

ماخذ العربیۃ ست قبایل قیس ۱ و تمیم ۲ و اسد ۳ و ہذیل ۴ و بعض کنانہ ۵ و بعض طائیہ ۶ و قریش ۷ اجود العرب لسانًا فی الاقتراح لانہم المعتمدون فی ماخذ اللسان نقلہ ابوحیان فی شرح التسہیل عن الفارابی وبالجملۃ لم یوخذ عن خضری قط ولا عن سکان البوادی المجاورین لسائر الامم فلم یوخذ عن لخم ولا من خذام فانہم کانوا مجاورین لاھل المصر والقبط ولا من قضاعۃ ولا من غسان ولا من ایاد لمجاورتہم لاھل الشام واکثرہم من نصاری یقرءون فی صلواتہم بغیر العربیۃ ولا من تغلب ونمر لمجاورتہم بالیونان ولا من بکر لمجاورتہم القبط والفرس ولا من عبد القیس لانہم کانوا سکان البحرین مخالطین للھند والحبشۃ ولا بنی حنیفۃ و سکان الیمامۃ ولا من ثقیف و سکان الطائف لمخالطتہم تجار الامم المقیمین عندہم ۔ و اما الشعراء الذین

مین سی ہین جو اپنی نماز مین غیر عربی الفاظ سے قرائت کرتی
ہین اور نہ تغلب اور مہرہ کی لغت سی جو یونان سی مجاور سعے
رکہتے ہین اور نہ بکر کے لغت سے جو قبط اور فارس کی مجاورت
رکہتی ہین اور نہ عبد القیس کی لغت سے جو ساکنین بحرین اور اہل ہند
اور حبشہ سے مخالطت رکہتی ہین اور نہ بنی حنیفہ اور سکان یمامہ
اور ثقیف اور سکان طائف کی لغت سی اسلئے کہ اون کو اون
لوگون سے مخالطت رہی جو تجارت کے لئے غیر عرب سے آکر اون
کے پاس مقیم رہتے ہین۔ اور شعراء مین سے صرف جاہلیون جیسے
امرالقیس اور مخضرمیون جن کو دونون دولتین نصیب ہوئین
اور اسلامیون جو صدر اسلام مین ہوئے جیسے جریر اور فرزدق
وغیرہ کے نظم و نثر سے استدلال کیا اور مولدون جیسے بشار

یعتمد علیہم نثرا و نظما فہم اما جاہلیون کامرء القیس
او مخضرمیون الذین ادرکوا الدولتین
وکانوا شعراء فی الجاہلیۃ او اسلامیون
کانوا فی صدر الاسلام کجریر و فرزدق ولکن
المولدون کبشار او المحدثون کابی تمام
والبحتری او المتاخرون کمن حدث بعدہم
من شعراء الحجاز والعراق فلا یستدل باشعار
ہؤلاء الثلاثۃ۔ بالاتفاق ولذا تری خطئوا
المتنبی وابا تمام والبحتری فی مواقع کثیرۃ
کما ہو مشروح فی شروح دواوینہم انتہی
ملخصاً عن شرح المتن المتین للمؤلف

اور محدثون جیسے ابی تمام اور بحتری اور متاخرین جیسے شعراء حجاز اور عراق ان تینون کے نظم و نثر سے بالاتفاق
استدلال نہ کیا اور اسی وجہ سے متنبی اور ابی تمام اور بحتری کے اشعار مین اون کے دیوانون کی شروح
مین تخطیہ کیا گیا اور اسی تفصیل سے قواعد نحویہ کے ثبوت مین استدلال کیا گیا۔ پس ان کے اور بجز
کلام اللہ کے کسی کے قول کو کلام اللہ کی لغات پر بطور استدلال پیش نہین کیا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مرویہ سے قواعد نحویہ کے اثبات مین استدلال کرنا جائز نہ کہا گیا کیونکہ اون
کے حاملین غیر عرب ہوئے۔ اور بجز چند احادیث کے کوئی حدیث بہی بلفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مروی
نہ ہوئی جسکو لغت عرب کے اثبات مین استدلال کی طرح پر پیش کیا جاسکے جیسے کہ طریق اول مین بیان ہوا

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغہ کے باب (۲۷) مین آنحضرت صلعم
سے اخذ حدیث کی کیفیت مین لکہتے ہین کہ امت محمدیہ صلعم نے
آنحضرت صلعم سے دو طرح تلقی کی۔ ایک تو تلقی ظاہر ہے جسکی نقل

واعلم ان تلقی الامۃ منہ الشرع علی وجہین احدہما
تلقی الظاہر ولابد ان یکون بنقل اما متواتر او غیر متواتر
والمتواتر منہ لفظا کالقران العظیم وکذلک یسیر من
الاحادیث منہا قولہ صلعم انکم سترون ربکم الحدیث

لفظاً بطریق تواتر ہو جیسے قرآن عظیم اور جیسے بہت تہوڑی حدیثین جن مین سے ایک حدیث جس کے
الفاظ یہہ ہین کہ اِنَّکُم سَتَرَونَ رَبَّکُم کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا القَمَرَ الحدیث - پس اس تمام بیان سے واضح ہے کہ
قرآن مجید کے الفاظ کے اطلاق کے لئے اوس خالص اعراب کے لُغت سے استدلال ہوسکتا ہے جن کی زبان مین
کسی قسم کا شائبہ نہو اور غیر عرب کی احادیث مرویہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف معنیً منسوب ہین
وہ لُغتِ قرآن کی کبھی مفسر نہین ہوسکتین - پس بقول صاحب محصول کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لئے

کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لئے عرب و نحو کی طرح معرفت لغت عرب واجب ہے

جیسے کہ نحو و صرف کی معرفت واجب ہے اوسی طرح لُغاتِ عرب کی معرفت واجب اور فرض
کفایہ ہے - چنانچہ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لحن یعنی لُغت عرب کے تعلّم کے لئے
امر کیا - دیکھو شفا صفحہ ۱۹۴ - لہذا ہم اوّلاً لفظ توفّی کے اشتقاق صغیر و کبیر اور حسب لُغاتِ عرب اوس کے
استعمالات کے شواہد بیان کرتے ہین جو اہل لُغات نے اون کو اپنی کتابون مین لکھا - پس معلوم کرنا چاہیے

توفّی کے معانی

کہ توفّی کا مشتق منہ وَفٰی ہے یعنی وَ ف یٰ اور یہہ مادّہ اپنی ہیئت شخصی اور صنفی یعنی
صیغہ ہائے مجرّد اور مزید مین از روے استقرار افادہ معنی تمام و کمال مین علی قدر المشترک کبھی قاصر نہ رہا -
پس وَفٰی کا صیغہ اپنی ہیئت شخصیہ کے اعتبار سے کئی معنون مین مستعمل ہوا جنکے بعض حسب ذیل ہین:-

(۱) قول مین پورا نکلنا - چنانچہ لسان العرب مین ہے وفی فلان ای تم لنا قولہ ولم یغدر

(۲) خُلق شریف اور عالی اور رفیع جیسے ابوبکرؓ نے عرب کے اس قول سے استنباط کیا الزہر الوافی ای

الخلق الشریف العالی الرفیع من قولہم وفی الشعر فہو وافٍ اذا زاد

(۳) بڑھنا اور زیادہ ہوجانا جیسے وفی الشعر فہو وافٍ اذا زاد یعنی بال بڑھ گئے -

(۴) درازی عُمر - چنانچہ دُعا کے وقت کہا جاتا ہے مات فلان وانت بوفاء ای بطول عمر تدعوله بذلک

اور یہہ معنی ابن اعرابی سے منقول ہین -

(۵) بلندی اور بلندی پر چڑھنا - محیط المحیط مین ہے الوفی الشرف عن الارض - لسان العرب مین ہے

وفی اشرف واتی وقولہ ای کلما اشرفت علی مربا من الارض

شرح مین ہے واوفی علیہ ای اشرف

(۶) مجازی طور پر بمعنی موت۔ تاج العروس شرح قاموس میں ہے ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ ای الموت والمنیۃ وتوفی فلان اذا مات۔

اور یہ صیغہ اپنی ہیئت صنفیہ کے اعتبار سے اکثر حسب ذیل معنوں میں مستعمل ہوا:۔

## باب افعال

(۱) پورا کرکے لینا ایک چیز کا۔ لسان العرب میں ہے اوفی الرجل حقہ ووفاہ ایاہ بمعنی اکملہ لہ واعطاہ وافیاً۔ وتوفاہ ھو۔

## باب تفعیل

(۲) پورا کرکے دینا۔ جیسے وفاہ ایاہ ای اعطاہ وافیاً وفی التنزیل العزیز ووجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ وتوفاہ ھو منہ واستوفاہ لم یدع منہ شیئاً۔

## باب تفعل واستفعال

(۱) ایک چیز کو بالتمام پکڑنا۔ لسان العرب میں ہے توفیت المال منہ واستوفیتہ اذا اخذتہ کلہ

(۲) پوری گنتی کرنا۔ لسان العرب میں ہے توفیت عدد القوم اذا عددتہم کلہم۔ ومن ذلک قولہ عزوجل اللہ یتوفی الانفس حین موتہا ای یستوفی مدد آجالہم فی الدنیا۔ وقیل یستوفی تمام عددہم الی یوم القیامۃ واما توفی النائم فہو استیفاء وقت عقلہ وتمییزہ الی ان نام۔ اور صاحب تاج العروس نے اس کی شہادت میں کہا وانشد ابوعبیدۃ لمنظور الوبری او العنبری

| اِنَّ بَنِی الْاَدْرَدِ لَیْسُوْا مِنْ اَحَدٍ | وَلَا تَوَفَّاہُمْ قُرَیْشٌ فِی الْعَدَدِ |
|---|---|

ای لا تجعلہم قریش تمام عددہم ولا تستوفی بہم عددہم

(۳) سوال کرنا۔ لسان العرب میں ہے قال الزجاج فی قولہ تعالی حتی اذا جاءتہم رسلنا یتوفونہم ای سالوہم ملائکۃ الموت عند المعائنۃ فیعترفون عند موتہم انہم کانوا کافرین۔ (اعراف)

(۴) عذاب دینا۔ قال الزجاج ویجوز ان یکون حتی اذا جاءتہم ملائکۃ العذاب یتوفونہم عذاباً وھذا کما تقول قد قتلت فلاناً بالعذاب وان لم یمت۔ ودلیل ھذا القول قولہ تعالی ویاتیہ الموت

من كل مكان وما هو بميّت۔

قرآن کریم اور ابونواس کے شعر میں توفّی کے معنی سُلانا باوجود کہ فاعل خدا اور مفعول ذوی الروح بلکہ خود روح بھی ہے۔

(۵) سُلانا۔ جیسے کہ ابونواس نے کہا ؎

| وَدَبَّتِ العينان في الجفن | | فلمّا توفّاهُ رسولُ الكَرىٰ |
|---|---|---|

اور اسی معنی میں ہے هو الذي يتوفّيكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم يبعثكم فيه ليقضىٰ اجل مسمّى۔ (انعام)

مجمع البحار میں ہے ای ينيمكم۔ پس اس آیت کریمہ میں فاعل اللہ ہے اور مفعول ذوی الروح انسان لیکن معنی

موت ہرگز مقصود نہیں۔ اور اسی طرح آیۂ الله يتوفّى الانفس حين موتها والّتي لم تمت في منامها فيمسك

التي قضىٰ عليها الموت ويرسل الاخرىٰ الى اجل مسمّى۔ (زمر ۲۴) اور اس آیت کریمہ نے قطعاً فرق کر دیا کہ

توفّی اور چیز ہے اور موت اور چیز۔ اور اسی طرح نیند ایک تیسری چیز ہے۔

(۶) مجازاً میّت پر بعد تحقق موت۔ چنانچہ تاج العروس میں ہے ومن المجاز ادركته الوفاة اى الموت

والمنية. وتوفّي فلان اذا مات. وتوفّاه الله عزّ وجلّ اذا قبض نفسه وفي الصحاح روحه۔

یعنی توفّی کا اطلاق اوس شخص پر مجازاً بمعنی موت ہوتا ہے جس کی موت متحقق ہو گئی ہو اور اوس کا

نفس قبض ہو چکا ہو۔ اور مجمع البحار میں ہے وقد يكون الوفاة قبضاً ليس بموت۔ چنانچہ یہی

معنی سورۂ انعام اور زمر کی آیات سے ظاہر ہیں کہ قبض نفس مستلزم موت نہیں

توفّی کے معنی استیفاء عمر حدیث نبوی میں

(۷) معنی استیفاء عمر۔ جیسے مجمع البحار میں ہے متوفّيك اى مستوفيك كونك في

الارض۔ تکملہ مجمع البحار میں ہے توفّي اصحابه الذين اكلوا من الشاة ظاهره لا يليهم

ما روى انه لم يصب احد منهم شئ۔ پس اس حدیث میں توفّی کے معنی موت نہیں بلکہ اکمال عمر ہے۔

پس ان تمام شواہد سے ظاہر ہے کہ مادّہ وَفیٰ اپنی ہیئت شخصیہ اور صنفیہ کے ساتھ کبھی تو لغات عرب

میں درازی عمر کے معنی میں مستعمل ہوا اور کبھی بلندی اور بلندی پر چڑھنے کے معنی میں اور کبھی پورا گننے

اور پورا لینے اور پورا دینے اور کبھی اکمال عمر اور اتمام مدّت کے معنی میں اور کبھی مجرد سوال اور مجرد عذاب کے

معنی میں اور کبھی مجرد قبض اور اتمام اخذ کے معنی میں اور کبھی سُلانے اور کبھی مجازاً معنی موت میں اور کبھی

رفع بلا موت کے معنی میں چنانچہ یہاں اسی آخر معنی کی طرف امام فخر الدین الرازی نے اپنی تفسیر میں صحت کی نسبت

کرکے کہا کہ توفی کے حقیقی معنی تو ایک شی کا پورا پکڑنا
ہے اور اس لفظ کا استعمال حق تعالی نے اس مقام
پر اسلئے کیا تاکہ جن لوگون کے دل مین یہہ خطرہ
گذرے کہ مرفوع فقط روح ہوئی نہ جسم سمیت اونکو
معلوم ہوجاوے کہ حضرت عیسیٰ بتمامہ یعنی روح مع الجسد
مرفوع ہوئے اور اس کی صحت پر دوسری آیت
پیش کی یعنی و مایضرونک من شیئ اور بصورت
جواب وسوال کہا کہ اگر کوئی یہہ کہے کہ اس صورت مین
توفی عین الرفع ہو جانے سے تکرار لازم آئیگا تو ہم
اس کے جواب مین کہین گے کہ انی متوفیک حصول
توفی پر دلالت کرتا ہے اور توفی ایک معنی جنسی ہے
جسکے تحت مین کئی انواع ہین - بعض توفی موت

انی متوفیک - التوفی اخذ الشیء وافیا ولما علم الله
ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ الله هو
روحہ لا جسدہ ذکر هذا الکلام لیدل علی انہ علیہ
الصلوۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وجسدہ
ویدل علی صحۃ هذا التاویل قولہ تعالی و ما یضرونک
من شیء فان قیل فعلی هذا الوجہ کان التوفی عین الرفع
الیہ فیصیر قولہ و رافعک الی تکرارا قلنا قولہ انی
متوفیک یدل علی حصول التوفی و هو جنس تحتہ
انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء
فلما قال بعدہ و رافعک الی کان هذا تعیینا للنوع
و لم یکن تکرارا - تفسیر کبیر - وقال ابن جریر توفیہ
هو رفعہ - ابن کثیر -

سے ہوتی ہے اور بعض آسمان پر اوٹھا لیجانے سے اور جب اس توفی کے بعد رافعک کہا تو توفی اپنی نوعی
معنی مین متعین ہوگیا اور تکرار جاتا رہا اور ابن جریر نے تصریح کردی کہ توفی عیسیٰ کی رفع ہے -

توفی کے معنی مین قادیانی کے الہامات کا تخالف اور ثبوت معنی رفع اور اکمال

اور طرفہ امر یہہ ہے کہ قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کے ص۵۱۹ مین توفی کے معنی اپنی
الہامی عبارت مین موت نہ لکھے بلکہ لکھا کہ انی متوفیک مین تجھکو پوری نعمت دونگا
اور اپنی طرف اوٹھاؤنگا اور ص۵۵۷ مین اسی توفی کے معنی الہامی عبارت مین یون لکھے یا عیسیٰ
انی متوفیک و رافعک الی - یعنی اے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشونگا اور اپنی طرف اوٹھاؤنگا -
یعنی رفع درجات کرونگا یا وفات دونگا اور دنیا سے اپنی طرف اوٹھاؤنگا - مگر یاد رہے کہ قبل اسکے
قادیانی صاحب اسی کتاب کے ص۴۹۸ اور ص۵۰۶ مین حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ اس دنیا مین تشریف
لانے اور نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اونکا الہامی وعدہ تحریر کرچکے ہین جو ہمنے قبل ازین نقل

کتاب مین نقل کردیا ہے۔ پس جبکہ خود اون کے بیانات اور الہامات مین تناقض اون کے دعاوی کی تکذیب علی رؤس الاشہاد کررہا ہے تو اب ہمین ضرورت نہین رہی کہ اس حرف سیاہ کیلئے اپنے قلم کو آلودہ کرین مگر منقام حیرت اون کا یہہ دعویٰ ہے جو وہون نے قرآن کریم کی طرف نسبت کرکے کہا کہ یہہ لفظ توفّی تیئیس ۲۳ جگہ قرآن کریم مین لکھا گیا ہے اور ہرایک جگہ موت اور قبض روح کے معنون مین استعمال کیا گیا ہے۔ اور ایک بھی ایسا مقام نہین جس مین توفّی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو اور ایسا ہی عرب کے قدیم جدید اشعار و قصایدکا تتبع کیا گیا تو یہہ ثابت ہوا کہ جہان جہان توفّی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانون سی تعلق ہے اور فاعل اللہ جلشانہ کو ٹھیرایا گیا ہے ایسا ہی لُغات کی کتابون صراح وقاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا۔ اور ایسا ہی صحاح ستّہ کے علاوہ اور کتابون کے صفحات دیکھنے سے معلوم ہوا۔ حالانکہ ہم قرآن و سنّت کے الفاظ سے اور نیز کتب لُغت کی بیانات سی ثابت کرچکے ہین کہ توفّی کے حقیقی معنی موت نہین ہین بلکہ توفّی کے یہہ معنی قرینہ قطعی کے موجود ہونیکے وقت مُراد ہوتے ہین اور متحقق الموت اشخاص پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے تاکہ ارواح کی بقا پر دلالت کرے اور اسی قسم کا اطلاق احادیث کی کتابون مین متحقق الموت اشخاص پر ہوا۔ معہذا سورہ انعام اور سورہ زمر کی ہر دو آیات جن مین فاعل اللہ جلّشانہ ہے اور مفعول ذوی الروح شاہد عادل ہین کہ توفّی کے معنی موت نہین بلکہ اخذ اور استیفا ہین۔ کیونکہ آخرالذکر آیت کریمہ مین فعل توفّی کا تعلق وقوعی نفس کے ساتھ ہوا ہے۔ پس اگر توفّی کے معنی موت ہون تو اس سی نفوس اور ارواح کی موت لازم آئیگی جو بالکل مصادم اور مناقض امر ثبوت ہے۔ کیونکہ روحون کا ابدی ہونا لسان شرع سے ثابت ہی اور اسی پر حشر و نشر اور نار و جنّت کی سزا و جزا کا دار و مدار ہے۔ ہان لفظ موت جو النفس کی طرف مضاف ہی مریض دل والون کیلئے موجب اشتباہ ہے مگر یاد رکہنا چاہئیے کہ یہہ لفظ اس مقام پر صرف اپنے اصطلاحی اور عُرفی اور رسمی معنی ہدم وطن مالوف اور تخریب بنا ہے عمور مین مستعمل ہے نہ کہ ذات النفس کی لئے تخریب اور ہدم پر دلالت کرتا ہی۔ چنانچہ ہماری ساری بیانات کی مصداقت حضرت ابن عبّاس وغیرہ رضی اللہ عنہم کے قول کو تقویت پاتی ہے جو بیضاوی اور خازن وغیرہ مین منقول ہے

عن ابن عباس رضی فی ابن آدم نفس وروح بینہما شعاع مثل شعاع الشمس فالنفس ھی التی بھا العقل

کہ ابن آدم مین ایک نفس اور ایک روح ہے اوران مین شعاع آفتاب کی طرح تعلق شعاعی ہے - پس نفس وہ ہے جس سے عقل اور تمیز حاصل ہے اور روح وہ ہے جس سے نفس اور تحرک ہوتا ہے - پس آدمی جب سوتا ہے اوس وقت اللہ تعالی اوسکے نفس کو قبض کر لیتا ہے اور اوس کی روح کو قبض نہین کرتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیند کے وقت روح بدن سے نکل جاتی ہے اور اوس کی شعاع جسم مین باقی رہتی ہے اوسی سے خواب دیکھتا ہے اور جس وقت کہ نیند سے ہوشیار ہوتا ہے تو روح ایک لحظہ سے بہی کم مین سرعت کے ساتھہ عود کر آتی ہے - اور سوئے ہوئے کا نفس جو شے کہ آسمانون مین دیکھتا ہے وہ سچا خواب ہے اور جو ارسال بعد دیکھتا ہی اوسمین شیطان کی تلقین ہونے سے سچائی نہین رہتی - اور

والتمیز والروح ھی التی بہا النفس والتحرک فاذا نام العبد قبض اللہ نفسہ ولم یقبض روحہ وعن علی رض قال یخرج الروح عند النوم ویبقی شعاعہا فی الجسد فبذلک یری الرؤیا فاذا انتبہ من النوم عاد الروح الی جسدہ باسرع من لحظۃ وعنہ ما رات نفس النائم فی السماء فہی الرؤیا الصادقۃ وما رات بعد الارسال فیلقنہا الشیطان فہی کاذبۃ وعن سعید بن جبیر ان ارواح الاحیاء وارواح الاموات تلتقی فی المنام فیتعارف منہا ما شاء اللہ ان یتعارف فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجسادہا الی انقضاء مدۃ حیاتہا -

(خازن - مدارک - بیضاوی)

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ نیند مین زندون اور مُردون کی روحین باہم مُلاقات کرتی ہین اور حسب مشیت ایزدی اون مین پہچان ہوتی ہے اور موت والی روح عود نہین کرتی اور نیند والی روح اپنے بدن کی طرف واپس آجاتی ہے یہان تک کہ اوس کی مدّت حیات ختم ہو لے -

قرآن کریم کی مُسند دلیل مین توفی کے معنے حقیقی

اور اگر اون معانی کو جن مین توفی کا استعمال لسان العرب مین ہوا زیر نظر رکھکر کلام اللہ کے اون تیئیسون مقامات مین ذرا بھی غور کیا جاوے تو روشن دلون پر ظاہر ہو جائیگا کہ اون سب مقامات مین لفظ توفّی ان معانی کو ہم آغوش کرنیکے لئے بالکل آمادہ ہے - مثلاً سورہ نسا[1] مین حتی یتوفّہن الموت ظاہر ہے کہ یہان توفّی کے معنے موت نہین - بیضاوی مین ہے ای یستوفی ارواحہن الموت - پس یہان توفی کے معنی استیفاء ہوئی - اور اسی طرح سورہ آل عمران[2] مین وتوفّنا مع الابرار - بیضاوی مین ہے

ای مخصوصین بصحبتہم معدودین فی زمرتہم - پس یہان توفّی کے معنی عملاً موت نہین بلکہ گنتی اور شمار کے معنی مُراد ہین - یعنی اللہ کے یاد کرنیوالے بندے ہروقت اللہ سے دعائین مانگتے ہین کہ ای رب ہمکو پاک لوگون کی صحبت مین رکھ اور اونہین کی زمرہ مین محسوب کر کر اور ایسا ہی ان الذین توفّیہم الملائکۃ - بیضاوی مین ہے وقرء توفاہم علی مضارع وفیت بمعنی ان اللہ یوفّی الملائکۃ انفسہم فیتوفونہا ای یمکنہم من استیفائہا فیستوفونہا - پس یہان بھی توفّی بمعنی استیفا ہے - اور ایسا ہی سورہ یوسف مین حضرت یوسفؑ کا دعا مانگنا توفنی مسلماء والحقنی بالصالحین - بیضاوی مین ہے ای اقبضنی پس بقول بیضاوی یہان توفّی بمعنی قبض ہے - لیکن معنی استیفاء عمر بھی بالکل مطابق ہین - اور ایسا ہی دوسری آیات مین لفظ توفّی ہرگز معنی موت مین حقیقی طور سے منصوص نہین ہے - اور شعراء جاہلیت جیسے منظور دبری اور ابی نواس کے محاورات نے بھی ثابت کردیا کہ توفّی معنی موت کے لئے موضوع نہین - اور ایک حدیث مین جسکو صاحب تکملہ مجمع البحار نے نقل کیا ہے توفّی بمعنی موت مستعمل نہ ہوئی بلکہ بمعنی اکمال عمر مستعمل ہوئی - اور یہہ تو ہم بسط کے ساتھ ثابت کر چکے ہین کہ بہت کم اور معدودے چند احادیث ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مین مروی ہوئین - پس اول قادیانی صاحب کو لازم ہے کہ اُمت کے علماء کی قول سے ثابت کرین کہ جن احادیث مین لفظ توفّی مستعمل ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دہن مبارک سے نکلا ہوا لفظ ہے اور یہہ کہ اون راویون نے جو کہ عرب نتھے بلکہ عجمی جیسے امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اونہون نے اپنی احادیث مین ان الفاظ کو بالمعنی روایت نہین کیا اور سب سے زیادہ تر اہم یہہ سوال ہے کہ کیا اونہون نے توفّی کا اطلاق ان احادیث مین اون اشخاص پر نہ کیا جنپر کہ موت کا آنا متحقق الوقوع ہو چکا تھا؟ یا اون اشخاص پر کیا جو ابھی زندہ تھے اور مرنیوالے تھے مگر قادیانی صاحب یہہ بھی ثابت نکر سکینگے کہ اس کا اطلاق ان احادیث مین اون اشخاص پر ہوا ہے جن پر ابھی موت وارد نہ ہوئی تھی - اور عجب ہے کہ قادیانی صاحب نے چالیس ہزار لغت عرب کی تعلیم ہونے پر بھی کوئی ایک جاہلیت کا شعر بھی اپنے دعوی کی ثبوت مین پیش نہ کیا اور لغت کی مشہور کتابین یعنی تاج العروس اور لسان العرب اور محیط المحیط اور مجمع البحار کیونکر نظر انداز ہو گئین؟ اور ابو نواس اور منظور دبری کے

اشعار وہ کیسے بہول گئے؟ اور کیون الہام الٰہی نے اون کی تائید نہ کی۔ پس اہل بصارت پر ہمارے ان بیانات
سے واضح ہے کہ قادیانی صاحب کا استقرار کا دعویٰ بہی ایسا ہی ہیچ و پوچ ہے جیسا کہ اون کا دعویٰ ہمدانی
اور قادیانی صاحب نے علاوہ اس کو اوس لطیفت نکتہ کا پتہ دیا کہ امام بخاری نے کہان اور کس موقع پر توجہ
دلائی ہے کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ توفّی کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہہ سے بعثت کے بعد اخیر
عمر تک نکلا ہے اور ہر ایک کے حقیقی معنے قبض روح اور موت تہے۔ ہان ہمارا استقرار قادیانی صاحب کے بیانات
اور دعاوی کو لغو ثابت کر رہا ہے اور علماء اُمت کا بیان کہ بجز چند احادیث کے کوئی حدیث بہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ مین مروی ہونا قطعی طور سے ثابت نہین اون کو جہٹلا رہا ہے۔ کاش کہ قادیانی
صاحب اپنی اس درجہ کی کم علمی کو مدنظر رکہکر سر در گریبان کر لیتے اور ان امام بخاری جیسے معظم علماء ملت کیطرف
جہوٹی نسبت نکرتے۔ لیکن اس مین شک نہین کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر مین سورہ مائدہ کی آیہ وَاِذْ
قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ الخ کی تفسیر بصیغہ استقبال یعنی یقول وَاِذْ
ہہُنا صِلَۃٌ کے ساتھ کر کے بعد سورہ آل عمران کے لفظ متوفیک کی تفسیر فقط اسی قدر

امام بخاری کا مذہب کہ عیسیٰ نبی اللہ ابہی مرے نہین

الفاظ مین بیان کر دی کہ وقال ابن عباس متوفیک ممیتک۔ مگر اس سے ثابت نہین ہوتا کہ امام بخاری کا
بہی یہی مذہب ہے کہ اس آیت مین توفّی کے معنے موت ہین اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اصحاب روایت کی مدنظر
فقط روایت کے اوس سلسلہ کو بیان کرنا ہے جو اون کو ملا۔ اور اس روایت کے بیان سے وہ روایت ہرگز اصحاب
روایت کا مذہب نہین بن سکتی جبتک کہ اصحاب روایت خود اس کی نسبت اپنا مذہب ہونا بیان نہ کرین
اور اگر ایسا ہی مان لیا جاوے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے تو سمجہئے امام بخاری نے کتاب الانبیاء
مین ایک باب بعنوان باب نزول عیسیٰ ابن مریم صلے اللہ علیہ وسلم مرتب کیا ہے جس مین ایک حدیث ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً اس طرح نقل کی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس ذات کی قسم کہ جسکے
ہاتھ مین میری جان ہے بالضرور قریب ہی ابن مریم
تم مین بصورت حاکم عادل اوترین گے۔ پہر ابو ہریرہ نے

قال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان
ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب۔ الخ
ثم یقول ابو ہریرۃ واقرءوا ان شئتم وان من اہل الکتاب
(پ ۶ ع ۱۲)
الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا

اپنی طرف سے یہ آیت بطریق شہادت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب نہین مگر یہہ کہ وہ ابن مریم پر ضرور ایمان لائیگا قبل اس کے کہ ابن مریم فوت ہوجائے اور قیامت کے دن اون پر گواہی دیگا - اور دوسری حدیث یون نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم

قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم - (ابی ھریرۃ)

فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ - (احمد و مسلم از جابر رض) (مشکوۃ)

تم مین اوترلیگا اور امام تمہارا تمہین مین سے ہوگا - اور احمد اور مسلم رضا نے بروایت جابر مرفوعاً روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے عیسی بن مریم اوترلیگا اور اون کا امیر حضرت عیسیٰ سے کہیگا کہ آ ہمارے لئے نماز مین امامت کر عیسیٰ کہیگا نہین تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہین اور یہہ فقط اس امت کی بزرگی اور حرمت کی باعث کہین گے - پس اس باب کا عنوان اور مضمون ہر دو صاف بتلا رہے ہین کہ امام بخاری کا مذہب صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت نہین ہوئے اور وہ دوبارہ آسمان سے اوترین گے اور ابن عباس کا قول فقط حسب منصب روایت نقل کردیا ہے کیونکہ دوسری کتب صحاح جیسے صحیح نسائی اور اس کی علاوہ

ابن عباس کا مذہب عیسےٰ ابن مریم زندہ موجود ہین

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ سے اپنی تراجم مین حضرت ابن عباس سے حضرت عیسیٰ بن مریم کا زندہ آسمان پر اوٹھایا جانا ثابت ہے اور شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دُرِّ منثور کی جلد دوم صفحہ ۳۶ مین بسند صحیح کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی نے عیسی نبی اللہ جبکہ اوس کی تکذیب کرنے والے زیادہ ہوگئے وحی بھیجی کہ انی متوفیک و رافعک الیّ وانی سابعثک علی الاعور الدجال فتقتلہ ثم تعیش

عن ابن عباس رض ان رھطا من الیھود سبوہ و امہ فدعا علیھم فمسخھم قردۃ وخنازیر فاجتمعت الیھود علی قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطھرہ من صحبۃ الیھود - صحیح نسائی ابن ابی حاتم - ابن مردویہ قال ابن عباس سیدرک اناس من اھل الکتاب عیسی حین یبعث فیؤمنون بہ - فتح البیان

بعد ذالک اربعا وعشرین سنۃ ثم امیتک میتۃ الحی - الہ - یعنی اے عیسیٰ مین تجھے اپنی طرف اوٹھاؤن گا اور عنقریب دجال اعور کیطرف بھیجون گا پھر تو اوس کو قتل کرکے چوبیس برس تک زندہ رہیگا اور پھر تجھے اوسی طرح موت دون گا جس طرح زندہ لوگ مرتے ہین - اور مطر وراق نے کہا

مطر وراق کا قول کہ متوفیک کے معنی موت نہین

کہ متوفیک مین وفات موت نہین ہے اور ہم دعوی کر ساتہہ کہتے ہین کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ کے لئے لفظ متوفیک مین موت مقصود نہین۔ اسی وجہ سے اونہون نے ایک باب کتاب الانبیاء بعنوان باب نزول عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم مرتب کرکے اوسکی شہادت مین دو احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معنون فرمائین جن سے نہ فقط اون کا نزول ثابت ہوتا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ کی حیات بوجہ اتم اور اس بارہ مین آیت قرآنی کی تفسیر اوس اولوالعزم صحابی کے قول واستنباط سے معلوم ہوتی ہے جسکا دامان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم نبوت سے بالب کردیا اور اسی وجہ سے اونہون نے اپنی طرف سے اس لفظ کے معنی مین تو تعرض نکیا بلکہ اس سے زیادہ نزاہم اور موہم الفاظ کی تفسیر کی طرف توجہ فرمائی جنکو قادیانی صاحب نے بوجہ خود غرضی سیاق سے آنکھ بند کرکے اپنی دستاویز بنالی اور کہا کہ "منجملہ افادات بخاری جس کا ہمین شکر کرنا چاہئے ایک یہہ ہے کہ اونہون نے مسیح بن مریم کے وفات کی بارہ مین ایک قطعی فیصلہ ایسا دیدیا ہے کہ جس سے بڑھکر متصور نہین اور وہ یہہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح مین اسی غرض سے آیہ کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کو کتاب التفسیر مین لایا تاکہ لوگون پر ظاہر کرے کہ توفیتنی کے لفظ کی صحیح تفسیر وہی ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہین یعنی ماردیا اور وفات دیدی اور حدیث یہہ ہے "عن ابن عباس یجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ بخاری صفحہ ۶۶۵" پس اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اپنے اور مسیح ابن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دیکر وہی لفظ فلما توفیتنی اپنے حق مین استعمال فرمایا جو عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حق مین کہا اور ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ مین آنحضرت صلعم کا مزار شریف موجود ہے اور اس سے بکلی منکشف ہوگیا کہ دونون برابر طور پر اثر آیت فلما توفیتنی سے متاثر ہین۔ انتہی ملخصاً۔ ازالہ صفحہ ۸۸۹"

امام بخاری کا مذہب کہ اذ قال اللہ مین اذ بمعنی صلہ ہے لازمی نہین ہے بمعنی استقبال ہے

پس امام بخاری نے ایسے ہی ایہام اور ابہام کے دفع کرنے کے لئے اس حدیث کی قبل اپنا مذہب بیان کردیا کہ اس آیت کریمہ مین جو مسیح ابن مریم کے حق مین اوتری لفظ و اذ قال اللہ یعنی

یقول سے اور لفظ آذ صلہ یعنی زایدہ ہے یعنی امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اپنی قوتِ اجتہادیہ سے اپنا مذہب اس آیت کریمہ اور اس قصہ حدیث کے
متعلق بیان کردیا کہ یہہ سارا قضیہ اور کل سوال وجواب قیامت کے دن ہوگا
اور کلمہ آذ نے یہان یعنی ماضی مین اپنا کوئی مخالف اثر نہ کیا جیسے کہ
قادیانی صاحب نے اپنے متعدد رسائل مین زعم کرلیا ہے کہ یہان ماضی کا
صیغہ کلمہ اذ کے آنے سے معنی مضیت مین منصوص ہوگیا اور جسنے کہ
یہان ماضی کو بمعنی مضارع کہا اوس کو ظالمین اور کاذبین مین سے
ہونیکی نسبت اپنے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۳۵ مین کی۔ پس اون کے زعم فاسد
مین اون کے مستند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کاذب اور ظلم ہون گے
جنھون نے اپنی کتاب بخاری مین تصریح کردی کہ یہہ سارا واقعہ قیامت کے
دن ہوگا اور ماضی یہان بمعنی مستقبل ہے اور لفظ آذ صلہ ہے۔

غرضہ ان لفظۃ قال فی قولہ واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت بمعنی یقول لان اللہ تعالی انما یقول ھذا القول فی یوم القیامۃ تو بیخا للنصاری قولہ اذ صلۃ ای زایدۃ لان اذ للماضی وھھنا المراد بہ المستقبل (قسطلانی)

فان الصیغۃ تدل علی الزمان الماضی والحرف ھھنا کالقاضی ثم ان کنت لا ترضی بحکم الحرف تجعل الماضی مستقبلا بتبدیل الحرف فھذا ظلم منک من امثالک فیکون فی ھذا ایضا من الکاذبین (ص ۱۳۵)

**لفظ اذ اور ماضی بمعنی مستقبل کی نحوی تحقیق**

بیضاوی اور متن متین مین ہے کہ کلام اللہ مین حروف
زیادۃ کا آنا اس معنی سے نہین کہ وہ اپنے معنی کے افادہ
مین قاصر ہین بلکہ وہ محسنات بدیع کی طرح موکدات اور محسنات ہین اور
اون کے نہونے سے معنی مین کوئی کمی نہین ہوتی۔ اور سر اس مین یہہ ہے
کہ ان کا مفاد درحقیقت اُن کے اپنے معنی نہین بلکہ اُن کی وضع اسلئے
ہے کہ غیر کے ساتھ مذکور ہونے سے اوسکے معنی مین وثاقت اور قوت
پیدا کردین۔ اور اگرچہ کلمہ آذا کی طرح کلمہ اذ نے بھی کلام اللہ کی دوسری
آیات جیسے ولو تری اذ فزعوا یعنی اذا فزعوا۔ اور جیسے قول راجز

والایراد بالزیادۃ عند عدم افادۃ لمعنیٰ موکدات ومحسنات کمحسنات البدیع والسر ان مفادھا لیس معناھا (متن متین)

ولا نعنی بالمزید اللغو الضایع فان القران کلہ ھدی بل ما لم یوضع لمعنی یراد منہ وانما وضعت لان تذکر مع غیرھا فیفید لہ وثاقۃ وقوۃ (بیضاوی)

| ثم جزاک اللہ عنی اذ جزا | جنات عدن فی السموات العلی | وھو زیادۃ فی الھدی غیر قادح فیہ |
|---|---|---|

مین بقول خازن معنی استقبال کا افادہ کیا لیکن اس کا سر اور اس کا اصل اصول قواعد نحو کے مطابق

جیسے کہ متن متین وغیرہ مین ہے یہہ ہے کہ جب کسی ایسے امر مستقبل کا اخبار منظور ہو جسکے آیندہ وقوع کے لئے افادہ قطع مقصود ہو تو وہ امر بصیغہ ماضی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے - اور اگر زیادہ تر وثاقت اور قوت کیساتھ اس معنی کا افادہ مقصود ہو تو کلمہ اذ کی طرح حرف موکد اوسکے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے - چنانچہ اسی وجہ سے سورہ مائدہ کی اس آیت مین صیغہ ماضی حرف اذ کے ساتھ استعمال کیا گیا - اور اس امر کی دلیل کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن وقوع مین آئیگا خود اسی آیت کے بعد اللہ تعالے کا قول ہے - چنانچہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ درمنثور مین اس آیت کے متعلق قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اون سے کسی نے پوچھا کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا؟ تو کہا کہ قیامت کے دن کیا تو نہین دیکھتا کہ خدا خود فرماتا ہے کہ یہہ تمام باتین اوسی دن ہون گی جس مین سچون کو سچائی نفع دیگی یعنی قیامت کے دن - اور اسی معنی کے اصح ہونیکی نسبت امام فخر الدین رازی اور زمخشری نے اپنی تفسیر مین صراحت کی اور کہا کہ واذ قال اللہ یا عیسے ابن مریم کا عطف اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک پر ہے - جو بقول بیضاوی وکشاف یوم یجمع کا بدل اور بطریق نادی اصحاب الجنۃ بمعنی مستقبل ہے - پس اس آیت کا مقدم اور موخر دونوں اس معنی کے لئے موکد ہین کہ ان تمام جواب وسوال کا وقوع قیامت کے دن ہوگا نہ کہ اسکے قبل ہو چکا جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے اور اسی بناے فاسد پر اونھون نے بخاری کی حدیث ابن عباس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد یعنی عیسی صلوات اللہ علیہ کا قول بلفظ ماضی حکایت فرمانے سے یہہ اعتقاد کر لیا کہ آنحضرت اور عیسی بن مریم دونون برابر طور پر اثر توفی سے متاثر ہو گئے ہین اور یہہ کہ آنحضرت صلعم نے اس حدیث مین توفی کی تفسیر مار دیا اور وفات دیدی ارشاد فرمائی جس سے بکلی منکشف ہو گیا کہ مسیح ابن مریم بھی وفات پاگئے اور آنحضرت صلعم بھی وفات پا گئے -"

الماضی بمعنی المستقبل اذا اخبر بہ عن مستقبل مع قصد القطع بوقوعہ کقولہ تعالے ونادی اصحاب الجنۃ وسیق الذین - (متن متین وشرحہ للمؤلف)

قیامت کے دن ہی ہے - فلما توفیتنی کا تعلق

اخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادۃ فی قولہ أأنت قلت للناس الخ متی یکون ذلک قال یوم القیامۃ الا ترى انہ یقول ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم - درمنثور

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک بدل من یوم یجمع وھو علی طریقۃ ونادی اصحاب الجنۃ - بیضاوی کشاف

حالانکہ خود یہی حدیث بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے ارشاد کی وقت زندہ موجود اور
اثر توفّی سے محفوظ تھے اور یہہ حدیث اور مذکور آیت فرقانی دونون بتلا رہی ہین کہ اس توفّی کے ساتھہ دونون
حضرات کی اعتذار اور اقرار کا زمان و مکان قیامت کا دن ہوگا جیسے کہ قبل ازین مدلل بیان کر دیا گیا۔
پس اس حدیث مین کوئی دلالت نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد مین عیسیٰ صلوات اللہ
علیہ کے متعلق خبر دی ہو کہ وہ مر چکے یا مرنیکے بعد قبل از روز قیامت اون سی یہہ سوال وجواب ہو چکا اور وہ اپنی
توفّی موت کا اعتذار بارگاہ رب العزت مین کر چکے۔ پس اگر قادیانی صاحب اپنے دعاوی کا ثبوت اس حدیث
سے استنباط کرکے دکہلاوین تو ہم نہایت انصاف اور سچائی کے ساتھہ قبول کرنے کے لئے آمادہ ہین لیکن
افسوس کہ اون کے موجودہ دعاوی کے استنباط سے قرآن اور حدیث کی الفاظ تبرّی کا اظہار فرما رہے ہین۔
ہان لفظ توفّی کے مشترکہ اطلاق نے اون کو لغزش دیدی اور اونہون نے اس لفظ کے جنسی معنی کی تنویع
دونون حضرات کے حالات خاصہ کے ساتھہ نہ کی جیسے کہ سورۂ زمر کی آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی
لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمّی مین اگرچہ مختلف النوع انفس ایک
ہی طور پر توفّی کا اطلاق ہوا لیکن نفوس مائتہ اور نائمہ نے اپنی اپنی توفّی کو جدا جدا کرکے ثابت کر دیا

نزول عیسیٰ علامت قیامت ہے

کہ موت والے نفوس کی توفّی اور ہے اور سونیوالے نفوس کی توفّی اور ہے۔ اسی طرح اس حدیث
مین اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی طور پر اپنے اور عیسیٰ بن مریم پر توفّی کا اطلاق کیا۔ لیکن اون کے
حالات خاصہ نے توفی کی تنویع کر دی اور چونکہ احادیث متواتر بالمعنی سے حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت ہے
جیسے کہ اس کا بیان کسیقدر ہوا اور ہوگا۔ لہذا اون کی توفّی بہیئت شخصی اپنے حقیقی معنی رفع اور بلندی پر
چڑہنے اور طول عمر کی مستلزم ہوئی اور اگر ہم اس آیت کریمہ مین مجازاً وہ معنی توفی مراد لین جو مستلزم موت ہے
تو یہی آیت کریمہ اپنے مقدم اور موخر اور سیاق وسباق کی لحاظ سے سفارش کر رہی ہے کہ آنحضرت صلعم کی
اس ارشاد کے وقت ابہی عیسیٰ صلوات اللہ علیہ پر موت وارد نہین ہوئی اور اون کی موت کسی دوسرے
وقت پر منتظر ہے۔ جیسے کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲ مین بحوالہ خصائص ابی نعیم
خود ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونہون نے

وفی حدیث ابن عباس عن امہ
لما ولدت عبد اللہ ای ابن عباس

کر جب ابن عباس تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ابو الخلفاء ہے یعنی کل خلیفوں کا باپ ہے۔ چنانچہ اسی کی اولاد میں سے وہ خلیفہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ اور جیسے کہ یہی افادہ حضرت ابن عباسؓ کا اپنی تفسیر میں ہے جو فرمایا یا عیسی انی متوفیک ورافعک مقدم و موخر یقول انی رافعک الی ثم متوفیک قابضک بعد النزول۔ اور جیسے کہ شیخ سیوطی نے اتقان کے باب (۴۴) قرآن کے مقدم و موخر میں قتادہ سے بیان کیا۔ اور اس کی موید امام رازی کا چوتھا قول ہے جس میں بیان ہے کہ واو عاطفہ ترتیب کا افادہ نہیں دیتا اور ایسا بہت سی آیات قرآنی میں ہے جیسے لولا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاما و اجل مسمی۔ قال قتادۃ ھذا من التقادیم الکلام یقول لولا کلمۃ و اجل مسمی لکان لزاما۔ اور خود قواعد کلام عرب میں یہی صراحت ہے کہ واو عاطفہ ترتیب کا افادہ نہیں دیتا۔ چنانچہ ایک ہی واقعہ کے متعلق قرآن کریم کا متعدد جگہ فرمانا و ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ اور دوسری جگہ فرمانا و قولوا حطۃ و ادخلوا الباب سجدا اس ترتیب کو باطل کرتا ہے۔ اور یہی مذہب صحیح ہے جیسے کہ ہماری شرح متن متین میں مبسوط ہے۔ اور خود حق تعالیٰ نے سورہ زخرف میں حضرت عیسیٰ کو علامت ساعت قیامت مقرر فرمایا ہے۔ جیسے کہ یہی مفاد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرارت کا ہے اور باعتبار ظہور مرجع کے بجز عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے انہ کی ضمیر کسی دوسری طرف راجع کرنا خلاف سیاق آیت ہی۔ اور یہی معنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفاد ہے جسکو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں شب اسری

قال رسول اللہ صلعم اذھبی بابی الخلفاء فاخبرت لک العباس فاتاہ فذکر لہ فقال ھو ما اخبرت ھذا ابو الخلفاء حتی یکون منہم من یصلی بعیسی علیہ السلام

غزاہ فی الخصائص لابی نعیم ازالخ ص ۳۷

ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون و قالوا ءالھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون و انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم ولا یصدنکم الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ ای ان عیسی شرط من اشراطھا لعلم بہ وقرء ابن عباس لعلم وھو العلامۃ ۔ (کبیر)

مین حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ صلوات اللہ علیہم سے ملا اور اون کے درمیان امر ساعت کا ذکر آیا اور سب نے اس امر مین حضرت ابراہیم کو حکم بنایا اور اونہون نے لاعلمی بیان کی - پھر موسیٰ کی طرف رجوع کی اور حضرت موسیٰ نے بھی لاعلمی ظاہر فرمائی - پھر عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کیطرف رجوع کی تو حضرت عیسیٰ نے اس کی جواب مین ارشاد فرمایا کہ قیامت کا ٹھیک وقت تو بجز اللہ کے کوئی نہین جانتا لیکن جو عہد کہ میرے رب نے مجھہ سے کیا ہے اوس مین ایک یہہ ہے کہ دجال خروج کریگا اور میرے ساتھہ دو چھڑی رہین گی - پس جبکہ دجال مجھکو دیکھیگا تو سیسے کی طرح پگھلیگا اور پھر اوسکو ہلاک کریگا - اور اسی مین ہے کہ رب تعالے نے مجھہ سے یہہ ہی عہد کیا کہ جب ایسا ہوگا تو اوس وقت ساعت کا وقت اس مثال پر ہوگا جیسے کوئی حاملہ عورت جسکے وضع حمل کے دن پورے ہوگئے ہون لیکن یہہ معلوم نہین ہوتا کہ کس وقت ناگہان رات دن مین بچہ جنتی ہے - اور حاکم نے مستدرک مین اسی حدیث کے اخیر مین کہا فذکر من خروج الدجال فاهبط فاقتله - اور حاکم نے اس کا اسناد صحیح کہا

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلة اسری بی ابراهیم وموسی وعیسی قال فتذاکروا امر الساعة قال فردوا امرهم الی ابراهیم فقال لا علم لی بها فردوا امرهم الی عیسیٰ فقال عیسیٰ اما وجبتها فلا یعلم بها احد الا اللہ عز وجل وفیما عهد الی ربی ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیهلکه اللہ اذا رانی - الحدیث - قال ففیه عهد الی ربی عز وجل ان ذلک اذا کان کذلک فان الساعة کالحامل المتم لا یدری اهلها متی تفجاءهم بولادها لیلا او نهارا - (احمد ابن ابی شیبه - سعید بن منصور - بیهقی - درمنثور - ابن کثیر)

۴ منی فقال لا علم لی بہا فردوا امرہم الی

انجیل سے عیسیٰ کے دوبارہ آنیکا ثبوت

اور انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۲ء کے صحاح (۱۴) مین ہے کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نے حواریون سے کہا کہ مین تمکو یتیم نہین چھوڑون گا اور عنقریب تمہاری طرف آؤن گا اور تم مجھے دیکھوگے کہ مین زندہ ہون - خیر الدین آفندی

لا اترککم یتامی انی اتی الیکم لعد قلیل و اما انتم فتروننی انی انا حی - (انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۲ء صحاح (۱۴) الجواب الفصیح لخیر الدین افندی صـ۸۹)

جواب فصیح مین لکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کا یہہ قول ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے بالکل مطابق ہے جو فرمایا کہ ابن مریم تم مین بصورت حکم وعادل نزول کریگا -

اور دُرِ منثور جلد دوم صـ۳۶ مین حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے کہ تحقیق عیسےٰ نہین مرا اور وہ قیامت کے قبل تمہاری طرف واپس آنے والا ہے۔

قال الحسن قال رسول اللہ صلعم للیہود ان عیسےٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ دُرِ منثور

بقول بخاری وغیرہ عیسیٰ رسول اللہ کے مقبرہ مین دفن ہونگے

اور خود بخاری نے اپنی تاریخ مین اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ عیسےٰ بن مریم آنحضرت اور صاحبین کے ساتھ دفن کیا جائیگا اور عیسےٰ صلوات اللہ علیہ کی قبر چوتھی ہوگی۔

اخرج البخاری فی تاریخہ والطبرانی عن عبداللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً۔

اور ترمذی نے بطریق حسن محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے اونسے اپنے باپ سے اونسے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ توراۃ مین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور یہہ کہ عیسےٰ بن مریم اون کے ساتھ دفن کیا جائیگا لکھا ہوا ہے۔ اور ابن جوزی نے کتاب الوفا مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف اُتریگا پھر نکاح کریگا اور صاحب اولاد ہوگا اور پینتالیس برس تک زمین پر رہیگا پھر وفات پائیگا اور میرے ساتھ میرے مقبرہ مین دفن ہوگا اور مین اور وہ ایک ہی مقبرہ سے ابی بکر رضؓ اور عمر رضؓ کے درمیان قیامت کے دن اٹھین گے۔

اخرج الترمذی وحسنہ عن محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمدؐ وعیسیٰ بن مریم یدفن معہ - قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر دُرِ منثور مشکوٰۃ صـ۵۱۵

عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہؐ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر رضؓ وعمر رضؓ - رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء مشکوٰۃ - ای فی مقبرتی و عبر عنہا بالقبر لقرب قبرہ بقبرہ فکانہما فی قبر (مرقاۃ)

امام ذہبی کا مذہب کہ عیسیٰ ابھی زندہ ہے اور وہی حسب پچھلا امر سے صحابی ہے

اور زرقانی مین اصابہ سے منقول ہے کہ امام ذہبی نے تجرید مین ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم بنت عمران رسول اللہ

وفی الاصابۃ عیسیٰ بن مریم بنت عمران رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم ذکرہ الذہبی فی التجرید مستدرکا علی من قبلہ

سے شب اسرا میں ملاقات فرمائی اور سلام کہا۔ پس
عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہے اور صحابی بھی اور صحابہ میں
سے وہی ایک صحابی ہے جو سب سے پیچھے وفات پائیگا
اور اسی پر ذہبی کا اعتماد ہے بلکہ یہی قول علماء کی ایک
جماعت کثیرہ کا ہے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ شب
اسریٰ کے سوا بھی کئی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کا اجتماع ہوا۔ چنانچہ
ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ہمنے
آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ کے ہم دیکھ
رہے ہیں کہ آپ نے کسی سے مصافحہ کیا ہے لیکن جس سے
آپ نے مصافحہ کیا ہے اوس کو ہم نہیں دیکھتے۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ میں اوس کی انتظار میں رہا یہاں تک کہ اوس نے
طواف ختم کر لیا۔ اور میں نے اوس کو سلام کہا اور نیز ابن عدی نے انس سے روایت کی ہے کہ ہم بہت سے
صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہم کے ساتھ تھے کہ ناگہاں ایک چادر اور ایک ہاتھ دیکھا اور ہمنے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول یہہ چادر اور ہاتھ کیسا ہے جو ہمنے دیکھا
آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا کہ کیا تمنے دیکھا؟ ہمنے کہا ہاں! آنحضرت نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم تھا
جسنے مجھپر درود کہا۔ اور فتوحات مکیہ باب (۳۶۷)

فقال رأی النبی صلعم لیلۃ الاسریٰ وسلم علیہ فھو نبی
وصحابی وھو اٰخر من یموت من الصحابۃ وھو الذی
عول علیہ الذھبی بل ذھب الیہ جمیع من العلماء
وکان اجتماعہ بہ مرات فی غیر لیلۃ الاسراء روی
ابن عساکر عن انس قلنا یا رسول اللہ رأینا ک صافحت
شیئا ولا نراہ قال ذاک اخی عیسی ابن مریم انتظرتہ
حتی قضی طوافہ فسلمت علیہ وروی ابن عدی
عن انس بینا نحن مع النبی صلعم اذ رأینا بردا ویدا
فقلنا یا رسول اللہ صلعم ما ھذا البرد الذی رأینا والید
قال قد رأیتموہ قلنا نعم قال ذاک عیسی بن مریم
صلی علیّ۔ زرقانی ص ۳۴۳ م (۵)

شب معراج میں عیسیٰ اپنے جسد عنصری کے ساتھ مرئی ہوئے

بقیہ جلد (۳) ص ۳۴۴ میں حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی حدیث معراج
میں لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے
آسمان پر گئے تو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلعم

فاستفتح جبرئیل السماء الثانیۃ کما فعل فی الاول
وقال قیل لہ فلما دخل اذا بعیسی علیہ السلام بجسدہ
عینہ فانہ لم یمت الی الاٰن بل رفعہ اللہ الی
ھذہ السماء واسکنہ بھا وحکمہ فیھا وھو شیخنا الاول
الذی رجعنا علی یدیہ ولہ بنا عنایۃ عظیمۃ لا

نے اون کے بعینہ جسد مین دیکھا - کیونکہ وہ ابھی تک نہین مرے
بلکہ اون کو اس آسمان کی طرف اللہ تعالے نے اوٹھا لیا اور
اسی آسمان مین اون کو سکونت اور حکومت عطا کی - پھر حضرت شیخ فرماتی ہین کہ حضرت عیسی ہی ہمارا پہلا
پیر ہے جن کے ہاتھ پر ہمنے بیعت کی اور ہمارے حال پر اون کو اتنی بڑی عنایت ہے کہ ایک ساعت بھی
ہم سے غافل نہین - اور میرا مدعا ہے کہ مین نزول کے وقت اون کو پالون گا - انشاء اللہ تعالے -

لیغفل عنا ساعۃ واحدۃ وارجو ان ادرکہ
فی نزولہ انشاء اللہ تعالی - (فتوحات مکیۃ)

رسول اللہ کا ارشاد کہ عیسی ابھی مرے نہین

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے
روایت کی کہ نصاری نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس آکر عیسے بن مریم کے متعلق بحث کرنے لگے کہ اون کا
باپ کون ہے ؟ اور اللہ تعالی پر کذب اور بہتان باندہنے لگے
اوس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے ارشاد فرمایا کیا
تم نہین جانتے کہ کوئی فرزند ایسا نہین جو اپنے باپ سے مشابہ
نہو - نصاری نے کہا بیشک - پھر فرمایا کیا تم نہین جانتے

روی ابن جریر وابن ابی حاتم عن ربیع قال
ان النصاری اتوا النبی صلعم فخاصموہ فی عیسی
بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب
والبہتان فقال لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم
الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وہو یشبہ
اباہ قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا
یموت وان عیسی یاتی علیہ الفناء - الحدیث

کہ ہمارا رب زندہ ہے جسپر موت نہین آئیگی اور عیسی پر موت آنیوالی ہے - سو اس حدیث ابن عباس مین
آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمادیا کہ عیسے بن مریم ابھی مرے نہین بلکہ آئندہ مرنیوالے ہین - اور اسی طرح اسحاق

ابن عباس کا قول کہ فرمایا رسول اللہ نے عیسی بن مریم آسمان سے اترےگا

بن بشر اور ابن عساکر نے اپنی مسانید مین ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مین
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

روی اسحق بن بشر وابن عساکر عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ صلعم فعند ذلک ینزل اخی
عیسی بن مریم من السماء - الحدیث

کہ جبکہ دجال مسلط ہوگا اور مومن بیت المقدس مین جمع ہون گے تو میرے بھائی عیسی بن مریم آسمان سے اترینگے -

بروایت حاکم علی اوسی شب کہ قتل ہوئے جس شب عیسی آسمان پر گئے

اور حاکم نے حریث بن مخشی سے روایت کی کہ علی
رضی اللہ عنہ اکیسوین رمضان کی صبح کو قتل کئے
گئے - اور مین نے حسن بن علی کو کہتے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ

روی الحاکم عن حریث بن مخشی ان علیا قتل صبیحۃ
احدی وعشرین من رمضان سمعت الحسن بن علی
یقول قتل لیلۃ انزل القرآن ولیلۃ اسری بعیسی ولیلۃ قبض موسی

اوسی رات قتل ہوئے جس رات کہ آسمانون سے قرآن کا نزول ہوا اور جس رات عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو اسرا ہوئی اور جس رات کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کی روح قبض کی گئی۔

امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ مالکیہ وغیرہ کا مذہب کہ عیسیٰ آسمان سے اُتریگا

اور امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ فقہ اکبر مین تحریر فرماتے ہین کہ دجال کا نکلنا اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور دوسری علامات

خروج الدجال و یاجوج و ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء و سائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کاین۔ فقہ اکبر

جو اخبار صحیحہ مین ہین سب کا ہونا برحق ہے۔ اور یہی مذہب کل ائمہ شفعویہ کا ہے جیسے کہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔ اور یہی مذہب ائمہ مالکیہ کا ہے جیسے کہ شیخ الاسلام احمد نفراوی المالکی نے فواکہ دوانی مین تصریح کردی کہ اشراط ساعت سے ہے آسمانون سے عیسیٰ علیہ السلام کا اوترنا۔ آہ۔ اور جیسے کہ علامہ زرقانی مالکی نے شرح مواہب قسطلانی مین نہایت بسط اور کثرت

علامہ زرقانی مالکی کا نزول عیسیٰ کے اثبات مین بحث بسیط کرنا

افادات کیساتھ اس کے متعلق بحث کی جس کو ہم اس موقع پر ذیل مین نقل کرتے ہین جس سے قادیانی صاحب کے شبہات اور اوہام کا ازالہ بوجہ اتم ہوتا ہے:۔ پس جس وقت کہ ہمارے سردار عیسیٰ صلوات اللہ علیہ آسمانون سے اوترین گے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے پھر شریعت محمدی کے احکام کا استفاضہ اون کو بذریعہ الہام ہو یا بذریعہ روح محمدی یا کسی اور طریقہ سے جو اللہ چاہیگا یعنی کتاب و سنت سے بطریق استنباط یا مثل اس کے کسی دوسری طریقہ سے چنانچہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو ہماری شریعت کے احکام کسطرح

فاذا انزل سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ یحکم بشریعۃ نبینا صلعم بالھام او اطلاع علی الروح المحمدی او بما شاء اللہ) من استنباط لھا من الکتاب والسنۃ ونحو ذلک وقد سئل السیوطی بای طریق تصل احکام شرعینا الی عیسیٰ ما جاب بان الانبیاء کانوا یعلمون فی زمانہم بجمیع شرایع من قبلہم ومن بعدہم بالوحی من اللہ علی لسان جبرئیل و بالتنبیہ علی بعد ذلک فی الکتاب الذی انزل علیہم و بان عیسیٰ ینظر فی القرآن فیفہم منہ جمیع احکام ھذہ الملۃ من غیر احتیاج الی مراجعۃ الاحادیث کما فہم النبی صلعم ذلک من القرآن

عیسیٰ کو شریعت محمدیہ کے احکام کسطرح سے پہنچینگے؟

پہونچیں گے؟ تو اونہوں نے (۱) جواب
دیا کہ کُل انبیا اپنی اپنے زمانوں میں اپنے
ماقبل اور مابعد انبیا صلوات اللہ علیہم کی کُل شرائع
کو جبرئیل کی زبانی بطریق وحی اور اپنی اپنی منزلہ کتابوں
مین بطریق تنبیہ جانتے ہین اور (۲) عیسیٰ قرآن کریم
مین نظر اور غور کرنے سے احادیث رسول اللہ کی
طرف رجوع کرنے کے بغیر اس ملّت کے احکام سمجھ لینگے
جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے
احکام ملّت استنباط فرمائے - کیونکہ قرآن کریم شریعت
کے کل احکام پر حاوی ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے قرآن کریم سے احکام شریعت کا استنباط
اپنے اوس خداداد فہم اور عقل کے ساتھہ کیا جو اونہین
کے ساتھہ مختص ہوا اور پھر احکام مستنبط کو احادیث مین
مشرح فرمایا اور اُمت کے افہام اوس شے کے ادراک
سے قاصر ہین جو صاحب نبوّت ادراک کرتا ہے اور چونکہ
عیسی صلوات اللہ علیہ بھی ایک نبی اللہ ہین اس لئے بعید
نہین کہ قرآن کریم سے اوسی طرح احکام ملّت کا ادراک
کرین جس طرح کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادراک کیا
اور (۳) عیسے صلوات اللہ علیہ آنحضرت صلعم کی صحابہ مین
معدود ہین - کیونکہ کئی بار آنحضرت صلعم کیساتھہ اون کو اجتماع
ہوا - پس کوئی مانع نہین کہ اونہون نے آنحضرت سے

فانه قد انطوى على جميع احكام الشريعة - ففهمها نبينا بالفهم
الذى اختص به ثم شرحها لامته فى السنة - وافهام
الامة تقصر عن ادراك ما ادركه صاحب النبوة وعيسى عم
نبي فلا بعد ان يفهم من القرآن كفهم النبى صلى الله عليه
وسلم - وبان عيسى عم معدود فى الصحابة لانه اجتمع بالنبي صلعم
غير مرة فلا مانع ان تلقى منه احكام شريعته المخالفة
لشريعة الانجيل لعلمه بانه سينزل فى امته ويحكم فيهم
بشرعه فاخذ عنه بلا واسطة والى هذا اشار جماعة
من العلماء - قال ورأيت عبارة للسبكى تصلها انما
يحكم عيسى بشريعة نبينا بالقرآن والسنة فترجح ان
اخذه السنة بالطريق المشافهة بلا واسطة - وبانه عم اذا
نزل يجتمع بالنبى صلعم فى الارض كما صرح به فى احاديث
فلا مانع ان ياخذ عنه ما احتاج اليه من احكام
شريعته واستدل السيوطى لكل واحد من هذه
الاربع بما يطول ذكره وذكر انه اعترض عليه فى الجواب
الاول بلزوم ان القرآن مضمن فى الكتب السابقة
فاجاب بانه لا مانع من ذلك فقد دلت الاحاديث
على ثبوت هذا اللازم وقال تعالى وانه لتنزيل
رب العلمين الى قوله وانه لفى زبر الاولين ثم ساق الا
ذلك فى نحو ورقة - ثم قال ان السائل نفسه ساله
ثانياً هل ثبت ان عيسى ينزل عليه الوحى بعد نزوله -

شریعت محمدیہ کے اون احکام کی تلقی کی ہو جو شریعت انجیل کے مخالف ہین کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ وہ عنقریب اُمت محمدیہ مین اوترنے والی ہین اور اون ہی اونہین کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے۔ لہذا عیسے صلوات اللہ علیہ نے آنحضرت صلعم سے بلا واسطہ اُن احکام کی تلقی کی اور اسی معنی کی طرف علمار کی ایک جماعت نے اشارہ کیا شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ مین نے امام سُبکی رضی اللہ عنہ کی عبارت دیکھی جس مین اونہون نے تنصیص کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلعم کی شریعت کے مطابق قرآن اور سنت کیساتھ حکم کرین گے جس سے اس معنی کو ترجیح ہوتی ہے کہ اونہون نے آنحضرت صلعم سے بالمشافہ اور بلا واسطہ سنت کی تلقی کی۔ اور (سوم) عیسیٰ صلوات اللہ علیہ جب نزول فرماوین گے تو اون کو آنحضرت صلعم کے ساتھ زمین پر اجتماع اور مصاحبت ہوگی جیسے کہ یہ معنی کئی حدیثون مین صراحت کیگئی ہین پس کوئی مانع نہین کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ ضرورت کیوقت آنحضرت صلعم سے احکام شریعت کی تلقی کرلین۔

اور شیخ سیوطی رضہ نے ان چارون وجوہات کے اثبات مین مدلل طور سے استدلال کیا جسکا یہان ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔ اور بیان کیا کہ جواب اوّل کی نسبت کسی نے اون پر اعتراض کیا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن کریم پر

فاجاب نعم روی مسلم وغیرہ اثناء حدیث اوحی اللہ الی عیسی انی قد اخرجت عباداً من عبادی لا یدیٰ لک بقتالہم "فحرز عبادی الی الطور، و یبعث اللہ یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون فیمر اوائلہم علی بحیرۃ طبریۃ فیشربون ما فیہا و یمر اٰخرہم فیقولون لقد کان بہذہ مرۃ ماءٌ و یحصر نبی اللہ عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام واصحابہ ثم یہبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی الارض الخ" فہذا صریح فی انہ یوحی الیہ یعنی نزولہ۔ والذی نقطع بہ ان الجائی الیہ جبریل لانہ السفیر بین اللہ و بین انبیائہ کما صرحت الآثار بذلک وساقہا۔ ثم قال وقد زعم ان عیسیٰ اذا نزل لا یوحی الیہ حقیقۃ بل وحی الہام وھو ساقط مہمل لمنابذتہ لحدیث مسلم وغیرہ ولان ماتوھمہ من تعذر الوحی الحقیقی فاسد لانہ نبی فای مانع من نزول الوحی الیہ۔ فان تخیل انہ ذہب منہ وصف النبوۃ فہو قول یقارب الکفر لان النبوۃ لا تذہب ابداً ولا بعد موتہ۔ وان تخیل اختصاص الوحی بزمن دون زمن فہو قول لا دلیل علیہ و یبطلہ ثبوت الدلیل علی خلافہ انتہی (فیاخذ عنہ ماشرع اللہ لہ ان یحکم بہ فی اُمتہ فلا یحکم لشئ من تحریم وتحلیل الا بما کان یحکم نبینا صلعم

کتب بقیہ مشتمل ہین اور شیخ نے جواب دیا کہ اس مین کوئی
مانع نہین کیونکہ احادیث نبویہ سے اس معنی کا ثبوت ملتا
ہے اور خود خدا قرآن کریم مین فرماتا ہے کہ قرآن رب العالمین
کا اوتارا ہوا زبر اولین مین ہے - پہر ایک ورق مین
اسکے ادلہ بیان کئے - اور کہا کہ اوسی سایل نے پہر

عیسیٰ پر نزول کے بعد وحی اوترنا

دوسری دفعہ پوچہا کہ کیا یہہ ثابت ہے
کہ اوترنے کے بعد عیسیٰ پر وحی کا نزول
ہوگا؟ اس کی جواب مین کہا ہان کیونکہ مسلم وغیرہ نے
(النواس بن سمعان کی) حدیث کی درمیان روایت
کی ہے کہ عیسیٰ پر اللہ تعالیٰ وحی کریگا کہ مین نے اپنے
بندون مین سے ایسے بندے نکالی ہین کہ جن کے
قتال کی تجہے طاقت نہین - پس میرے بندون کو
کوہ طور کی طرف لیجا اور اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو نکالیگا
جو ہر بلند اور سخت زمین سے دوڑتے آوینگے اور
اون کے پیشرو بحیرہ طبریہ پر گذرین گے اور اوس کا
سارا پانی پی جاوین گے اور اون کے پس رو جب
اوس تالاب پر گذرین گے تو کہین گے کہ کبہو وقت
اس تالاب مین پانی ہوگا اور عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب
سمیت طور کے غار مین محصور رہین گے اور یاجوج
وماجوج کے نابود ہونے کے بعد عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب
کے ساتہہ زمین کی طرف اوترین گے - پس یہہ حدیث

ولا يحكم بشريعته التي انزلت عليه في اوان رسالته ودولته
فهو تابع لنبينا صلعم وقد نبه على ذلك الترمذي
الحكيم في كتاب ختم الاولياء واعرب عنه حسنا عنقاء
مغرب وكذا الشيخ سعد الدين التفتازاني في شرح
عقايد النسفي وصحح انه يصلي بالناس ويؤمهم ويقتدي
به المهدي لانه افضل منه فامامته اولى انتهى
كذا جزم به اعتمادا على تعليله وورد ما يشهد له
في بعض الآثار وعورض بحديث الصحيحين عن
ابي هريرة قال قال رسول الله صلعم كيف انتم اذا نزل
ابن مريم فيكم وامامكم منكم ولمسلم ايضا كيف بكم
اذا نزل ابن مريم فيقال صل بنا فيقول لا ان بعضكم
على بعض امراء تكرمة لهذه الامة ولاحمد من
حديث جابر فاذا هم بعيسى فيقال تقدم فيقول
ليتقدم امامكم فليصل بكم - ولابن ماجه في حديث
ابي امامة وكلهم اي المسلمين ببيت المقدس وامامهم
رجل صالح قد تقدم يصلي بهم اذ نزل عيسى فرجع
الامام ينكص ليتقدم عيسى فيقف عيسى بين كتفيه
ثم يقول تقدم فانها لك اقيمت وروى ابو نعيم
عن ابي سعيد مرفوعا منا الذي يصلي عيسى بن
مريم خلفه اي من اهل البيت وجمع بان عيسى
يقتدي بالمهدي اولا ليظهر انه نزل تابعا لنبينا

صریح بیان کررہی ہے کہ عیسیٰؑ پر نزول کے بعد وحی اُتریگی اور یہہ امر قطعی ہے کہ وحی لانیوالا جبرئیلؑ ہی ہے کیونکہ اللہ اور انبیاء اللہ کے درمیان وہی سفیر ہے جیسے کہ آثار مین مصرح ہی اور شیخ نے بالتفصیل اون کو لکہا۔

عیسیٰ پر وحی حقیقی ہوگی کیونکہ وہ نبی ہین

پھر شیخ نے کہا کہ بعض کا زعم ہے کہ عیسیٰ جب اوتریگا تو وحی حقیقی اوس کی طرف نہ اوتریگی بلکہ اوس کو وحی مجازی ہوگی یعنی الہام۔ حالانکہ یہ بالکل باطل اور مہمل ہے کیونکہ مسلم وغیرہ کی حدیث اسکو رد کررہی ہے اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی اوس کے نزدیک متعذر ہے دراصل وہ خود فاسد ہے کہ عیسےٰ صلوات اللہ علیہ نبی ہین پس وحی حقیقی کی نزول مین کون مانع ہے۔ پس اگر اس خیال سے کہے کہ عیسےٰ سے

عیسیٰ سے بعد نزول سلب نبوت ہونیکا اعتقاد کرنا کفر ہے

وصفِ نبوت جاتا رہا ہے تو یہہ ایسا قول ہے جو کفر تک پہونچا دیتا ہے کیونکہ کبہی کسی نبی کی نبوت نہین جاتی نہ مرنے کے قبل اور نہ مرنے کے بعد۔ اور اگر اس خیال سے کہے کہ وحی حقیقی نبی کے ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے تو یہہ ایسا قول ہے جسپر کوئی دلیل نہین اور اسکو اسکے خلاف دلائل کا ثبوت باطل کرتا ہے۔ انتہیٰ۔ (الحاصل عیسیٰ صلوات اللہ

عیسیٰ کوئی جدید شریعت نہ لائیگا بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کریگا

علیہ آنحضرتؐ سے اون شرائع کی تلقی فرمادین گے جن کا حکم امتِ محمدیہ مین اللہ

---

حاکما بشرعہ ثم بعد ذلک یقتدی المہدی بعلی اصل القاعدۃ من اقتداء المفضول بالفاضل قال ابن الجوزی لو تقدم عیسےٰ اماما لوقع فی النفس اشکال ولقیل أتراہ تقدم نائبا او مبتدءًا شرعًا فیصلی ماموما لئلا یتدنس بغبار الشبہۃ وجہ قولہ لا نبی بعدی - وفی صلوۃ عیسیٰ خلف رجل من ھذہ

ناظم تیدنس ۱۲

الامۃ مع کونہ فی اٰخر الزمان وقرب قیام الساعۃ دلالۃ للصحیح من الاقوال ان الارض لا تخلو عن قائم للّٰہ بحجۃ - وقیل معنی و امامکم منکم انہ یحکم بالقرآن لا بالانجیل کما فی روایۃ لمسلم و امکم منکم قال ابن ابی ذئب معناہ و امکم بکتاب ربکم وعلیہ لم یتبین ان عیسیٰ اذا نزل یکون اماما او ماموما لکن لینکر علیہ روایۃ احمد و مسلم فانہما صریحان لا یقبلان ھذا التاویل وقال ابو الحسن الآبری فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار ان المہدی من ھذہ الامۃ وان عیسیٰ یصلی خلفہ ذکر ذلک ردًا لحدیث ابن ماجۃ عن انس ولا مہدی الا عیسیٰ (فہو علیہ السلام وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ

---

فہو رسول نبی کریم علی حالہ لا کما یظن بعض الناس انہ یاتی واحدًا من ھذہ الامۃ) بدون نبوۃ و رسالۃ وجہل انہما لا یزولان بالموت کما تقدم

کو منظور ہوگا اور کسی شی کی تحریم اور تحلیل کے متعلق کوئی
جدید حکم بجز حکم نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ کریں گے
اور نہ اپنی شریعت متقدمہ کے مطابق حکم کریں گے
کیونکہ وہ ہر امر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
تابع رہیں گے۔ چنانچہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب
ختم الاولیاء میں تنبیہ کردی ہے اور صاحب غفار
مغرب نے اس کی صراحت کی اور اسی طرح شیخ سعد الدین
تفتازانی نے شرح عقاید نسفی میں اور اسنے اس
امر کی تصحیح کی کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے
اور مہدی اون کا اقتدا کریں گے کیونکہ وہ افضل ہے
لہذا اوسی کی امامت اولی ہے۔ انتہی۔ اگرچہ اس تعلیل
پر اعتماد کرنے سے یقین کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
ہی امامت کریں گے اور بعض آثار بھی اسکی شاہد

عیسیٰ نبی اللہ کی امامت مہدی موعود کریگا اور امامکم منکم کی تفسیر۔

ہیں لیکن صحیح کی حدیث اسکی معارض ہے جو ابی ہریرہ کی مروی
ہے کہ کہا اوسنے فرمایا رسول اللہ صلعم نے اوس وقت تمہاری
کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم تم میں اوترےگا اور امام
تمہارا انہیں میں سے ہوگا۔ اور نیز مسلم کی دوسری
حدیث کہ اوس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ
ابن مریم علیہ السلام تم میں اوترےگا اور اوسکو کہا جاویگا کہ ہماری
امامت کر اور وہ از روے تکریم امت محمدیہ صلعم کہیگا نہیں
تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہیں اور نیز احمد کی حدیث

فکیف بمن هو حی (لنعم هو واحد من هذه الامة
مع بقائه علی نبوته و رسالته (لما ذکر من وجوب
اتباعه لنبینا صلعم و الحکم بشریعته فان قلت قد
ورد فی صحیح مسلم) و البخاری ایضاً (قوله صلعم
لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما) ای حاکماً
(مقسطا) ولفظ البخاری حکماً عدلا و فی مسلم عن
ابی هریرة مرفوعاً ینزل عیسی بن مریم علی المنارة البیضاء
شرقی دمشق و فی الصحیحین عنه رفعه ینزل عیسی
فیقتل الدجال (فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر) فیبطل
دین النصرانیة لکن فی الطبرانی الاوسط باسناد
لا باس به عن ابی هریرة و یقتل الخنزیر و القردة
(و یضع الجزیة) و فی روایة و یضع الحرب و بقیة
الحدیث فی الصحیحین و یفیض المال حتی لا یقبله
احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا
و ما فیها ثم یقول ابو هریرة اقرؤا ان شئتم و ان من
اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته و یوم القیامة
یکون علیهم شهیدا۔ قال الحافظ و المعنی ان الدین
یصیر واحدا فلا یبقی احد من اهل الذمة یؤدی
الجزیة و قیل معناه یکثر المال فلا یبقی من یمکن
صرف مال الجزیة له فیترک الجزیة استغناء عنها
و قال عیاض یحتمل ان المراد بوضعها تقریرها

جو جابر رضہ سے مروی ہے کہ ناگہان عیسیٰ کا اون مین
اوترنا ہوگا اور اوسے کہا جاویگا کہ آگے ہو وہ کہیگا
کہ تمہارا ہی امام تمہارے آگے ہونا چاہیئے اور وہی تمہاری
نماز پڑھاوے - اور نیز ابن ماجہ کی حدیث جو ابی امامہ
سے مروی ہے کہ سب لوگ بیت المقدس مین جمع ہونگے
اور اون کا امام ایک مرد صالح ہوگا جو نماز پڑھانے کے
لئے اون کے آگے ہوگا اوس وقت ناگہان عیسیٰ کا
اوترنا ہوگا اور امام پچھلے پاؤن لوٹنے لگیگا کہ عیسیٰ
آگے ہوجاوے - لیکن عیسیٰ اوس کے دونون کاندہون
کے درمیان کہڑا ہوکر کہیگا کہ آگے ہو کہ اس نماز کی اقامت
تیرے ہی لئے کہی گئی ہے - اور نیز ابو نعیم کی حدیث جو
ابو سعید سے مرفوعاً مروی ہے کہ وہ شخص ہم مین سے ہی
ہے جسکے پیچہے عیسیٰ بن مریم نماز پڑہین گے یعنی وہ شخص
اہل بیت نبی صلعم مین سے ہے - اور اس تعارض کے دفع
کرنے کے لئے اس طرح تطبیق کی گئی ہے
کہ ابتدا مین تو عیسیٰ مہدی کا اقتدا کرینگے
تاکہ معلوم ہوجاوے کہ عیسیٰ علیہ السلام بصورت تابع اور
حاکم بشریعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اوترا ہے - پہر اس کے
بعد مہدی رض اون کا اقتدا کرین گے تاکہ اصل قاعدہ اقتدا
سے انحراف نہ ہو - ابن جوزی کہتے ہین کہ اگر عیسیٰ وہلہ
اول مین امام بن جائین گے تو ضرور نفوس مین ایک

امامت مہدی رض اور عیسیٰ مین جو احادیث کا تعارض ہے اوس مین مطابقت

على الكفار من غير محاباة وذلك كثرة الاموال بسبب
ذلك وتعقبه النووي (وان الصواب في معناه انه
لا يقبل الجزية ولا يقبل الا الاسلام او القتل)
ان امتنعوا منه قال الحافظ ويؤيده رواية احمد
من وجه آخر وتكون الدعوى واحدة (وهذا خلاف
ما هو حكم الشرع اليوم فان الكتابي اذا بذل الجزية
وجب قبولها ولم يجز قتله ولا اكراهه على الاسلام
واذا كان كذلك فكيف يكون عيسى عليه السلام حاكما
بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم - فالجواب انه لا
خلاف انما ينزل حاكما بهذه الشريعة المحمدية
لحديث عبد الله بن مغفل ينزل عيسى بن مريم مصدقا
بمحمد على ملته رواه الطبراني (ولا ينزل نبي برسالة
مستقلة وشريعة ناسخة بل هو حاكم من حكام
هذه الامة واما حكم الجزية وما يتعلق بها
فليس حكما مستمرا الى يوم القيامة بل هو مقيد بما
قبل نزول عيسى وقد اخبرنا نبينا صلى الله عليه وسلم
فليس عيسى هو الناسخ بل نبينا صلعم هو المبين
للنسخ) بقوله ويضع الجزية (فدل على ان الامتناع
في ذلك الوقت من قبول الجزية وهو شرع نبينا
صلعم اشار اليه النووي في شرح مسلم فان قلت
ما المعنى في تغيير حكم الشرع عند نزول عيسى عليه الصلوة

وسوسہ واقع ہوگا - اور کہا جاویگا کہ کیا نائب ہوکر آگے
بڑہے ہیں یا نئی شریعت کیساتہہ اوترے ہیں پس
اسی وسوسہ کے ازالہ کے لئے مقتدی بنکر نماز پڑہینگے
تاکہ شبہہ کے غبار سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اس ارشاد کا منہہ آلودہ نہو جو فرمایا کہ میرے بعد کوئی
نبی نہیں - اور اس امت کے ایک مرد کے پیچھے جو زمانہ
قرب قیامت میں ہوگا عیسٰے کا نماز پڑہنا اون اقوال
صحیحہ کی دلیل ہے جن میں ارشاد ہے کہ زمین کبھی ایسے
شخص سے خالی نہوگی جو اللہ کے لئے حجت کیساتہہ کہڑا ہے

اماکم منکم کے دوسرے معنی

اور بعض نے اماکم منکم کے معنے یوں کہے ہیں
کہ عیسٰی قرآن کے ساتہہ حکم کریگا نہ انجیل کے
ساتہہ - جیسے کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے - ابن ابی
ذئب کہتے ہیں کہ اس لفظ کے معنی یہہ ہیں کہ تمہارا امام
تمہارے رب کی کتاب کے ساتہہ ہوگا اور اس معنی کی رو
سے نہ معلوم ہوسکا کہ عیسٰے نزول کے وقت امام ہوگا یا
مقتدی - لیکن امام احمد اور مسلم کی روایت وارد ہوتی ہے
جن میں ایسی صراحت ہے جو قابل تاویل نہیں - اور ابو الحسن
فرماتے ہیں کیا تو مناقب الشافعی میں نہیں دیکھتا کہ
اس معنی کے متعلق اخبار متواترہ ہیں کہ مہدی اسی امت
میں سے ہے اور عیسٰی اوس کے پیچھے نماز پڑہیگا جسکو
اوسنے ابن ماجہ کی اوس حدیث کے رد کرنے کے لئے

والسلام في قبول الجزية فاجاب ابن بطال)
ابو الحسن علي في شرح البخاري (بانا انما قبلناها
لاحتياجنا الى المال وليس يحتاج عيسى عليه الصلوٰة
والسلام عند خروجه) اي ظهوره ونزوله من السماء
الى الارض (الى مال لانه يفيض في ايامه المال
حتى لا يقبله احد فلا يقبل الا القتل او الايمان
بالله وحده - انتهى واجاب الشيخ ولي الدين
بن العراقي بان قبول الجزية من اليهود والنصارى
لشبهة ما بايديهم من التوراة والانجيل وتعلقهم
بزعمهم بشرع قديم فاذا نزل عيسى عليه السلام زالت
تلك الشبهة بحصول معاينته فصاروا كعبدة
الاوثان في انقطاع شبهتهم وانكشاف امرهم
فعوملوا معاملتهم في انه لا يقبل منهم الا الاسلام
والحكم يزول بزوال علته قال وهذا معنى حسن
مناسب لم ار من تعرض له - قال وهذا اولى
مما ذكره ابن بطال انتهى - ف في الفتح قال العلماء
الحكمة في نزول عيسى دون غيره من الانبياء
للرد على اليهود في زعمهم انهم قتلوه فبين الله
كذبهم وانه الذي يقتلهم او نزوله لدنو اجله
ليدفن في الارض اذ ليس لمخلوق من التراب
ان يموت في غيرها وقيل انه دعا الله لما رأى

بیان کیا جو حضرت انس سے مروی ہے کہ کوئی مہدی بجز
عیسےٰ کے نہین - پس عیسیٰ صلوات اللہ علیہ اگرچہ اُمتِ
محمدیہ مین خلیفہ ہون گے لیکن وہ بدستور رسول اور نبی
کریم ہون گے نہ جیسے کہ بعض کا گمان ہے کہ وہ نبوت اور
رسالت سے الگ ہوکر ایک اُمتی بنکر اوترین گے -
حالانکہ یہہ شخص اس بات سے جاہل اور ناواقف ہے کہ
رسالت اور نبوت کا انفکاک جبکہ موت سے بھی نہین ہوتا
تو اوس شخص سے کیسے انفکاک ہوسکتا ہی جو ابھی زندہ
ہے - ہان وہ اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد ہے - جو اپنی نبوت
اور رسالت پر بدستور باقی رہیگا جیسے کہ قبل اس کے
بیان ہوا کہ اوسپر ہمارے نبی کا اتباع اور اوسکی شریعت
کے مطابق حکم کرنا واجب ہے - پس اگر تو کہے کہ صحیح
مسلم اور بخاری دونون مین وارد ہے کہ ضرور عنقریب
ابن مریم تم مین بصورت حاکم منقسط اور عادل نازل ہوگا
اور نیز مسلم مین ابی ہریرہؓ سے مرفوعاً ہے کہ دمشق کے
مشرقی منارہ بیضا پر عیسیٰ بن مریم کا نزول ہوگا - اور
صحیحین مین ابی ہریرہؓ سے مرفوعاً ہے کہ عیسیٰ اوتریگا
اور دجال کو قتل کریگا - اور پہلی روایت کے بعد ہے
کہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا - یعنی دین نصرانیہ
کو باطل کریگا - اور طبرانی اوسط مین ابی ہریرہ سے باسناد
وضع جزیہ کے متعلق بحث
لاباس ہے کہ خنزیر اور بندر کو قتل کریگا

صفة محمد و امته ان یجعله منهم فاستجاب الله
دعائه و ابقاه حتی ینزل فی اٰخر الزمان مجددا لامر
الاسلام فیوافق خروج الدجال فیقتله و الاول
اوجه - و فی مسلم عن ابن عمرو انه یمکث فی الارض
بعد نزوله سبع سنین و روی ابو نعیم بن حماد
فی کتاب الفتن من حدیث ابن عباس ان عیسی
اذ ذاک یتزوج فی الارض و یقیم بها تسع عشرة سنة
و باسناد فیه مبهم عن ابی هریرة یقیم بها اربعین
سنة و روی احمد و ابو داؤد باسناد صحیح عن ابی
هریرة مرفوعا ینزل عیسی علیه الصلوة والسلام
و علیه ثوبان ممصران فیدق الصلیب و یقتل
الخنزیر و یضع الجزیة و یدعو الناس الی الاسلام
و یهلک الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام
و تقع الامنة فی الارض حتی ترتع الاسود مع
الابل و تلعب الصبیان بالحیات فیمکث فی الارض
اربعین سنة ثم یتوفی و یصلی علیه المسلمون
انتهی - قال ابن کثیر یشکل علیه خبر مسلم انه
یمکث فی الارض سبع سنین اللهم الا ان یحمل
هذه السبع علی مدة اقامته بعد نزوله تکون
مضافة الی مکثه فیها قبل رفعه الی السماء و
کان عمره اذ ذاک ثلاثا و ثلاثین سنة علی المشهور

اور جزیہ اوٹھا دیگا - اور ایک روایت مین لڑائی اوٹھا دیگا
اور صحیحین مین لقیہ حدیث ہے کہ مال بہا دیگا یہانتک
کہ کوئی اوس کو قبول نہ کریگا اور اوس وقت ایک سجدہ
دُنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا - پھر ابو ہریرہ کہتے رہے
کہ اگر تم اس کا ثبوت چاہتے ہو تو قرآن کی یہہ آیت پڑہو
کہ کوئی اہل کتاب نہین جو عیسیٰ پر ایمان نہ لائیگا قبل
اس کے کہ عیسیٰ مرے اور عیسیٰ اون پر قیامت کے دن
شہادت دیگا - حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ اس حدیث
کے یہ معنی ہین کہ اوس وقت ایک ہی دین ہو جاویگا -
اور دُنیا کے تختہ پر کوئی اہل ذمہ باقی نہ رہیگا جو جزیہ ادا
کرے - اور بعض نے اس کی معنی یون کہے ہین کہ مال
اسقدر زیادہ ہو جاویگا کہ کوئی مصرف جزیہ کا باقی نہ رہیگا
پس بوجہ استغنا جزیہ کا لینا ترک کر دیا جائیگا - اور قاضی
عیاض کا قول ہے کہ محتمل ہے کہ وضع سے مُراد تقرر ہو یعنی
عیسیٰ کفار پر بلا محابہ جزیہ معین فرمائیگا اور مال کی کثرت
اسی سبب سے ہوگی - لیکن امام نووی نے اِس قول کا
بیجا کر کے اُسکو رد کر دیا - پس اس کے صحیح معنی یہی ہین
کہ عیسیٰ نہ جزیہ قبول کریگا اور نہ اسلام کے سوای کوئی
دوسری چیز - اور اگر اونہون نے اسلام قبول نہ کیا

وضع جزیہ کے صحیح معنے

تو قتل کریگا - حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے
ہین کہ اس معنی کی مؤید امام احمد کی روایت ہے جو دوسرے

قال فی مرقاۃ الصعود دون اتممت سنین اجمع بذلک
ثم رائیت البیہقی قال فی کتاب البعث والنشور
ھکذا فی ھذا الحدیث ان عیسی یمکث فی
الارض اربعین سنۃ وفی مسلم من حدیث عبد اللہ
بن عمرو فی قصۃ الدجال فیبعث اللہ عیسی بن
مریم فیطلبہ فیہلکہ ثم یلبث الناس بعدہ سبع
سنین لیس بین اثنین عداوۃ وقال البیہقی
ویحتمل ان قولہ ثم یلبث الناس بعدہ ای بعد موتہ
فلا یکون مخالفا للاول انتہی - فترجح عندی
ھذا التاویل من وجوہ احدھا ان حدیث مسلم
لیس نصا فی الاخبار عن مدۃ لبث عیسی وخبر
ابی داؤد نص فیہا - والثانی ان ثم تؤید ھذا
التاویل لانہا للتراخی والثالث قولہ یلبث الناس
بعدہ فیتجہ ان الضمیر فیہ لعیسی لانہ اقرب
مذکور - والرابع انہ لم یرد فی ذلک سوی
ھذا الحدیث الواحد المحتمل ولا ثانی لہ وورد
مکث عیسی اربعین سنۃ فی عدۃ احادیث
من طرق مختلفۃ فحدیث ابی داؤد ھذا احدھا
صحیح فہذہ الاحادیث المتعددۃ الصریحۃ
اولی من ذلک الحدیث الواحد المحتمل انتہی
ویؤیدہ ان حدیث رفعہ وھو ابن ثلاث

طریق سے ہے اور دونون کا دعوی واحد ہے - اور یہہ
اگرچہ ہماری شریعت کے موجودہ حکم کے برخلاف ہے
کیونکہ کتابی جبکہ جزیہ دینا قبول کرے تو اوس کا قبول
کرلینا واجب ہے اور قتل جائز نہین اور نہ اسلام پر زبردستی
مجبور کرنا اور ایسی صورت مین عیسیٰ خلاف حکم موجودہ
کرنے مین حاکم شریعت نبی کیونکر رہ سکتے ہین؟ پس
اس کا جواب یہی ہے کہ بلاشک وہ شریعت محمدیہ کے
مطابق حکم کرین گے جیسے کہ حدیث عبداللہ بن مغفل مین
ہے کہ عیسیٰ بن مریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مصدق
اور اون کی ملت پر نازل ہون گے جسکو طبرانی نے
روایت کیا - اور یہ بالکل مقرر ہے کہ کوئی نبی رسالت
مستقلہ اور شریعت ناسخہ کے ساتھ آنحضرتؐ کی بعد نہ
اوتریگا - بلکہ اسی اُمت کے حکام کی طرح ایک حاکم ہوگا
لیکن حکم جزیہ اور اوس کے متعلق امر کوئی استمراری
حکم نہین جو قیامت تک ہوگا بلکہ یہہ حکم نزول عیسیٰ کے
ماقبل تک محدود اور مقید ہے -
پس عیسیٰ اس حکم کا ناسخ نہین بلکہ خود ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنہون نے اس کے

وثلاثين انما يروى عن النصارى فعند الحاكم
عن وهب بن منبه قال ان النصارى تزعم
فذكر الحديث الى ان قال وانه رفع وهو ابن
ثلاث وثلاثين وفيه عبد المنعم بن ادريس كذبوه
ولو صح فهو عن النصارى كما ترى والثابت في الاحاديث
النبوية انه رفع وهو ابن مائة وعشرين روى
الطبراني والحاكم في المستدرك عن عائشة ان النبي
صلے الله عليه وسلم قال في مرضه الذي توفي فيه
لفاطمة ان جبريل كان يعارضني القرآن في كل
عام مرة وانه عارضني بالقرآن العام مرتين واخبرني
انه لم يكن نبي الا عاش نصف الذي قبله و
اخبرني ان عيسى بن مريم عاش عشرين ومائة سنة
ولا اراني الا ذاهبا على راس الستين ورجاله ثقات
وله طرق تذكر ابن عساكر ان وفاة عيسى تكون
بالمدينة فيصلى عليه هنالك ويدفن بالحجرة
النبوية وقال الحافظ في موضع اخر رفع عيسى
وهو حي على الصحيح ثم يثبت رفع ادريس وهو
حي من طريق مرفوعة قوية - انتهى - زرقانی صـ ۳۴۵

ناسخ کا وقت بیان فرمادیا کہ عیسیٰ جزیہ اوٹھا دیگا -
پس معلوم ہوگیا کہ اوس وقت جزیہ کا قبول نہ کیا جانا ہمارے ہی نبیؐ کی شریعت کی حکم کے مطابق ہے
چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین اس معنی کی طرف اشارہ کر دیا ہے - پس اگر نووی کہے کہ نزول عیسیٰ کے

وقت قبول جزیہ کے ایک حکم شرعی کے بدل دینے مین کیا حکمت ہے تو اس کا جواب ابن بطال ابوالحسن علی
نے شرح بخاری مین یون دیا ہے کہ ہمنے اس وقت جزیہ لینا اسلئے قبول کیا ہے کہ ہم مال کے محتاج ہین
اور عیسیٰ کو آسمانون سے نزول کے وقت مال کی حاجت نرہیگی اور اون کے زمانہ مین مال کی اتنی کثرت
ہوگی کہ کوئی اوسے قبول نہ کریگا - پس عیسیٰ بجز ایمان خداے واحد یا قتل کے قبول نکریگا - انتہیٰ اور شیخ
ولی الدین ابن العراقی نے یون جواب دیا ہے کہ اس وقت یہود اور نصاریٰ سے جزیہ اسلئے قبول کیا
گیا ہے کہ اون کے ہاتھون مین توریت اور انجیل کے ہونے اور اون کے زعم مین شرع قدیم کے ساتھہ متمسک
ہونے کا شبہہ ہے پس جس وقت کہ عیسےٰ علیہ السلام اوترینگا اوس وقت حصول معائنہ سے یہ شبہہ دور ہوجایگا
اور اون کی حالت بُت پرستون کی سی ہوجاویگی اور اونہین کیطرح اون کے ساتھہ بھی معاملہ کیا جاویگا
اور بجز اسلام کے اون سے کوئی شئے قبول نہ کیجاےگی اور حکم کا زوال اوس کی علت کے زوال سے ہوتا ہے - اور
کہا کہ یہہ اچھی اور مناسب وجہ ہے جسپر مین نے کسی کو معترض نہ دیکھا اور ابن بطال کے جواب سے بہتر ہے - انتہیٰ

عیسیٰ نبی اللہ کے آسمانون سے اوترنے کے اسرار

اور فتح الباری مین ہے کہ عُلماء کہتے ہین علے الخصوص عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول
مین حکمت یہی ہے کہ (۱) یہود کو اپنے اس زعم مین ندامت اور حسرت ہو کہ اونہون نے
عیسیٰ کو قتل کردیا - پس عیسیٰ کے نزول سے اللہ تعالیٰ ظاہر کردیگا کہ وہ اپنے زعم مین جھوٹے ہین بلکہ
وہ خود عیسیٰ ع کے ہاتھ سے قتل ہوانگے یا (۲) اجل نزدیک ہوجانے سے تاکہ زمین مین دفن کئے
جاوین اس لئے کہ جو شئے کہ مٹی سے مخلوق ہے اوس کی لئی جایز نہین کہ مٹی کے سوا کسی اور جگہ مرے
اور (۳) بعض کا قول ہے کہ جب عیسیٰ نے محمدؐ اور اُمتِ محمدیہ کی صفت دیکھی تو اللہ سے دُعا مانگی کہ اے
خُدا ! مجھے بھی اُمتِ محمدیہ مین سے کر پس اوس کی دُعا اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی اور اوسکو زندہ رکھا تاکہ
آخر زمانہ مین امر اسلام کا مجدد ہو کر اوترے اوس وقت دجال کو پائیگا اور اوس کو قتل کریگا - لیکن وجہ
اول بہت مناسب ہے - اور مسلم مین ابن عمر سے ہے کہ عیسیٰ نزول کے بعد سات برس تک زمین مین

نزول کے بعد عیسیٰ کے قیام مین اختلاف کی توجیہ

اقامت کریگا - اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن مین ابن عباس کی حدیث سے روایت
کی ہے کہ عیسیٰ نزول کے بعد زمین مین نکاح کریگا اور اونیس برس تک اقامت کریگا

اور ابی ہریرہؓ سے اسناد مبہم سے مروی ہے کہ عیسیٰ چالیس برس تک اقامت کریگا جسکو احمد نے روایت کیا
اور ابو داؤد نے صحیح اسناد کیساتھ ابی ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ عیسیٰ دو زرد رنگ کپڑے اوڑھے
ہوئے اوتریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اوٹھا دیں گے۔ اور لوگوں
کو اسلام کی دعوت دیں گے اور اوس کے زمانہ میں اللہ تعالی اسلام کے سوا کل ملتیں نابود کردے گا
اور زمین میں ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ ملکر چریں گے اور خرد سال بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنگے
پھر چالیس برس تک زمین میں اقامت کریں گے پھر فوت ہو جاوینگے اور مسلمان اونکے جنازہ کی نماز پڑھینگے انتہی
ابن کثیر کہتا ہے کہ "مسلم کی حدیث اس کی معارض ہے جس میں مذکور ہے کہ عیسیٰ زمین میں سات برس
تک اقامت کریگا۔ ہاں اوس صورت میں معارض نہیں جب کہ یہہ سات برس نزول کے بعد مدت اقامت
پر محمول ہوں اور قبل از رفع مدت مکث کیساتھ منضم کئے جائیں جو کہ بقول مشہور تینتیس برس ہیں چنانچہ
شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مرقات الصعود میں لکھتے ہیں کہ میں کئی سال تک ان احادیث
میں اسی طرح تطبیق کرتا رہا۔ پھر بیہقی کی کتاب "البعث والنشور" میں دیکھا کہ اوس نے بھی اسی طرح اس
حدیث کی نسبت کہا کہ عیسیٰ زمین میں چالیس برس تک اقامت کریگا اور قصہ دجال کے متعلق
مسلم میں عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی عیسیٰ بن مریم کو بھیجیگا تاکہ دجال کی تلاش کرکے
اوس کو ہلاک کرے۔ پھر اس کے بعد سات برس تک لوگ اس طرح ملکر رہیں گے کہ کسی اثنین میں باہم
عداوت نہ ہوگی۔ بیہقی نے کہا محتمل ہے کہ بعدہ سے مراد بعد موتہ ہو جو اول کے مخالف نہیں انتہی۔
یہ تاویل میرے نزدیک کئی وجوہ سے راجح ہے۔ اول اس لئے کہ مسلم کی حدیث مدت لبث عیسیٰ کی
نسبت نص نہیں اور ابوداؤد کی حدیث اس معنی میں نص صریح ہے۔ دوئم یہہ کہ کلمہ ثم اس تاویل کا مؤید
ہے اسلئے کہ وہ تراخی کا افادہ کرتا ہے۔ سوم اسلئے کہ بعدہ کی ضمیر انسب ہے کہ عیسیٰ کی طرف راجع ہو اسلئے
کہ قریب تر مرجع مذکور عیسیٰ ہی ہے۔ چہارم اسلئے کہ اس باب میں اس حدیث محتمل کے سوای کوئی دوسری
حدیث وارد نہیں ہوئی حالانکہ چالیس برس کی مدت اقامت کئی حدیثوں میں مختلف طریقوں سے مذکور ہے
پس ابوداؤد کی حدیث ہی صحیح ہے۔ اور یہہ متعدد اور صریح حدیثیں مسلم کی واحد اور محتمل حدیث سے اولی ہیں انتہی

عیسیٰ کس عمر میں مرفوع ہوئے

اور حدیث رفع کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ تینتیس برس کی عمر میں مرفوع ہوئے۔ اسکا نصاریٰ سے مروی ہونا اسی معنی کا مؤید ہے۔ چنانچہ حاکم کے نزدیک وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ اوس نے کہا نصاریٰ کا زعم ہے کہ عیسیٰ تینتیس برس کی عمر میں مرفوع ہوا اور اسکے راویوں میں عبدالمنعم بن ادریس ہے جو متہم بالکذب ہے اور اگر صحیح بھی فرض کی جاوے تو وہ نصاریٰ کا زعم ہے کیونکہ جو امر کہ احادیث نبویہ میں ثابت ہے وہ یہہ ہے کہ عیسیٰ ایک سو بیس[120] برس کی عمر میں مرفوع ہوا۔ چنانچہ طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں عایشہ رضی سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فاطمہ رض سے فرمایا کہ جبریل ہر سال ایکدفعہ میرے ساتھ قرآن کا تکرار کیا کرتا تھا اور اس سال اوسنے دو دفعہ دَور کیا ہے اور اوسنے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف زمانہ زندہ رہا اور عیسے بن مریم ایک سو بیس[120] برس زندہ رہا اور بجز اسکے نہیں کہ میں ساٹھ[60] برس کے سرے پر رخصت ہونیوالا ہوں۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور کئی طریق سے مروی ہے۔ اور ابن عساکر کا بیان ہے کہ عیسیٰ کی وفات مدینہ میں ہوگی اور وہیں اوس پر نماز جنازہ پڑہی جاویگی اور حجرہ نبوی میں دفن کیا جایگا۔

عیسیٰ کا مدفن مدینہ منورہ ہے

چنانچہ ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ توریت میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور عیسی بن مریم کا اون کے ساتھ دفن کیا جانا لکھا ہوا ہے۔ اور حافظ علیہ الرحمۃ نے دوسری جگہ تصریح کردی کہ عیسے علیہ السلام زندہ اوٹھائے گئے اور کہا یہی صحیح ہے۔ لیکن حضرت ادریس کا زندہ اوٹہایا جانا بطریق مرفوع اور قوی ثابت نہیں ہوا۔ انتہی ملخصاً۔

اون صحابہ اور تابعین اور ائمہ کے نام جن کا مذہب ہے کہ عیسیٰ زندہ ہے اور وہ آسمان سے اتریگا

پس ہمارے ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ کل محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اصحاب روایت و درایت اور صحابہ کرام جیسے حضرت عمر رض اور ابن عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت علی اور عبداللہ ابن مسعود اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن سلام اور ربیع اور انس اور کعب اور حضرت ابوبکر الصدیق رض جیسے کہ ان کا قول اپنے مقام پر آئیگا اور جابر اور ثوبان اور عائشہ اور تمیم داری اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور بیہقی اور طبرانی اور عبد بن حمید اور ابن ابی

۵ اس کی تردید انشاء اللہ عنقریب آتی ہے - ۱۲

اور حاکم اور ابن جریر اور ابن حبّان اور امام احمد اور ابن ابی حاتم اور عبدالرزاق اور قتادہ اور سعید بن منصور
اور ابن عساکر اور اسحٰق بن بشر اور ابن ماجہ اور ابن مرویہ اور بزاز اور شرح زالنۃ اور نعیم اور شیخ سیوطی اور
علّامہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی اور قسطلانی اور امام ابوحنیفہ اور کُل ائمہ شفعویہ اور مالکیہ اور صوفیہ اور تابعین
جیسے ابن سیرین اور امام شوکانی اور ابن قیم وغیرہ کا اوس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام زندہ
آسمانوں پر اوٹھائے گئے اور قبل از قیامت آسمانوں سے اُتریں گے۔ اور شیخ سیوطی نے کتاب الاعلام
مین تصریح کردی کہ عیسیٰ نبی اللہ جو بعد از نزول
آسمانوں سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کی شریعت کے مطابق حکم کریگا۔ اسپر اجماع
اُمت ہے جیسے کہ ہمنے اوپر بعض کی عبارات
بعینہا نقل کردی ہین۔ پس نہایت تعجب
اور حیرت کی بات ہے جو قادیانی صاحب نے
اپنے مکتوب عربی کے صـ۱۱۱ سے صـ۱۵۱ تک
متعدد مقامات مین تصریح
کردی کہ اکثر اکابر اُمت اور
ائمہ مسیح کے مرجانے کے قایل ہین اور اوس کی
حیات پر اجماع نہین بلکہ اوس کی موت پر
اجماع ہے اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ تبع تابعین
اُس کی موت کے قایل ہین اور یہی مذہب
مالک اور ابن حزم اور امام بخاری وغیرہ اکابر
محدثین کا ہے اور اسی پر اتفاق اکابر معتزلہ
اور بعض اولیاء کرام کا ہے اور رجوع کا لفظ

قادیانی کا جھوٹا دعوی کہ عیسیٰ کے مرجانے پر اجماع اُمت ہے

انہ یحکم بشرع نبینا و وردت بہ الاحادیث و انعقد علیہ
الاجماع - کتاب الاعلام للسیوطی - وقد تواترت الاحادیث
بنزول عیسیٰ جسماً اوضح ذلک الشوکانی فی مؤلف مستقل یتضمن
ذکر ما ورد فی المنتظر والدجال والمسیح وغیرہ فی غیرہ وصحح الطبری
ھذا القول و وردت بذلک الاحادیث المتواترۃ -
فتح البیان صـ۳۴۳ ج (۲)

ولذلک ذھب الیہ کثیر من الاکابر والائمۃ وما جاء لفظ رجوع
المسیح فی حمامۃ البشریٰ صـ۱۱۱ وما جاء لفظ النزول من السماء فی
الحدیث صـ۱۲۹ و رجل ذھب الائمۃ الفقہاء الی موت عیسیٰ و قالوا
انہ مات ولحق الموتیٰ کما ھو مذھب مالک و ابن حزم والامام
البخاری وغیرہ ذلک من اکابر المحدثین وعلیہ اتفق جمیع اکابر المعتزلین
ولبعض کرام الاولیاء واعلم ان الاجماع لیس علی حیاتہ بل نحن احق
ان ندعی الاجماع علی مماتہ صـ۱۳۲ وان الصحابۃ والتابعین و
الائمۃ الاٰتون بعدھم ذھبوا الی موت عیسیٰ ثم لا یمکن لاحد ان
یاتی باثر من الصحابۃ او حدیث من خیر البریۃ فی تغییر لفظ التوفی
بغیر معنی الاماتۃ ابدا ولو ماتوا بالحسرۃ صـ۱۳۵ اما تری کیف تحتوا

کسی حدیث نبوی مین نہین آیا اور آسمان سے نزول کا لفظ بہی نہ کسی حدیث مین آیا اور نہ متقدمین کے ملفوظات اور کلمات مین - کیا تم ان الفاظ کو خائنون کی طرح اپنے دل سے تراشتے ہو؟ اور تم ہرگز ان الفاظ کو رسول کریم اور متقدمین کے کلام مین یا توفی کے لفظ کو غیر معنی موت مین نہ پا سکوگے اگرچہ حسرت اور ندامت کے ساتہہ مرنا چاہو -

من عند النفسہم نزول المسیح من السماء ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الانبیاء ولا فی کلم الاولین ص۱۲۵ ولا تجدون لفظ الرجوع فی کلم سید الرسل و افضل الانبیاء أانتم تجعلون او تنحتون لفظ الرجوع من عند انفسکم کالخائنین ج ص۱۵ (مکتوب قادیانی)

حالانکہ خود ابن عباس کی حدیث مین آسمان سے نزول ہونے کا لفظ موجود ہے اور اسی طرح فقہ اکبر مین امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے قول مین آسمان سے نزول کا لفظ موجود ہے - اور دُرِّ منثور مین حضرت حسنؓ کی حدیث مین لفظ راجع الیکم مذکور ہے اور صحیح نسائی مین رفع الی السماء کا لفظ بروایت ابن عباسؓ اور ابی ہریرہؓ کی حدیث مین جس کو ابن عساکر نے روایت کیا لفظ لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً واقع ہے جو بلندی سے پستی کی طرف اوترنے کے لئے مخصوص ہے - اور ربیع کی حدیث مین آنحضرتؐ نے فرمادیا کہ عیسیٰ پر آیندہ موت آئیگی - اور مسلم کی حدیث مین عیسیٰ کے ساتھ وصف نبی اللہ مذکور ہے - اور علامہ ذہبی نے تصریح کردی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ نبی ہے اور صحابی بھی کیونکہ شب اسرار مین اونہون نے آنحضرتؐ کو دیکھا - اور علامہ زرقانی مالکی اور ابن حجر وغیرہ نے ابن عساکر کی حدیث سے ثابت کردکہایا ہے کہ عیسیٰ نے شب اسرائی کے علاوہ کئی بار آنحضرتؐ سے بالمشافہ مصافحہ اور ملاقات کی اور صحابہ کرام نے اون کو بچشم خود دیکہا -

احادیث مین نزول رجوع - رفع الی السماء ہبوط - نبی اللہ - آیندہ مریگا - صحابی رسول اللہ - حج کریگا - رسول اللہ کی قبر پر آئیگا - رسول اللہ اوس کے سلام کا جواب دین گے -

لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً و اماماً مقسطاً فلیسلکن فج الروحاء حاجاً او معتمراً و لیقفن علی قبری لیسلمن علیّ و لارُدّن علیہ - (از ابی ہریرۃ)

بلکہ زریت بن برثملا وصی عیسیٰ نے جواب تک کوہ حلوان مین زندہ موجود ہین اونہون نے نضلہ بن معاویہ کو آسمان سے

زریت بن برثملا وصی عیسیٰ کا انتظار عیسیٰ مین اب تک کوہ حلوان مین زندہ موجود ہونا ؎

و روی (ای ابن عباس) ان عمر رضی اللہ عنہ کتب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ یقول لہ وجہ نضلۃ بن معاویۃ الانصاری

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی اطلاع دی۔ ازالۃ الخفا مکاشفات
امیر المومنین عمر بن الخطاب مین بروایت ابن عباسؓ سے
کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جو قادسیہ
مین حاکم تھا لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان
عراق کی طرف روانہ کرتا کہ اوس کے اطراف سے اموال
غارت حاصل کرین۔ چنانچہ سعد نے نضلہ کو تین سو سوار کی
معیت مین بھیجا یہان تک کہ حلوان عراق مین آئے اور
اوس کے اطراف واکناف مین لوٹ کی بہت سی غنیمت اور
قیدی لا رہے تھے کہ اون کو عصر کے وقت نے تنگی کی اور
قریب تھا کہ آفتاب غروب ہوجاوے اوسوقت نضلہ نے قیدیون اور
غنیمت کو کوہ حلوان کے ایکطرف پناہ دی اور کھڑے
ہوکر اذان کہنی شروع کی اور جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو
ناگہان ایک مجیب نے پہاڑ مین سے اجابت کے ساتھہ
کہا کہ اے نضلہ تو نے خداوند بزرگ کی تکبیر کہی ہے پھر نضلہ
نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ تو مجیب نے جواب دیا کہ
نضلہ یہہ کلمہ اخلاص ہے۔ پھر نضلہ نے کہا اشہد ان محمداً
رسول اللہ تو مجیب نے کہا کہ یہہ وہی ہے کہ جس کی بشارت
ہمکو عیسیٰؑ بن مریم نے دی اور جس کی اُمت کے سرے پر
قیامت قایم ہوگی۔ پھر نضلہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ تو مجیب
نے کہا اوس کے لئے خوشی ہے جو نماز کی طرف قدم اوٹھاے
اور اسپر مواظبت کرے۔ پھر نضلہ نے کہا حی علی الفلاح۔

الی حلوان العراق لیغیروا علی ضواحیها فبعث سعد
نضلة فی ثلث مائة فارس فخرجوا حتی اتوا
حلوان العراق فاغاروا علی ضواحیها واصابوا
غنیمة وسبیا فاقبلوا یسوقونها حتی ارهقهم العصر
وكادت الشمس تغرب فالجاء نضلة السبي والغنيمة
الی صفح جبل ثم قام فاذن فقال الله اکبر الله اکبر
فاذا مجیب من الجبل یجیبه کبرت کبیرا یا نضلة
ثم قال اشهد ان لا اله الا الله قال کلمة الاخلاص
یا نضلة ثم قال اشهد ان محمداً رسول الله قال هو
الذی بشرنا به عیسی بن مریم علی راس امته
تقوم الساعة فقال حی علی الصلوة فقال طوبی
لمن مشی الیها وواظب علیها قال حی علی الفلاح
قال افلح من اجاب قال الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله
قال اخلصت کلمة الاخلاص کلها یا نضلة حرم الله
بها جسدك علی النار۔ فلما فرغ من اذانه قاموا
فقالوا من انت یرحمك الله املك انت ام من
الجن او طائف من عباد الله قد اسمعتنا صوتك
فارنا صورتك فان الوفد وفد رسول الله صلی
الله علیه وسلم ووفد عمر بن الخطاب رضی الله عنه
قال فانفلق الجبل عن هامة كالرحا ابيض الراس
واللحیة علیه طمران من صوف قال السلام علیکم

تو مجیب نے کہا اوس کیلئے فلاحیت ہے جو اس کی اجابت کرے
پھر نضلہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا آلہ الا اللہ تو مجیب نے جواب
دیا ای نضلہ تو نے کل کلمہ اخلاص اچھی طرح کہا - اللہ نے تیرا جسم
آگ پر حرام کردیا ہے - پس جبکہ نضلہ اذان کہنے سے فارغ
ہوگیا تو سب لوگ کہڑے ہوکر کہنے لگے خدا تجہپر رحم کرے
تو کون ہے - کیا تو فرشتہ ہے یا جن یا اللہ کے بندون
مین سے کوئی بندہ ہے؟ تو نے ہمکو اپنی آواز سنائی ہی
پس ہم کو اپنی صورت بہی دکہا کیونکہ یہہ لشکر رسول اللہ صلعم
اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا ہے - پس
اوسی وقت چکّی کے پاٹ کی طرح اوس شخص کا سر پہاڑ کی
شگاف سے ظاہر ہوگیا جسکے سر اور ریش کے بال سفید
اور اوسپر پشم کے دو پرانی کپڑے تھے اور اوسنے ہمکو
خطاب کرکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور سب نے
اوس کا جواب وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہکر پوچھا
خدا تجہپر رحم کرے تو کون ہے؟ - اوس نے جواب دیا کہ مین
زریت بن برثملا خدا کے عبد صالح عیسٰی بن مریم کا وصی ہون
اوسنے مجھے اس پہاڑ مین ساکن کیا ہے اور آسمان سے
نزول کے وقت تک طول بقا کی دعا میرے لئے کی ہی
پس میری طرف سے عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہدو اور کہو کہ
اے عمر استوار اور قریب ہو جا کیونکہ امر معہود نزدیک ہوگیا
ہے - اور ان بہت سی خصائل کی اطلاع دینے کے لئے ام

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالوا وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من انت یرحمک اللہ قال
ذریت بن برثملا وصیّ العبد الصالح عیسٰی بن
مریم اسکننی ھذہ الجبل ودعا لی بطول البقاء
الی حین نزولہ من السماء فاقرؤا عمر منی السلام
وقولوا یا عمر سدّد وقارب فقد دنا الامر و
اخبروہ بھذہ الخصال التی اخبرکم بھا یا عمر اذا ظہرت
ھذہ الخصال فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم -
فالھرب الھرب اذا استغنی الرجال بالرجال والنساء
با النساء وانتسبوا الی غیر مناسبھم وانتموا الی غیر
موالیھم ولم یرحم کبیرھم صغیرھم ولم یوقر صغیرھم
کبیرھم وترک المعروف فلم یومر بہ وترک المنکر
فلم ینہ عنہ وتعلم عالمھم العلم لیجلب بہ الدنانیر
والدراھم وکان المطر قیظاً والولد غیظاً وطولوا
المنارات وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد
واظہروا الرشا وشید والبنا واتبعوا الھوی
وباعوا الدین بالدنیا وقطعت الارحام وبیع
الحکم واکلوا الربوا فصار الغنی عزا وخرج الرجل
من بیتہ فقام الیہ من ھو خیر منہ فسلموا علیہ
ورکب النساء السروج ثم غاب عنھم فلم یروہ فکتب
نضلۃ بذلک الی سعد وکتب سعد بذلک الی

کیا ہو اس حدیث مین حاشیہ پر مذکور ہین اور اسکے بعد غائب ہوگیا اور وہ اوسکو نہ دیکھہ سکے - پھر نضلہ نے یہہ سارا قصہ سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا اور اوسنے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور حضرت عمر رض نے اسکے جواب مین سعد کو لکھا کہ تو اپنے ساتھ کے مہاجرین اور انصار کی معیت مین اوس پہاڑ پر جا اور اگر زریت بن برثملا سے ملے تو میری طرف

عمر فکتب الیہ عمر ان ائت ومن معک من المہاجرین والانصار حتی تنزلوا بھذا الجبل فان لقیتہ فاقرء منی السلام فخرج سعد فی اربعۃ الاف من المہاجرین والانصار حتی نزلوا ذلک الجبل ومکث اربعین یوما ینادی بالصلوٰۃ فلا یجدون جوابا ولا یسمعون خطابا

(ازالۃ الخفا مکاشفات امیر المومنین عمرؓ صفحہ ۱۶۸ ج (۲))

سے اوس کو سلام کہدے - چنانچہ سعد حکم کے مطابق چار ہزار مہاجرین اور انصار کی معیت مین اوس

*چار ہزار مہاجرین اور انصار حضرت سعد کے ساتھ زریت بن برثملا عیسی کو دیکھنے گئے*

پہاڑ پر گیا اور چالیس دن تک وہان نماز کی ندا کرتا رہا لیکن اون کو کوئی جواب یا خطاب نہ سنائی دیا - پس ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث نے کئی امور سے اطلاع دیدی - اول وصی عیسی کا اسقدر زمانہ دراز تک بغیر اکل و شرب کے زندہ رہنا - دویم عیسی صلوات اللہ علیہ کے نزول کی بشارت دینا - سوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار عیسی نبی اللہ کے نزول پر ایمان لانا جیسے کہ نضلہ اور تین سو سوار کی رویت وصی عیسے کو تسلیم کر کے اپنا سلام وصی عیسی کی طرف بھیجنا - کیا اس کے بعد کوئی شخص جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے رسول اللہ صلعم کے صحابہ کیطرف خیانت کی نسبت کر سکتا ہے؟ جیسے کہ قادیانی صاحب نے کی اور مسیح کی حیات اور رجوع کے قایل کو مکتوب عربی کی صفحہ ۱۲۹ مین محجوب اور مجہول اور کوردل اور ظالم کہا جس سے یہہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار بھی باہر نہین ہو سکتے -

*حضرت سلمان فارسی نے وصی عیسی کو دیکھا*

بخاری جلد اول کے صفحہ اخیر کے حاشیہ پر کرمانی اور قسطلانی سے اور اکمال مین ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے وصی عیسی علیہ السلام کو دیکھا - اور حضرت سلمان نے بقولے دو سو پچاس برس اور بقولے تین سو پچاس برس عمر پائی اور ہجرت کی چھتیسوین سال مدائن مین وفات پائی - حضرات القدس مین ہے " و بروایتے اکثر سہ صد و پنجاہ سال بودہ است در سنہ ۳۶ھ از ہجرت در مدائن رحلت نمودہ و حضرت امیر کرم اللہ وجہہ در یک شب از مدینہ بمداین رفتہ سلمان را غسل دادہ در ہمان شب بمدینہ سکینہ مراجعت فرمودہ است "

اوپر ہم ذکر کر چکے ہین کہ خود خدا تعالی نے قرآن کریم مین توفی غیر معنے موت کے لئے سورۂ زمر مین منصوص فرمائے

اور یہہ دعویٰ کہ کل اکابر معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ عیسیٰ پر موت وارد ہوگئی اسکو علامہ زمخشری معتزلی کا قول جو تفسیر کشاف مین ہے رد کرتا ہے کیونکہ اونہون نے آیہ متوفیک کے تحت مین اس طرح لکہا ہے کہ مین تیری اجل پوری کرون گا یعنی مین تجہکو کفار کے ہاتہون سے بچاپون گا اور تجہکو اوس اجل اور زمانہ تک مہلت اور وقفہ دون گا جو تیرے لئے مین نے لکہدیا ہے اور تجہکو اپنی موت سے مارون گا اور تجہکو اپنے آسمان اور اپنے ملائکہ کے مقر کی طرف اوٹھاون گا۔

خلاف قول قادیانی صاحب معتزلہ کے نزدیک حیات عیسیٰ

انی متوفیک ای مستوفی اجلک و معناہ انی عاصمک من ان تقتلک الکفار و مؤخرک الی اجل کتبتہ لک و ممیتک حتف انفک لا قتلا بایدیہم و رافعک الی الی سمائی و مقر ملائکتی (کشاف)

ہان تفسیرون مین مفسرین نے یہہ نصاریٰ کا قول ذکر کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع کے قبل سات ساعت تک مرے رہے۔ اور وہب کا قول ہے کہ تین دن تک مرے رہے۔ پہر خدا نے اون کو زندہ کر کے آسمان کی طرف اوٹہا لیا۔ اور جیسے کہ اسی قسم کا مفاد اوس حدیث کا ہے جسکو حاکم نے مستدرک مین عائیشہ رض سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ ایک سو برس تک زندہ رہے اور ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین ساٹہہ برس کے سری پر چلنے والا ہون۔ پہلے قول کو سب نے نصاریٰ کی طرف منسوب کیا

قیل اماتہ اللہ سبع ساعات ثم رفعہ اللہ الی السماء و الیہ ذھب النصاریٰ (بیضاوی)

و قال وھب توفی اللہ عیسی ثلاث ساعات من النہار ثم احیاہ ثم رفعہ اللہ الیہ و قال محمد بن اسحق ان النصاریٰ یزعمون ان اللہ توفاہ سبع ساعات من النہار ثم احیاہ و رفعہ الیہ معالم التنزیل

حضرت عیسیٰ کا ایکسو برس کی عمر مین مرفوع ہونا غلط ہے

اور حدیث عائیشہ کو ذکر کر کے حافظ ابن حجر عسقلانی نے خود غیر معتبر ٹہرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ زندہ اوٹھایا گیا۔ اور ابن عساکر کی حدیث اوس کی بعد نقل کر کے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ مین فوت ہون گے۔ بلکہ خود اس حدیث عائیشہ کی الفاظ کی رکاکت

حدیث عائیشہ کی رکاکت

اوس کی سخافت اور موضوعیت کی شاہد ہے۔ کیونکہ اگر کتب سیر و تواریخ پر نظر استقرا نظر ڈالی جاوے تو کبہی یہہ قضیہ ثابت نہوگا کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی عجالۂ نافعہ مین حدیث کے وضع اور کذب راوی کی علامات مین سے اول

علامت وضع یہ لکھتے ہیں کہ راوی تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے۔ اور قطع نظر اس کے بیضاوی وغیرہ نے تصریح کردی ہے کہ زمانہ فترت رسل ہیں عیسی کے بعد چار ہی گذرے چنانچہ علامہ خیرالدین آفندی نے جواب فصیح میں اُن کے اثبات میں متعدد احادیث پیش کیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کردی کہ زمانہ فترت میں کسی ایسے نبی کا وجود ممتنع نہیں جو رسول آخر کی شریعت کی طرف دعوت دی اور خود

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (۶۳) برس ہی صحیح ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری صنہ ۵۰۱ و صلہ ۶۴۱ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ترسیٹھ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور یہی مذہب جمہور کا ہے اور یہی صحیح ہے۔

عن عائیشۃ ان النبی صلعم توفی وھو ابن ثلث وستین قال ابن شہاب واخبرنی سعید بن المسیب مثلہ بخاری صنہ ۵۰۱

واخرج مسلم من وجہ اخر عن انس رض عاش ثلاث وستین وھو موافق لحدیث عائیشۃ الماضی قریبًا وبہ قال الجمہور

فتح الباری حاشیہ بخاری صنہ ۵۰

پس کوئی وجہ شبہہ نہیں کہ حاکم کی اوس حدیث کو صحیح مان لیا جاوے جس میں عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس بروایت عائشہ رض بیان کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت صلعم ساٹھ برس کے سرے پر وفات پا گئے۔

وروی عن ابن عباس توفی وھو ابن خمس وستین یادخال سنتی الولادۃ والوفاۃ وقیل ابن ستین کما روی عن انس بالغاء الکسر قال فی المرقاۃ والصحیح ثلث وستون

(حاشیہ بخاری صنہ ۶۴۱)

حالانکہ چار ہزار صحابی سے زیادہ صحابہ اور چاروں مذاہب کے ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ عیسٰی علیہ السلام زندہ اوٹھائے گئے اور وہی عیسیٰ دوبارہ آسمان سے نزول فرمانے والے ہیں۔ اور قرآن وسنت نے

وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ کے متعلق ابحاث

اون کا نزول علامت ساعت ہونا بیان فرمایا۔ بلکہ حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آیۂ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ میں مراد خروج عیسٰی بن مریم صلوات اللہ علیہ ہے اور کہا کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور

عیسٰی ابھی زندہ ہے

ابن کثیر نے حسن بصری سے روایت کی کہ کل اہل کتاب عیسیٰ پر قبل از موت عیسٰی ایمان لائیں گے اور خدا کی قسم وہ ابھی زندہ اللہ کے پاس ہے اور جب اوترےگا سب

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موت عیسٰی واللہ انہ لحی الاٰن عند اللہ ولکن اذا نزل اٰمنوا بہ اجمعون۔ (ابن کثیر از حسن بصری)

اوس پر ایمان لائینگے۔ اور ابن جریر نے بھی اسی قول کی صحت پر فتویٰ دیا۔ تفسیر مظہری کو صفحہ ۳۸

توفی کے معنی بقول مظہری رفع الی السماء

تین ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ توفی کے معنی رفع بلا موت ہے اور اس معنی کے لئے ہر شخص کا وجدان آیۂ وما قتلوہ وما صلبوہ کے ملاحظہ کے بعد شہادت دیتا ہے اور اگر اس سے موت کی نفی مقصود نہ ہوتی تو نفی قتل سے کیا فائدہ کیونکہ قتل کا

والظاهر عندي ان المراد بالتوفي ههنا الرفع الى السماء يشهد به الوجدان بعد ملاحظة قوله تعالىٰ وما قتلوه وما صلبوه ولولا نفي الموت عنه لما كان من نفي القتل فائدة اذ الغرض من القتل الموت۔ مظہری ع ۳۸

مفاد بھی تو موت ہی ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ رح فوز الکبیر میں لکھتے ہیں "و نیز از ضلالت

شاہ ولی اللہ کا قول عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے

ایشان یعنی نصاریٰ یکے آنست کہ جزم میکنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است و فی الواقع در قصۂ عیسیٰ اشتباہی واقع شدہ بود رفع بر آسمان را قتل گمان کردند و کابراً عن کابر ہمان غلط را روایت نمودند۔ خدا تعالیٰ در قرآن شریف ازالۂ شبہہ فرمود کہ ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم" انتہی۔ اور مظہری میں ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ ردّ و انکار لقتلہ واثبات لرفعہ۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہی ایک آیت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے رفع جسم پر نص منصوص ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ قتل اور صلب اجسام سے تعلق رکھتا ہے پس اس آیت میں جس جسم کے قتل اور صلب کی نفی کی گئی ہے اوسی کی طرف رفع کی اضافت بھی کی گئی ہے۔

عیسیٰ زمانہ کہولت کے بعد مرینگے

آیہ یکلم الناس فی المہد وکھلا کے متعلق مظہری میں ہے کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ معمر ہونگے اور سن کہولت کے قبل نہ مرینگے اور نیز اس طرف اشارہ ہے کہ اون کا سن شریف زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کریگا۔ حسن بن فضل کا قول ہے کہ کھلا سے مراد نزول آسمان سے بعد کا زمانہ ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام سن کہولت کو قبل آسمان کی

ویکلم الناس فی المھد وکھلا فیہ اشارۃ الی انہ یعمر ولا یموت حتی یکہل والی ان سنہ لا یتجاوز الکہولۃ۔ قال الحسن بن فضل وکھلا یعنی بعد نزولہ من السماء فانہ رفع الی السماء قبل سن الکہولۃ وقال اہل التاریخ حملت مریم بعیسیٰ ولہا ثلاث عشرۃ سنۃ وولدت عیسیٰ بمضی خمسین وستین سنۃ من غلبۃ سکندر الا

طرف اوٹھائے گئے - اور درمنثور میں اہل تاریخ کا قول ہے کہ مریم علیہا السلام تیرہ برس کی سن میں حاملہ ہوئیں اور عیسی کے تولد کا زمانہ وہ ہے جبکہ سکندر کو بابل کے فتح کئے ہوئے اسی پینسٹھ برس گذرے تھے اور تینتیس برس

على ارض بابل و انتهى الله الى عيسى وهو ابن ثلاث وثلثين سنة وكانت نبوته ثلاث سنين وعاشت مريم بعد رفعه ست سنة

(مظہری - درمنثور بتخریج حاکم عن وھب)

کی عمر میں عیسی پر وحی کا نزول ہوا - اور تین برس تک اونہوں نے دعوت نبوت کی اور آسمان کی طرف رفع کے بعد مریم علیہا السلام چھہ سال تک زندہ رہیں - اور معالم التنزیل میں مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول اگرچہ یہہ ہے کہ کہل کے معنی حلیم ہیں لیکن مراد زمانہ کہولت ہی - کیونکہ عرب کہولت کے ساتھ مدح اسلئے کرتے ہیں کہ وہی زمانہ استحکام عقل اور جودت رائے اور تجربہ کے حق میں حالت وسطی ہے - کیونکہ قبل اس زمانہ کے تجربہ ناقص رہتا

وكهلا قال مجاهد معناه حليما والعرب يمدح الكهولة لانه الحالة الوسطى فى استحكام العقل وجودة الراى والتجربة فان قبل ذلك يقل التجربة - (معالم)

ہے - اور خود اشعار عرب میں کہل کا لفظ زمانہ کہولت کے معنی میں مستعمل ہوا - چنانچہ رضی میں ہی ؎

| فمطلبها كهلا عليه شديد | اذا المرء اعيته المروة ناشيا |
|---|---|

والمراد ان المرء اذا لم يكتسب المجد المؤثل بطلب العلو من الاعمال الصالحة في منتهى المفاخرة و المآثر الدنيوية في اوان الشباب فطلب تلك المنازل في حال الكهولة شديد عليه - (رضي شرح شافیہ)

اور قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ مائدہ میں آیۂ تکلم الناس فی المھد وکھلا کے متعلق لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن حق تعالی اپنے امتنان نعمت جتلاتے وقت کہینگے کہ اے عیسی ابن مریم تو اون نعمتوں کو یاد کر جو تجھے اور تیری ماں کو عطا ہوئیں جبکہ تجھے میں نے روح القدس کے ساتھہ تائید دی اور تو زمانہ مہد میں اور زمانہ کہولت میں بلا تفاوت لوگوں سے باتیں کرتا تہا - اور مراد اس سے یہہ ہے کہ اللہ تعالی

اذ قال الله يا عيسى بن مريم اذكر نعمتي عليك و على والدتك اذ ايدتك بروح القدس تكلم الناس في المهد و كهلا - اى كائنا فى المهد وكهلا والمعنى تكلمهم فى الطفولة والكهولة على سواء والمعنى الحاق حاله فى الطفولة بحال الكهولة فى كمال العقل والتكلم وبه استدل على انه سينزل فانه رفع قبل ان اكتهل (بيضاوى مائدة)

نے حضرت عیسیٰ کی حالت طفولیت کو باعتبار کمال عقل حالت کہولت کے ساتھ لاحق فرمادیا اور اسی سے استدلال کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عنقریب آسمانوں سے اوتریں گے کیونکہ وہ زمانہ کہولت کے قبل اوٹھائے گئے۔ پس یہ آیت بمجواے خود حسب بیان مظہری و بیضاوی وغیرہ صاف دلالت کررہی ہے کہ عیسیٰ کی عمر زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کریگی۔ اور وہ قبل از کہولت آسمانوں کی طرف اوٹھائے گئے جیسے کہ یہی مذہب کل ائمہ کا ہے اور نیز حدیث عایشہ کے منطوق کو باطل کررہی ہے جس مین بیان ہے کہ عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی کیونکہ یہہ عمر سن کہولت سے تجاوز کر کے شیخوخیت مین محسوب ہے۔

عیسیٰ ابن مریم کے فوت ہوجانے پر امام بخاری کے اقوال سے قادیانی کا استدلال اور اوس کا ابطال

اور ان تمام بیانات سے جو غزلیق دوم مین مذکور ہوئے قادیانی صاحب کے وہ سارے افترا اور کل جعلسازیان تارعنکبوت کی طرح نیست ونابود ہوجاتی ہین جو اونہون نے مکتوب عربی اور ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی مین متعدد صفحات کے اندر امام بخاری اور دیگر صحابہ وائمہ کے اقوال کے متعلق کین اور نادانون کو فریب مین لانے کے لئے لکھا کہ امام بخاری نے قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ دیدیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور فوت شدہ بندون مین جاملا اور معراج کے متعلق احادیث جو پانچ دفعہ امام بخاری نے مختلف اغراض کے لحاظ سے اپنی عادت کے مطابق بخاری کے صفحہ ۵ اور صفحہ ۴۵۵ و صفحہ ۴۷ و صفحہ ۵۰۰ و صفحہ ۱۱۲۰ مین لکہی ہین اون سے استدلال کیا کہ امام بخاری نے متفرق طرق اور متفرق راویون کے ذریعہ سے یہ ثابت کردیا ہے کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اموات مین جاملا اور خدا تعالیٰ کے بزرگ نبی جو اس دنیا سے گذر چکے ہین اون مین داخل ہوگیا۔ حالانکہ امام بخاری نے اسی ایک غرض کے اثبات کے لئے متعدد مقامات مین ان احادیث کا ذکر نہین کیا بلکہ ہر غرض کے لئے اوسنے جدا جدا عنوان لکہدیا۔ چنانچہ اونہون نے بخاری کے صفحہ ۵ مین باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء کا عنوان مرتب کرکے اس کے تحت اس حدیث کو اس غرض سے لکھا کہ صلوٰۃ کی فرضیت کی کیفیت بیان کرین۔ اور صفحہ ۴۵۵ باب ذکر الملائکۃ مرتب کرکے اس حدیث کو اوس کے تحت اس غرض کے لئے لکہا تاکہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملائکہ کرام کا وجود اور اون کا آسمانوں سے زمین پر بشکل اشخاص خود اوترنا ثابت کرین جس کا قادیانی صاحب توضیح مرام

کے متعدد صفحات مین انکار کرکے لکھتے ہین کہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قایل نہین کہ ملائک
اپنے شخصی وجود کے ساتہہ انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اوترتے ہین اور یہہ خیال بہ بداہت
باطل ہی ہے اور ملک الموت جو ایک سکنڈ مین ہزارون لوگون کی جانین لیتا ہے جو مختلف بلاد
و امصار مین رہتے ہین اوس کے لئے اس طریق سے یہہ مہلت اتنی مشقت کے بعد کافی نہین ہوسکتی اور
جبریل کے نزول کی اصل کیفیت صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکہنی چاہئے اور وہ بذات
خود زمین پر نہین اوترتا اور اپنے ہیڈکوارٹر نہایت روشن نیر سے جدا نہین ہوتا ہے بلکہ صرف اوس
کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اوس کی عکس ہی تصویر انبیاء کے دل مین منقوش ہوجاتی ہے اور ادنی سے ادنی
مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر وہی ڈالتا رہا لیکن
ان دونون وحیون مین فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا فرق ہے" - دیکھو توضیح مرام ص۶۸ و ص۷
و ص۸۵ و ص۷ و ص۱۲ وغیرہ وغیرہ - اور امام بخاری نے ص۴۷۱ مین باب ذکر ادریس و قول اللہ عز و جل و
رفعناہ مکانا علیا مرتب کرکے اس کی تحت مین اس حدیث کو اس غرض سے لکھا ہے تاکہ ظاہر کرین کہ الیاس
اور ادریس دو جدا جدا نبی ہین اور وہ جو قادیانی صاحب نے شاید ابن
عباس کی ضعیف حدیث کے لحاظ سے توضیح مرام کے ص۲۳ مین حضرت
ادریس کی نسبت بائیبل کے حوالہ سے زعم کیا ہے کہ یوحنا یا ایلیا
تینون اسماء کا درحقیقت ایک ہی مسمّیٰ ہے وہ بالکل باطل اور دوراز تحقیق ہے - کیونکہ ادریس مکانا علیا
مین اوٹھایا گیا اور آسمانون مین بحدیث رسول شب معراج مین آنحضرت سے ملا -

ویذکر عن ابن مسعود و ابن عباس ان
الیاس هو ادریس بخاری و اسناده
ضعیف ولعل المراد به البخاری فتح

اور ص۵۴۸ مین باب المعراج مرتب کرکے اوس کے تحت مین اس حدیث کو اس غرض سے لکھا تاکہ قادیانی اور
اوسکے امثال کے اس خیال باطل کو رد کرین جو معراج نبوی کو ایک خواب یا کشف خیال کرتے ہین اور
جو ترتیب کہ اس حدیث مالک بن صعصعہ مین ذکر کی گئی ہے وہی اون کا مذہب ہے -
اور ص۱۱۲۰ مین باب قول اللہ و کلم اللہ موسیٰ تکلیما مرتب کرکے اوس کے تحت اس حدیث کو اس
غرض سے لکھا تاکہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کے اوس شرف مکالمت کو ظاہر کرین جس کے باعث

حالتِ نزولِ نبوی کے وقت چھٹے آسمان سے عروج کر کے ساتوین آسمان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور فرضیت صلوٰۃ کے متعلق تخفیف کے لئے آنحضرت صلعم کو روک لیا۔

اور اسی طرح قادیانی صاحب کا بالکل افترا ہے جو اونہون نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر باندھا کہ اونہون نے آیۂ فلما توفیتنی کو کتاب التفسیر مین اس لئے لکھا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت کرین کہ آپ نے توفی کے معنی مار دیا اور وفات دیدی افادہ فرمایا اور اسی غرض سے یہہ حدیث بخاری کے متعدد صفحات یعنی ص۶۶۵ و ص۶۹۳ و ص۴۷۳ و ص۴۹ مین ذکر کی گئی۔ حالانکہ امام بخاری نے برخلاف زعم قادیانی صاحب ہر ہر مقام مین عنوان مرتب کر کے اوس کے ذکر کرنے کے منشا اور اپنے مذہب سے آگاہ کر دیا۔ پس بخاری کے ص۴۷۳ مین اس حدیث کو اونہون نے بعنوان باب قول اللہ عزوجل واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا اس افادہ کیلئے لکھا تاکہ خُلتِ ابراہیمؑ کی عظمت کا اظہار ہو اور ص۴۹ مین باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم مرتب کر کے اس غرض سے لکھا تاکہ اس باب مین حضرت عیسیٰ کے متعلق اخبارات مستفیضہ کا افادہ کرین چنانچہ اونہون نے اسی باب کے ضمن مین عبداللہ ابن عمر کی حدیث ذکر کر کے افادہ فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

دجال اور عیسیٰ کے حلیہ مین فرق

صحابہ کے سامنے مسیح الدجال کا ذکر فرما کر کہا کہ اوس کی سیدھی آنکھہ کانی ہے گویا کہ اوس کی آنکھہ ایک انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلا ہو ہے اور آج کی رات مین نے اپنے کو کعبہ کے پاس نیند مین دیکھا اور ناگہان دیکھتا ہون کہ ایک آدمی گندم گون ہے جیسے کہ ایک خوبصورت آدمی گندمی رنگ کا تو دیکھتا ہے کاندھون کے اوپر کانون سے نیچے اوسکے سیدھے بال سے پانی ٹپکاتے ہوئے دو آدمیون کے کاندھون پر ہاتھہ رکھے ہوئے بیت اللہ

عن نافع قال قال عبد اللہ ذکر النبی صلعم یوما بین ظہرانی الناس المسیح الدجال فقال ان اللہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافئۃ واراني اللیل عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ماتری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر راسہ ماءً واضعا یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح ابن مریم ثم رایت رجلا وراءہ جعدا قططا اعور عین الیمنی

کے گرد طواف کر رہا ہے پس میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر اسکے پیچھے ایک مرد نہایت سخت مرغول (اور حبشیوں کی طرح مجعو) اور گھونگر بالے بالوں والا سیدہی آنکھ کا کانا دیکھا جو ایک آدمی کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ابن قطن سے بہت مشابہ بیت اللہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کہا مسیح الدجال ہے اور

کاشبہ من رائیتُ بابن قطن واضع یدیہ علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح الدجال۔

اس کے ما قبل مجاہد از ابن عمر کی حدیث میں جو درحقیقت مجاہد عن ابن عباس سے مروی ہے لکھا فاما عیسی احمر جعد عریض الصدر کہ عیسیٰ احمر اور جعد اور فراخ سینہ والا ہے۔ اور اس کے بعد حدیث زہری میں لکھا کہ سالم نے حلف کیسا تھ کہا کہ عیسیٰ کی صفت احمر نبی صلعم نے بیان نہیں فرمائی بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ میں نے سوئے ہوئے دیکھا کہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں کہ ناگہاں ایک گندمی رنگ کا آدمی سبط یعنی لٹکے ہوئے بالوں کا دو آدمیوں کے درمیان جھکتا ہوا جارہا ہے اور اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون

حدثنا احمد بن محمد المکی قال سمعت ابراھیم بن سعد ثنی الزھری عن سالم عن ابیہ قال لا واللہ ما قال النبی صلعم لعیسی احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر یھادی بین رجلین ینطف راسہ ماءً او یھراق راسہ ماءً فقلت من ھذا قالوا ابن مریم فذھبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الراس اعور عینہ الیمنی

لہ جعد۔ موئے کہ در روئے دوتا و پیچش باشد و نرم و رہا نہ باشد ضد سبط۔ رجل موئے میانہ۔ نہ سبط و نہ قطط۔ قیل رجلھا ای سرحھا و مشطھا و ھو استعادۃ من نضارۃ وجمال۔ سبط موئے نرم فرو ہشتہ۔ قطط۔ موئے سخت دوتا پیچیدہ مثل موئے سیاہان و حبشیان کہ آنرا چنگلہ گویند و سخت جعد دفی الصراح۔ جعد و قطط۔ جعد مرغول و قطط سخت مرغول و کیسکہ در موئے وے بسیار پیچ و خم باشد مانند حبشیان۔ جعد و رجل۔ گھونگر یالے۔ میانہ بال۔ نہ دراز۔ جعد و سبط گھونگر یالے نرم۔ سیدھے لٹکے بال۔ رجل و سبط۔ کنگھی کئے ہوئے لٹکے ہوئے بال۔

وآنحضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم نہ سبط بود نہ قطط بلکہ بین بین بود کہ آنرا ہم رجل و ہم جعد گویند و عیسیٰ نہ جعد بود نہ قطط بود بلکہ ہم رجل بود و ہم سبط۔ جعد کہ در وصف عیسیٰ وارد شدہ۔ قال کرمانی والمراد بہ جعودۃ الجسم وھی اجتماعہ واکتنازہ لا جعودۃ الشعر۔

ہے۔ کہا ابن مریم۔ پہر مین نے ادہر اُدہر دیکہا تو نا گہان
ایک سُرخ رنگ جسیم گھونگریلے بالون والا سیدہی
آنکہہ کا کانا ظاہر ہوا مین نے پوچہا یہ کون ہے؟ کہا

کان عینہ عنبۃ طافیۃ فقلت من ہذا قالوا
ہذا الدجال و اقرب الناس بہ شبہا ابن قطن
قال الزہری رجل من خزاعۃ ہلک فی الجاہلیۃ

یہی دجّال ہے۔ جو ابن قطن سے بہت ملتا جلتا ہے۔ پس اس باب کی احادیث مین علی رغم قادیانی صاحب
جو اونہون نے ازالہ کی جلد اوّل مین اپنی ایک طویل نظم مین کہا کہ ؎

این مقدمم نہ جای شکوک است والتباس — سیّد جدا کند ز مسیحاے احمرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است — زانسان کہ آمدست در اخبار سرورم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم — حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

امام بخاری نے اس بات کو بہی ثابت کر دیا کہ عیسے علیہ السلام برنگ احمر نہین اور نہ اون کے بال
جعد قطط یعنی حبشیون کی طرح گھونگریالے ہین بلکہ رجل و سبط یعنی موے میانہ جیسے کنگہی کئی ہوے
چہپٹے ہوئے ہین۔ اور کرمانی نے ابن عباس کی
حدیث کے متعلق تصریح کر دی ہے کہ اوس مین جعد سے
مراد جعودت جسم ہے نہ جعودت بال۔ اور امام بخاری
نے یہہ بہی تصریح کر دی ہے کہ احمر کی صفت مسیح دجّال

فان قلت قد سبق آنفا ان عیسی کان جعدا
قلت المراد منہ جعودۃ الجسم وہی اجتماعہ
و اکتنازہ لا جعودۃ الشعر و قولہ یقطر
بالماء الذی رجلہا بہ لقرب ترجیلہ (کرمانی)

کی ہے اور سخت گہونگریالے بال بہی دجّال ہی کے ہون گے۔ پس قادیانی صاحب کا یہہ بہی ایک افترا
ہے جو اونہون نے ازالہ کے صفحہ ۹۰ مین امام بخاری کی نسبت کیا کہ اونہون نے آنیوالے مسیح اور اصل
مسیح ابن مریم کے حلیہ مین جا بجا التزام کامل کے ساتہہ فرق ڈال دیا ہے کہ اصلی مسیح کو احمر بیان
کیا ہے اور آنیوالے مسیح کو گندم گون بیان کیا ہے۔ حالانکہ امام بخاری نے اصل مسیح اور آنیوالے مسیح
کے درمیان کوئی تفریق نہ کی اور اسی طرح امّ ہانی کی حدیث معراج نے جسکے الفاظ یہہ ہین:- اما عیسیٰ
ففوق الربعۃ و دون الطویل عریض الصدر ظاہر الدم جعد الشعر تعلوہ صہبۃ کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی

اور صہبہ یعنی سرخی اور سپیدی کو بولتے ہین یعنی گندمی رنگ جیسے کہ یہی معنی بخاری کی مذکورہ حدیث مین لفظ رجل الشعر سے نکلتے ہین - کیونکہ رجل اون بالون کو بولتے ہین جو سیانہ ہون یعنی نہ تو بالکل ہی سبط اور نہ بالکل ہی قطط اور سیہ بجز اس کے نہین کہ جعد کی صفت اون پر صادق آتی ہے - بلکہ مسیح جو آنیوالا ہے اونہون نے اس باب کے عنوان سے بیان کردیا کہ یہہ مسیح وہی مسیح ہے جسکو قرآن کریم نے ابن مریم کہا اور جو اس باب کے عنوان مین مذکور ہے اور اسی معنی کے افادہ کے لئے اونہون نے اس باب کے بعد باب نزول ابن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ مرتب فرمایا اور اس کے ضمن مین اول وہ حدیث رسول اللہ بیان فرمائی جس کی شہادت مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جنکا دامان آنحضرت نے علوم نبوت سے لبالب کردیا فرماتی ہین کہ اگر تمکو اصلی ابن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ کے نزول مین شک ہو تو قرآن کریم کی اس آیت کو پڑہو جس مین بیان ہے کہ کوئی اہل کتاب نہین جو عیسے پر اوس کے مرنیکے قبل ایمان نہ لایگا اور ظاہر ہے کہ اس آیت مین عیسیٰ سے مراد ابی ہریرہ رضی نے اونہین حقیقی عیسے ابن مریم سے لی ہے نہ کوئی معنوی یا مجازی عیسیٰ - پہر قادیانی صاحب کا یہ ایک دوسرا افترا ہے جو امام بخاری کی نسبت لفظ امامکم منکم کے متعلق کیا کہ آنیوالا امم ہی مین سے ایک امام ہے جو صلی عیسیٰ کا مغایر ہے اور اوس کا مثیل ہی حالانکہ ابن ماجہ اور مسلم اور ابو نعیم کی دوسری حدیثین اس امام کی تفسیر کررہی ہین کہ اس حدیث مین عیسیٰ سے مراد صلی عیسیٰ ابن مریم ہے اور امام سے مراد ایک دوسرا شخص ہے جسکا اقتدا نزول کے وقت حضرت مسیح کرین گے تاکہ قادیانی جیسے مریض القلوب کو یہہ شائبہ و شبہہ نہو کہ آیا عیسے آنحضرت کا نائب ہوکر آیا ہے یا نبی ہوکر آنحضرت کی شریعت کے علاوہ اپنی قدیم شریعت لایا ہے - حالانکہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہین جو جدید نبوت کے ساتہہ مبعوث ہو اور فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اوس کو چارہ نہتا معہذا امام بخاری خود اپنی تاریخ مین تحریر فرما چکے ہین کہ عیسے ابن مریم صلوات اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کے ساتھ دفن ہون گے اور اون کی قبر چوتہی ہوگی - چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ مین ہے کہ شیخ جزری اور دوسرے اشخاص سے جو حجرۂ عائشہ رض مین گئے معلوم ہوا کہ اونہون نے اس طریق پر مقابر ثلاثہ دیکھین کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے اور آنحضرت

(حاشیہ: لا نبی بعدی)

(حاشیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ مین چوتہی قبر کی جگہ جہان عیسیٰ دفن ہونگے)

کی پُشت مُبارک کی مقابل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر مُبارک ہے اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر انور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پُشت اور آنحضرت کی پاؤن کے مقابل ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو مین ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور احادیث مین آیا ہی کہ عیسیٰ زمین پر سکونت کے بعد حج کرکے جب واپس ہونگے تو مکہ اور مدینہ کی درمیان فوت ہونگے اور اون کی نعش مبارک مدینہ مین اوٹھا کر حجرہ شریفہ مین ایک جانب دفن کیجاویگی اور یہہ ہر دو صحابی ہر دو اولوالعزم انبیاء علیہما السلام کے مابین قیامت تک رہینگے سبحان اللہ یہ کیا فضائل ہین جو ببرکت اتباع خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو حاصل ہوگے جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہ ہوسکے۔

قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر رواہ الترمذی ای حجرۃ عائشۃ موضع قبر فقیل بینہ علیہ السلام بین الصدیقین وھو الاقرب الی الادب وقیل بعد عمر وھو الاظہر فقد قال الشیخ الجزری وکذا اخبرنا غیر واحد ممن دخل الحجرۃ ورأی القبور الثلاث علی ھذہ الصفۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقدم وابو بکر متاخر عنہ راسہ تجاہ ظہر النبی صلعم وراس عمر کذلک من ابی بکر تجاہ رجلی النبی صلعم والباقی موضع قبر واحد الی جنب عمر وقد جاء ان عیسیٰ بعد لبثہ فی الارض یحج ویعود فیموت بین مکۃ والمدینۃ فیحمل الی المدینۃ فیدفن فی الحجرۃ الشریفۃ الی جانب فیبقی ھذان الصحابیان الکریمان مصحوبین بین الدین النبیین العظیمین علیہما الصلوۃ والسلام رضی اللہ عنہما الی یوم القیام

(مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۵۱)

مگر کمبخت قادیانی صاحب کی شورہ بختی دیکھو کہ وہ کیونکر باوجود دعوی عیسویت اور دعوائے مثیل مسیح ہونے کے اس سعادت سے محروم اور مرحوم کئے گئے ہین جو مرزا حسین کامی سفیر کے مُقدمہ مین ایک الہامی اشتہار کے ذریعہ جو اخبار چودہوین صدی مطبوعہ ۱۵ جون ۱۸۹۷ء مین شایع ہوا اپنی خوفناک حالت بیان کررہے ہین کہ کیا مین اسلام بول مین اس کیسا نہہ اس دعوی کو پھیلا سکتا ہون کہ مین مسیح موعود اور مہدی معہود ہون اور یہہ کہ تلوار چلانیکی سب روایتین جھوٹ ہین؟۔ کیا یہ سُنکر اس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہین کرینگے؟ اور کیا سُلطانی انتظام بہی تقاضا نہین کریگا کہ اون کی مرضی کو مُقدم رکھا جائے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ؟۔ سوہم گورنمنٹ برطانیہ کے دلی شکرگذار ہین کیونکہ اوس کی زیر سایہ

قادیانی صاحب کا مکہ اور مدینہ مین جانے سے خائف ہونا جیسے کہ دجال خائف ہوگا۔

آرام جو ہمنے پایا اور پار ہے ہین وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ مین بہی نہین پا سکتے۔ ہرگز نہین پا سکتے۔ انتہی“۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۹۔ واشتہار مذکور)

پس اس اشتہار سے ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت کے زیر سایہ رہنے اور اسلامبول اور عرب اور مکّہ مدینہ کو بذات خود جانے سے کسقدر خایف ہین۔ اور ازالہ کے صفحہ ۵۰۹ مین صاف صاف لکھتے ہین کہ ”جو کچھہ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کی تحت مین اشاعت حق کر سکتے ہین یہ خدمت ہم مکّہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بیٹھکر بہی ہرگز بجا نہین لا سکتے۔“

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل سچ ہے جو فرمایا کہ دجّال مکّہ اور مدینہ مین داخل نہ ہوگا۔ اگرچہ ناصبیہ مدینہ مین کسی وقت اوس کا رعب اور اثر ہو جاویگا جیسے کہ قادیانی صاحب کے عربی اشتہارات اور تالیفات کی اشاعت سے ظاہر ہے کہ اونہون نے دور دور تک اشاعت اسلام کی آڑ مین اون کو شایع کیا اور سچ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیا مین دیکہا کہ دجّال ایک شخص کے کاندھے پر ہاتھہ رکہے ہوئے کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے آگاہ فرمایا کہ کوئی بہی اس جناب سے مستغنی نہین عیسے مسیح ہو یا دجّال مسیح اور اون کی غرض اس باب کے سوا حاصل ہونی ممکن نہین۔ اگر عیسٰی ہدایت کا راستہ دکہلاویگا تو بہی دین کے پیرایہ مین

فیہ اشعار بان احد الا یستغنی من ہذا الجناب ولا ینفتح لہم غرض الا من ہذا الباب وقال التورپشتی ان الدجال فی صورۃ الکریہۃ التی سیظہر علیہا یدور حول الدین یبغی العوج و الفساد۔

(مرقات حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۴ باب العلامات)

اور اگر دجّال ضلالت اور غوایت کی طرف بہکائیگا تو بہی دین کی آڑ مین۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف صحیح ترمذی کی حدیث صحیح مین اشارہ ہے جو فرمایا کہ عنقریب میری اُمّت مین تیس دجّال کے قریب ہون گے جنکا یہی دعوٰی ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ مین ہی خاتم النبیین ہون جسکے بعد کوئی نبی نہین۔

سیکون فی اُمتی ثلاثون کذّابون کلہم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی و فی روایۃ دجّالون کلہم یزعم انہ رسول اللہ۔ ترمذی از ثوبان و ابوہریرۃ متفق علیہ

مگر یہ ایک طرفہ بہید ہے جو قادیانی صاحب نے ازالہ کے صفحہ ۵۳۳ مین لکہا کہ ”مین نبی بہی ہون اور اُمّتی بہی“ اور صفحہ ۶۷۳ وغیرہ مین لکہا کہ آیہ سوا ارسل رسولہ در حقیقت اسی

مسیح قادیانی سے متعلق ہے اور مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین بہی آپ مثیل کی طرف اشارہ ہے -

## طریق سوم

(محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہین آئیگا جو دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے)

خاتم النبیین کے معنی بقول قادیانی صاحب

ماکان محمدؐ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (سورۂ احزاب ۲۲ پارہ)

آیہ خاتم النبیین صاف دلالت کررہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دُنیا مین نہین آئیگا - پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا مین نہین آسکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت مین یہہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریلؑ حاصل کرے - اور ابہی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے اس سے ضروری طور پر یہہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہین آئیگا - اور یہہ امر خود مستلزم اس بات کا ہی کہ وہ مرگیا اور یہہ خیال کہ پہر وہ موت کی بعد زندہ ہوگیا مخالف کو کچہہ فائدہ نہین پہونچا سکتا - کیونکہ اگر وہ زندہ بہی ہوگیا تاہم اوس کی رسالت جو اوس کے لئے لازم غیر منفک ہے اوس کی دُنیا مین آنے سے روکتی ہے - آہ - ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۱۴ -

عالم تکوین مین کوئی نبی جدید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا نہ ہوگا

قادیانی صاحب نے اول تو خاتم النبیین کے معنی سمجہنے مین ایسی سراسر غلطی کی جو کوئی ادنی سمجہدار شخص بہی نہین کرسکتا - کیونکہ اس آیت مبارک سے صرف اسیقدر ظاہر ہے کہ سلسلۂ انبیا عالم تکوین مین ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا اور کوئی جدید نبی مخلوق ہونے والا نہین جیسے کہ پہلے ہوتے رہے - پس اگر عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرمانا معہود ہوا ہے تو اسلئے کہ وہ مختوم ہین نہ خاتم اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابت سے مشرف ہوئے - اسی واسطے بیضاوی وغیرہ مین ہے کہ آیت خاتم النبیین سی مراد یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر من نبی ہین یعنی آنحضرتؐ کی بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی - اور بعد حضرتؐ کے کسیکو نبوت ملنا آنحضرتؐ سی ختم و منقطع ہوگیا - اور اسی معنی کی نسبت آنحضرتؐ نے اشارہ فرمایا کہ

| لو کان بعدی نبی لکان عمر |
|---|

اگر میرے بعد کوئی نبی سلسلۂ تکوین مین مقدر ہوتا تو بالضرور عمر ہوتا
لیکن جو نبی کہ آنحضرتؐ سے پہلے نبوت پا چکے ہین اگر آنحضرتؐ کے بعد تک زندہ بوصف نبوت ہین
تو اس مین کوئی محذور نہین - ہان محذور تو اس مین ہے جو قادیانی صاحب نے ازالۂ اوہام کے صفحہ ۵۳۳

| بقول قادیانی باب نبوت من کل الوجوہ مسدود نہوا اور وہ نبی بھی ہو اور امتی بھی |
|---|

مین لکھا ہے کہ وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی - اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۹ مین لکھا
کہ اگر یہہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے
اوس پر مُہر لگ چکی ہے - مین کہتا ہون کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور
سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہیگا - اور یہہ جزوی
نبوت دوسرے لفظون مین محدثیت کے اسم سے موسوم ہے اور کہا کہ النبی محدث و المحدث نبی آہ
حالانکہ شارع کی طرف سے اُمت محمدیہؐ مین کوئی فرد بجز عمر رضی اللہ عنہ کے محدث ہونا مقطوع نہین
اور پھر اونہین کی نسبت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا - پس اس سے ظاہر ہے
کہ قادیانی صاحب کے استدلال کا پہلا قضیہ تو صحیح ہے کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے لیکن دوسرا قضیہ یعنی ہر محدث
نبی ہوتا ہے بالکل باطل ہے - کیونکہ خود قادیانی صاحب کے قول کے مطابق رسول کی حقیقت اور ماہیت
مین یہہ امر داخل ہے کہ دینی امور کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے - لیکن قادیانی صاحب کا یہہ زعم کہ اس سے
عیسیٰ علیہ السلام کی موت لازم آتی ہے - اور رسالت جو اوس کے لئے لازم غیر منفک ہے اوس کو دنیا

| عیسیٰ نبی اللہ پر جبرئیل کے اونے مین کوئی مانع نہیں |
|---|

مین آنے سے روکتی ہے - اس سے ہمکو ہرگز اتفاق نہین کیونکہ اس زعم کو شیخ سیوطی
اور امام سبکی رضی اللہ عنہ کی تحقیق باطل کرتی ہے جسکو علامہ زرقانی نے مواہب اللدنیہ
کی شرح مین لکھا اور طحطاوی نے شرح درمختار کے اوائل مین کہ کسی سایل نے اون سے پوچھا کہ کیا یہہ
ثابت ہے کہ نزول کے بعد عیسیٰ پر وحی کا اوترنا ہوگا ؟ - اس کے جواب مین کہا کہ ہان ! - کیونکہ مسلم وغیرہ
نے نواس بن سمعان کی حدیث مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسےٰ نبی اللہ پر وحی اوتاریگا اور یہہ
امر قطعی ہے کہ وحی کا لانیوالا جبرئیل ہی ہے کیونکہ اللہ اور اللہ کے نبیون کے درمیان وہی سفیر ہے
جیسے کہ آثار مین اس کی صراحت کی گئی ہے - اور کہا کہ یہہ جو زعم ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ جب نزول

فرماویگا تواوس پر حقیقی وحی کا نزول نہوگا بلکہ وحی مجازی یعنی الہام ہوگا - اسکو مسلم کی حدیث رد کرتی ہے اور حدیث لا وحی بعدی بالکل باطل اور بے اصل ہے - اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی

حدیث لا وحی بعدی باطل ہے

اوس کے نزدیک متعذر ہے وہ معنی دراصل خود فاسد اور کاسد ہین کیونکہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ جب کہ نبی اللہ ہین پس وحی حقیقی کے نزول ہین کون مانع ہے - پس اگر اس خیال سے کہا جاوے کہ عیسیٰ سے نزول کے بعد وصف نبوت جاتا رہیگا تو یہہ ایسا قول ہے جو کفر تک پہونچا دیتا ہے - کیونکہ کبھی کسی نبی کی نبوت نہین جا سکتی نہ مرنیکے قبل اور نہ مرنیکے بعد نکیف کہ وہ تو ابھی زندہ ہین اور اگر اس خیال سے کہا جاوے کہ وحی حقیقی نبی کے ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے تو یہہ ایسا قول ہے کہ جسپر کوئی دلیل نہین اور اسکو اسکے برخلاف دلائل کا ثبوت باطل کرتا ہی اور یہہ جو مشہور ہے کہ جبریل بعد موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین پر نہ اوترین گے اس کی کوئی اصل نہین بلکہ وارد ہے کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہے اُس کی موت کیوقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اُترتے ہین اور دجال کو مکہ اور مدینہ مین داخل ہونے سے مانع ہون گے - ہان حدیث لا نبی بعدی

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ - (فتوحات بالیا)

حدیث لا نبی بعدی کے معنی

صحیح ہے لیکن اس کے معنی علماء کے نزدیک یہی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تشریع نہین آئیگا جو تحریم اور تحلیل کے متعلق کوئی جدید شریعت بجز شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے پس اسی معنی کے متعلق احادیث رسول اللہ علیہ وسلم مین ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوکر رہین گے - جیسے کہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب ختم الاولیاء مین اور صاحب عنقا مغرب اور علامہ تفتازانی نے تنبیہہ کردی - انتہی -

بقول قادیانی صاحب رسول کا مطاع ہونا منصوص ہے لہذا عیسیٰ کا متبع شریعت محمدیہ ہونا درست نہین -

لیکن قادیانی صاحب کی کور فہمی ملاحظہ کرنی چاہئیے کہ وہ بحوالہ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۶۹ مین استدلال کررہے ہین کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہین ہوسکتا اور وہ مطاع ہوتا ہے نہ مطیع - مگر اون کو معلوم نہین کہ حضرت ہارون

اور یوشع بن نون باوجود نبی اور رسول ہونیکے حضرت موسیٰ کی شریعت کے کیون تابع ہوئے؟ اور خود حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ سے یہودنے کیون انحراف کیا؟ اور یہہ بجز اس کے نہین کہ اونہون نے انجیل عیسے کو احکام تحلیل اور تحریم سے معرّیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کو توریت کے احکام کا مطیع پایا اور یہہ ظاہر ہے کہ نہ حضرت ہارون اور یوشع بن نون کو نبوت غیر تابعہ ملی اور نہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو۔ اور یہہ تینون نبی اگرچہ احکام تحلیل وتحریم مین شریعت موسیٰ کے تابع اور مطیع ہوئے لیکن اپنی اپنی قوم کے حق مین وہ متبوع اور مطاع ہوئے پس حق تعالیٰ کا یہہ ارشاد بالکل سچ ہے کہ ہر صاحب رسالت اللہ کے اذن سے مطاع ہوتا ہی اور یہہ معنی کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نزول کے بعد اپنی شریعت قدیمہ پر عمل نکرینگے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہونگے یہہ درحقیقت اوس عہد میثاق کا وفا ہے جو حق تعالیٰ نے

ہر نبی کو محمد رسول اللہ کی اطاعت کرنا عہد میثاق ہے

اپنے انبیاء سے لیا کہ جو کچھہ تمکو مین نے کتاب وحکمت دی اوس کی تصدیق کرنیوالا ایک رسول آئیگا اگر تم اوس کو پالو تو ضرور اوس پر ایمان لانا اور اوس کی نصرت کرنا۔

و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین۔ (سورہ اٰل عمران پارہ (۳) رکوع (۴))

اور حق تعالیٰ نے اون سے اس اقرار کا اعادہ کراکر فرمایا کہ تم یہہ لیوست اور مین بھی تمہاری اقرار کا شاہد ہون۔ حسن بصری اور علی رض ابن ابی طالب اور ابن عبّاس رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ یہان رسول سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور یہی معنی سدی اور قتادہ سے آیۂ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح مین مروی ہین۔ پس امام سبکی آیۂ اوّل الذکر کے متعلق نتیجہ نکالتے ہین کہ اگر بالفرض

امام سبکی علیہ الرحمۃ کا قول عہد میثاق کی نسبت

آدم سے عیسیٰ تک کل انبیاء علیہم السلام آنحضرت کے زمانۂ بعثت مین موجود ہوتے تو وہ آنحضرت کی رسالت کے ہی تابع اور مطیع ہوتے پس آنحضرت کی نبوت اور رسالت زمانۂ آدم سے قیامت تک تمام مخلوقات پر عام ہے اور انبیاء اور

قال السبکی فی الاٰیۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی تقدیر مجیئہم فی زمانہ یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن اٰدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ علیہ السلام بعثت الی الناس کافۃ لا یختص بہ الناس من زمانہ

اون کی اُمتین سب کے سب آنحضرت صلعم کی اُمت ہین
اور یہہ ارشاد کہ ہین سب لوگون کی طرف مبعوث ہوا
ہون بعد کے لوگون کے ساتہہ مختص نہین بلکہ قبل کے
لوگون کو بہی شامل ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام سے عہد
کا لیا جانا اسلئے ہوا تاکہ اون کو معلوم ہو کہ آنحضرت ؐ ہی
اون پر مقدم اور اون کے نبی اور رسول ہین۔ اور عہد
لینے مین جو در حقیقت معنی استخلاف ہے اور اسی واسطے
دونون فعلون پر لام قسم داخل ہوا ایک لطیف نکتہ ہے
گویا یہہ عہد اوس بیعت کا عہد ہے جو خلفاء سے لیا جاتا ہے
(شاید کہ خلفاء کا عہد یہین سے اخذ کیا گیا ہے)

کل انبیاء در حقیقت ہمارے رسول اللہ کے خلفاء ہین

پس کل انبیاء در حقیقت آنحضرت صلعم کے
خلفاء ہین اور آنحضرت ؐ نبی الانبیاء ہین
اور اسی وجہ سے قیامت کے دن کل انبیاء آنحضرت کے
لواء کے تحت مین رہین گے اور دنیا مین بہی اسراء کی شب
ایسا ہی ہوا کہ سب انبیاء کی امامت فرمائی۔ اور اگر آنحضرت ؐ
کو آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کے زمانون
مین آنیکا اتفاق ہوتا تو اون پر اور اون کی اُمتون پر
واجب ہوتا کہ آنحضرت ؐ کے ساتہہ ایمان لاتے اور آنحضرت ؐ
کی نصرت کرتے اور اسی کیساتہہ اون سے عہد لیا گیا۔
پس آنحضرت ؐ کی نبوت اور رسالت اون کی طرف
ایک معنی سے حاصل ہے۔ پس یہہ امر باہم اجتماع پر موقوف

الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضا و انما اخذ
المواثیق علی الانبیاء لیعلموا انہ المقدم علیہم و انہ
نبیہم و رسولہم۔ و فی اخذ المواثیق و ہی فی معنی الاستخلاف
و لذلک دخلت لام القسم فی لتؤمنن بہ و لتنصرنہ
لطیفۃ و ہی کانہا ایمان البیعۃ التی تؤخذ للخلفاء
و لعل ایمان الخلفاء اخذت من ہنا فانظر ہذا
التعظیم العظیم للنبی صلعم من ربہ تعالی فاذا عرفت ہذا فالنبی
محمد نبی الانبیاء و لہذا ظہر ذلک فی الاخرۃ جمیع
الانبیاء تحت لوائہ و فی الدنیا کذلک لیلۃ اسراء
صلی بہم و لو اتفق مجیئہ فی زمن آدم و نوح و ابراہیم
و موسی و عیسی وجب علیہم و علی الامم الایمان بہ
و نصرتہ و بذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم فنبوتہ
علیہم و رسالتہ الیہم معنی حاصل و انما امرہ یتوقف
علی اجتماعہم معہ فتاخر ذلک الامر راجع الی وجودہم
لا الی عدم اتصافہم بما یقتضیہ و فرق بین توقف
الفعل قبول المحل و توقفہ علی اہلیۃ الفاعل
فہہنا لا توقف من جہۃ الفاعل و لا من جہۃ
ذات النبی الشریفۃ و انما ہو من جہۃ وجود العصر
المشتمل علیہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک
و لہذا یاتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ و ہو
نبی کریم علی حالہ لا کما یظن بعض الناس انہ یاتی

ہوا اور اس کا تاخر ونہین کے وجود کی طرف راجع ہے
نہ یہہ کہ وہ اس وصف کے ساتہہ متصف نہین اور ایک
فعل کا قابلیت محل تک موقوف ہونا اور ایک کا اہلیت
فاعل پر موقوف ہونا دونون مین بہت بڑا فرق ہے
لیکن یہان نہ تو فاعل کی جانب سے توقف ہے اور
نہ آنحضرت کی ذات شریفہ کیطرف سے بلکہ وجود عصر کی
طرف سے ہی جو اس امر پر مشتمل ہے۔ پس اگر آنحضرت اون کے
عصر مین پائے جاتے تو سب کو آنحضرت کی اتباع بلا شک
لازم ہوتی اور اسی وجہ سے عیسی علیہ السلام اخیر زمانہ مین
آنحضرت ص کی شریعت پر آئین گے باوجودیکہ وہ حسب حال
نبی کریم ہون گے نہ جیسے کہ بعض آدمیون کا گمان ہے کہ
وہ ایک امتی ہوکر آئین گے یعنی یہہ کہ وہ صفت نبوت
کے ساتہہ متصف نہون گے اور یہہ صفت اون سے ازروی
تادب حذف کیجاویگی۔ نہین بلکہ وہ اس اعتبار سے
امتی ہون گے کہ دوسری امت کی طرح نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا اتباع اور قرآن وسنت کیساتہہ حکم کرین گے
اور قرآن وسنت اونہون نے آنحضرت سے بلا واسطہ تعلیم
پایا کیونکہ کئی دفعہ آنحضرت ص کے ساتہہ جمع ہوئے۔ پس
کوئی مانع نہین کہ آنحضرت سے اون احکام کی تعلیم پائی ہو
جو شریعت انجیل کے مخالف ہین کیونکہ آنحضرت کی امت
مین نازل ہونا اون کو معلوم تہا کہ بعد نزول آنحضرت ص

واحد من هذه الامة (ای لیس متصفا بنبوة
وحذف هذه الصفة تادبا) نعم هو واحد من هذه
الامة لما قلنا من اتباعه للنبی ص وانما یحکم لشریعة
نبینا محمد ص بالقرآن والسنة ولاخذه لها من النبی
بلا واسطة لانه اجتمع به غیر مرة فلا مانع ان تعلم
منه احکام الشریعة المخالفة لشرع الانجیل لعلمه
بانه ینزل فی امته ویحکم فیهم لشرعه وکل ما فیها
من امر ونهی فهو متعلق به کما یتعلق لسائر الامة
وهو نبی کریم علی حاله لم ینقص منه شئ وکذلک
لو بعث النبی فی زمانه او فی زمان موسی و
ابراهیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتهم و
رسالتهم الی اممهم والنبی صلی الله علیه وسلم نبی
علیهم ورسول الی جمیعهم فنبوته ورسالته اعم و
اشمل واعظم ومتفق مع شرایعهم فی الاصول لانها
لا تختلف کما قال الله تعالی شرع لکم من الدین ما
وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به
ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا
فیه وقال والانبیاء اولاد علات امهاتهم شتی و
دینهم واحد وتقدم شریعته فیما عساه یقع الاختلاف
فیه من الفروع اما علی سبیل التخصیص واما علی
سبیل النسخ او لا نسخ ولا تخصیص بل تکون شریعة النبی

کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے اور افراد امت کی
طرح امر ونہی کا تعلق اون سے بھی ہوگا - درحالیکہ وہ
نبی کریم ہین اور اس سے اون کی نبوت مین کوئی نقص عائد
نہین ہوتا اور اسی طرح اگر آنحضرتؐ دوسرے انبیا کے
زمانہ مین مبعوث ہوتے تو وہ باوجود اسکے کہ اپنی نبوت
اور رسالت پر مستمر رہتے لیکن آنحضرتؐ کی نبوت کے
تحت حاکم ہوتے - پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء
ہین اور اون کی رسالت اعم اور اشمل اور اعظم اور اصول
مین اون کی شرایع کے ساتھ متفق ہے کیونکہ اس مین
اختلاف ممکن نہین جیسے کہ خود خدا فرماتا ہے کہ تمکو وہ
شریعت دی گئی جو نوحؑ کو وصیت کی گئی اور تمہکو وحی
کی گئی اور جو ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو وصیت کی گئی
کہ تم دین کو قایم رکھو اور اس مین اختلاف مت ہو اور دو
اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انبیا ایک باپ کی طرف سے ہین
لیکن اون کی مائین جدا جدا اور دین اون کا ایک

في تلك الاوقات بالنسبة الى اولئك الامم ما جاءت
به انبياؤهم وفي هذا الوقت بالنسبة الى هذه الامة
هذه الشريعة فالاحكام تختلف باختلاف الاشخاص
والاوقات وانما يفترق الحال بين ما بعد وجود جسده
الشريف وبلوغه الاربعين وما قبل ذلك بالنسبة الى
المبعوث اليهم وتاهلهم لسماع كلامه لا بالنسبة اليه
ولا اليهم لو تاهلوا قبل ذلك وتعليق الاحكام على الشروط
قد يكون بحسب المحل القابل وهو المبعوث اليهم وقبولهم
سماع الخطاب والجسد الشريف الذي يخاطبهم بلسانه
وهذا كما يوكل الاب رجلا في تزويج ابنته اذا وجدت
كفوا فالتوكيل صحيح وذلك الرجل اهل للوكالة ووكالته
ثابتة وقد يحصل التوقف اي توقف التصرف على
وجود الكفو لا يوجد الا بعد مدة وذلك لا يقدح
في صحة الوكالة واهلية التوكيل انتهى كلام السبكي
(زرقانی - مقصد سادس)

ہی ہے - اور بیان ہو چکا ہے کہ فروعات مین اختلاف یا تو بطریق تخصیص ہے یا بطریق نسخ لیکن حقیقت
نہ تو نسخ ہے نہ تخصیص بلکہ احکام فروعی کا اختلاف اشخاص اور اوقات کے اختلاف سے ہے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد شریف کے وجود اور بلوغ الاربعین کے بعد اور قبل حالت مین افتراق مبعوث
الیہم کی اپنی طرف سے ہے کہ اون مین آنحضرتؐ کے کلام مبارک کی سماع کی اہلیت نہ تھی نہ آنحضرت کی طرف
سے اور نہ اون کی طرف سے اگر قبل اس کے اون مین اہلیت ہوتی اور احکام کا شروط پر معلق ہونا کبھی
باعتبار محل قابل کے ہوتا ہے جو مبعوث الیہ ہین اور نیز سماع خطاب کی اہلیت پر اور نیز اوس جسد شریف

پھر جو اون کو اپنی زبان کے ساتھہ خطاب کرتا ہے اوس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی لڑکی کے نکاح کر دینے کے لیئے کسی شخص کو بشرط وجود کفو توکیل کرے۔ پس یہہ توکیل اگرچہ صحیح ہے اور وہ شخص بھی وکالت کی اہلیت رکہتا ہی اور وکالت بھی ثابت ہی۔ لیکن کبھی اون کے تصرف اور اجرا میں توقف وجود کفو تک ہوتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد دستیاب ہوتی ہے۔ مگر اس توقف سی وکالت کی صحت اور توکیل کی اہلیت میں کوئی مانع نہیں۔ انتہی۔

محی الدین ابن العربی کا قول کہ کل انبیاء ہمارے رسول اللہ کے حجاب اور نواب ہیں۔

اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کا خلاصہ حضرت محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ جلد اول باب (۱۴) ص۱۴۳ میں آیۂ ذقال موسی لفتاہ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں حاجب باب نبوت و رسالت تہے کیونکہ وہی اپنی امت کے شارع اور رسول تھے اور ہر امت کے لیئے ایک خاص باب آلہی ہے جس سے اللہ کے حضور میں داخل ہوتی ہیں اور اوس کا باب کا حاجب وہی ہوتا ہے جو اون کا شارع ہوتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام حاجبوں کے حاجب اور سردار ہیں۔ کیونکہ اونہیں کی رسالت عام ہے نہ دوسرے کسی نبی کی۔ پس دوسرے نبی آدم سے عیسیٰ تک سب کے سب آنحضرت صلعم کے نواب ہیں اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدم علیہ السلام اور اون کے ما سوا سارے انبیاء آنحضرت کی تحت لوا ہیں۔ پس کل انبیاء عالم خلق میں آنحضرت کے نواب ہیں اور نشاء جسم شریف کے قبل بحالت روح مجرد آنحضرت نے اس معنی کو معلوم کرلیا چنانچہ کسی نے پوچھا کہ تجکو کب نبوت ملی؟ ارشاد فرمایا

وکان موسی علیہ السلام فی ذلک الوقت حاجب الباب فانہ الشارع فی تلک الامۃ و رسولھا و لکل امۃ باب خاص الٰہی شارعھم ھو حاجب ذلک الباب الذی یدخلون منہ علی اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھو حاجب الحجاب لعموم رسالتہ دون سایر الانبیاء فھم حجبتہ علیہ الصلوۃ والسلام من آدم الی آخر نبی و رسول و انما قلنا انہم حجبتہ لقولہ علیہ السلام آدم فمن دونہ تحت لوائی فہم نوابہ فی عالم الخلق و ھو روح مجرد عارف بذلک قبل نشاۃ جسمہ قیل متی کنت نبیا فقال کنت نبیا و آدم بین الماء والطین ای لم یوجد آدم بعد فلہذا کانوا نوابہ الی ان وصل زمان ظہور جسدہ المطہر صلی اللہ علیہ وسلم فلم یبق حکم لنایب من نوابہ ولم یبق احد من سائر الحجاب الا تبعیین وہم الرسل والانبیاء علیہم السلام

کہ مین اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابہی پانی اور کیچڑ کے درمیان تہا - یعنی ابہی آدم کے جسم کے ساتھ روح نے تعلق نہ پکڑا تھا - پس اسی وجہ سے کل انبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد مطہر کے ظہور تک آنحضرت کے نواب رہے اور ظہور کے بعد کسی نواب کا حکم باقی نہ رہا اور کوئی حجاب الٰہی مین سے باقی نہ رہا - مگر یہہ کہ اون کے مُنہہ آنحضرت کی قیومیت مقام کے سامنے جُہک گئے

الا عنت وجوههم لغيبتهم فما منهم كان حاجب الحجاب فقرر من شرعهم ما شاء باذن سيده كما قرر ورفع من شرعهم ما امر برفعه ونسخه ومن هنا تبين من لا علم له ببعض الامر ان موسى عليه السلام كان مستقلا مثل محمد بشرعه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي حتى يلحق عليه السلام - فتوحات جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ باب (۱۲)

اور آنحضرت نے اپنے سردار اور بہیجنے والے کے اذن سے جو چاہا اون کے شرائع مین سے قایم رکہا اور جسکے رفع کا امر ہوا اوسکو اوٹھا دیا اور بسا اوقات جسکو کہ اس معرفت سے حصہ نہ ملا اوسنے کہدیا کہ موسیٰ علیہ السلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی شریعت مین مستقل تہے - لیکن آنحضرت نے تسقی فرمادی کہ اگر موسیٰ زندہ رہتا تو اوس کو میری اتباع بغیر چارہ نہتہا - اور یہہ بالکل سچ ہے - انتہیٰ - اور اسی کی شرح ہے وہ جو شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدۂ بردہ مین کہا - ؎

شیخ شرف الدین بوصیری صاحب قصیدۂ بردہ کا قول

فاق النبيين في خلق وفي خلق — ولم يدانوه في علم ولا كرم
وكلهم من رسول الله ملتمس — غرفا من البحر او رشفا من الديم
وواقفون لديه عند حدهم — من نقطة العلم او من شكلة الحكم
منزه عن شريك في محاسنه — فجوهر الحسن فيه غير منقسم
اعيى الورى فهم معناه فليس يرى — للقرب والبعد فيه غير منفحم
كالشمس تظهر للعينين من بعد — صغيرة وتكل الطرف من امم
وكيف يدرك في الدنيا حقيقته — قوم نيام تسلوا عنه بالحلم
فمبلغ العلم فيه انه بشر — وانه خير خلق الله كلهم
وكل آي اتى الرسل الكرام بها — فانما اتصلت من نوره بهم

فانہ شمس فضل ھم کواکبھا | یظھرن انوارھا للناس فی الظلم
حتی اذا طلعت فی الکون عم ھدا | ھا العالمین و احیت سائر الامم

بہتر پیغمبران در خلق در خلق آمدہ | کس چو او نا مدنہ در علم و نہ در وصف و کرم
جملگی را از رسول اللہ بودے التماس | یک کف از دریا علم و شربتے ز آب کرم
نزد او استادہ جملہ ہر یکے بر حد خود | نقطۂ از علم دارند یا نصیبے از حکم
او منزہ از شریک اندر محاسن آمدہ | جوہر حسن محمد پارہ نا مد در رقم
عاقلان از فہم معنی محمد عاجز اند | اہل عالم جملہ در وصفش کشیدستند دم
مثل خورشید است لیکن بود کوچک ز دور | در برابر چشمہاے مردمان را از امم
چون بدانندش حقیقت اہل دنیا چون بوند | مست خواب و دیدنش در خواب دانند بہ نعم
غایت معلوم مردم آنکہ سید آدمی است | بہترین خلق باشد آن رسول محترم
ہرچہ آوردند مجموع رسل از معجزات | آن ز نور مصطفے آمد بایشان لاجرم
او بود خورشید فضل و دیگران استارگان | روشنی سیارگان پیدا شود اندر ظلم
چونکہ ظاہر گشت خورشیدش ہدایت گشت عام | جملہ عالم را و زندہ ساخت مجموع امم

پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب اہی حقیقت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور معنی خاتم النبیین کی معرفت سے کسقدر جاہل اور ذاہل ہین جو اونہون نے عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کو اون کی رسالت کا منافی سمجھا۔ حالانکہ اون کا نزول اون کی اپنی رسالت کے لئے مکمل ہے اور اسی جائے سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب ۲۰۹ جلد اول مین تحریر فرمایا کہ "چون حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود بمتابعت شریعت خاتم الرسل علیہما الصلوٰۃ والسلام خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید و تقویت دین او علیہما الصلوٰۃ والسلام خواہد نمود۔ آہ" چنانچہ یہی معنی محمد بن نصیرالدین جعفر مکی نے بحر المعانی مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کئے کہ فرمایا

عیسیٰ نبی اللہ کو ہمارے رسول اللہ کی امت سے ترقی درجہ حاصل ہوگی

| ابوبکر صدیق کا قول کہ عیسیٰ چوتھے آسمان سے اوتریں گے | حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے زمین کی طرف اسی ولایت | قال ابی بکر الصدیق رض ینزل عیسیٰ من السماء الرابع الی الارض لاجل تلک الولایۃ (بحر المعانی) |
|---|---|---|

کے حاصل کرنے کے لیے اوتریں گے - مگر زیادہ تر حیرت قادیانی صاحب کے اس افترا اور دہوکہ بازی پر ہے

قادیانی صاحب کا امام ربانی پر افترا

جو اونہوں نے ازالہ کے صفحہ ۱۴۵ و صفحہ ۱۵۸ وغیرہ مین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت زعم کیا کہ مسیح موعود در حقیقت مسیح ابن مریم نہین اون کا بہی یہی مذہب ہے جیسے کہ مکتوب پنجاہ و پنجم مین لکہا - حالانکہ اسی مکتوب مین وہ بوجہ اتم عیسے نبی اللہ کے آسمانون سے نزول کا اثبات اور مخالفین کی تردید فرمارہے ہین - چنانچہ اس مکتوب کی عبارت ہمنے قبل اس کے نقل کردی ہے جس مین لکہا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود نسخ این شریعت مجوز نیست - نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اور از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند - مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ بہ برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز اند" مگر قادیانی صاحب کی اسقدر بیباکی قابل غور ہے جو مکتوب کی حوالہ اور صفحہ کا نشان دیکر یہ دھوکہ دی رہے ہین - سچ ہے - (ع) چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد -

## طریق چہارم

قادیانی صاحب نے ازالہ کے متعدد صفحات مین اون عمومات الفاظ سے استدلال کیا جو کئی ایک آیات و احادیث مین مذکور ہین - لیکن اونہوں نے اون الفاظ کو حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کے مارنیکے لیے منصوص بنا لیے -

| قد خلت | اول - تلک امۃ قد خلت - یعنی اس وقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے ہین یہ ایک گروہ تہا جو فوت ہوگیا - حالانکہ قادیانی کا یہ استدلال دو طرح سے باطل ہے - اول | قالو نعبد الہک و الہ آبائک ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق الہا واحدا و نحن لہ مسلمون - تلک امۃ قد خلت (پارہ اول) |
|---|---|---|

تلک کا مشار الیہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق ہے جیسے کہ سیاق آیت سے ظاہر ہے - دوم خلت کے معنی

لغتِ عرب مین ہرگز موت کے نہین آئی - جلالین مین ہے قد خلت سلفت یعنی گذر گئی -

دوم - وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - یعنی محمدؐ سے پہلے سب نبی فوت ہوگئے ہین -

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم - پارہ ۴ (آل عمران)

حالانکہ یہہ استدلال بہی دو طریق سے باطل ہے اول خلا کے معنی موت نہین - دوم الرسل سے وہ رسل مراد ہین جن پر قتل اور موت وارد ہوگئی - جیسے کہ مابعد آیت اسپر دلالت کرتا ہے اور قرآن نے تخصیص فرمادی کہ عیسیٰ پر قتل وصلب وارد نہوئی اور سنت متواترہ نے ثابت کردیا کہ اون کی توفی رفع کے ساتھ بحالت حیات ہوئی اور وہ ابتک زندہ ہین بلکہ سورۂ مائدہ کی آیت نے جو عنقریب آئیگی اوس نے قطعاً افادہ دیا کہ ابہی عیسیٰ مرے نہین -

کسی بشر کیلئے خلد نہین

سوم - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد - یعنی تجہہ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ اور ایک حالت پر رہنے والا نہین بنایا - پس کیا اگر تو مر گیا تو یہ لوگ باقی رہ جائینگے -

حالانکہ یہہ آیت ہمیشہ زندہ رہنے کی نفی کرتی ہے - نہ کہ ایک مدت معینہ تک زندہ رہنی کی اور کوئی قایل نہین کہ عیسے علیہ السلام ہمیشہ زندہ رہین گے اور اون پر فنا نہ آئیگی -

عیسی کی نماز و زکوٰۃ

چہارم - و اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیّا - اگر وہ زندہ ہین تو نماز عیسائیون کی طرح پڑہتے ہون گے اور زکوٰۃ بہی دیتے ہون گے اور یہی ملاّن ملاّنے اون سے زکوٰۃ لیتے ہون گے -

مگر قادیانی صاحب نے یہہ نہ بتایا کہ حالت مہد مین جبکہ عیسے نے لوگون کو یہہ کہا تہا تو کیا وہ اوس وقت بہی نمازین پڑہا کرتے تہے؟ اور زکوتین دیا کرتے تہے اور اوس کا مصرف کون تہا؟ آیا قادیانی صاحب کے اجداد - یا ان غریب ملاؤن کے افراد؟ - مگر اون کو معلوم نہین ہے کہ حضرت مسیح تو اس دنیا مین بہی ایسے مفلس بنے رہے کہ اون کو کبہی زکوٰۃ کے اداکرنیکی اہلیت حاصل نہ ہوئی

آنحضرتؐ کا ارشاد کہ آج کا کوئی ایسا نہین جو سو برس اوس پر گذرین

پنجم - حدیث جابر جو مشکوۃ مین مسلم سے ہے کہ حضرتؐ نے ایک ماہ قبل فوت

عن جابر قال سمعت النبی ؐ قبل ان یموت بشہر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم

ہونیکے فرمایا کہ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہون کہ روی زمین پر کوئی ایسا نفس نہین جو پیدا ہو گیا ہو اور موجود ہوا اور پہر آج سے سو برس اوس پر گذرین اور وہ زندہ رہے -

بالله ما علی الارض من نفس منفوسة یاتی علیہا مائة سنة وھی حیة یومئذ رواہ مسلم عن ابی سعید عن النبی صلعم قال لا یاتی مائة سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم رواہ مسلم
مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۱ - ازالہ صفحہ ۴۸۱ و صفحہ ۶۲۲

قادیانی صاحب کی تحریف

قادیانی صاحب نے اول تو ان احادیث کے نقل کرنے مین سخت تحریف بیہودانہ سے کام لیا یعنی پہلی حدیث جو حاشیہ پر لکھی گئی ہے ازالہ کے صفحہ ۶۲۲ مین اوس کو نقل کیا اور لفظ وھی حیة کے بعد یومئذ کا لفظ ترک کر دیا - اور دوسری حدیث جو ازالہ کے صفحہ ۴۸۱ مین نقل کی گئی ہے اوس کے آخر لفظ منفوسة کے بعد لفظ الیوم کو حذف کر دیا جو صاف دلالت کر رہے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط اون نفوس کے سو برس کے بعد تک زندہ نہ رہنے کی اطلاع دی جو اوس دن متولد ہوئے - یعنی آنحضرت صلعم کے یہ قول ارشاد فرمانیکے دن جو آنحضرت کی وفات کی قبل بقدر ایک ماہ واقع ہوا تھا - کیونکہ دوسری حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ یومئذ اور الیوم کا تعلق دونون جگہ منفوسة کے ساتھ ہے جیسے کہ حواشی مشکوٰۃ مین اس کی تصریح کی گئی ہے اور نیز صاف لکھا گیا ہے کہ منفوسة کا اشتقاق نفاس سے ہے جو بمعنی ولادت ہے - یعنی مولودۃ الیوم - پس صحیح معنی اس حدیث مبارک کی یہہ ہین کہ مین اللہ کی قسم کھاتا ہون کہ کوئی نفس روے زمین پر نہین جو آج کے دن پیدا ہوا ہو اور وہ سو برس گذرنے تک زندہ رہے اور آنحضرت کا یہہ فرمانا بالکل سچ ہے کہ آنحضرت کے اس ارشاد کے وقت سے سو برس کے گذرنے کے قبل اوس وقت کے پیدا شدہ صحابہ سب کے سب فوت ہو گئے

منفوسة ای مولودۃ من النفاس بمعنی الولادۃ قال الاشرف معناہ ما یبقی نفس مولودۃ الیوم مائة سنة اراد بہ موت الصحابة ھذا علی الغالب والا فقد عاش بعض الصحابة اکثر من مائة سنة - مرقات - وقیل نفست بمعنی حملت کما فی حدیث شعبی فی ازالة الخفاء صفحہ ۲۰۹ جیں نفست بعیسی ای حملت

عیسی اور دجال وغیرہ کا اس حدیث سے استثناء

پس اس حدیث کی کئی طرح سے حضرت عیسیٰ کو مارنے سے انکار کر دیا ہے - اول اس لئے کہ وہ آسمانون پر ہین اور حدیث مبارک مین زمین پر ہونیکی قید ہے - دوم یہہ کہ اون کا تولد

آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے پہلے ہو چکا تہا۔ سویم اس لیئے کہ اس حدیث مبارک مین منفوسۃ کا لفظ ہی جو نفاس سے مشتق ہے اور یہہ معلوم ہے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ مان کے رحم مین استقرار وقفہ نہ پایا گیا جو خون نفاس اون کا تغذیہ ہوتا۔ اور نیز منفوسۃ الیوم کی قید نے اون دوسرے اشخاص کی موت سے انکار کر دیا جنکا قبل ازین زندہ ہونا تواتر آثار سے ثابت ہے۔ جیسے زریت بن برثملا وصی عیسیٰ کا کوہ حلوان کے پاٹ کر اندر دنیا کے حوادث سے محفوظ تا نزول عیسےٰ زندہ رہنا اور اسی طرح دجال معہود کا جسکو تمیم الداری نے بچشم خود دیکہا اور آنحضرت صلعم نے اوس کی تصدیق فرمائی جیسے کہ اوائل کتاب مین اوس حدیث کے الفاظ نقل کر دیئے گئے۔ اور اسی طرح جن صحابہ نے کہ ابن صیاد ہی کو دجال معہود ہونا یقین کیا اور کہا کہ وہی وقت معہود پر خروج کرے گا۔ اس کی

ابن صیاد کا استثنا

نسبت حاشیۂ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۸ مین ہے کہ ابو داؤد نے اپنی سنن مین بسند صحیح جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد واقعہ حرہ کے دن اپنی آنکہون سے گم کر دیا۔ طیبی فرماتے ہین کہ یہہ حدیث اوس شخص کی روایت کو باطل کرتی ہے جسنے کہا کہ ابن صیاد مدینہ مین مرگیا اور اوسپر نماز پڑہی گئی جیسے کہ قادیانی صاحب کا بہی یہی زعم ہے۔ امام نووی لکہتے ہین کہ اگرچہ ابن صیاد کا امر مشکل ہے لیکن علماء نے تصریح کر دی ہے کہ ان کل احادیث کا ظاہر یہی بتلا رہا ہے کہ آنحضرت صلعم کو یہہ وحی نہ ہوئی تہی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یا وہ دجال نہین بلکہ دجال کی صفات کی نسبت وحی ہوئی۔ اور چونکہ ابن صیاد مین وہ قرائن موجود تہے اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہہ وہی ہے تو تجہے قدرت نہین کہ تو اوسپر

وروی ابو داؤد فی سننہ باسناد صحیح عن جابر رض قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرۃ وهذا یبطل روایۃ من روی انہ مات بالمدینۃ وصلی علیہ طیبی قال النووی وامرہ مشتبہ فی انہ هل هو المسیح الدجال ام غیرہ ولا شک انہ دجال من الدجاجلۃ قالوا و ظاهر الاحادیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یوح الیہ بانہ المسیح الدجال ولا غیرہ وانما اوحی الیہ بصفات الدجال وکان لابن صیاد قرائن محتملۃ فلذلک کان صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع بانہ الدجال ولا غیرہ ولهذا قال لعمر رض ان یکن هو فلن تسلط علیہ۔ واما الاحتجاج بانہ مسلم وقد دخل مکۃ والمدینۃ فلا دلالۃ فیہ لان النبی انما اخبر عن صفاتہ وقت فتنتہ وخروجہ فی الارض اھ طیبی حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۸

غالب آوے اور اوس کی اقرار اسلام اور مکہ اور مدینہ میں داخل ہو نہیں کوئی دلالت نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے تو وقت خروج کی صفات سے اطلاع دی ہے - انتہیٰ کلام نووی - مگر یاد رہے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث قطعی الافادہ ہے کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اکبر جسکی آنحضرت صلعم نے خود قطعی طور سے تصدیق فرمائی جیسے کہ اول کتاب میں ذکر کردیا گیا ہے - اور اسی طرح سو برس کی حدیث نے اون نفوس کے مارنے سے قطعی انکار کردیا ہے جو ہوا یا پانی میں ہیں - اور اسی طرح اصحاب کہف کے مارنے سے جو کئی سو برس سے پہلے ہی زندہ کہف جبل میں بحکم قرآن سوے ہوے ہیں -

ابن صیاد اور دجال میں فرق

ششم " ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام - جزو (۶) یعنی مسیح صرف رسول ہے اوس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں اور ماں اوس کی صدیقہ ہے جب وہ دونوں زندہ تھے طعام کھایا کرتے تھے - یہ آیت بھی صریح نص حضرت مسیح کی موت پر ہے اور مریم کی طرح اون کی موت بھی ماننی پڑی - کیونکہ دونوں کانا کے لفظ کے تحت میں ہیں - اور جس طرح حضرت مریمؑ بوجہ موت کھانے سے روکی گئیں اوسی طرح عیسیٰؑ اور بمقتضاے وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام جب تک یہ جسم خاکی زندہ رہتا ہے طعام کھانا اوس کے لئے ضروری ہے اور اس سے قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ زندہ نہیں ہیں " (ازالہ صفحہ ۶۰۳)

جس طرح مریم علیہا السلام بوجہ موت کہانے سے روکی گئیں اسی طرح عیسیٰ ابن مریم

ہم قبل ازیں ثابت کرچکے ہیں کہ خلت کے معنی مضت ہیں موت نہیں اور آیت کا سیاق اس معنی کا شاہد ہے کہ حق تعالیٰ کا منشا اس آیت کے ارشاد سے صرف یہی ہے کہ کہ عیسیٰؑ بھی دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول ہے اور ماں اون کی دوسری عورتوں کی طرح رسول کی تصدیق کرنیوالی اور دونوں کھانے پینے کی طرف اور انسانوں کی طرح محتاج تھے پس ایسے اشخاص الوہیت کے کیونکر مستحق ہوسکتے ہیں ؟ - ہاں اون کی ماں بیشک فوت ہوگئی ہے اور اسی وجہ سے دنیا کے کھانے سے روکی گئی ہے - لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے کہ چونکہ مریمؑ فوت ہوگئی ہے اس لئے عیسیٰ بھی فوت ہوگئے - کیونکہ دونوں طعام کھایا کرتے تھے - اس کی مثال ایسی ہے جیسے مولوی نورالدین کہے کہ غلام مرتضیٰ اور غلام احمد طعام کھاتے تھے - تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ

مریم پر عیسیٰ کو قیاس کرنا غلط ہے

غلام مرتضیٰ جو بوجہ فوت ہونیکے کھانے سے رُک گیا ہے اوس کا فرزند غلام احمد جواب زندہ ہی اوس کا مرجانا یا طعام کھانے سے روکا جانا ثابت ہو۔ یا بوجہ طعام نہ کھانیکے اوس کا مرجانا ہی ثابت ہو کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہین کہ اکثر اشخاص بغیر طعام کھانے کے سینکڑون برس سے زندہ ہین اور زندہ رہے جیسے اصحاب کہف اور زُریت بن برثملا۔ اور جیسے کہ نثر الجواہر ترجمہ انہار المفاخر مصنفہ ۱۲۵۱ھ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ کے صـ۲۷ مین حضرت صبغتہ اللہ بن محمد غوث بن ناصر الدین محمد شافعی حضرت شاہ ابو المعالی لاہوری کے تحفۃ القادریہ سے نقل کرتے ہین کہ حافظ عبدالرزاق فرزند محبوب سبحانی کے ایک فرزند جنکا نام شیخ جمال اللہ ہے وہ اس زمانہ مین موجود اور اپنے دادا کی صورت مین بہت مشابہہ اور بسطام کے جنگلون مین اکثر رہا کرتے ہین۔ ایکدفعہ ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ انسان کامل کو اوس کی وفات اور حیات مین اختیار ہے۔ آپکی عمر کتنی دراز ہوگی؟ فرمایا معلوم نہین مگر مین لڑکا تہا جو میرے دادا حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھے گود مین لیکر کہا کہ "اے جمال اللہ امیری طرف سے میرے بھای عیسےٰ علیہ السلام کو میرا سلام پہونچانا"۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مین عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھون گا۔ حضرت کا سلام مجھپر امانت ہے سو اون کو پہونچاؤن گا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبداللہ قادری حیدرآبادی جو بہت بزرگ اور صاحب کرامات تہے وہ ایکسال تک بسطام کے جنگلون مین اون کی ملاقات کے منتظر رہے اور آخر کار اون سے ملاقات کی۔ انتہیٰ۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتے شیخ جمال اللہ کا بوعدے حضرت تا زمان عیسیٰ زندہ رہنا

اور ایسا ہی مائی صفوران رحمتہ اللہ علیہا کا قصہ مشہور ہے کہ اونہون نے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری کے عمر شریف سے بعد غدر تین بار ملاقات کی اور فرمایا کہ "شمارا دیگر خوشخبری میدہم کہ من خود بلا واسطہ سید جمال اللہ صاحب را دیدہ ام پس درین صورت در بشارت طوبیٰ لمن رآنی دو واسطہ باشد"۔ اور خود مشکوۃ مین اسماء بنت یزید کی حدیث مین ہے کہ خروج دجال کے وقت تین سال تک جو بارش نہونے سے طعام کا ملنا موقوف ہوجائیگا اوس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس وقت ایمان والونکو ملائکہ آسمان کی طرح تسبیح و تقدیس بجاے طعام کفایت کریگی۔ اور اگر ایسا ہی ہے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد کہ ایسے دو شخصون کے لیئے ایک غالب وصف حیات کے ساتھ متصف کرنا جن مین سے

ایک کا مرجانا ثابت ہو دوسرے کی موت کا مستلزم ہے تو ہم معارضہ کے طور پر سورۂ مائدہ کی اس آیت

اس معنی کا قرآنی اور قطعی ثبوت کہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کے مارنیکا ارادہ نہیں کیا

کریمہ کو پیش کرینگے - جبکہ نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے تو اوس وقت ارشاد ہوا کہ اے محمد! اون سے کہدے کہ اگر خدا مسیح ابن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے ساتھ اوس کی مان اور کل زمین والوں کے تو کون روک سکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے مارنیکا ابھی خداوند مالک الملک نے ارادہ ہی نہین کیا - اور اگر قادیانی صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کی مان یعنی حضرت مریم بھی ابھی تک نہین مری ہین حالانکہ مریم کا مرجانا قطعی ہے جس طرح کہ الفاظ ان اراد ان یہلک المسیح کا مفاد بھی قطعی ہے کہ مسیح ابن مریم پر ابھی موت وارد نہین ہوئی - اسی وجہ سے بیضاوی وغیرہ نے اس آیت مبارک کے ساتھ ردِ نصاریٰ کے وقت یون استدلال کیا ہے کہ مسیح کا سائر ممکنات کی طرح قابل فنا ہونا یہہ آیت بتلا رہی ہے اور جو قابل فنا ہو وہ قابل الوہیت نہین لیس اگر یہہ شبہہ ہو کہ امہ کا عطف لو او عاطفہ المسیح ابن مریم پر ہے اور معطوف علیہ اور معطوف دونون برابر طور سے اپنے عامل یعنی ان اراد ان یہلک کے اثر سے متاثر ہونے چاہئیین اور چونکہ معطوف یقیناً متاثر نہین لہذا معطوف علیہ کا بھی اپنے عامل سے متاثر ہونا مفید قطع نہین - کیونکہ قاعدہ مقررہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ دونون ایک ہی حکم رکھتے ہین لہذا ہم اس شبہہ کی جواب مین کہین گے کہ یہہ واؤ حرف عاطف نہین بلکہ یہہ واؤ درحقیقت وہ حرف رابطہ ہے جو مفعول معہ اور معمول فعل کے مابین فقط نسبت مصاحبت پر دلالت کرتا ہے نہ کہ حرف عاطف کی طرح مفعول معہ کیطرف وصول فعل کے لیئے واسطہ ہے اور کتب نحو مین ثابت ہے کہ مفعول معہ کا شریک فعل ہونا

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح ابن مریم و امہ ومن فی الارض جمیعا - سورہ مائدہ (پارہ ۶)

احتج بذلک علی فساد قولہم وتقریرہ ان المسیح قابل للفناء کسائر الممکنات ومن کان کذلک فہو بمعزل عن الالوہیۃ - ملخصاً بیضاوی (مائدہ)

وتبین ان کونہ الی المفعول معہ شریکا فی الفعل لیس منطوق الکلام ولہذا قولہم سرو الطریق وکنت وزیدا قائما وتجویز

منطوق کلام نہیں جیسے سِرْتُ وَالطریقَ جو بانزاع مفعول
معہ کی صورتوں میں سے ہے اس میں طریق مشارک معنیٰ
نہیں اور محققین نحات نے تصریح کردی ہے کہ منصوب
لفظی جس کا عطف اپنے مصحوب منصوب پر باعتبار معنی
کے صحیح نہ ہوسکے وہ بلاشبہہ مفعول معہ ہے۔ جیسے آیۂ
※ اجمعوا امرکم و شرکائکم۔ پس چونکہ اجماع کا لفظ اعیان
کی طرف متعدی نہیں ہوتا لہٰذا متعین ہوا کہ شرکائکم
کا عطف امرکم پر نہیں۔ بلکہ وہ مفعول معہ ہے اور واؤ
بمعنی مع ہے جیسے کہ یہی قول رضی کا ہے۔

پس آیت مذکورہ بالا میں چونکہ اُمّہ کا عطف
باعتبار معنی کے صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس لئے متعین ہوا
کہ وہ ایسا مفعول معہ ہے جو اپنے مصحوب کے فعل میں شریک
نہیں۔ پس یہ آیت مبارک نہایت وضاحت کیساتھ
دلالت کررہی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم پر ابھی موت وارد

صدر الافاضل و توعہ جملۃ ثم الحق ان الواو رابطۃ
دالۃ علی نسبۃ المصاحبۃ لا واسطۃ فی وصول
الفعل الیہ۔ و الغرض من ایتانہ بعد الواو لیس
الا التنصیص عند المخاطب و ذا لا یحصل
الا بان یکون المفعول معہ مصاحبا لمعمول
الفعل الذی بحیث لو ارید عطفہ لم یجز من حیث
المعنی و من ثم جوزوا مفعولا معہ فیما کان المعمول
مفعولا بہ مع کونہ منصوبا لفظا ان لم یجز العطف
من حیث المعنی کما فی قولہ تعالیٰ اجمعوا امرکم و شرکائکم
اذ الاجماع لا یتعدی الی الاعیان فلا یقال
اجمعت زیدا کما صرح الرضی وغیرہ او جاز لکن
لا یکون بعدہ منصوبا سواء کان ذلک المعمول
فاعلا او مفعولا بہ ھذا و التفصیل فی شرحنا
(للمتن المتین)

نہیں ہوئی۔ اور یقین ہے کہ یہ آیت مبارک اس افادہ میں ایسی قطعی الدلالت ہے کہ اس میں سرِمو
تاویل کی گنجائش قادیانی صاحب کے لئے نہیں۔

عیسیٰ پیر فرتوت ہوچکے باعث آنے دنیا میں کار آمد نہیں

و من نعمرہ ننکسہ فی الخلق

ہفتم۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے جسکو ہم زیادہ عمر
دیتے ہیں تو اوس کی پیدایش کو اولٹا دیتے ہیں یعنی انسانیت کی طاقتیں اور قوتیں
اوس سے دور ہوجاتی ہیں عقل زایل ہوجاتی ہے۔ اگر مسیح کا اس وقت تک زندہ رہنا فرض کرلیا جاوے
تو کچھ شک نہیں کہ پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے اور اس کام کے ہرگز لایق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت

※ ای فاعزموا علیہ مع شرکائکم و یؤیدہ القراءۃ بالرفع عطفا علی الضمیر المتصل و جاز من غیر ان یؤکد للفصل بیضاوی صفحہ یونس پارہ (۱۱)

دینی اداکرسکین اور ایسی حالت مین اون کا دُنیا مین تشریف لانا سراسر تکلیف ہے۔ ازالہ صفحہ ۴۷۔

اور یہہ حالت خود موت کو چاہتی ہے اور یقینی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ مدت سے وہ مر گئے ہون گے۔ ازالہ صفحہ ۶۱

قادیانی صاحب کے اس حقارت اور خفت آمیز استدلال کو حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کی ہزار ہزار برس کی عُمر مین بلا فتور عقل و طاقت باطل کرتی ہین۔ اور جمیع محدثین کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت سلمان فارسی دوسو پچاس برس اور بقولے تین سو پچاس برس عقل و ہوش کے ساتھہ زندہ رہے

اور سر اس مین یہہ ہے کہ نفوسِ قدسیہ جن کو تسبیح و تقدیس کا تغذیہ ہوتا ہے اون کی قوتِ قدسیہ ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہوتی ہے۔ سچ ہے

خدا کی عبادت کرنیوالون اور حفاظ قرآن کی عمر مین برکت ہوتی ہے

| | گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر | کارِ پاکان را قیاس از خود مگیر | |
|---|---|---|---|

فتح البیان مین اس آیت کی تحت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑہنے والے اپنی اخیر عمر مین حالت ارذل کیطرف نہین رد گئے جاتے بلکہ عُمر کی درازی کے ساتھہ اون کی عقل بھی بڑہتی جاتی ہے۔

قال عکرمة من قرء القرآن لم یصر بھذہ الحالة ای فھذا المرد و النکس خاص بغیر قاری القرآن و العلماء اما ھؤلاء فلا یردون فی آخر عمرھم الی الارذل بل یزداد عقلھم کما طال عمرھم (فتح البیان صفحہ ۱۲۳)

بلکہ مولف رسالہ ہذا کے جد امجد حضرت نواب مرزا خان دُرانی طاب ثراہ نے ایک سو دس برس کی عُمر مین اخیر نکاح کیا جس سے تین[1] فرزند متولد ہوئے اور کوئی اثر ہرم کا نتہا۔

ہشتم۔ یہ کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اموات مین جاملا اور خداتعالی کے بزرگ نبی جو اس دُنیا سے گذر چکے ہین اون مین داخل ہوگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین فوت شدہ جماعت مین اوس کو پایا۔ دیکھو بخاری صفحہ ۵ وغیرہ جس مین مذکور ہے کہ وہ سب نبی دُنیوی زندگی کی رو سے مر گئے اور اس جسم کثیف اور اس کی حیات کی لوازم کو چھوڑ گئے۔ جس سے قطعاً ثابت ہے کہ مسیح مرگیا اور مرنیکے بعد فوت شدہ روحون مین داخل ہے۔ اگر فرضِ محال اوس کا زندہ ہوکر دُنیا مین آنا قبول کرلین تو ایک موت کے بعد پہر دوسری موت ایک عظیم الشان نبی کے لئے تجویز کرنا خدا تعالی کی تمام کتابون کے برخلاف ہے (ازالہ صفحہ ۵۹۸)

[1] (۱) عطاء اللہ خان مختار الدولہ (۲) صدیق اللہ خان (۳) سیف اللہ خان پس مولف رسالہ حضرت نواب مرزا خان طاب ثراہ کی تیسرے فرزند سیف اللہ خان

عطاء اللہ خان دولت

اس دنیا مین دو موتین وارد ہونا ممنوع ہین

اور امام بخاری نے اس جگہ فوت شدہ نبیون کے دوبارہ نہ آنے کے بارہ مین ابوبکرؓ صدیق کا قول پیش کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر بوسہ دیکر وفات کے وقت کہا کہ خدا تیرے پر دو موتین جمع نہین کریگا۔ ازالہ ص ۸۹۶ - اور خود خدا فرماتا ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت وآئین وقون فیہ الموت الا الموتۃ الاولی - یعنی جسپر موت وارد ہوگئی وہ پہر کبہی دنیا مین نہین آسکتا اور بہشتیون پر دوسری موت نہین آئیگی - ازالہ ص ۴۶

حضرت خضر کی حیات کا ثبوت

قادیانی صاحب کا قول حضرت مسیح کو فوت شدہ جماعت کیساتہ ہونے سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ اس سے اون کا بہی فوت شدہ ہونا لازم ہوتا ہے بالکل بے دلیل ہے - کیونکہ یہہ امر متواتر ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ وہان سے حضرت خضر علیہ السلام کی گذر ہوئی تو آپ نے فرمایا قِف یا اسرائیلی اسمع کلام المحمدی - یعنی اے اسرائیلی ٹہیرجا محمدی کا کلام سن! پس یہہ اجتماع دو حال سے خالی نہین - اگر قادیانی یہہ کہین کہ حضرت خضرؑ حضرت عبد القادر جیلانیؒ سے مرنے کے بعد بصورت روحانیان مجتمع ہوئے تھے تو دل ماشاد وچشم ما روشن - حضرت خضرؑ بہشتون سے نکلکر ایک زندہ جماعت دنیا مین کیسے آگئے؟ - اور اگر یہہ کہین کہ وہ مرا نہین تو اون کا سارا کارخانہ خراب ہوا جاتا ہے - اور اگر اس وقت اس قصہ کی صحت کے منکر ہوجائین تو خود ہی جہوٹے بنتے ہین کیونکہ ازالہ کے اخیر مین اون کے ثنائی صاحب اکی تصدیق کر چکے ہین - اور اپنے ساتہ حاملان شریعت جیسے شاہ عبد الحقؒ صاحب محدث دہلوی وغیرہ کی ایک جماعت عظیمہ کا اعتبار کہودینگے جنہون نے حضرت خضر کی حیات کا اثبات ایسی ہی چشمدید واقعات سے کیا - چنانچہ مشکوٰۃ کے ص ۵۵۰ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا - اور زرقانی کے مقصد رابع مین ابن الصلاح کا قول ہے کہ خضر جمہور علماء اور عامہ کے نزدیک ابہی زندہ موجود ہین - اگرچہ بعض محدثین جیسے نووی اور بخاری نے اس کا انکار کیا لیکن خضر کی حیات صوفیہ اور اہل صلاح کے نزدیک

(وانہ ای الخضر باق الی الیوم فانہ تابع - الاحکام صفحۃ الملۃ) قال ابن الصلاح وھو حی عند جمھور العلماء والعامۃ معھم فی ذلک وانما شذ بانکارہ بعض المحدثین وتبعہ النووی وذادو ذلک متفق علیہ

متفق علیہ ہے اور اون کی حکایات ملاقات اور سوال وجواب اور اکثر مواضع شریفہ مین حاضر ہونا مشہور و معروف ہے - بلکہ فتح الباری مین ہے کہ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ مین اور ابوعروبہ نے ریاح بتحتیہ ابن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ کہا اوس نے مین نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتہہ پر تکیہ لگائے ہوئے مشی کر رہا ہے - جب پیچہے کی طرف لوٹ کر آیا تو مین نے اوس سے پوچہا کہ یہہ کون شخص تہا - عمر بن عبد العزیز نے اوس سے پوچہا کہ کیا تو نے دیکہہ لیا ہے ؟ - کہا ہان عمر بن عبد العزیز نے کہا مین تجہے نیک آدمی سمجہتا ہون وہ میرا بہائی خضر تہا اوس نے مجہے بشارت دی ہے کہ مین عنقریب حاکم ہونگا اور عدل کرونگا - اور یہہ ایسی روایت ہے کہ اوس کے رجال مین کوئی باس نہین اور اس کی مثل سند جیّد کی روایت مین نے نہین دیکہی اور یہہ سو برس والی حدیث کے معارض نہین کیونکہ یہہ واقعہ سو برس سے پہلے تہا - انتہی - زرقانی صفحہ ۳۰۶

بین الصوفیۃ و اہل الصلاح وحکایاتہم فی رؤیتہ والاجتماع بہ والاخذ عنہ وسوالہ وجوابہ ووجودہ فی المواضع الشریفۃ اکثر من ان یحصی واشہر من ان تذکر والم یشئ منہ فی فتح الباری من جملتہ روی یعقوب بن سفیان فی تاریخہ وابوعروبۃ عن ریاح بتحتیۃ ابن عبیدۃ قال رائیت رجلا یماشی عمر بن عبد العزیز معتمدا علی یدیہ فلما انصرف قلت لہ من الرجل قال رأیتہ قلت نعم قال احسبک رجلا صالحا ذاک اخی الخضر بشرنی انی سألی واعدل لا باس برجالہ ولم یقع لی الی الاٰن خبر ولا اثر بسند جید غیرہ وہذا لا یعارض الحدیث فی مائۃ سنۃ لانہ کان قبل المائۃ انتہی - زرقانی مقصد رابع صفحہ ۳۰۶

فلما توفی رسول اللہ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت فقال علی اتدرون من ہذا ہو الخضر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰

لیکن مولف کی نزدیک اس لئے معارض نہین کہ حضرت خضر آنحضرت کے سو برس والے ارشاد سے پہلے ہی موجود تھے پس اس سارے بیان سے ظاہر ہے کہ کسی زندہ عنصری جسم کا روحانی جماعت کے ساتہہ مجتمع ہونا اوس کی موت کا مستلزم نہین خصوصاً جبکہ قبل اس کے ہم تحقیق کر چکے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کی موت درحقیقت ایک قسم کی غیبت ہے جس سے اون کے اجساد کو کوئی ضرر نہین ہوتا اور وہ مرنیکے بعد اپنے اجساد کے ساتہہ ہر جگہ جا سکتے ہین - بلکہ اون کے لطائف روحانیہ اون کے اجساد کیساتہہ متجسد ہو کر ایک ہی

آن مین ہزارہا امکنہ مین موجود ہو جاتے ہین جس سے اون کے حقیقی تشخص مین کوئی تغیر و تبدل نہین ہوتا
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہین " ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت
بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع مے آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرماید چہ محل
تعجب است وچہ احتیاج ببدن دیگر ازین قبیلہ است انچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن
در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متبائنہ بوقوع مے آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ و
متشکل باشکال متبائنہ باشند " ۔ اور جبکہ یہہ بہی ثابت ہی کہ انبیاء علیہم السلام کے سارح اور سیرگاہون کی
کوئی حد نہین تو کوئی استبعاد نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ باجساد خود بیت المقدس
مین اول اون کا اجتماع ہوا جن مین حضرت عیسی بہی تھے جیسے کہ بروایت ابن عساکر ام ہانی کی حدیث
مین ہے اور پہر اوسی ساعت ہر ایک کے ساتہہ جدا جدا آسمان مین ملاقات فرمائی ۔ اسی طرح قادیانی صاحب
کا یہہ بہی بالکل افترا ہے جو احادیث معراج کی طرف نسبت کرتے ہین کہ اون مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام
اپنے اجسام مبارک کو دنیا مین چہوڑ کر آسمانوں پر گئے ۔ اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ بہی کہنا افترا ہے
کہ ایک موت کے بعد دوسری موت تجویز کرنا خدائیتعالی کی تمام کتابون کے برخلاف ہے ۔ کیونکہ ہم قبل اسکے
ثابت کر چکے ہین کہ کتاب اللہ نے الوف کو مار کر پہر زندہ کیا اور پہر دوبارہ اون کو موت دی اور عزیر
نبی اللہ کو سو برس تک مار کر پہر زندہ کرکے دوبارہ موت دی ۔ اسی طرح قادیانی صاحب کا

حدیث منع موتتین کے معنے

یہہ بہی افترا ہے جو امام بخاری کی طرف کیا کہ اونہون نے اس کا ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے قول سے دیا ۔ حالانکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا یہہ فرمانا کہ میری ماں اور باپ تیری پر فدا ہون خدا کی قسم اللہ تعالی تجہپر دو موتین جمع نہ کریگا لیکن وہ موت جو تجہپر لکہی گئی ہے وہ موت پوری ہو گئی اس کی نسبت قسطلانی مین ہے کہ بعض کے

بابی انت و امی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متہا ۔ بخاری ص ۶۴۱ ۔ قیل ہو علی حقیقتہ واشار بذلک الی الرد علی من زعم انہ سیحیی فیقطع ایدی رجال لانہ لو صح للزم ان یموت موتۃ اخری فاخبر انہ اکرم علی اللہ من ان یجمع علیہ موتتین کما جمعہما علی غیرہ کالذین خرجوا من دیارہم وہم الوف وکالذی مر علی قریۃ وہذا اوضح الاجوبۃ واسلمہا

نزدیک اس قول سے حضرت صدیق رضی کی
مراد یہہ ہے کہ آنحضرت پر اول کی طرح
دوسری موت وارد نہین ہوگی جو
کرب اور سکرات سے خالی نہین اور اس
زعم کا رد فرمایا جو عمر رضی اللہ عنہ نے مرتدین
کو دبانے کے لئے کہا کہ آنحضرت صلعم مرے
نہین اور عنقریب دوبارہ آئینگے

وقیل اراد لا یموت موتۃ اخری فی القبر بحیث یحیی لیسئل ثم یموت
وھذا جواب الداؤدی وقیل کنی بالموت الثانی عن الکرب
اذ لا یلقی بعد کرب ھذا الموت کربا اخر واغرب من قال المراد
بالموتۃ الاخری موت الشریعۃ ای لا یجمع اللّٰہ علیک موتک
وموت شریعتک ویؤید ھذا القول قول ابی بکر بعد ذلک
فی خطبتہ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللّٰہ
فان اللّٰہ حی لا یموت۔ قسطلانی۔

اور اہل ارتداد کے ہاتھ کاٹینگے جس کی نسبت حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ اس معارضہ مین حکمت
یہہ ہے کہ حضرت عمر رض کے قول سے حق تعالی نے منافقون اور مرتدون کے دلون مین ہیبت اور
رعب ڈال دیا اور وہ چون وچرا نہ کر سکے اور ابوبکر کے قول سے امر حق کا اظہار فرما دیا کہ آنحضرت صلعم پر
دوسری موت نہین آئیگی۔ اور یہہ بالکل دور از قیاس ہے کہ ایسا اولوالعزم صحابی جو ہم آغوش نبی رہا
وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہو جانیکو نہ سمجھے اور آیہ قد خلت سے غافل رہے۔ اور داؤدی کا قول
ہے کہ دوسری موت سے مراد وہ موت ہے جو قبر مین ہوتی ہے جبکہ ملائکہ کے جواب وسوال کے لئے میت کو
زندہ کرکے دوبارہ وارد ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک دوسری موت سے مراد کرب ہے۔ اور اگرچہ سب سے
زیادہ اظہر قول اول ہے لیکن عجیب تر قول یہہ ہے کہ دوسری موت سے مراد موت شریعت ہے اور اسکی
موید خود ابی بکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو اس نے بعد کہا کہ جو محمد صلعم کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو فوت ہوگئے

قادیانی کا افترا کہ عیسیٰ بہشتیون اور بہشت مین داخل ہوگیا

اور جو اللہ کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو زندہ ہے مرا نہین۔ انتہی۔ اور اسی طرح
قادیانی صاحب کا یہہ زعم بھی باطل ہے کہ عیسی بہشتیون مین داخل ہوگیا اور اللہ کا
وعدہ ہے کہ بہشتی کبھی بہشت سے نہ نکلینگے۔ کیونکہ ہم تو یہہ کہتے ہین کہ عیسی علیہ السلام ابھی مرے
نہین اور وہ چوتھے آسمان مین ہین جو آسمان ہفتم سے بہت پستی مین ہے اور یہہ وعدہ مرنیکے بعد اور
قیامت کے حساب وکتاب ہونیکے بعد وفا ہوگا ورنہ حضرت آدم کیون جنت سے زمین پر اوتارے گئے

الغرض عیسے علیہ السلام کے مارنیکے لیے قادیانی صاحب نے ایسے ہی بہت سی لغو استدلالات سے کام لیا جس سے اون کی جہالت وغبایت اور ضلالت وغوایت کی غایت معلوم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ہمنے اون کو ترک کردیا۔ چنانچہ اون مین سے ایک بطور نمونہ ہم اس مقام پر نقل کردیتے ہین تاکہ اہل بصارت کیلئے موجب اعتبار ہو کہ قادیانی صاحب نے کس حد تک عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے مارنی مین کوشش کی اور وہ بطریق ہشتم ذیل مین لکہا جاتا ہے :۔

عیسیٰ صلیب کے زخمون سے الہامی مرہم عیسیٰ سے اچھے ہوئے اور سری نگر کشمیر مین جا کر مرے

ہشتم۔ حضرت عیسیٰ جب مصلوب کیے گئے تو اتفاقاً یوم السبت ہونیکی وجہ سے معمول سے پیشتر اوتار لئے گئے تھے۔ لوگ سمجھے کہ آپ کی روح پرواز کرگئی ہے مگر حقیقت مین آپ بیہوش تھے اور سکتہ کی طرح آپ کے جسم مین روح چہپی ہوئی تہی۔ حواریین نے خدا کی الہام کے مطابق مرہم عیسیٰ جسکا نام مرہم رسول اور مرہم حواریین بہی ہے طیار کرکے آپ کی اون زخمون پر لگایا جو صلیب پر چڑھائے جانیکی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ اور اوس مرہم کی برکت سے آپ اچھے ہو گئے اور ارض یہودا کو چہوڑکر اقطار عالم کی سیاحت کرنے لگے۔ بہت سی ممالک مین پہرتے پہراتے ہوئے آپ کشمیر جنت نظیر مین وارد ہوئے جہان حکیم نورالدین بہت دنون رہ چکے ہین اور جہان ان دنون بعض عیسائی محققون کی شہادت کے مطابق قوم یہود کے بہت سی لوگ آکر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ آخر عمر تک اسی دلچسپ سرزمین مین رہے اور ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے ہوکر یہین واصل بحق ہوئے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی اپنے انگریزی اشتہار مشتہرہ ۲۳ جولائی ۱۸۹۸ء مین لکہتے ہین کہ "کشمیر کے دارالسلطنت سری نگر مین محلہ خانیار مین اس پیغمبر معصوم کا مرقد اسوقت تک موجود ہے جو وہان کے لوگون مین مزار یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور وہان کو مجاورون مین یہہ روایت مشہور ہے کہ جس بزرگ کا یہہ مزار ہے وہ اٹھارہ اونیس سو برس پیشتر تھے جسکو قادیانی صاحب نے اپنی وحی کی برکت سے دریافت کیا ہے کہ لفظ یوز آسف یسوع یا جیزس کا بگاڑ ہے جو یوروپ مین حضرت مسیح کے مشہور نام ہین۔ جریدۂ روزگار (مدراس) مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء"

قادیانی صاحب کے عیسیٰ کے قبر کا مزار

قادیانی صاحب کا یہہ طرفہ الہام ہے جسکو وحی ربانی یعنی نص قرآنی در اصل الہام شیطانی

ثابت کر رہی ہے جسکے صریح الفاظ ہین کہ "ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبّہ لہم" یعنی یہود نے مسیح کو نہ قتل
کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ اون پر اشتباہ مسلّط کیا گیا کہ رفع بر آسمان کو قتل اور صلیب گمان کرنی
لگے۔ پس یہہ یہودانہ اشتباہ سے بہی بدتر ہے جو قادیانی صاحب کو الہام ہوا کہ عیسے صلیب پر چڑھائی گئی
اور زخمی ہو گئے اور اون کے واسطے مرہم تجویز کیا گیا اور علاج کیا گیا اور اچہے ہو گئے اور اقطار عالم
کی سیاحت کرنے لگے اور اسقدر روقفہ دراز کے باوجود یہود پر اتنا بڑا اشتباہ باقی رہا جسکی نسبت
قرآن کریم شہادت دے رہا ہے اور اوس کا دفعیہ نہو سکا اور قادیانی صاحب کو الہام ربانی نے اوس وقت
تائید نہ دی جبکہ وہ علی رؤس الاشہاد ایک عالم کے مقابل کھڑے ہو کر ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۴۷۳ مین
اقرار کیا کہ یہہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین جاکر فوت ہو گیا اور حواریون کو کشفی طور پر چالیس دن

قادیانی کا دوسرا قول کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین فوت ہوا

برابر نظر آتا رہا اور بعض احادیث مین آیا ہے کہ بعد موت کے اکثر مدت مقدس لوگون کی
زمین پر رہنے کی چالیس دن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین کہ کوئی نبی فوت
ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ زمین پر نہین ٹہیرتا بلکہ اس عرصہ کے اندر اندر آسمان کی طرف اوٹھایا
جاتا ہے۔ چنانچہ خود اپنی نسبت آنجناب فرماتی ہین کہ مجہے ہرگز امید نہین کہ خدا تعالی چالیس دن سے
زیادہ مجہکو قبر مین رکہے۔ انتہی۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب آٹھ برس قبل اقرار کر چکے ہین
کہ عیسی صلوات اللہ علیہ اپنے وطن گلیل مین فوت ہو گئے اور اب کیسے اوس کے برخلاف کہتے ہین کہ عیسی کشمیر
کی دار السلطنت سرینگر کے محلہ خان یار مین آکر فوت ہوئے اور اون کا مرقد اس وقت تک وہان موجود ہے۔ اور نیز
بیس برس قبل اس کے براہین احمدیہ مین مسیح کے زندہ رہنے کا اقرار کر چکے ہین۔ پس بقول "دروغگو را حافظہ
نباشد" اون پر افترا پردازی اسقدر غالب ہو گئی ہے کہ وہ الہامات ربانی مین تناقض اور علم الٰہی مین
بدا کی تجویز سے نہین شرماتے۔ کیونکہ جیسے خدا ایک ہے اوس کا علم بہی ایک ہے اور اوس کا الہام و اعلام بھی
ایک ہے جس مین کسی قسم کا اختلاف ممکن نہین قطع نظر اس کے کہ اون کا دعوی ہے کہ محدث کا الہام قطعی
اور یقینی ثابت ہوتا ہے۔ معہذا قادیانی صاحب کا یہہ قول بہی محض افترا ہے کہ کوئی نبی چالیس دن
سے زیادہ زمین پر نہین ٹہیرتا۔ کیونکہ شب معراج مین آنحضرت کا موسی علیہ السلام کی قبر پر سے گذر کرنا اور

اون کو قبر مین نماز پڑہتے دیکہنا اور آنحضرت کا یہ فرمانا کہ انبیا اپنی اپنی قبرون مین زندہ ہین جو نمازین پڑہتے ہین۔ جیسے کہ زرقانی کے مقصد عاشر مین بروایت بیہقی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اون کے اس افترا کو باطل کر رہا ہے۔

## دعوی دوم

عیسی موعود جو آنیوالا ہے وہ اصلی عیسی کا مثیل یعنی غلام احمد قادیانی ہے

آب ہم قادیانی صاحب کے دعوی دوم کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اونہون نے خود کو مسیح موعود بالنزول ہونا کہا اور اونہون نے اس الہامی دعوے کی ثبوت کیلئے دو قرآنی آیات سے یون استدلال کیا کہ

بقول قادیانی صاحب جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسی صلوات اللہ علیہ کے مثیل ہین

کہ خدا تعالے نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسی قرار دیا جیسا کہ فرماتا ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ اس آیت مین خدا تعالی نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو موسی کی طرح اور کفار کو فرعون کی طرح ٹہیرایا اور پہر دوسری جگہ فرمایا وعد اللہ الذین امنو منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔ یعنی خدا تعالے نے اس امت کے مومنون اور نیکوکارون کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ اونہین

جیسے عیسی نبی اللہ موسی کا خلیفہ ہوا اسی طرح قادیانی مثیل عیسی مثیل موسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بموجب آیۂ استخلاف ہے

زمین مین خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اوسنے پہلون کو بنایا تھا یعنی اوسی طرز اور طریق کے موافق اور نیز اوسی مدت اور زمانہ کے مشابہ اور اوسی صورت جلالی اور جمالی کی مانند جو بنی اسرائیل مین سنت اللہ گذر چکی ہے اس امت مین بہی خلیفے بنائے جائینگے اور اون کا سلسلہ خلافت اوس سلسلہ سے کم نہین ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفا کے لئے مقرر کیا گیا تہا اور نہ اون کی طرز خلافت اس طرز سے مبائن ومخالف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفون کے لئے مقرر کی گئی تہی۔ پہر آگے فرمایا ہے کہ اون خلیفون کے ذریعہ سے زمین پر دین جما دیا جائیگا اور خدا خوف کے دنون کے بعد امن کے دن لائیگا۔ خالصا اوسی کی بندگی کرین گے اور کوئی اوس کا شریک نہین ٹہیرائین گے لیکن اس زمانہ کے بعد پہر کفر پہیل جائیگا۔ مماثلت تامہ کا اشارہ جو کما استخلف الذین من قبلہم سے سمجہا جاتا ہے

صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہہ مماثلت مدت ایام خلافت اور خلیفوں کی طرز اصلاح اور طرز ظہور سے متعلق ہے - سو چونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل مین خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بہ نوبت انبیاء بنی اسرائیل مین رہکر آخر چودہ سو برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر یہہ سلسلہ ختم ہوا حضرت عیسیٰ بن مریم ایسے خلیفۃ اللہ تھے کہ ظاہری عنان حکومت اون کے ہاتھ مین نہین آئی تہی اور سیاست ملکی اور اس دنیوی بادشاہی سے اون کو کچہہ علاقہ نہین تھا اور دنیا کے ہتھیارون سے وہ کچہہ کام نہین لیتے تھے بلکہ اوس ہتھیار سے کام لیتے تھے جو اون کے انفاس طیبہ مین تھا اور جسکے ذریعہ سے وہ مرے ہوئے دلون کو زندہ کرتے تھے اور بہرے کانون کو کہولتے تھے اور مادرزاد اندہون کو سچائی کی روشنی دکہا دیتے تھے - اون کا وہ دم ازلی کافر کو مارتا تہا لیکن مومن کو زندگی بخشتا تہا - وہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے تھے - اور ظاہری اسباب اون کے پاس نہین تھے - اور ہر بات مین خدا تعالےٰ اون کا متولی تہا - وہ اوس وقت آئے تھے جبکہ یہودیون نے نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی تعلقین بہی چہوڑ دی تہین اور بیرحمی و خودغرضی وغیرہ اون مین ترقی کر گئی تہی اور نہ صرف بنی نوع کے حقوق کو اونہون نے چہوڑ دیا تہا بلکہ غلبہ شقاوت کی وجہ سے حضرت محسن حقیقی سے عبودیت اور اطاعت اور سچے اخلاص کا رشتہ توڑ بیٹھے تھے - صرف بے مغز استخوان کی طرح توریت کے چند الفاظ اون کے پاس تھے جو قہر الٰہی کی وجہ سے اون کی حقیقت تک وہ نہ پہونچ سکتے تھے کیونکہ ایمانی فراست اور زیرکی بالکل اون مین سے اوٹہہ گئی تہی اور اون کے نفوس مظلمہ پر جہل غالب آگیا تھا اور جہوٹ اور ریاکاری اور غداری اون مین انتہا تک پہونچ گئی تہی - ایسے وقت مین اون کی طرف مسیح ابن مریم بہیجا گیا تھا جو بنی اسرائیل کے مسیحون اور خلیفون مین سے آخری مسیح اور آخری خلیفۃ اللہ تھا جو برخلاف سنت اکثر نبیون کے بغیر تلوار اور نیزہ کے آیا تھا - یاد رکہنا چاہیئے کہ شریعت موسوی مین خلیفۃ اللہ کو مسیح کہتے تھے اور حضرت داؤد کے وقت اور یا اون سے کچہہ عرصہ پہلے یہہ لفظ بنی اسرائیل مین شایع ہو گیا تھا بہرحال اگرچہ بنی اسرائیل مین کئی مسیح آئے لیکن سب سے پیچھے آنیوالا مسیح وہی ہے جسکا نام قرآن کریم مین مسیح عیسیٰ ابن مریم بیان کیا گیا ہے - بنی اسرائیل مین مریمین بہی کئی تہین اور اون کے بیٹے بہی کئی تھے

لیکن مسیح عیسے ابن مریم یعنی ان تینون نامون سے ایک مرکب نام بنی اسرائیل مین اوس وقت اور کوئی نہین پایا گیا۔ سو مسیح ابن مریم یہودیون کی اوس خراب حالت مین آیا جسکا مین نے ابہی ذکر کیا ہے۔ آیات موصوفہ بالا مین ابہی ہم بیان کر چکے ہین کہ خدا تعالی کا اس اُمت کے لئے وعدہ تہا کہ بنی اسرائیل کی طرز پر اون مین بہی خلیفے پیدا ہونگے۔ اب ہم جب اوس طرز کو نظر کے سامنے لاتے ہین تو ہمین ماننا پڑتا ہے کہ ضرور تہا کہ آخری خلیفہ اس اُمت کا مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اوس زمانہ مین آوے کہ جو اوس وقت سے مشابہ ہو جس وقت مین بعد حضرت موسیٰ کے مسیح ابن مریم آئے تہے۔ چودہوین صدی مین یا اوس کے قریب اوسکا ظہور ہو اور ایسا ہی بغیر سیف و سنان اور بغیر آلات حرب کے آوے جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم آئے تہے اور نیز ایسے ہی لوگون کی اصلاح کے لئے آوے جیسا کہ حضرت مسیح اوس وقت کے یہودیون کی اصلاح کے لئے آئے تہے۔ ایسا ہی اوس نے اس اُمت کے مُفسد طبع لوگون کو یہودی ٹہیرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکہدیا صفحہ ۵۷۔ اور جب آیات ممدوحہ بالا کو غور سے دیکہتے ہین تو ہمین اون کے اندر سے یہہ آواز سُنائی دیتی ہے کہ ضرور آخری خلیفہ اس اُمت کا جو چودہوین صدی کے سر پر ظہور کریگا حضرت مسیح کی صورت مثالی پر آئیگا۔ دو سلسلون کی مماثلت مین یہی قاعدہ ہے کہ اول اور آخر مین اشد درجہ کی مُشابہت اون مین ہوتی ہے تو اس ضمن مین قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام مین سر دفتر الٰہی خلیفون کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلۂ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اول درجہ پر بیٹہنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایسا ہی اوس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسی بن مریم ہے جو اس اُمت کے لوگون مین سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے

دعوای قادیانی کہ وہی سلسلہ خلافت کا خاتم ہے

اور فرمان جعلناک المسیح ابن مریم نے اوس کو درحقیقت وہی بنا دیا ہے وکان اللہ علی کل شئ قدیرا اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکہا گیا ہے وہ بہی اسکے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنون کی رو سے ایک ہی ہین اسی کی طرف اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ مگر ہمارے نبی صلعم فقط احمد ہی نہین بلکہ محمد

آنے والا احمد غلام احمد قادیانی ہے

بھی ہین یعنی جامع جلال وجمال ہین - لیکن آخری زمانہ مین برطبق پیشگوئی مجرّد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا - وہ حیّ وقیّوم خدا جو اس بات پر قادر ہے جو انسان کو حیوان بلکہ شرالحیوانات بنا دے ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہین بنا سکتا ؟ - اب اس تحقیق سے ثابت ہی کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ مین آنیکی قرآن شریف مین پیشگوئی موجود ہے - قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس تک مدت ٹھیرائی ہے بہت سی اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہین اور آیہ[ف۱] و انا علی ذھاب بہ لقادرون جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہین اسلامی چاند کی سلخ کی راتون کی طرف اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددون مین بحساب جمل پائی جاتی ہے - اور یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق

آیہ ارسل رسولہ الخ کا تعلق زمانہ قادیانی سے ہے

ہے - اور خلافت جو آدم ؑ سے شروع ہوئی تھی آخر کار آدم پر ہی ختم کر دی یہی حکمت اس الہام مین ہے کہ اردت ان استخلف فخلقت آدم اور آدم اور عیسیٰ مین کسی وجہ سے روحانی مباینت نہین بلکہ مشابہت ہے ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم - انتہی ازالۃ الاوہام از صفحہ ۶۶۵ تا ۶۸۱

قادیانی صاحب کے اس دوسرے دعوی کا جواب

پس قادیانی صاحب کا یہہ دوسرا دعویٰ جو درحقیقت تار عنکبوت کی طرح مگس صفتون کو دھوکا دے رہا ہے اور محض سراب کی طرح تشنگان بادیہ ضلالت کی آنکھون مین لہلہا رہا ہے ، ہم ذیل مین اوس کو توڑتے ہین اور اس سراب کو خراب کرتے ہین تاکہ کسیکو دھوکا نہو پس معلوم کرنا چاہیے کہ پہلی آیت کریمہ جس سے قادیانی صاحب نے ہمارے نبی سید المرسلین وفخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل قرار دیا ہے وہ اس افادہ سے جو قادیانی صاحب نے اوس کی نسبت کہا بالکل تبرّی فرما رہی ہے - کیونکہ استعمالات اہل عرب مین حرف کاف جو

کاف تشبیہ کے معنی اور اوسکے استعمالات

تشبیہ کے لئے آتا ہے اوس کے فقط دو استعمال ہین - ایک جبکہ اسم مفرد پر آوے تو اسم مشبّہ کو اپنی مجرور مشبّہ بہ کیسا تھہ کسی ایک صفت مین تشریک وتشبیہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ کل صفات مشبّہ بہ مین جیسے زید کالاسد - پس اس مثال مین حرف کاف نے جو حرف تشبیہ ہے

---

[ف۱] اس آیت مین ۱۸۵۷ء کو زمانہ غدر کیطرف اشارہ ہے جو اوس وقت قرآن اوٹھایا گیا - ازالہ صفحہ ۷۲۳ -

زید کو اپنے مجرور یعنی مشبہ بہ کے ساتھ فقط شجاعت مین شرکت اور مشابہت کا افادہ دیا نہ کہ اسد کی تمام صفات زید مین ثابت کردین - اور دوسرا استعمال جبکہ حرف کاف کے بعد ما کافہ آوے جو اوس کو اوس کے عمل جر سے روک دیتا ہے اوس وقت یہہ کاف یا تو ایک فعل کو دوسرے فعل کے ساتھ وقوع مین مقارنت اور اتصال کا افادہ دیتا ہے جیسے کما قام زید قعد عمر یعنی زید کے قیام کے ساتھ ہی عمر کا قعود ہوا اور جیسے ادخل کما یسلم الامام یعنی امام کے سلام کہنے کے ساتھ ہی دخول کا فعل ہوا اور یا ایک جملہ کے مضمون کو دوسرے جملہ کے مضمون کے ساتھ تشبیہ کا افادہ دیتا ہے جیسے آیہ بحوث فیہ یعنی انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا - پس اس آیہ کریمہ مین دونون جملون کا مضمون فقط ارسال رسول ہے - اور حرف کاف نے قواعد لسان عرب کے مطابق فقط ارسال مین تشریک اور تشبیہ کا افادہ دیا نہ کہ ہر دو رسولون کو باہم تشبیہ کا افادہ فرمایا جس سے برعم قادیانی صاحب یہہ نتیجہ نکالا جاسکے کہ دونون رسول یعنی موسیٰ صلوات اللہ علیہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپس مین تشبیہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوسی طرح حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کے مثیل ہون جیسے کہ قادیانی صاحب اپنے کو حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل قرار دے رہے ہین حالانکہ یہ آیت مبارک اس معنی کے افادہ سے بالکل تبرّی فرما رہی ہے - اسی وجہ سے قاضی بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس نکتہ سے آگاہ فرمانیکی غرض سے اس آیۃ کریمہ کے تحت مین لکھا کہ لم یعینہ لان المقصود لم یتعلق بہ

یعنی حق تعالے نے دوسری جگہ رسول کو اسلئے معین نہ فرمایا یعنی کما ارسلنا الی فرعون موسیٰ کرکے نہ کہا کہ موسیٰ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دینا اور آنحضرت کو موسیٰ کا مثیل قرار دینا حق تعالی کا مقصود نہ تھا

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے فقط رسالت مین تشبیہ ہے نہ کہ دوسری تمام صفات مین بہی

اور یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اصل اصیل کو ظل ظلیل کا مثیل کہا جائے یا دوسرے لفظون مین نبی الانبیاء کو اپنے نائب نبی کا یا شہنشاہ کو اپنے ایک خلیفہ نواب کا مثیل قرار دیا جائے اور یہہ کسقدر خلاف عقل اور سوء ادب ہے اوس شہنشاہ کی شان مین جو سرتاج انبیاء اور تخت نبوت کی اعلےٰ درجہ پر بیٹھنے والا اور اوس کا اصلی مالک ہے تمام برکات کا مصدر ہے اور کل انبیاء جسکے نایب ہین چنانچہ فرمایا

جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اوسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار نبوت کے اپنی ذات وصفات مین وحدہ لاشریک ہین

کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اوس کو چارہ نہ تہا - پس ہمارا ایمان ہے کہ جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اور وہ اپنی صفات کاملہ مین یگانہ اور کوئی اوسکا سہیم وشریک اور شبیہہ ومثیل نہین اسی طرح ہمارے نبی الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات وصفات مین وحدہ لاشریک ہین کہ جن مین کوئی نبی بہی سہیم وشریک نہین - اور اسی جگہ سے ہے جو کہا گیا ہے مثل النبی محمد قد امتنع ÷ من قال بالامکان صار مکفرا یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل محال ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے - مگر قادیانی صاحب کی

قادیانی کا دعویٰ کہ وہ تمام انبیاء اولوالعزم کا مثیل ہے

خیر دوسری قابل ملاحظہ ہے جو اپنے کو ایک نبی کا مثیل نہین بلکہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۵۳ مین لکہتے ہین کہ براہین احمدیہ مین خداتعالیٰ نے اس عاجز کو آدم علیہ السلام صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پہر مثیل نوح علیہ السلام قرار دیا اور پہر مثیل یوسف علیہ السلام قرار دیا اور پہر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور پہر مثیل موسیٰ کرکے بہی اس عاجز کو پکارا یہان تک کہ پہر مثیل ابراہیم بہی کہا اور پہر آخر مثیل ٹہیرانے کی یہان تک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کرکے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرار دیا - انتہیٰ پس قادیانی صاحب کے یہہ سارے الہامات موجب استخفاف ان انبیاء علیہم السلام ہین جن کا مثیل ایک ایسا فاسق شخص کہا جاتا ہے جو ایک طرف تو انگریزی قوم کے پادریون کو ازالہ کے صفحہ ۴۸۹ وغیرہ مین دجال کہتا ہے - اور پہر ہی ازالہ کے صفحہ ۵۰۸ مین قوم یاجوج ماجوج سے مراد انگریز ورُوس کہکر دوسری طرف اونہین کے زیر سایہ اور ظل حمایت مین رہنے کی دعائین مانگتا ہے - اور باوجود اُن کی قوم کا دشمن اور اون کے خدا کا شریک اپنے کو بتانیکے منافقانہ طور پر خوشامدین کرتا ہے - اور غریب مُلّاؤن کو جن کو اپنے خدائے یگانہ کے سوا کسی غدر و مکر سے سروکار نہین اور وہ فتنہ مٹانیکے لیئے خاص طور سے مامور ہین اون پر ازالہ کے صفحہ ۲۳ مین اتہام لگاتا ہے کہ ۱۸۵۷ء مین وہی باعث غدر ہوئے - اور انہین کے فتوؤن[۱] سے اوس وقت کی مسلمانون نے

[۱] مگر براہین احمدیہ جلد ثالث کی ابتدا مین ایک ضروری التماس کے ضمن مین قادیانی صاحب لکہہ چکے ہین کہ کوئی شایستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم وبا تمیز تہا ہرگز مفسدہ مین شامل نہین ہوا بلکہ غریب مُلّاؤن نے پنجاب مین سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مددی کیونکہ شریعت اسلام کا واضح مسئلہ ہے

چورون اور قزاقون اور حرامیون کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کیا اور اوس کا نام جہاد رکہا۔ حالانکہ یہہ سارے فتنے اوسی نجدی گروہ کے ہین جو ہمیشہ دولت اور سلطنت کی لالچ مین اپنے غیر کو مشرک بناکر اور خود توحید کی حامی بنکر ایک جماعت عظیمہ کے ساتہہ قوت و طاقت پیدا کرنیکے خواہشمند رہے۔ عرب مین محمد بن عبدالوہاب نجدی نے فتنہ برپا کیا اور ہندوستان مین انہین وہابیون نے جو عبدالوہاب کے قدم بقدم ہین اور انہین مین سے قادیانی صاحب ہین جو اپنے کو

ازالہ کے صفحہ ۹۵ مین وہی حارث بنلاتا ہے جو حدیث علی رض مین مذکور ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایک شخص ماوراءالنہر سے خروج کریگا جسکو حراث کہا جاویگا کیونکہ وہ کہیتی کرنے والا ہوگا اوس کا سپہسالار ایک شخص ہوگا جسکو منصور کہا جاویگا وہ آل نبی کو

> عن علی قال قال رسول اللہ صلعم یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلعم وجب علی کل مومن نصرتہ ۔ ابوداؤد ۔ مشکوۃ

جگہ دیگا جیسے قریش نے رسول اللہ کو جگہ دی اوس کی نصرت ہر مومن پر واجب ہے۔ پس اپنے لئے قادیانی صاحب نے اس حدیث کا مصداق بنانیکے لئے بہت کوشش کی۔ یہان تک کہ غدر کے وقت اپنے پرداد اگل محمد کو بحوالہ غیاث الدولہ وزیر سلطنت مغلیہ دہلی کی تخت نشینی کا مستحق سمجہا دیکہو ازالہ از صفحہ ۱۲۶ تا صفحہ ۱۲۶ وغیرہ۔ لیکن سہ ہر گدای مرد میدان کے شود ❊ پشہ آخر سلیمان کے شود۔

پس جائے انصاف ہے کہ ایسا شخص جو بقول خود (ع) سینتو اند شد مسیحا میتو اند شد یہود۔ کا مصداق ہے وہ کسی نبی کریم کا مثیل کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور قطع نظر اسکے حدیث علماء امتی

> حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موضوع ہے

کانبیاء بنی اسرائیل ۔ جس سے قادیانی صاحب اپنے دعوائے مثیل انبیاء ہونے پر استدلال کرتے ہین وہ خود بقول دمیری اور عسقلانی اور زرکشی اپنا کوئی اصل نہین رکہتی

> قال الدمیری والعسقلانی والزرکشی لا اصل لہ ۔ رسالہ موضوعات کبیر ملا علی قاری تشبیہ

اور ملا علی قاری اور دیگر ائمہ نے اسکے موضوع ہونے پر تنصیص فرمادی۔ بتقدیر ثبوت حرف کاف

> مثیل کے لئے مماثلت تمام صفتون مین ہونا چاہئے

لفظ کسی ایک صفت مین تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ جملہ اوصاف

مین مثیل ہونیکا کیونکہ حضرت خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب مین فرماتی ہین المماثلۃ عند نا تثبت بالاشتراک فی جمیع الاوصاف حتی لو اختلفا فی وصف لاتنتفی المماثلۃ لان المثلین ما یسدّ احد هما مسدّ الاخر - اور یہی معنی ہین اوس آیت قرآنی کے جس مین کفار کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ قرآن کی ایک سورۃ کی مثل کوئی سورۃ پیش کرین اور وہ عاجز ہو گئے - ورنہ قادیانی صاحب کے الہامی فقرات کی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی تو بہت سے بے ڈھنگے فقرات بنا لیے تھے -

فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین

آیہ استخلاف کے معنی بقول قادیانی

پس جس طرح کہ پہلی آیت مبارک سے قادیانی صاحب کا یہ استدلال باطل ہے کہ ہمارے نبی الانبیا خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کے مثیل ہین اسی طرح قادیانی صاحب کا دوسری آیہ استخلاف سے یہہ استدلال باطل ہے کہ کما استخلف مین مماثلت تامہ اور مماثلت مدت ایام خلافت اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان خلفاء کا سلسلہ خلافت اوس سلسلہ سے کم نہین ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور یہہ منصب حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور آخر چودہ سو برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر ختم ہوا اور وہ ایسے خلیفہ موسیٰ تھے کہ ظاہری حکومت اون کے ہاتھہ مین نہین آئی تھی اور دنیا کی ہتھیارون سے وہ کچھہ کام نہ لیتے تھے اور بغیر سیف وسنان اور بغیر آلات حرب کے آئے - اور وہ اوس وقت مبعوث ہوئے تھے جبکہ یہودیون نے نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی خصلتین بہی چھوڑ دی تہین اور چونکہ ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اس امت مین بہی بنی اسرائیل کی طرز پر خلیفے پیدا ہون - لہذا ضرور ہوا کہ آخری خلیفہ اس امت مین آنحضرت کا مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اوس زمانہ مین آوے جو اوس وقت سے مشابہ ہو جس وقت مین موسیٰ کے مسیح ابن مریم آئے تھے یعنی چودھوین صدی مین اور جبکہ تحریف تورات مین ہو گئی پس حق تعالیٰ نے اس امت کے مفسد طبع لوگون کو یہودی ٹہیرا کر اس عاجز کا نام بفرمان جعلناک المسیح ابن مریم درحقیقت وہی ابن مریم بنا دیا اور قرآن مین آنیوالے رسول کا نام جو احمد رکہا گیا ہے

وہی اوس کے مثیل کی طرف اشارہ ہے - اور ظاہر ہے کہ اس وقت قرآن مین تحریف ہوگئی اور ۱۸۵۷ء
زمانۂ غدر مین قرآن بمقتضائے انا علی ذھاب به لقادرون اوٹھایا گیا جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہین
جو عیسوی تاریخ مین دیکھنا چاہین تو ۱۸۵۷ء ہوتے ہین - چونکہ حدیثون مین لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن
کو زمین پر لانیوالا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا تو اس زمانہ مین بلاشبہ ضرور ہے کہ کتاب الٰہی کے لئے
ایک نئی اور صحیح تفسیر کیجائے - کیونکہ موجودہ تفسیرین فطرتی سعادت اور نیک روشنی کی مزاحم ہورہی ہین
قرآن پڑہتے ہین لیکن قرآن اون کے حلق کے نیچے نہین اوترتا - اور انہین معنون سے کہا گیا ہے کہ
قرآن آسمان پر اوٹھایا جائیگا جو آیۂ انا علی ذھاب به لقادرون مین اشارۃً بیان کیا گیا ہے اور
جس مین ایک نئے چاند کے نکلنے کی اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددون مین بحساب جمل پائی
جاتی ہے یعنی پورے تیرہ سو - اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادۃ اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار
اعداد حروف تہجی مین میرے پر ظاہر کردیتا ہے - ازالہ صفحہ ۱۸۶ مکتوب عربی[1] صفحہ ۱۷۲ -

اور چونکہ اول و آخر مین نہایت مناسبت ہوتی ہے سو خدا تعالی نے میرا نام آدم بہی رکھا اور آدم
اور عیسیٰ مین کسی وجہ سے روحانی مباینت نہین بلکہ مشابہت ہے" انتہی ملخصاً - ازالۃ الاوہام
از صفحہ ۶۶۷ تا صفحہ ۶۸۱ و صفحہ ۷۲۶ و صفحہ ۷۳۵ و صفحہ ۱۸۶ -

انبیا کا مختلف صورتون مین آنا

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان لغویات اور ہذیانات کا جواب دین اور ان کے
ہفوات پر حجت قایم کرین ضرور ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نبوت کی تشریح کرین جسکی
خلافت مطلوب ہے - پس سنت اللہ سے معلوم ہے کہ آنحضرت کی قبل انبیاء نے کبہی تو بصورت بادشاہان
بروز کیا جیسے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور کبہی بصورت احبار جیسے حضرت ذکریا
علیہ السلام اور کبہی بصورتِ زہاد جیسے حضرت یونسؑ اور یحیی علیہ السلام اور ہر صورت مین حق تعالی نے
اون کو مرتبہ اور غلبہ اور عزت اور عظمت کرامت فرمائی اور امت کو اون کی اطاعت کی توفیق عطا کی
لیکن نبی الانبیاء محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم جو جامع جمیع کمالات انبیاء تھے حکمت الٰہی مین

[1] ولما جئت بعد ما علی قدر جاء فی من بعد ذکر انه خرج فی عدد اسمی عدد زمانی فتفکر فی غلام احمد قادیانی - (مولف)

ضرور ہوا کہ اون کی نبوت جمیع انبیاء کی صور کی جامع ہو - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ان تینون صورتون کی جامع ہوئی - یہان تک کہ یمن وتہامہ اور نجد اور بعض نواح شام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت تصرف ہوئے اور صورت سلطنت ظاہر ہوئی اور ہر لمحہ اور ہر لحظہ جمیع اقطار مین یہہ صورت ترقی پذیر ہوئی - اور عرب کے وفود فوجا فوج ہر طرف آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور سلطان عالم کی طرح آنحضرت صلعم کے ظل نفس نا طقہ نے بخت اور حکمت اور عدالت اور شجاعت اور کفایت اور سخاوت سوا افراد بشر مین ایک قسم کا انتظام اور التیام پیدا فرما دیا اور علم اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کی صفات تحققاً وتخلقاً آنحضرت صلعم مین نمایان ہوئے اور صوفی مرشد کی طرح مصدر کرامات عجیبہ اور خوارق غریبہ ہوئے - اور اپنی قوت ارشاد اور تاثیر صحبت کے ساتھہ ہزار ہا سال سے بادیہ ضلالت کے بھٹکے ہوؤن کو راہ نجات دکھلائی اور ایک ہی آن مین تزکیہ اور طہارت کا افادہ فرمایا اور جبرئیل کی طرح جارحۂ تدابیر الٰہی اور واسطۂ اخذ علوم ہو کر عالم ملک وملکوت کا اسرار اون پر منکشف ہوئے - لیکن صورت اول کے مقام اعلیٰ سے ابھی ایک پایہ ترقی کا باقی تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرما گئے - اور ذوالقرنین کی طرح موعود خدا کہ اوسنے تمام بادشاہان روے زمین کو اپنا مطیع بنایا - بفحواے اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک وہ غلبۂ روی زمین اور فتح فارس وروم اور منصب شاہنشاہی کہ جس کی سطوت سے دین خدا ہر مدر اور وبر مین گھر کرتا تہا اوسکا الفاء آنحضرت صلعم کے خلفاء کے ہاتھون منجز فرمایا اور اسی کے ضمن مین ترقیات معنی نبوت روز افزون ہوئین اور مضمون هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ظہور پذیر ہوا اور اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے جو حق تعالیٰ نے سورۂ نور مین حاضرین وقت نزول سورۂ مذکور کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم مین سے ایک جماعت کو حق تعالیٰ بالضرور زمین پر خلیفہ بنایگا جیسے کہ اون سے پہلون کو خلیفہ بنایا اور اون کے لئے پسندیدہ دین کو بالضرور زمین مین تمکنت دیگا اور اون کے خوف کو امن کے ساتھہ بدل دیگا تاکہ انجام کار میری ہی عبادت کرین گے اور میرے ساتھ کسیکو شریک نہ بنائین گے -

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت

پس حق تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استخلاف مین اپنی ایک قدیم سُنت کا اظہار فرمایا کہ جیسے کہ بنی اسرائیل مین حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نبی بخلافت موسیٰ بجز اسکے مبعوث ہنوا کہ وہ اون کے جدِ اعلیٰ مین شریک اور اونہین کی قوم مین سے ہوا اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے استخلاف مین لفظ منکم اور کما استخلف الذین من قبلکم نے تعیین فرمادی کہ خلیفہ نبی جو خلفاء بنی اسرائیل کی طرح ہوگا ضرور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی قوم مین سے ہو اور اونہین کے سلسلۂ جدِ اعلیٰ مین شریک اور منسلک ہو۔ اور ایسا ہی جس طرح کہ توراۃ کا ایک سفر بلادِ شام کے فتوح کے وعدون اور بلادِ مفتوحہ کے احکام مین حضرت موسیٰ پر اوترا۔ لیکن حضرت موسیٰ کے زمانہ مین وہ وعدے پورے نہوئے۔ اور حضرت موسیٰ نے ان وعدونکے پورا کرنے کے لئے حضرت یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ بنایا اور حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد اُنہی شہر حضرت یوشع نے فتح کئے۔ اور بنی اسرائیل کو مطمئن کردیا۔ اور اُن شہرون کو وصیت موسیٰ کے موافق بنی اسرائیل پر تقسیم کردیا۔ اوسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلادِ شام اور بلادِ عجم کی فتح کا وعدہ ہُوا۔ لیکن حکمت الٰہی نے آنحضرت کی زمانہ مین اس وعدہ کو پورا ہونے ندیا اور آخرکار وعدۂ الٰہی نے آنحضرت کے خلفاء کے استخلاف سے اس وعدہ کو منجز فرمایا پس سُنت اللہ نے ثابت کردیا کہ خلیفہ درحقیقت اپنے ہی نبی کا ظل اور اوسی کے مواعید کا متمم ہونا چاہیئے اور نیز عرف قدیم اور جدید مین حقیقت استخلاف بجز اسکے نہین کہ یعنی خلیفہ ساختن اور بادشاہ گردانیدن ہے جیسے

معنی استخلاف بادشاہ گردانیدن

کہ آیہ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض سے ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے اون کو حضرت یوشع نبی سے ایک زمانہ بعد سیف وسنان کے ساتھ عمالقہ پر کسقدر غلبہ دیا اور جالوت کو اون کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ اور بنی اسرائیل کو بعد از تفرقہ اور تشویش اون کی خلافت اور حکومت مین کسقدر امن دیا۔ اسی وجہ سے حضرت ولی اللہ ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ "اگر کسے پادشاہ نباشد وحکم او نافذ نبود خلیفہ نیست ہر چند فرض کنیم کہ افضل امت باشد"۔ اور آنحضرت صلی اللہ

نبی کی خلافت خاصۂ منتشر

علیہ وسلم نے مزید برآن اپنی خلافت خاصہ کا منتشر بھی متعین فرمادیا کہ خلافت کا

مستقر مدینہ ہے اور سلطنت اور ملک کا مستقر شام۔ گویا آنحضرتؐ نے اپنی ریاست کے دو حصے فرما دیئے ایک کا نام خلافت نبوت اور خلافت کا حصہ رکھا جسکا مستقر ابتدا سے انتہا تک بجز مدینہ کے اور کوئی نہین اور دوسرے حصہ کا مستقر جو فقط

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام۔ رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ ۔ ورق اخر صفحہ ۵۸۳

ملک اور سلطنت ہی معبر ہے لیکن نور و برکت سے خالی نہین ملک شام فرمایا۔ اور یہہ خدا کی قدرت ہے کہ قادیانی صاحب کو اپنے قادیان کی نسبت پیشتر الہام نے مدد دی کہ وہ اوسکو مدینہ مقرر کرین اور اون کے فرقہ وہابیہ کو آنحضرت کے مدینہ منورہ سے اسقدر نفرت ہے کہ حج کعبۃ اللہ کے بعد مدینہ منورہ مین جانا شرک سمجھتے ہین اور وہ خود ہی کیونکر جا سکتے ہین جبکہ اون کو گورنمنٹ عثمانیہ مین جانے سے اپنی جان کا خوف لگا ہوا ہے۔

پس جبکہ یہہ ثابت ہو چکا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا ابتدا سے انتہا تک بجز ظاہری ریاست و حکومت و سلطنت اور سیف و سنان کے متحقق ہونا ممکن نہین جس سے قادیانی صاحب بالکل معرّی ہین اور جسکے لئے اون کی اصیل یعنی حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ بھی ترستے گئے۔ چنانچہ انجیل متی باب (۱۰) درس (۳۴) مین ہے کہ فرمایا حضرت مسیح نے یہہ مت سمجھو کہ مین زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہین بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہون۔ انتہی۔ تو ہم اس وقت اوس کاف تشبیہہ کیطرف متوجہ ہوتے ہین جس سے قادیانی صاحب مماثلت تامہ اور مماثلت مدت ایام خلافت وغیرہ کا اشارہ نکالتے ہین جو بالکل باطل ہے کیونکہ جیسے کہ ہم قبل ازین ثابت کر چکے ہین۔ اوّل تو حرف کاف مماثلت تامہ کا افادہ نہین دیتا اور دوم جملہ پر آنے سے فقط مضمون جملہ کو ایک جملہ کے مضمون کیساتھہ تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے۔ پس آیت کریمہ مین فقط ایک استخلاف کو دوسرے استخلاف سے تشبیہہ دی گئی ہے جس سے اون کے ایام خلافت کی مدت ہرگز مفہوم نہین۔ کتاب الملل والنحل مین ہے کہ یہہ یہودیون کا ادعا تہا جو انہون نے حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ پر کیا کہ وہ موسیٰ صلوات اللہ علیہ کیطرح اولوالعزم اور

عیسیٰ نبی اللہ کو مستقبل نبی جاننا در اصل یہودیون کا دعوے تہا

صاحب کتاب مستقل نبی نہین بلکہ وہ موسیٰ کا متبع اور اوسی کی متابعت کے لئے مامور تہا۔ پس قادیانی صاحب کا یہہ بیہودانہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ تھے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے بجز حضرت یوشع بن نون کے کسیکو اپنا خلیفہ نہ بنایا۔ پس اگر حضرت داؤد علیہ السلام موسیٰؑ کے بعد خلیفہ ہوئے تو یہہ خطاب اون کو خود بارگاہ رب العزت سے عطا ہوا نہ کہ حضرت موسیٰ نے اون کو دیا پس حضرت یوشع کے بعد جسقدر انبیا کہ گذرے۔ اگرچہ اون کا دستور العمل شریعت موسیٰ ہی تہی لیکن وہ حضرت موسیٰ کے خلیفہ نہ کہلائے کیونکہ خلیفہ کے مفہوم مین باعتبار عرف قدیم و جدید معنی سلطنت اور حکومت نہایت ہی ضروری اور لازمی سمجھے گئے ہین جیسے کہ قبل ازین بیان ہوا۔

عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کا درمیان کا زمانہ چودہ سو برس کا ہونا غلط ہے

اور قطع نظر ان سب باتون کے قادیانی صاحب کا یہہ بہی افترا ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسےٰ کے مابین چودہ سو برس کا زمانہ ہوا کیونکہ بیضاوی مین ہے کہ یہہ زمانہ ایک ہزار سات سو برس کا تہا۔ اور دُرِ منثور مین شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہہ زمانہ سترہ سو کا موسیٰ ابن عمران اور مریم بنت عمران والدہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے درمیان کا ہے اور توریت کتاب پنجم۔ استثنا مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۷ء کے باب ۳۴ آیت پنجم مین ہے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ ایک سو بیس برس کی عمر مین حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کے تولد سے ایک ہزار چارسو اکاون[۱۴۵۱] برس قبل وفات پائی جنکو اگر ہلالی برسون مین دیکہا جائے تو ایک ہزار چارسو اکانوین[۱۴۹۱] یعنی نو برس کم پندرہ سو برس ہوتے ہین جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اوس قول کے بالکل مطابق ہین جس کو شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ نے تفسیر دُرِ منثور مین بتخریج حاکم روایت کیا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے موسیٰ اور عیسیٰ کا مابین

کما فعل بین موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اذ کان بینہما الف و سبع مائۃ سنۃ والف نبی
بیضاوی۔ سورہ مائدہ

و بین موسیٰ بن عمران و بین مریم بنت عمران ام عیسیٰ الف سنۃ و سبع مائۃ سنۃ ولیسا من سبط ثم محمد وکل نبی ذکر فی القرآن من ولد ابراھیم غیر ادریس و نوح ولوط وھود وصالح
دُرِ منثور۔ مائدہ

قال ابن عباس بین موسیٰ و عیسیٰ الف خمس مائۃ سنۃ۔ درِ منثور سورہ نساء

زمانہ پندرہ سو برس کا ہے۔ اور اگر اس کیساتھہ حضرت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس اور حضرت عیسیٰ کی عمر بتیس ۳۲ برس بہی ضم کردی جائے تو تقریباً سترہ سو کا زمانہ ہوجاتا ہے جو قول بیضاوی اور سیوطی رہ کی بالکل قریب قریب ہے۔

پس ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب کا یہہ قول کہ سلسلہ خلافت حضرت موسیٰ کے بعد چودہ سو برس پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ پر ختم ہوا اور اوسی مناسبت سے غلام احمد قادیانی باعداد حروف جمل تیرہ سو برس کے خاتمہ اور چودہوین صدی کے آغاز مین مبعوث ہوا کسقدر کہلم کہلا جہوٹ ہے۔ اور اگر ہم اس سلسلہ خلافت کو تسلیم بہی کرلین تو بہی ہنوز کئی سو برس ایسے مثیل مسیح کے پیدا ہونے کے لئے باقی ہین اور اس دعوی کا قبل از وقت ہونا اس کو باطل کر رہا ہے اور حالات امت کی ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی صاحب کے قبل بہی کئی ایک اشخاص نے اس منصب رفیع کا دعوی کیا اور اسی طرح اونہون نے بہی اپنے لئے حساب جمل سے اپنے اسماء کی مناسبات اور آیات کے اعداد سے استدلال کیا۔ چنانچہ سید محمد جونپوری رحمتہ اللہ علیہ نے جب اپنے لئے مہدی ہونے کا دعوی سنہ ۹۱۰ھ مین کیا تو اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ اون کی عادت یہہ تہی کہ جب دعوی کرتے تہے اوس لفظ سے تاریخ بہی نکلا کرتی تہی۔ دیکہو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۳ مگر خدا کی قدرت ہی کہ اوس دعوی کے الفاظ کے اعداد کبہی سنہ دعوی سے مطابق نہوئے۔ جیسے کہ سنہ ۹۰۳ھ مین کہا انہ قال بامر اللہ انا المہدی الموعود لیکن اس کے اعداد ۹۵ھ ہوتے ہین۔ اسی طرح قادیانی صاحب کے جملی اسم غلام احمد قادیانی کے اعداد اگرچہ ۱۳۰۰ھ ہین لیکن اونہون نے یہہ دعوی بیس ۲۰ برس قبل کیا اور مناسبت جو اونہون نے

قادیانی صاحب کے اسم کے اعداد بحساب جمل زمانہ فترت کے مساوی نہیں

سلسلہ خلافت کی بیان کی یعنی پورے چودہ سو سو اوس مین بہی ایک سو برس باقی ہین اور زمانہ غدر جس مین قرآن کا اوٹہایا جانا بتاتے ہین وہ بہی ان کے دعوے کے منافی ہے۔ کیونکہ قرآن کا اوٹہایا جانا عیسے کے نزول کے بعد سو دو سو برس کی معہود ہے مگر اونہیں کہ عیسیٰ جو حامی شریعت نبویہ معہود ہے اون کے وقت مین اولٹا اثر ہوا کہ قرآن ہی اوٹہایا گیا۔ اور بجاے اس کے کہ سارے جہان پر اون کا غلبہ اسلامی ہوتا وہ خود مغلوب کفر ہوگئے اور بجاے

اس کے کہ اون کیوقت ایک ہی دین اسلام غالب رہتا اون کے وقت مین چارون طرف سے مذاہب
کفر کا غلبہ ہوگیا اور مسیح قادیانی سے انگریزی گورنمنٹ کی مجسٹریٹ نے بجرم دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ
فوجداری بتاریخ ۲۵ر فروری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور مچلکہ لے لیا کہ آیندہ اپنے ہذیانات (الہامات)
کی اشاعت مین قانونِ انگریزی کے تابع رہین اور اسی پراون کی رہائی ہوئی - معہذا غلام احمد
قادیانی کے اعداد سے استدلال کرنا بھی ایک عجیب امر ہے - اگر اس قسم کا استدلال معتبر ہو تو ہم

| غلام احمد قادیانی اور تسخر کے اعداد برابر ہین |
|---|

کہین گے کہ غلام احمد قادیانی اور تسخر کے اعداد بحساب جمل برابر ہین اور اسی طرح
بدخو ستیزہ رو کے - اور اسی طرح مسیح قادیانی اور کرگدن کے - پس کیا کوئی
اہل دل ایسی لغو من بات سے استدلال کر سکتا ہے - حاشا وکلا اللہ کے بندے ایسا افترا اللہ پر کبھی

| من ایات اللہ انہ اخفی فی عدد اسمی عدد زمانی فتفکر فی غلام احمد قادیانی صـ۱۷۲ |
|---|

نہین باندھتے - جیسے کہ قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے صـ۱۷۲
مین کہا کہ یہہ اللہ کی نشانی ہے کہ اوسنے میرے زمانہ کے اعداد
میرے نام مین مخفی کئے - حالانکہ قادیان کا لفظ دراصل حرف
دال کے ساتھہ نہین بلکہ ضاد عربی کے ساتھہ ہے - کیونکہ قادیانی صاحب کا گانون دراصل اسلامپور
قاضیان کے نام سے موسوم تھا جہان اوس تمام علاقہ کی قضا ہوا کرتی تھی - دیکھو ازالہ صـ۱۲۲
اور چونکہ ضاد اور دال کی آواز ایک ہے اسلئے رفتہ رفتہ ضاد کا دال بن گیا اور جزو اول محذوف ہوگیا
اور صرف قادیان رہگیا - پس ظاہر ہے کہ درصورت ضاد آٹھہ سو عدد بڑھجائین گے اور تیرہ سو کے
اکیس سو ہوجائین گے اور قطع نظر اسکے ترکیب غلام احمد قادیانی قواعد عربیت کے لحاظ سے بالکل
غلط اور الہامی زبان کے مناقض ہے اسلئے اسماء اعلام یا نسبت کے لاحق ہونے سے بمنزلہ اسماء صفات
ہوجاتے ہین - پس قادیانی کا لفظ گویا غلام احمد کی صفت ہے جسکا اس ترکیب مین بدون لام
تعریف مستعمل ہونا غلط ہے - پس صحیح ترکیب اس طرح ہونی چاہئے یعنی غلام احمد القادیانی نہ فقط قادیانی
اور لام تعریف کے داخل ہونے سے تیس اکتیس عدد اور بڑھجائینگے اور تیرہ سو کے تیرہ سو اکتیس
ہوجاوینگے جسکے واسطے ابھی کئی سال باقی ہین - اور اگر قادیانی کے قاف کو قاف قرشت نہ

سمجہا جاوے جیسے کہ اون کے دوست مولوی محمد حسین بٹالوی کاف کلمن سے کادیانی کرکے لکھتے ہین تو ان تیرہ سو مین سے اسّی عدد اور کم ہو جاوینگے - مگر جاے غور قادیانی صاحب کا یہ قول ہے جو اونہون نے بجز چند لوگون کے جو اون کے ماننے والے ہین اس وقت کی کل امت مرحومہ کو جو غالباً اون کی مخالف ہے یہود کے ساتھ تشبیہ دی بلکہ اون کو یہودی ٹھیرا کر آپ حقیقی عیسیٰ بن مریم کی صورت مین اون کی طرف آنیکے مدعی ہوے اور علماء امت نے جو ان تیرہ سو برس ۱۳۰۰ مین کلام اللہ کی تفاسیر لکہین اون کی نسبت اتہام لگاتا ہے کہ وہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کی مزاحم ہو رہی ہین - لہذا ضرور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرف سے کتاب الٰہی کے لئے ایک نئی اور صحیح تفسیر کیجاے - پس قادیانی صاحب کے زعم فاسد مین کل امت مرحومہ کے علماء ضال اور مضل ہوئے جنہون نے ایسی تفسیرین لکہین - پس معلوم نہین کہ قادیانی صاحب کی تفسیر کیا رنگ لائے لیکن اتنا تو ہے - ؎ گر ہمین مکتب است واین ملّا ⁂ کار امت تمام خواہد بود -

پس قادیانی صاحب کا یہ اصلی دعواے مثیل مسیح ہے جو اوپر باطل ہو چکا - اور اس دعوے کی تائید مین کئی طریق سے اونہون نے استدلال کیا -

## طریق اوّل

(قادیانی کے سوا کسی نے تیرہ سو برس مین مسیح ہونیکا دعویٰ نہیا)

"یہ عاجز ایسے وقت مین آیا ہے جس وقت کہ مسیح موعود آنا چاہئے تھا یعنی تیرہوین صدی کا اخیر اور اس مدت تیرہ سو برس مین بجز میری کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہین ہوا کہ مین مسیح موعود ہون کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعویدار اس منصب کا نہین ہوا - ازالہ صفحہ ۶۸۲ و صفحہ ۶۸۳ -"

| حمدان بن قرمط نے ۲۷۸ھ مین مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا |
|---|

یہ قادیانی صاحب کی تاریخ دانی کا حال ہے اور اپنے دعوے کے نشہ مین ایسے سرمست ہین کہ خود بینی کے سوا اون کی نظرون مین کچھ نہین آتا - دیکھو زرقانی جلد خامس صفحہ ۲۹۰ مین ہے کہ ایک شخص قرمط یا حمدان بن قرمط | و القرامطۃ صلہم رجل من سواد الکوفۃ |

نے کوفہ کے اطراف سے ۲۷۸ھ مین خروج کیا جو سرخ رنگ
اور سُرخ چشم تھا - اوس نے ابتدا مین زہد و صلاح
کا اظہار اسقدر کیا کہ ایک خلق کثیر اوس کے گرد جمع
ہوگئی اور اوس نے زعم کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
اوسی کی نسبت بشارت دی ہے اور وہی امام منتظر
ہے اور اوس نے اپنی کتاب مین کئی ایک باتین ایجاد
کین اور کہا کہ وہی کلمۃ اللہ اور مہدی ہے اور اوسی
کی طرف کلمۂ مسیح انتقال کر آیا ہے اور اون کے بہت
سے وقایع اور حروب اور دعاوی اور خلفاء ہوئے
جو کتب تواریخ مین بالاستیعاب مذکور ہین یہانتک
کہ اونہین مین سے سلیمان بن حسن جبائی ظاہر ہوا -
اور اوس نے بلاد و امصار مین فساد پھیلا دیا اور ترویہ
کے روز ۳۱۷ھ مین المقتدر کے ایام خلافت مین
مکہ مین جا گھسا اور حاجیون کو قتل کیا اور چاہ زمزم مین
اوس نے اون کو پھینکا اور کعبہ کا دروازہ اوکھیڑ دیا
اور کعبہ کا غلاف اوتار لیا اور حجر اسود پر قبضہ کر لیا
یہان تک کہ بائیس برس تک اونہین کے قبضہ مین
رہا اور المقتدر اون کو پچاس ہزار دینار بھی اسکا عوض دیتا تھا
لیکن اوّل انکار کر کے آخر ٹکڑے کر کے واپس دیا
اور حجر اسود اپنی جگہ پر رکھا گیا اور مصر و شام پر قابض
ہوگئے - یہان تک کہ جوہر القاید نے اون کو قتل کیا

یقال له قرمط وقیل حمدان بن قرمط کان احمر
البشرة والعینین وکان ظهوره سنة ثمان و
سبعین ومائتین فاظهر زهدا وصلاحا
حتی اجتمع علیه خلق کثیر فزعم ان النبی صلعم
بشر به وانه الامام المنتظر وابتدع مقالات
فی کتاب فقال انه الکلمة والمهدی وزعم
انه انتقل الیه کلمة المسیح فکانت لهم وقائع
وحروب ودعاة وخلفاء مذکورة فی التواریخ
حتی ظهر منهم سلیمان بن الحسن الجبائی فعاث
فی البلاد وافسد وقصد مکة فدخلها یوم
الترویة سنة سبع عشرة وثلث مائة فی خلافة
المقتدر فقتل الحجاج ورماهم بزمزم وقلع
باب الکعبة واخذ کسوتها واخذ الحجر الاسود
فبقی عندهم اثنتین وعشرین سنة فبذل لهم
خمسون الف دینار لیردوه فابی ثم ردوه
مکسورا فوضع فی مکانه وتغلبوا علی مصر والشام
حتی قاتلهم جوهر القاید فهزمهم وقتل منهم
خلقا کثیرا وکانت مدة خروجهم ستا وثمانین
سنة حتی اهلکهم الله وابادهم وکانوا یحرفون
القرآن ویتاولونه بتاویلات فاسدة لا
تقبلها العقول فما قدروا علی اطفاء شیء

اور بہکایا اور اون کی بہت سی خلقت مقتول ہوئی اور چہیاسی برس تک اون کا یہ فتنہ رہا۔ یہانتک کہ اون کو خدا نے تباہ کیا اور وہ قرآن کی تحریف کرکے

من نوره ولا تغیر کلمة من کلمة ولا تشکیک المسلمین فی حرف من حروفه۔ انتہی تلخیصا۔ زرقانی۔ مقصد خامس صفحہ ۲۹۰

ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہوتے تھے کہ جن کو کوئی عقل سلیم قبول نہین کرسکتی تھی لیکن وہ اللہ کے نور کو چھپا نہ سکے۔ انتہی

دسوین صدی مین شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا

اور دسوین صدی مین ایک شخص شیخ محمد خراسانی نے عیسی ہونے کا دعوی کیا اور حاکم سندہ نے اوس کا سر کاٹ ڈالا۔ ہدیہ صفحہ ۱۶۱ اور کتاب الملل والنحل مین ہے کہ

المنصور کے زمانہ مین ایک شخص ابی عیسی اسحاق بن یعقوب الاصفہانی نے دعوی کیا کہ وہ نبی ہے اور مسیح موعود کا رسول ہے اور یہہ بہی زعم کیا کہ مسیح موعود کے پانچ رسول ہونگے جو اوس سے پہلے یکے بعد دیگرے آئین گے۔ اور اوسنے زعم کیا کہ اللہ تعالی نے اوس سے بالمشافہ کلام کیا اور اس امر کی تکلیف دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو نافرمان بادشاہون اور امتون کے ہاتہون سے چھڑائے اور زعم کیا کہ وہ بہی درحقیقت مسیح ہی ہے۔ اوس کے اس دعوی کی ابتدا ملوک بنی امیہ کے آخر

المنصور کے زمانہ خلافت مین ابی عیسی اصفہانی نے مسیح موعود ہونیکا دعوی کیا

وزعم عیسی انه نبی وانه رسول المسیح المنتظر وزعم ان للمسیح خمسة من الرسل یاتون قبله واحدا بعد واحد وزعم ان اللہ تعالی کلمه وکلفه ان یخلص بنی اسرائیل من ایدی الامم العاصین والملوک الظالمین وزعم ان الداعی ایضا هو المسیح وحرم فی کتابه الذبائح کلها ابتداء دعوته فی زمن اخر ملوک بنی امیة مروان بن محمد الحمار فاتبعه بشر کثیر من الیهود وقیل انه لما حارب اصحاب المنصور بالری قتل وقتل اصحابه (انتہی ملخصاً۔ کتاب الملل صفحہ ۱۶۸)

بادشاہ مروان بن محمد الحمار کے وقت مین ہوئی اور آخر شہر رے مین المنصور کے ساتھ محاربہ کرنے سے وہ اور اوس کے اصحاب قتل کیے گئے۔ اور یہود کے بہت لوگ اوس کے تابع ہو گئے تھے۔

قادیانی کے دعاوی اور مروان بن قرمط کے دعاوی بلکہ مشابہہ ہین بلکہ ایک ہی ہین

پس اگر ان اشخاص کے دعاوی اور قادیانی صاحب کے دعاوی کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے جو اونہون نے مکتوب عربی کے صفحہ ۱۴ مین کیا کہ خدا نے مجھے بطریق

بروز روحانی عیسی ابن مریم بنادیا - یعنی عیسیٰ کی صفات مجھہ مین بروز کر آئین اور جیسے کہ ایلیا نبی کا نزول آسمانون سے یحیی بن ذکریا کے پیدا ہونے سے ہو گیا اوسی طرح میرے پیدا ہونے سے مسیح کا آسمانون سے اوترنا ہو گیا - توضیح صفحہ ۲ مکتوب صفحہ ۱۵۹ - ازالہ صفحہ ۵۴۶

وجعلنی ربی عیسی ابن مریم علی طریق البروزات الروحانیۃ صفحہ ۱۴۲ کما ذکر نزول ایلیا بالتصریح صفحہ ۱۵۹

اور جیسے کہ قادیانی صاحب نے تحریفات معانی آیات قرآنی مین کین اور اگلی تفسیرین غلط بتائین اور نئی آیات کا نزول اون پر ہوا اور آیۂ انا انزلناہ قریبا من القادیانی فی الحقیقت اونہون نے قرآن شریف کے داہنے صفحہ قریب نصف کی موقع پر کشفی طور سے دیکھی جیسے کہ وہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۷۷ مین تصریح کرتے ہین - اور ایسا ہی بہت سی آیات محرفہ کا اون پر نزول ہوا جو اپنے موقع پر بیان کی جائینگی تو حق تعالی کا یہہ قول بالکل مطابق واقع ہوتا ہے جو متقدمین اور متاخرین کفار کے حق مین فرمایا کہ کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم یعنی ایسا ہی پہلون نے بھی کہا اور وجہ اس کی یہہ ہے کہ ان کے دل آپس مین بہت متشابہہ ہین - پس قادیانی صاحب سے بھی وہی دعاوی سرزد ہوئے جیسے کہ ابو عیسیٰ یہودی سے سرزد ہوئے اور جیسے کہ حمدان بن قرمط نے دعوی کیا کہ وہی مہدی موعود اور عیسیٰ معہود ہے اور وہی حسب بشارات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد المائتین آیا ہے اور کلمۂ مسیح اوس کی طرف انتقال کر آیا ہے - اسی طرح قادیانی صاحب کے دعاوی ہین اور ازالہ کے صفحہ ۱۹۵ مین بحدیث ابن ماجہ اور حاکم استدلال کرتے ہین کہ لا مہدی الا عیسیٰ یعنی بجز عیسیٰ کے اوس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا - حالانکہ اول تو یہ حدیث علامۂ زرقانی نے مردود ٹھیرائی ہے جیسے کہ قبل ازین بیان ہوا - دویم خود ابن ماجہ حدیث ابی امامہ مین تصریح فرما رہے ہین کہ عیسیٰ کے نزول کے وقت بیت المقدس مین ایک رجل صالح نماز کی جماعت کرا رہا ہوگا کہ اتنے مین عیسیٰ کا نزول ہوگا اور وہ امام پچھلے پاؤن ہٹنا چاہیگا تاکہ عیسیٰ آگے ٹھہرے - اور یہی خود امام بخاری سے ابی ہریرہؓ کی حدیث مین مذکور ہے جیسے کہ بیان ہوا -

حدیث لا مہدی الا عیسیٰ مردود ہے

# طریق دوم

## (مکاشفاتِ اکابر اولیاء)

مکاشفاتِ اکابر اولیاء بالاتفاق اسپر شاہد ہین کہ مسیح موعود کا ظہور چودہوین صدی سے پہلے یا چودہوین صدی کے سرپر ہوگا اور اس سے تجاوز نہین کریگا۔ ازالہ صفحہ ۶۸۴۔

مسیح یا مہدی کے زمانہ کے متعلق کسی کا مکاشفہ صحیح نہ نکلا

یہ قادیانی صاحب کا ایک جدید افترا ہے جو اکابر اولیاء اللہ پر باندھا جاتا ہے کسی ولی نے ایسا مکاشفہ اپنا بیان نہین کیا کہ عیسےٰ علیہ السلام چودہوین صدی کے سر پر یا پیشتر پیدا ہونگے اولیاء اللہ کبھی ایسی جرأت اوس علم کے کشف مین نہین کرسکتے جسکو خود خدا نے اور کل انبیاء نے مبہم بیان فرمایا اور جس کسی ولی نے کہ اپنے ظن و تخمین یا آثار واطوار سے کوئی نتیجہ نکالا وہ کبھی راست نہ آیا۔ چنانچہ حضرت جعفر رضؓ نے فرمایا کہ مہدی موعود ۱۲۰۰ھ مین قایم ہون گے۔ اور ابو قبیل نے فرمایا

حضرت علی کا مکاشفہ

کہ آدمیون کا اجتماع مہدی موعود پر ۱۲۰۴ھ مین ہوگا۔ اور تفسیر کواشی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حرف کے اعداد گذر جائین گے تو وہ وقت مہدی موعود کے تولد کا ہے جسکو شیخ اکبر قدس سرہ نے دو بیتون مین نظم کرکے کہا ہے

| | |
|---|---|
| اذا فقد الزمان علی حروف | ببسم اللہ فالمھدی قاما |
| ودورات الخروج عقیب صوم | الا بلغہ من عندی سلاما |

پس اگر حرف را کو مکرر نہ شمار کیا جاوے تو سات سو چھیاسی عدد ہوتے ہین اور اگر مکرر شمار کرین تو ۱۱۸۶ ہوتے ہین۔ مگر کوئی بھی ان مین سے ظہور نہ ہوا۔ دیکھو تفسیر روح البیان جلد ثانی صفحہ ۷۶۶ سورہ نور

امام ربانی کا مکاشفہ بلا تعیین زمان

مگر یہ سارے کشف و مکاشفات جو اون بزرگون کی طرف منسوب کیے جاتے ہین بالکل غلط نکلے۔ ہان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اگرچہ بمناسبات چند بیان فرمادیا کہ عیسیٰ کا نزول ۱۰۰۰ھ کے بعد ہوگا لیکن اونہون نے بھی یہ تعیین نکیا

کہ ہزار کے بعد کون سی صدی مین ہوگا۔ فسبحان من لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

پس جس کسی نے اس مقدمہ میں اپنی اٹکل دوڑائی اور تخمین و قیاس سے اُس کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی

شیخ جلال الدین سیوطی کا ایک معصر کے رد پر غلطی سے قایم کرنا

اور سب سے زیادہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے غلطی کی جو اپنے ایک معصر عالم کے اس فتوٰی سے کہ دسوین صدی مین خروج مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسے علیہ السلام کا ہوکر اور علامات قیامت برپا ہوکر نفخ صور ہوگا اپنے رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین بہت کچہہ تخمینات کو لعد اس اُمت محمدیہ کی عمر کے متعلق لکہا کہ یہہ اصلا ممکن نہین ہے کہ پندرہ سو تک کھینچے۔ اور ان سارے خیالات کی تصویر اوس ضعیف البنیان حدیث پر کھینچی۔

الدنیا سبعۃ الاف سنۃ کے امثال سب موضوع ہین

جو خود شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے جامع صغیر نقل کی کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الدنیا سبعۃ الاف سنۃ و انا فی اٰخرھا الفا لیکن سراج منیر شرح جامع صغیر مین اُس کے واہی ہونے پر تصریح کردی گئی اور سنادی نے کہا کہ اس حدیث مین کچہہ شک نہین اور الفاظ اس کے مصنوعہ اور تلفیق کئے ہوئے ہین اور ابن اثیر نے تصریح کردی کہ اس کے اور اسکے امثال سب موضوع اور ملفق ہین اور خود شیخ سیوطی نے اپنے رسالہ برزخیہ مین کل ایسی احادیث کے ضعیف ہونیکا اقرار کیا۔ مگر قادیانی صاحب نے بہی اسی واہی حدیث سے اپنے حق مین ازالہ کے صفحہ ۶۹۳ مین استدلال کیا جو بالکل بے سود ہے۔ پس اس امر کے اثبات مین اُمت کی لیئے نص نص درکار نہ کہ ہوا و ہوس۔ ؎ چہ غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم ٭ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم۔

## طریق سوم

(قادیانی دجال معہود کے بعد آیا ہے)

قادیانی دجال کے بعد آیا ہے

اس عاجز کے مسیح موعود ہونے پر یہہ نشان ہے کہ وہ دجال معہود کے خروج کے بعد نازل ہوگا۔ سو یہہ عاجز دجال معہود کے خروج کے بعد آیا ہے اور ہم پہلے ثابت کر آئے ہین کہ عیسائی واعظون کا گروہ بلاشبہہ دجال معہود ہے ازالہ صفحہ ۷۲۰ جو گرجا سے نکلکر ٹڈی کی طرح مشارق و مغارب مین پہیل گیا۔ ازالہ صفحہ ۴۸۵ اور ہم دجال کے لفظ سے صرف ایک شخص ہی مراد نہین

لے سکتے کیونکہ رویا اور مکاشفہ مین اسی طرح سنتہ اللہ واقع ہے کہ بعض اوقات ایک شخص نظر آتا ہی
اور اوس سے مراد ایک گروہ ہوتا ہے اور نیز لغت کی رو سے دجّال درحقیقت اسم جنس ہے جس سے
ایسے لوگ مراد ہین جو کذاب ہون چنانچہ قاموس مین یہی معنی لکہے ہین۔ ازالہ صہ۲۷۔

دجّال خراسان کی مٹی سے آئیگا جو قادیانی کا اصل الہام ہے

مگر قادیانی صاحب کو ابوبکر الصدیق اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث یاد
نہ رہین جن مین صاف طور سے مذکور ہے کہ دجّال خراسان کی مٹی سے نکلیگا۔
جس کو قادیانی صاحب نے اپنا اصل و بوم بتایا ہے اور انسؓ کی حدیث مین ہے کہ دجّال کیساتہہ
ستّر ہزار یہودی ہون گے جو گرجا کے سخت مخالف ہین اور نیز قادیانی صاحب کو یہہ معلوم نہین کہ

آنحضرتؐ کا دیکہنا کہ عیسیٰ اور دجّال کعبہ کا طواف کرتے ہین

یہ گروہ پادریان لندن سے آئے ہین نہ خراسان سے۔ اور عجب تر یہہ ہے کہ بخاری
کی وہ حدیث جس مین آنحضرتؐ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے عیسیٰ ابن مریم کو حالت
رویا مین دیکہا اور دجّال کو بہی اوسی رویا مین دیکہا اور اوس کو ابن قطن کے ساتہہ اشبہہ ہونا فرمایا
اس مین قادیانی صاحب ازالہ کے صہ۹ مین حضرت عیسیٰ ابن مریم سے تو آنیوالا ایک فرد واحد اور شخص
معہود مراد کہین اور یہان پر اوسی دجّال سے جو عیسیٰ ابن مریم کے مقابل آنحضرتؐ نے دیکہا ایک

الدجّال اسم علم ہے نہ اسم جنس

گروہ پادریان تعبیر کرین جو بالکل خودغرضی اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ اور قطع نظر اس
کے صراح مین ہے کہ دجّال نام مسیح کذّاب ہے۔ پس جیسے کہ احادیث نبویہ مین دجّال
ایک شخص معہود کا نام معلوم ہے اوسی طرح لغت کی رو سے۔ اور اگر ہم تسلیم بہی کرلین کہ دجّال درحقیقت
اسم جنس ہے لیکن ہم قادیانی صاحب کے اس قول کو ہرگز تسلیم نہین کرسکتے کہ اس سے ایسے لوگ مراد
ہین جو کذاب ہون اسلئے کہ اسم جنس اگرچہ اسم نکرہ سے اعم مطلق ہوتا ہے لیکن اسم معرفہ سے اعم من وجہ
ہوتا ہے۔ مثلاً زید معرفہ ہے لیکن اسم جنس نہین اور رجل جو نکرہ ہے اسم جنس ہے لیکن معرفہ نہین اور
الرجل معرّف باللام اسم جنس ہونے کے باوجود معرفہ بہی ہے۔ پس دجّال اور الدجّال مین ایسا ہی فرق
ہے جیسے کہ رجل اور الرجل مین یا کہ اسد اور الاسد مین ہے۔ لیکن جبکہ الرجل اور الدجّال اور
الاسد کسی کا علم معین کیا جاوے تو اون کی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ الزید معرّف باللام کی۔

اور کتب نحو مین ثابت ہے کہ اگرچہ اسماء اعلام مین اصل یہی ہے کہ وہ بلا لام تعریف ہون لیکن اون اعلام کا سماعاً معرف باللام ہونا جائز ہے جو منقول عن الصفت ہون جیسے الحسن اور الحسین اور اسی طرح الدجال جیسے کہ بخاری وغیرہ مین ہر اوس جگہ احادیث رسول اللہ مین الدجال معرف باللام مذکور ہوا ہے کہ جہان کہین وہ عیسیٰ ابن مریم کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے -

دجال معہود سے مراد گروہ پادریان ہونا باطل علاوہ

مگر قادیانی صاحب نے ایک اور کمال کیا کہ انہین گروہ پادریون کو دجال معہود ثابت کرنے اور شخص واحد کے باطل کرنے کے لیئے دجال کی اون صفات خاصہ اور لوازم ذاتیہ کی تاویل کردی جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مذکور ہین اور اون صفات کا تحقق انہین پادریون کے وجود مین ہونا زعم کیا - چنانچہ دجال کے گدھے کی تعبیر ریل گاڑی سے کی جو انہین گروہ پادریون کی بنائی ہوئی ہے - حالانکہ وہ اس گدھے پر خود بھی کئی دفعہ سوار ہو چکے ہین - اور اس کی بعد قادیانی صاحب نے ایک کھلم کھلا جھوٹ کہا کہ دجال خدا نہین کہلائیگا بلکہ خدا تعالےٰ کا قایل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بھی - اور یہ صفت بھی انہین پادریون مین ہے - ازالہ صفحہ ۷۳ - حالانکہ صحیح بخاری کے

صفحہ ۱۰۵۵ مین ابن عمر وغیرہ کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو دجال کی ایک خاص علامت بتاتا ہون جو کسی نبی نے نہین بتائی کہ وہ کانا ہے - اور خدا کانا نہین - یعنی وہ خدا کہلائیگا

ولکن ساقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللہ لیس باعور (بخاری از ابن عمر) صفحہ ۱۰۵۵

لیکن خدا کانا نہین ہو سکتا - اور خود قادیانی صاحب قبل اس کے ازالہ کے صفحہ ۲۰ مین باین الفاظ تحریر کر چکے ہین کہ "دوسری حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال خدائی کا دعوی کریگا جیسے کہ ابن ماجہ مین ابی امامہ باہلی کی حدیث سے ثابت ہے" اور یہان پر قادیانی صاحب کا اوس کے برخلاف لکھنا اوسی مثال کا مصداق ہے کہ " دروغگو را حافظہ نباشد "

## طریق چہارم

(استدلال بقول حضرت مجدد کہ علماء وقت اوسکے مخالف ہونگے)

قادیانی صاحب نے بحوالہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ازالہ کے صفحہ ۱۴۵ مین لکھا کہ مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم مین لکھتے ہین کہ مسیح موعود جب دنیا مین آئیگا تو علماء وقت اوس کے مقابل آمادہ مخالفت ہو جائین گے۔ کیونکہ جو باتین بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کریگا وہ اکثر دقیق اور غامض ہون گی اور بوجہ دقت اور غموض ماخذ کے اون سب مولویون کی نگاہ مین کتاب اور سنت کے برخلاف نظر آئین گی حالانکہ در حقیقت برخلاف نہین ہون گی۔ سو مین اس امت کی اصلاح کے لئے ابن مریم ہوکر آیا ہون اور ایسا ہی آیا

جیسے عیسیٰ کو یہودیونکی زبانی ملحد کا خطاب ملا ویسا ہی قادیانی کو

ہون جیسے حضرت مسیح ابن مریم یہودیون کی اصلاح کے لئے آئے تھے سو جیسے عیسیٰ ابن مریم یہودیون کی زبانی اپنے تئین ملحد اور کتابون سے پھرا ہوا کہلایا یہی حال اس کے مثیل کا بھی ہوا اور اس کو ملحد کا خطاب دیا گیا۔ کیا یہ اعلیٰ درجہ کی مماثلت نہین ؟ ۔ انتہی ملخصاً۔

امام ربانی کے قول مین قادیانی کا تحریف کرنا

قادیانی صاحب نے اس قول امام ربانی رض کی نقل مین اول تو تحریف اور زیادتی ہی کیونکہ امام ربانی نے صرف اسیقدر فرمایا ہے کہ " حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول که متابعت این شریعت خواہند نمود و اتباع سنت آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام خواہند کرد و نسخ این شریعت مجوز نیست۔ نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اورا از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند۔ مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز اند و مجتہدات اورا بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و او را و اصحاب اورا اصحاب رائے پندارند و بواسطہ ہمین مناسبت کہ بحضرت روح اللہ دارد تواند بود۔ آنچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ عمل خواہد کرد یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او ازان بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید۔ انتہی۔

پس انصاف پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ حضرت امام ربانی کا منشا اس قول مین کوئی دوسرا عیسیٰ نہین جو عیسیٰ ابن مریم صلوات اللہ علیہ کا مثیل کہلائیگا جیسے کہ قادیانی صاحب کا مزعوم ہے بلکہ اون کا منشا اور مراد وہی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ بعینہ ہے جو لسان شرع مین منصوص اور مخصوص ہے۔ ہان بروقت نزول عیسیٰ نبی اللہ کے متعلق یہہ اون کی اپنی رائے ہے جیسی کہ اون کے ساتھہ بعض متقدمین بھی شریک ہین کہ عیسیٰ نبی اللہ بعد از نزول فرعات احکام مین مجتہدین امت کی طرح اجتہاد سے استنباط کرین گے اور اون کا اجتہاد ایسا ہی ہوگا جیسے کہ حضرت ابوحنیفہ کا دقیق اور غامض الماخذ ہے اور بعلم اوس کو مخالف کتاب و سنت جانتے ہین معہذا

مہدی موعود بقول ابن العربی شریعت منقولہ پر عمل کرے گا اور اجتہاد کا محتاج نہ ہوگا

جیسے کہ ابن العربی رض سے مہدی موعود کے حق مین طحطاوی مین منقول ہے کہ وہ شریعت حنیفی محمدی کا ایسا تابع ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کے قدم بر قدم چلیگا اور ہرگز خطا نہ کریگا اور اگر بالفرض محمد صلے اللہ علیہ وسلم اون کے وقت مین زندہ ہون اور کوئی مسئلہ آنحضرت صلعم کے روبرو پیش ہو تو مہدی موعود کے حکم کے مطابق ہی حکم فرماوین اور نیز جس طرح کہ صاحب فتوحات نے تصریح کردی ہے کہ مہدی موعود اجتہاد سے احکام شریعت استنباط نہ کریگا اوسی طرح طحطاوی نے بتصریح امام سبکی رض ثابت کردکھایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم قرآن و سنت کے ساتھہ جو

عیسیٰ نبی اللہ سنت محمدیہ کا عالم ہے

کرین گے تو اس معنی سے ہوگا کہ اونہون نے کل سنت

ان المہدی لا یعلم القیاس لیحکم بہ وانما یعلمہ لیجتنبہ فما یحکم المہدی الا بما یلقی الیہ الملک من عند اللہ الذی بعثہ لیسدّدہ و ذلک ھو الشرع الحنیفی المحمدی لو کان محمد صلعم حیا و رفعت الیہ تلک النازلۃ لم یحکم فیہا الا بحکم المہدی فیعلم ان ذلک ھو الشرع المحمدی فیحرم علیہ القیاس مع وجود النصوص التی منحہ اللہ تعالی ایاھا و لذا قال صلے اللہ علیہ وسلم فی صفتہ یقفو اثری و لا یخطی فعرفنا انہ متبع لا مشرع۔ انتہی طحطاوی صفحہ

و قد صرح الامام السبکی فی تصنیف لہ ان عیسیٰ علیہ السلام یحکم بشریعۃ نبینا بالقرآن و السنۃ و قد روی عن ابی ھریرۃ رض انہ لما اکثر الحدیث و انکر علیہ الناس قال لئن نزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قبل ان اموت لاحدثنہ عن رسول اللہ فیصدقنی

نبی صلعم کا علم آنحضرت صلعم سے بالمشافہ حاصل کیا ہے۔ یعنی اس کے کہ وہ علماء اُمت میں سے کسیکے پاس سے اخذ علم کے محتاج ہوں۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی

فقولہ لیصل تبنی دلیل علی ان عیسی علیہ السلام عالم بجمیع سنۃ النبی صلعم من غیر احتیاج الی ان یاخذ ہما من احد من الائمۃ۔ طحطاوی

ہے کہ جب اونہوں نے آنحضرت صلعم کی احادیث کثرت سے روایت کیں اور لوگوں نے اس سے اون پر انکار کیا تو ابوہریرہ رضہ نے جواب میں کہا کہ اگر میرے مرنیکے قبل عیسیٰ نبی اللہ کا نزول ہوا تو میں رسول اللہ صلعم کی احادیث اون کو پہونچاؤنگا اور وہ میری تصدیق کرینگے۔ پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ نبی اللہ سنت نبی صلعم کے اوّل ہی سے عالم ہونگے جیسے کہ قبل ازین

ابوہریرہ کا قول کہ عیسیٰ نبی اللہ اونکی مرویات کی تصدیق کرے گا

مذکور ہوا۔ پس ظاہر ہے کہ امام ربانی رضی اللہ عنہ کا وہ عقیدہ نہیں جیسے کہ قادیانی صاحب نے اونکا قول تحریف کے ساتھہ نقل کرکے اون کے حق میں افترا کیا ہے اور فحوائے عبارت سے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ربانی بھی اوس عیسیٰ نبی اللہ کے نزول کے قائل نہیں جو بظاہر نصوص عقیدہ اُمت ہے۔ اور اگر قادیانی صاحب کو ملحد کا خطاب دیا گیا ہے تو کیا اس سے اون کو مماثلت تامہ عیسیٰ ابن مریم سے ہوگئی کوئی عقلمند قیاس کرسکتا ہے؟ کیونکہ ایسے بہت سے ملحد گذر گئے ہیں جنہوں نے عیسیٰ موعود اور مہدیٔ معہود ہونیکا دعویٰ کیا اور وہ بھی قادیانی صاحب کی طرح ملحد کے خطاب سے مُشرّف ہوئے۔

## طریق پنجم

### (عیسیٰ کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے)

عیسیٰ ابن مریم کا نزول تواتر آثار اور تکاثر اخبار کے نظر کرتے ہوئے حق تو ہے لیکن اس نزول سے مُراد نزول بروزی ہے جیسے کہ حضرت یحییٰ کے تولد سے انجیل میں

عیسیٰ کے نزول کی مراد نزول بروزی ہے جو سنت اللہ ہے

یہہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پُکارے گئے ہیں اون کا نزول ہوگیا اور یہی بروز سنت اللہ کے مطابق ہے اور اسی میں خیر ہے۔ پس سُنت اللہ کے مطابق عیسیٰ ابن مریم کا نزول بروزی قادیانی صاحب کے تولد سے ہوگیا۔ توضیح مرام صد ۳ و مکتوب عربی صد ۱۵۸

نزول بروزی کو سنۃ اللہ قرار دینا اللہ پر افترا ہے

قادیانی صاحب کا انجیل کے قصہ سے اس طرح استدلال کرنا اور پھر اوس کو سنۃ اللہ قرار دینا کسقدر ابلہ فریبی ہے - حالانکہ قرآن نے باواز بلند شہادت دیدی کہ توریت و انجیل مین تحریف ہو چکی اور سورۂ مریم کی آیت یا ذکریا صریح پکار رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کے قبل اوس کا کوئی شبیہ و مثیل

یحییٰ کا کوئی مثیل نہ ہوا

نہ بنایا جیسا کہ سمیا کے یہی معنی عبارت بیضاوی سے معلوم ہین - اور خود قادیانی صاحب نے بھی ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۹۰ مین یہی معنی بیان فرمائے یعنی

یا ذکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا وقیل سمیا شبیہا کقولہ تعالیٰ ھل تعلم لہ سمیا لان المماثلین یتشارکان فی الاسم

مریم - بیضاوی

یحییٰ سے پہلے ہمنے کوئی مثیل اوس کا دنیا مین نہین بھیجا جسکو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا جائے - آہ

اور قطع نظر اس کے قادیانی صاحب کا اقرار[1] خود یوحنا باب (۱) آیت (۲۰) لغایت (۲۵) دربارہ پایا جاتا ہے کہ یحییٰ نے اپنے کو ایلیا ہونے سے انکار کیا - اور وہ عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے یعنی جبکہ حضرت یحییٰ پیغمبر ہوئے تو یروشلیم سے یہودیون نے کاہنون اور لیویون کو اون کے پاس بھیجا تا کہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین ؟ - چنانچہ وہ لوگ گئے اور اون سے یہہ گفتگو ہوئی کہ اوسنے یعنی حضرت یحییٰ نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور اقرار کیا کہ مین کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح نہین ہون اور اونہون نے پوچھا اوس سے پھر کون - کیا تو الیاس ہے ؟ اور اوسنے کہا مین نہین ہون - تو وہ نبی ہے ؟ اور اوس نے جواب دیا نہین ! - اور اونہون نے اوس سے پوچھا اور اوس سے کہا کہ تو کیون اصطباغ کرتا ہے جبکہ تو نہ کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) انتہیٰ[2]

علاوہ اس کے اصطلاح اہل کمون و بروز مین بروز اس کو کہتے ہین کہ ایک شخص کامل کی روح دوسرے شخص مستعد بروز فیہ مین بصفات خود ظہور کرے جیسے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ مکتوب ۵۸ جلد دوم مین فرماتے ہین کہ در بروز تعلق نفس بہ بدن دیگر از برائے حصول حیات نیست کہ این مستلزم تناسخ

[1] چونکہ قادیانی صاحب کتب محرفہ سے اپنے دعاوی کے اثبات مین اکثر سندین پیش کرتے ہین اسی لحاظ سے ہمنے ازہین کی سند اون کے لئے پیش کی ہے

[2] قادیانی صاحب کے نزدیک ایلیا اور الیاس اور یوحنا اور ادریس چارون کے اسمار کا مسمیٰ ایک ہی ہے بمکتوب عربی صفحہ ۱۲۹ مین ہے وقد سمعتم کیف اول من قبل فی نزول الیاس یا اولی الابصار فالقاس ورائیتم ما حملوا فقصۃ نزول ابن مریم علیہ السلام ... الیہ المحسن والا مر ہلال صفحہ ۱۲۹

کمون و بروز کی تحقیقات اور اوس کی شناعت

است - بلکہ مقصود ازین تعلق حصول کمالات است مرآن بدن را چنانکہ جنّے بفرد
انسانی تعلق پیدا کند و در شخص او بروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون و
بروز ہم لب نکشایند و نزد فقیر کمون و بروز ہیچ درکار نیست - کاملے اگر تربیت ناقصے خواہد آنکہ
درو بروز نماید بلکہ باقتدار خداوند جل سلطانہ صفات کاملہ خود را در مرید ناقص منعکس سازد
نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم ساقط ترست - زیراکہ بعد از حصول کمال نقل ببدن ثانی برای
چہ بود - اہل کمال تماشائی نیستند ہمت ایشان بعد از حصول کمال تجرد از ابدان ست نہ تعلق بہ ابدان
وایضاً در نقل روح امانت بدن اول است و احیاء بدن ثانی - پس بدن اول را از حصول احکام برزخ
چارہ نبود و از عذاب و صواب قبر گزیر نہ و بدن ثانی را چون از حیات ثانی اثبات می نمایند حشر در حق او
در دنیا ثابت گشت - انکار مر معتقدان نقل روح معلوم نیست کہ بعذاب و صواب قبر قایل باشند و بحشر
و نشر معتقد بودند - افسوس ہزار افسوس این قسم بطالان خود را بسند شیخی گرفتہ اند و مقتدای اہل اسلام
گشتہ ضلوا فاضلوا - انتہی ملخصاً -

پس امام ربانی رض کے قول سے ظاہر ہے کہ بعد از موت کسی کامل کی روح کسی ناقص کے بدن مین بروز کرنی
کے معنی قول تناسخ سے بھی بدتر ہین - اور معنی بروز بجز اس کے اور کوئی نہین کہ ایک کامل کی روح دوسرے
ناقص کی بدن مین بروز اور ظہور کرے - خواہ مرنیکے قبل یا مرنے کے بعد اور ظاہر ہے کہ بحوث فیہ وہی
صورت ہی کہ حضرت ادریس یا الیاس مرنے کے بعد بصورت یحیی متولد ہوئے یا یحیی مین ظاہر ہوئے بصورت
اول مین یحیی اور ادریس کا ایک ہونا لازم آتا ہے - حالانکہ قرآن کریم نے اون کو جدا جدا نام لیکر فہرست
انبیا مین شمار کیا اور صورت ثانی مین ایک بدن مین دو روح کا ہونا لازم آتا ہے جو بالکل باطل ہے
اور مناقض قواعد حشر و نشر ہے - پس معلوم ہوا کہ عیسی بن مریم کا نزول بصورت بروز بہت سے مفاسد
کا باعث ہے اور درصورت نزول اوس نے کچھ نفع نہ دیا اور قادیانی صاحب مین اپنا کوئی کمال بخشا
بجز اس کے کہ اون کو امت محمدیہ کی زبانی ملحد کا خطاب دلایا اور اس محمدی نے امت محمدیہ کو یہودی ہونے
کا خطاب دیا اور انجام آتھم کے صفحہ ۲۱ مین امت کے مولویون کو ان جلی قلم کے الفاظ ذیل سے خطاب کیا

جو کسی مہذب کافر کے منہہ سے بہی نہ نکلین یعنی :- "اے بدذات فرقۂ مولویان! تم کب تک حق کو چہپاؤ گے - کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چہوڑوگے ؟ - اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بہی پلایا" انتہی -

حالانکہ قادیانی صاحب اور اون کے حواری اور اون کے اوستاذ و شاگرد بہی مولویت سے خالی نہین اور اسی بدذات فرقہ مین داخل -

# طریق ششم

## (رمضان مین خسوف کسوف ہونا)

"خسوف اور کسوف رمضان مبارک مین جمع ہونا احادیث رسول اللہ صلعم مین نزول مسیح کی علامت بیان فرمائی گئی ہے اور میرے دعوے کے وقت یہ دونون باتین جمع ہوگئین" مکتوب عربی ص ۱۷۷ -

حالانکہ قادیانی صاحب کا یہ قول بہی سراسر کذب و زور ہے کیونکہ ہم قبل اس کے ثابت کرچکے ہین کہ احادیث رسول اللہ صلعم مین یہہ نزول مسیح کی علامت نہین بلکہ یہہ ظہور مہدی کی علامت لکہی گئی ہے کہ برخلاف عادت زمان اور برخلاف حساب منجمان رمضان کی پہلی تاریخ خسوف ہوگا اور اوسی کی پندرہوین کو کسوف ہوگا - لیکن کبہی آج تک ایسا نہوا -

# طریق ہفتم

## (قرآنی نکات و معارف مین یکتا ہونا اور دعوی ہمہ دانی)

قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے ص ۱۸۳ مین اپنے دعوی کے اثبات مین کہا کہ تم میرے سامنہ قرآن کے معارف اور نکات کے بیان کرنے مین معارضہ نہین کرسکتے کیونکہ یہہ علم بجز پاک لوگون کے

انشای عربیت مین مثل اوسا دسکا مکتوب عربی بنظیر نہو

فلکم ان تعلموا صنونی فی معارف القرآن والنکات ولن تقدروا علیها ولو کنتم حاسبرین فانه علم لا یمسه الا المطهرون فان لم تفعلوا فعارضونی فی انشاء لسان العرب فان العربیۃ

کسیکو نہین ملتا اور اگر تم یہہ نہین کر سکتے تو تم زبان
عرب کی انشا پردازی مین میرے ساتھہ معارضہ کرو
کیونکہ عربی زبان درحقیقت الہامی زبان ہے جس مین
نبی یا کامل ولی کے سوا کوئی کامل نہین ہو سکتا اور
اگر تم یہہ بہی نہ کر سکو تو تم بہی ایک کتاب لکہو اور مین
بہی ایک کتاب لکہتا ہون جو اس زمانہ کے مفاسد
کی اصلاح کے لئے کافی ہو لیکن تم ایسا کبہی نہ کر سکوگے
اور اس مقام کی عزت تمکو کبہی نہ ملیگی - کیونکہ یہہ کام
اور یہہ منصب امام الوقت کا ہے جو قادیانی ہے - اور
پہر ص۲۵۵ مین کہا کہ جو کوئی میرے ساتھہ مباحثہ کے
لئے کہڑا ہو اوس پر واجب ہے کہ یہہ تو اس کتاب کی مثل
نظم کے مقابل نظم اور نثر کے مقابل نثر اسی طرح رنگین
عبارت مین لاوے اور اگر تم قدرت نہین رکہتے تو تمپر
اقرار لازم ہے کہ یہہ خدا کی ایک نشانی ہے اور انسان
کا فعل نہین - پہر ص۲۳۳ مین کہا کہ باوجود قلت جہد
کے میرا زبان عربی مین کمال ہونا یہ اللہ کی نشانی
ہے - اور باوجود اسکے مجہے چالیس ہزار لغت عرب
کی تعلیم دی گئی ہے اور مین نظم اور نثر مین سب سے

اللسان الهامية لا يكمل فيها الا نبي او ولي من
النخب وان لم تبارزوا فيها ولن تبارزوا فاكتبوا
كتابا واكتب كتابا لاصلاح مفاسد هذه
الايام ولن تفعلوا ذلك ابدا ولن تعطوا
عزة هذا المقام فان هذا فعل من
فعل امام الوقت وضربل الظلام مكتوب عربي ص۱۸۳
وجبت لكل من قام للمباحثة ان يأتي
مناضلا بكتاب من مثل هذا الكتاب النظم
بعد النظم والنثر بعد النثر مع تسوية
التزيين والاختضاب وان لم تقدروا
فعليكم ان تقروا انه من ايات الرحمن لا من
فعل الانسان ص۲۵۵ وان كمالي في اللسان
العربي مع قلة جهدي وقصور طلبي اية
واضحة من ربي والى معدنك علمت اربعين
الفا من اللغات العربية وقد فقت في
النظم والنثر وما هذا فعل العبد ان
هذا الا اية رب العالمين ص۲۳۳ - وما
استطعتم ان تكتبوا شيئا في العربية كاملي ص۱۷۸

فایق ہون - اور یہہ بہی بندہ کا فعل نہین بلکہ خدا کی نشانی ہے اور ص۱۷۸ مین کہا تم عربی زبان
مین میری طرح نہین لکہہ سکوگے - انتہی -

اقول - قادیانی صاحب کا یہہ دعوی کوئی جدید نہین بلکہ سب سے پہلے امام الوقت کی طرف

اور علامت مین سیہ طریق محمد بن علی الترمذی صاحب کتاب نوادر الاصول نے ایجاد کیا - جبکہ علماء اور

محمد بن علی ترمذی نے بہی امام الوقت مہدی کی علامات مین ایک مستقل کتاب لکہی

مشایخ وقت نے اون کی کتابون مین خاتم اولیا امام الوقت کا ذکر دیکہا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعویٰ شروع کردیا - پس حکیم ترمذی نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس مین نہایت دقیق سوالات جمع کئے اور کہا کہ اس کی شرح جیسی کہ چاہیئے خاتم اولیا کے سوا کوئی نہ کریگا اور اوس خاتم کا نام اور اوس کے باپ کا نام اونہین کے نام کے مطابق ہوگا - جب اون شائخین نے یہہ معاملہ دیکہا تو سب کے سب اس مقام کے دعوے سے تائب ہوگئے - شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص میں لکہتے ہین کہ جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے تو اونہون نے حکیم ترمذی کے سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیئے لکہا اور مطابقت نامون کی بہی ظاہر ہوئی اور خود شیخ نے بہی اس مقام کا دعویٰ کیا اور کہا - ~~ہ~~

ابن العربی کا دعویٰ کہ وہی امام الوقت اور خاتم ولایت ہے

| انا ختم الولایۃ دون شک | لورث الہاشمی مع المسیح |
|---|---|

یعنی مین ہی بلاشک وہ خاتم الولایت ہون جو پیغمبر ہاشمی کا وارث ہے اور جو مسیح موعود کے ساتھہ ہوگا - چنانچہ ان سوالات کے جوابات فتوحات مکیہ باب (۷۳) مین بالتفصیل مذکور ہین - لیکن قادیانی صاحب کے اس الہامی رسالہ کی عبارت جسکے معارضہ کے لئے دعوت دی رہی ہین

قادیانی کے عربی مکتوب کی غلطیاں اور بیہودہ پن

قطع نظر اس کے کہ یہہ بجائے الہامی ہونے کے اصلاحی ہے قوانین عربیت اور قواعد نحویت کی اعتبار سے اور ضوابط بنا و صرف کی لحاظ سے جو کہ کلام عرب کا اصل اصول ہے ایسی سر تا سر غلط اور بے ربط ہے کہ الہام رب ہونا تو کیا بلکہ ایک عرب اور مستعرب بہی ایسی کریہہ الفاظ زبان سے نہین نکال سکتا - مثلاً قادیانی صاحب کا الہام انا انزلناہ قریبا من القادیان جسکو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ مین لکہتے ہین اس مین لفظ قادیان جو اون کے گانون کا علم ہے اور جس مین کوئی معنی وصفی باقی نہین ہین وہ خلاف قواعد لغات قرآنی معرف باللام ان کو الہام ہوا اور مکتوب عربی کے صفحہ ۲۳ مین اپنی الہامی عبارت یعنی و لنلطم علی وجوہ المجترئین مین لطم کا فعل حرف علی کے ساتھہ استعمال کیا گیا - حالانکہ زبان عرب مین یہہ فعل کبہی صلہ حرف علی کے ساتھہ مستعمل

نہ ہوا بلکہ اس صلہ کے بغیر احادیث نبویہ مین متعدد جگہ مذکور ہوا - مثلاً وہ حدیث متفق علیہ بخاری مسلم
جس مین ہے فلطم موسیٰ عین ملک الموت ففقأها اور اسکے ماقبل حدیث متفق علیہ جسمین یہ
الفاظ ہین فلطم وجہ الیہودی دیکہو مشکوۃ باب بدء الخلق ص۵۰۸ - اور اسی طرح قادیانی صاحب
نے مکتوب عربی کے ص۲۰۶ مین اپنے الہامی اشعار یعنی ؎ خف قہر رب قادر مولائی مین لفظ
مولیٰ یائے متکلم کی طرف مضاف کرنے مین ایک ہمزہ اضافہ کردیا - حالانکہ زبان عرب مین ہمیشہ اسمار
مقصورہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہوئے کبہی اون کے آخر ہمزہ کا اضافہ نہوا اور یائے متکلم
ہمیشہ مفتوح مستعمل ہوئی نہ مجزوم جیسے عَصَايَ ومولَدَيَ - اور اسی طرح اس مکتوب کے ص۲۶۹ مین الہامی
مصرع یعنی ؎ وعلیک یسقط حجر کل بلاءٍ مین حجر کی جیم مفتوحہ کو ساکن کردیا - اور اسی طرح اون کا
الہامی نام یعنی غلام احمد قادیانی قواعد عربیہ کے بالکل مخالف ہے کیونکہ اسم منسوب جب کسی
اسم علم کے بعد واقع ہوتا ہے تو اوس کا معرف باللام ہونا لازمی ہے جیسے کہ ہم قبل ازین بیان کرچکے ہین
اور اسی طرح قادیانی صاحب کا مکتوب عربی کے ص۲۶۵ مین الہامی مصرع یعنی ؎ لکن نزی جہل علی
العلماء کلام عرب کے استعمالات عرب کے مخالف اور متناقض ہے - کیونکہ نزا کے معنی لغت مین
بمجستن نر بر مادہ ہین اور صراح مین ہے "وذلک فی الحافر والظلف والسباع" یعنی اسکا استعمال
اون حیوانات کے ساتہہ مخصوص ہے جو سُم دار اور سینگون والے یا درندہ ہین - اور اسی طرح لفظ بٹالہ
(معرب بٹالہ) جو مکتوب کے ص۲۶۹ مین ہائے مختفی کے ساتہہ استعمال کرکے لکہا یعنی ؎ یا شیخ
ارض الخبث ارض بطالۃ کہا لیکن مکتوب کے ص۲۳۲ مین جبکہ اسی لفظ بطالہ کے آخر یائے نسبت
لاحق کی تو ہائے مختفی حذف کرکے اوس کے عوض حرف واؤ کا اضافہ کیا اور "شیخ حنالی بطالوی" کہا
جو الہامی زبان کے بالکل متناقض ہے - کیونکہ کلام عرب مین وہ کلمہ جسکے آخر ہائے مختفی ہو یائے نسبت
کے لاحق ہونے سے فقط اوس کی وہی ہائے بلاکسی بدل کے حذف ہوجاتی ہے جیسے مکہ سے
مکّی اور بصرہ سے بصریؐ اور مدینہ سے مدنیؐ ہے - پس اسی طرح بطالہ سے بطالیؐ ہونا چاہتا نہ بطالوی*

* اور خود گورنمنٹ انگریزی نے علاوہ دیگر الزامون کے قادیانی صاحب پر یہ الزام فوجداری قائم کیا کہ اونہون نے لفظ بٹالہ جو (ٹا) کے ساتہہ ہے اوسکو (طا) بطاء کیساتہہ کیون تحریف کیا؟ - دیکہو فیصلہ ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء مجسٹریٹ گورداسپور -

الغرض اون کے الہامی مکتوب مین اس سے زیادہ تر فحش غلطیان نہ فقط قواعد زبان الہامی کے اعتبار سے موجود ہین بلکہ باعتبار ادب و تہذیب اور صناعت بلاغت و فصاحت اور بلحاظ استعمالات حروف صلات موجود ہین جن کو ہمنے عوام کے افہام سے بعید الفہم ہونے کے سبب سے ترک کر دیا اور ان سریع الفہم اغلاط کے بیان پر کفایت سمجھی جن کو معمولی طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے۔ اور ہم قبل اس کے اون کے دعوائے ہمہ دانی اور چالیس ہزار لغات کے جاننے کی تکذیب کر چکے ہین کہ اون کا یہہ دعوی کسقدر دروغ بے فروغ ہے۔ مگر پر حیرت اون کا یہہ دعوی ہے جو شعر گوی کا کرتے ہین۔ حالانکہ شعر کا کہنا انبیار کی شان نہین۔ اور خود خدا نے قرآن کریم مین اپنے نبی کریم کے حق مین فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ معہذا عرب کے اشعار کا فصاحت و بلاغت مین یکتا ہونا ایسا مسلمات سے ہے کہ کوئی مستعرب یا عجمی اون کا مقابلہ نہین کر سکتا۔ لہذا ہمکو ضرورت نہین کہ شعر گوئی مین اپنا وقت گرانمایہ ضایع کرین اور اگر ہمارا معارضہ ہے تو اسیقدر ہے کہ شیعہ نے نہج البلاغت کو بینظیر کہا اور فیضی نے تفسیر قرآن بے نقط لکھی۔ پس اگر قادیانی صاحب کو الہامی کمال ہے تو وہ سورہ الحمد یا کسی دوسری سورہ کی ہی کل حروف منقوطہ بین تفسیر لکھین اور اپنے الہام سے مدد چاہین لیکن ہمکو قوی امید ہے کہ الہام ربانی اون کے اس امر سے ناقص فطرت پر افاضہ کرنے سے باز رہیگا اور اون کی فاسد استعداد اوس کے نور کے قبول کرنیکی متحمل نہو سکیگی سچ ہے لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ

والحمد للہ رب العالمین

---

پس یہہ قادیانی صاحب کے دعاوی اور اون کے جواب ہین جو اوپر مذکور ہوئے اب ہم ذیل مین اون کے مجموعی عقاید پر ایک نظر کرتے ہین جو اونہون نے اپنے مختلف رسائل مین خدا تعالی کی صفات قدیمہ اور اوس کے فرشتون اور انبیاؤن اور رسولون اور وحی اور امت محمدیہ کی متعلق لکھی تا کہ امت امیہ پر قادیانی صاحب کا سارا مکر ظاہر ہو جاوے اور حجت الہی تمام ہو

# خلاصہ عقائد قادیانی

## ۱- ذات و صفات باری تعالیٰ

قادیانی مجازاً ابن اللہ ہے اور خدا کی توحید اور تفرید کا مرتبہ رکھتا ہے

(۱) مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اوسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کی لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہین - توضیح المرام ص۲۷ اور اون کو خطاب الٰہی ہوا کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی یعنی تو مجھہ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ مین ہے براہین ص۴۸۹ - یعنی ان کا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے -

خدا عذاب کے وعدون مین جھوٹ بولتا ہے

(۲) وعید یعنی وعدہ عذاب مین اللہ تعالیٰ کا تخلف کرنا سنت اللہ ہے - انجام آتہم ص۲۶

(۳) خدا تعالیٰ دوزخیون کو ہمیشہ دوزخ مین نہین رکہیگا بلکہ چند حقبون تک رکہیگا اور یہہ ہرگز درست نہین کہ خلود عذاب کی صفت حق تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاوے کیونکہ انسان ہرطرح مختار نہین تاکہ اوس کے افعال پر جو قضائے الٰہی کے تحت تصرف ہین اور اوسکے ارادہ اور دست قدرت سے اوس مین ہر کام کی قوت پیدا کی گئی ہے خلود عذاب کا مواخذہ کرے بلکہ ایک زمانہ کے عذاب کے بعد اون کو معرفت حضرت احدیت حاصل ہو جاویگی جس سے اون پر آل کار رحمت اور رشد ہوگی - مکتوب عربی ص۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰

خدا قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہین کرتا

(۴) خدا تعالیٰ اپنے قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہین کرتا - پس اس دنیا مین مردون کو زندہ کرنا یا ایک انسان کو آسمان پر زندہ مع الجسم اوٹہا لیجانا یا ایک زمانہ دراز تک بلا حاجت اکل و شرب زندہ رکہنا اور پہر اوس کو حوادث زمانہ سے محفوظ رکہنا یہ سب خدا کے قانون قدرت سے باہر ہین اور عادۃ اللہ کے برخلاف - لیکن وہ قادیانی صاحب کو مسیح کی صورت مثالی پر بنانے پر قادر ہے اور یہہ اوس کے قانون قدرت سے باہر نہین جیسے کہ انسان کو بندر یا سور بنانا اوس کے قانون قدرت سے باہر نہین ازالۃ الاوہام متعدد مقامات و صفحات -

## ۲- ملائکہ کرام حقیقت جبریل وحی روح القدس

جبریل ایک قسم کی محبت کا نام ہے

اگر یہہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوتِ روحانی مین یہہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکہتے ہین وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہی جو ہم دونون کے روحانی قوانین ایک خاص طور سے رکہی گئی ہے جسکے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے نیچے کی طرف سے مراد خلق اللہ کے ساتہہ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور اوپر کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو بمنزلہ نر و مادہ ہین اور ان سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام روح القدس ہے اور اس روح کو استعارہ کی طور پر

پاک تثلیث قادیانی

ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین اور یہی پاک تثلیث ہے جسکو ناپاک طبیعتون نے مشرکانہ طور پر سمجہہ لیا ہے - توضیح المرام صفحہ ۲۱ اور یہہ محبت تین قسم کی ہے پہلی قسم کی محبت جو آتش محبت الٰہی ہے اوس کو سکینت و اطمینان اور کبہی فرشتہ و ملک کے لفظ سے ہی تعبیر کرتے ہین اور دوسری محبت وہ جو اوپر بیان ہو چکی جس مین دونون محبتون کے ملنے سے ایک تیسری چمک پیدا ہو جاتی ہے جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس مین ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اوس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اوس کو اپنے وجود کا مظہر اتم بنا دیتا ہے اور اوس کے کئی مراتب اور اونہین کے لحاظ سے مختلف نام ہین - پس یہہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونون محبتون کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہین اور اسی کا نام شدید القوی بہی ہے اور اسی کا نام ذوالافق الاعلیٰ بہی ہے - کیونکہ یہہ وحی الٰہی کی انتہا درجہ کی تجلی ہے اور اسکو رائی مارائی کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے - کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس و وہم سی باہر ہے اور یہہ کیفیت دنیا مین صرف ایک ہی انسان کو ملی ہے جسپر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور وہ ہی درحقیقت پیدائش الٰہی کے خطِ ممتد کے اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جسکا نام دوسرے

لفظوں مین مجاز ہے اور یہہ وہ مقام ہے کہ مین اور مسیح دونون اس مقام تک نہین پہونچ سکتے اور جیسا کہ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین ایسا ہی یہہ وہ مقام عالیشان ہے کہ گذشتہ نبیون نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالی کا ظہور قرار دیدیا ہے اور اوس کا آنا خدا تعالی کا آنا ٹھیرایا ہے۔ ۵

| | |
|---|---|
| شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم | آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم |
| زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد | پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم |

اور یہہ سب روحانی مراتب ہین جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ مین بیان کئے گئے ہین یہ نہین کہ حقیقی ابنیت یہان مُراد ہے یا حقیقی الوہیت مُراد لی گئی ہے۔ اور اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقع نہو گا کہ جو کچھہ ہمنے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہہ درحقیقت اون عقاید اسلام سے جو اہل اسلام ملایک کی نسبت رکھتے ہین منافی نہین ہے کیونکہ

بقول قادیانی محققین اسلام ملائکہ کو انسانون کی طرح شخصی وجود سے منکر ہین

محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قایل نہین کہ ملایک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اوترتے ہین۔ اور یہہ خیال بداہت باطل بھی ہے کیونکہ اگر مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ مین ہزارہا ایسے لوگون کی جانین

شخصی وجود سے ملک الموت کا زمین پر آنا باطل ہے

نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار مین ہزارون کوسون کے فاصلہ پر رہتے ہین اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو اور پیرون سے چلکر اوس کے ملک و شہر و گھر مین آجاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اوس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینہ کی مہلت بھی کافی نہین ہوسکتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ انسانون کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اوس کے کم عرصہ مین تمام جہان گھوم کر چلا آوے؟ ہرگز نہین!

توضیح مرام صفحہ ۴۲ وغیرہ۔

جبریل کے نزول کی کیفیت اور ہر شخص پر اوس کا اوترنا

جبریل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف

کیا گیا ہے (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیئے) لیکن وہ ہر ایک انسان پر اوس کی حسب استعداد کے اپنا اثر ڈالتا ہے - توضیح المرام صفحہ ۶ -

جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہیں ہوتا

(اور جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ) جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اوس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد اون کے اثر ڈال رہا ہے - اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو حتٰی کہ مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقعہ ہے - اور جبریلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں اس طرح پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں - یہاں تک کہ کنجریاں بھی جو اسی وجہ سے بعض اوقات سچی خوابیں دیکھہ

کنچینوں پر جبریل کا اثر

لیتی ہیں پس یہی مثال جبریل کی تاثیرات کی ہے - ادنٰے سے ادنٰے مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا - لیکن ان دونوں وحیوں میں فرق فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا ہے - توضیح مرام صفحہ ۷۱ و صفحہ ۶۸ و صفحہ ۸۴ و صفحہ ۸۵ وغیرہ وغیرہ -

روح انسانی ایک کیڑا ہے جو دم میں نطفے کے اندر سے پیدا ہوجاتا ہے

روح انسانی ایک لطیف نور ہے جو اوس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے - یہ بتلانا خدا کا منشا نہیں کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر آتی ہے - بلکہ یہہ خیال کسی طرح صحیح نہیں - اگر ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل ٹھیرانا ہے - ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں سو یہی صحیح بات ہے کہ روح جسم سے ہی نکلتی ہے اور اسی دلیل سے اوس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے - فتح اسلام - جلسہ مذاہب لاہور - ۲۷ - ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء -

قادیانی ایک کیڑا تھا جو مختلف ادوار کے بعد ابن مسیح بے پدر سے عجیب تر بن گیا

اور ازالہ صفحہ ۳۲۷ میں اپنی اصلیت ایک کرم بتلائی جو مختلف اطوار اور ادوار کے بعد قادیانی بن گیا - چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کرکے کہا -

| | | |
|---|---|---|
| کرمکے بودم مرا کردی بشر | من عجب تر از مسیح بے پدر | |

اور اس شعر میں اپنی خلقت اصلی حضرت مسیح بے پدر سے عجیب تر ہونی بتلائی -

## ۳- انبیاء اور رسل اور اون کے معجزات اور اونکی پیشینگوئیاں اور الہامات قادیانی

قادیانی سب انبیاء کا مثیل ہے

(۱) خدا تعالے نے ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے۔ ازالہ ص۶۶۷

(۲) اور اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پہر مثیل نوح قرار دیا اور پہر مثیل یوسف علیہ السلام قرار دیا اور پہر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور پہر مثیل موسیٰ کرکے بہی اس عاجز کو پکارا پہر اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو مثیل ابراہیم بہی کہا اور پہر آخر مثیل ٹہیرانے کی یہانتک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کرکے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفے صلعم قرار دیا اور پہر خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو عیسیٰ یا مثیل عیسیٰ کرکے پکارا۔ ازالہ ص۵۰۳۔

قادیانی نبی بہی ہے اور امتی بہی

(۳) مین نبی بہی ہون اور امتی بہی۔ ازالہ ص۵۳۳۔ اور میری نبوت ایک جزئی نبوت ہی جو دوسرے لفظون مین محدثیت کے اسم سے موسوم ہے وان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوات یعنی ہر نبی محدث ہی اور ہر محدث باعتبار حصول نوع نبوت نبی ہوتا ہے مطلق نبوت ختم نہین ہوئی ہی نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہی اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کے لیئے ہمیشہ دروازہ کہلا ہے۔ توضیح مرام ص۱۸-۱۹

قادیانی محدث ہی اور محدث ہی ایک معنی سے نبی ہی ہے

(۴) یہ عاجز اس اُمت کیلئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بہی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اوس کے لئے نبوت تامہ نہین مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکہتا ہے اور اوسپر امور غیبیہ ظاہر کئے جاتے ہین اور رسولون اور نبیون کی وحی کی طرح اوس کی وحی کو بہی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اوس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئین باآواز بلند ظاہر کرے اور اوس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹہیرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اسکے اور کوئی نہین۔ توضیح ص۱۸

قادیانی اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے

(۵) اور میری اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی مادہ کے دو جوہر- ازالہ ۔ مکتوب عربی ص۵

(۶) نصاریٰ نے جو عیسیٰ کو ابن اللہ کہا تو اوس پر غیرت الٓہی کے نازل ہونے سے خدا نے مجھے

خدا نے قادیانی کو عیسیٰ کا ہمسر بنایا

اوس کا ہمسر بنا کر بھیجا- اور اپنے ایک قصیدہ مین اس معنی کو یون ادا کیا-

جو قادیانی کے لنگر ہی الگ مادہ کے دولت ہے

| | |
|---|---|
| چون کافران ستم بپرستند مسیح را | غیوری خدا بسرش کرد ہمسرم |
| اینک منم کہ حسب بشارات آمدم | عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم |
| واللہ کہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار | بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم |

پس جنہون نے اس عاجز کو مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہین اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قوت ایمانی کے وہ مستحق ٹھیر گئے ہین- ازالہ ص۱۷۵و۱۷۹

انبیاء اور محدث کی وحی شیطانی دخل سے منزہ ہے

(۷) قانون قدرت خدا تعالی کا یہی ہے کہ فقط انبیا اور محدثین کی وحی شیطان کے دخل سے منزہ کی جاتی ہے - ازالہ ص۲۵۵

کبھی شیطانی دخل انبیائ کی وحی مین ہو جاتا ہے

(۸) شیطانی دخل کبھی انبیاء اور رسولون کی وحی مین بھی ہو جاتا ہے- ایسا ہی انجیل مین بھی لکھا ہوا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتون کے ساتھہ بدلکر بعض لوگون کے پاس آ جاتا ہے چنانچہ مجموعہ توریت مین ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اوس کی فتح کے بارہ مین پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ

چار سو نبی کو شیطانی وحی ہوئی اور وہ جھوٹے نکلے

وہ اوسی میدان مین مر گیا- اس کا سبب یہہ تہا کہ درصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تہا اور ان نبیون نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھہ لیا تہا- اب خیال کرنا چاہیے کہ قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی مین دخل شیطان ممکن ہے- اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامۂ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہین- ازالہ ص۶۲۹

انبیا کو اجتہاد مین سہو و خطا ممکن ہے

(۹) انبیا سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو و خطا ہے- مثلاً وہ خواب جس کا ذکر

قرآن مین ہے اور جس کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اوٹھا کر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا - حالانکہ بلاشبہہ رسول اللہ کی خواب وحی مین داخل ہے لیکن اِس وحی کے اصل معنی سمجہنے مین غلطی ہوئی - ایسا ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویون نے آپ کے روبرو ہاتہہ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہین کیا گیا یہان تک کہ آپ فوت ہو گئے - اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہ کہلی ازالہ ص ۶۸۶

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد مین غلطیان

(۱۰) مگر حضرت مسیح کی پیشین گوئیون کا سب سے عجیب تر حال ہے - بارہا اونہون نے کسی پیشگوئی کے کچہہ معنی سمجہے اور آخر کچہہ اور ہی ظہور مین آیا - ازالہ ص ۶۸۸ وغیرہ -

مسیح کی پیشین گوئیان غلط ظہور مین آئین

(۱۱) مسیح کی پیشین گوئیان اس لئے محجوب الحقیقت ہین کہ وہ بظاہر صورت نجومیون اور رمالون اور کاہنون اور سورخون کے طریقہ بیان سے مشابہ ہین - براہین احمدیہ تمہید (۶)

## ۴ - معجزات انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم

انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہین :-

ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہین جن مین انسان کی تدبیر اور عقل کو کچہہ دخل نہین ہوتا - جیسے شق القمر جو ہمارے نبی کا معجزہ تہا اور خدا تعالی کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دکہایا تھا -

معجزہ شق القمر کا اقرار

دوسرے عقلی معجزات ہین جو اوس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین جو الہام الٰہی سے ملتی ہے -

(۱) پس کچہہ تعجب کی جگہ نہین کہ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی گئی ہو جو ایک مٹی کا کہلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پہونک کے مارنے سے پرندون کی طرح پرواز کرتا ہو یا پیرون سے چلتا ہو - کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتہہ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بہی کرتے رہے - ازالہ ص ۳۰۳ و ۳۰۳

مسیح کے احیاء اموات وغیرہ کا انکار

مسیح کو مسمریزم آتی تھی

(۲) ماسوائے اس کے یہہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسیح کے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور مین آسکین۔ ازالہ ص ۳۰۵

(۳) حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مُردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہوجاتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ مین مرجاتے تھے اور حضرت مسیح اس عمل مین کسی درجہ تک مشق رکہتے تھے۔ اور یہہ جو مین نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکہا ہے یہ الہامی نام ہے جو خدا تعالی نے مجہپر ظاہر کیا۔ ازالہ ص ۳۱۱ و ص ۳۱۲

مسیح کا لنگڑون اندہون کو اچہا کرنا ایک نسخہ سے تہا

(۴) یہہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسٰی کے ہاتہہ سے اندہون لنگڑون کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرت مسیح نے اوسی حوض سے اوڑایا ہوگا جو عبرانی مین بیت حدا کہلاتا تہا اور جسکا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوس مین اُترتا کیسی ہی بیماری کیون نہو اوس سے چنگا ہوجاتا تہا اور جسپر کہ حضرت مسیح اکثر جایا بہی کرتے تھے۔ براہین احمدیہ تمہید پنجم۔

اور جس کی مٹی مین روح القدس کی تاثیر رکہی گئی تہی۔ بہرحال یہہ ایک کھیل تھی اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی جیسا سامری کا گوسالہ۔ ازالہ ص ۳۲۲۔

قادیانی ابن مریم سے کم نہین ہے

(۵) اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجہتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکہتا تہا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے یہہ عاجز کم نہتا۔ ازالہ ص ۳۰۹

مسیح کا پرندے کے پتلے مین جان ڈالنے کا اعتقاد مشرکانہ ہے

(۶) یہہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور اون مین پہونک مارکر اونہین سچ مچ کے جانور بنادیتا تہا۔ ازالہ ص ۳۲۳

مسیح کے معجزات مکرون سے متشابہ ہین

(۷) پس مسیح کے معجزات سب کے سب محجوب الحقیقت ہین کیونکہ وہ بظاہر صورت مکرون سے متشابہ ہین۔ تمہید پنجم براہین احمدیہ۔

محمد کی معراج اس جسم کثیف کیساتہہ نہتا بلکہ ایک کشف تہا

(۸) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر معراج آسمانون پر اس جسم کثیف کے ساتہہ نہتا (کیونکہ کسی بشر کا آسمانون پر جانا خلاف عادۃ اللہ یعنی خلاف قانون قدرت ہے) ازالہ ص ۶۲۵

اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کیساتھ کُرۂ زمہریر تک بھی پہونچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتین اس بات کو ثابت کر چکی ہین۔ پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہونچنا کسقدر لغو خیال ہے۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ اور اس قسم کے کشفون مین موٴلف خود صاحب تجربہ ہے۔ ازالہ ص۴۷ و ص۴۸

قادیانی بھی ایسے کشف رکھتا ہے

مگر قادیانی صاحب نے معجزہ شق القمر کے اقرار کے وقت پُرانی اور جدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ کیا کہ یہہ شق القمر خلاف قانون کیسے ہوگیا ؟۔

## ۵۔ قُرآن قادیانی صاحب

(یعنی وہ مخاطبات و مکالمات ربانی جن سے قادیانی صاحب بطور وحی مشرف ہوئے)

---

قرآن قادیانی یعنی قادیانی کے الہامات کی ستر عبارات

(۱) یا عیسی الذی لا یضاع وقتہ۔ یعنی اے عیسیٰ (جس کا وقت ضایع نہ ہوگا)

(۲) انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ تو مجھسے ایسے مرتبہ مین ہے کہ اوس کو مخلوقات نہین جانتی

(۳) انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یعنی تو مجھہ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ مین ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تو دکھایا جائے اور لوگون مین مشہور ہوجائے۔

(۴) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ یعنی وہی خدا ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھہ بھیجا تاکہ اوس کو سب دینون پر غلبہ دے۔

(۵) قل انی امرت و انا اوّل المومنین۔ کہدے مین مامور ہون اور سب سے پہلا مومن ہون۔

(۶) انت معی و انا معک خلقت لک لیلاً و نہاراً۔ یعنی تو میرے ساتھہ ہے اور مین تیرے ساتھہ ہون اور تیرے ہی لئے رات اور دن مین نے پیدا کیا۔

(۷) اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک یعنی جو چاہے تو کر مین نے تجھے بخشدیا۔ براہین ص۵۶۰

(۸) انت بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ تو ایسے مرتبہ مین ہے کہ لوگ اوس کو نہین جانتے۔ ایضاً

(۹) یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر۔ ان شانئک ھو الابتر۔ واقم الصلوٰۃ لذکری۔ ص۵۱۱ براہین۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت بہتی ہے اور تجھے ہمنے کوثر دیدیا ہے پس اللہ کی نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تیرا دشمن گھاٹے مین ہے۔ ایضاً

(۱۰) سِرّک سِرّی۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ایضاً

(۱۱) وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک۔ ایضاً۔ تیرا بوجھ جو تیری پیٹھ توڑ دیا تجھہ سے اوٹھا دیا اور تیرا ذکر اونچا کر دیا۔

(۱۲) انک علی صراط مستقیم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ ص۵۱۱ تو سیدہی راہ پر ہے دُنیا اور آخرت مین تو وجاہت والا۔ مقرب ہے۔

(۱۳) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین۔ براہین احمدیہ ص۵۵۶۔ اے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشون گا یا وفات دون گا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا اور تیرے تابعین کو منکرون پر قیامت تک غلبہ بخشونگا پہلون مین سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلون مین سے بھی ایک گروہ ہے۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز (یعنی قادیانی مرزا) مراد ہے

(۱۴) انی متوفیک ورافعک الیّ۔ براہین ص۵۱۹ ۔ انی رافعک الیّ۔ براہین ص۵۵۶ مین تجھکو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اوٹھاؤنگا۔ مین تجھے اپنی طرف اوٹھانیوالا ہون۔

(۱۵) نموت وانا راض منک فادخلوا الجنۃ انشاء اللہ امنین۔ تو مریگا اور مین خوشنود ہون گا پس اللہ کی بہشت مین داخل ہو جاؤ امن کے ساتھہ۔

(۱۶) سلام علیکم طبتم فادخلوھا امنین۔ تمپر اللہ کا سلام تم خوش ہوا اور امن کیساتھہ داخل ہو جاؤ۔

(۱۷) سلام علیک جعلت مبارکا۔ انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ۔ تیرے پر سلام تو مبارک بنایا گیا ہے اور دُنیا اور آخرت مین مبارک ہے۔

(۱۸) اذکر نعمتی التی انعمت علیک وانی فضلتک علی العالمین۔ جو نعمتین تجھے دی گئی ہین اون کو یاد کر اور تجھی مین نے تمام عالمین پر فضیلت دی ہے۔

(۱۹) لا تخف انک انت الاعلی۔ براہین ص۵۵۵۔ تو خوف نہ کر تو ہی غالب ہے۔

(۲۰) یا داؤد عامل بالناس رفقا و احسانا۔ ص۵۵۵۔ اے داؤد لوگوں کیساتھ رفق و احسان سے معاملہ کر۔

(۲۱) واما بنعمۃ ربک فحدث۔ تو اپنے رب کی نعمت بیان کر۔

(۲۲) انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ۔ تو ہی اللہ کا محدث ہے اور تجھ میں مادہ عمر فاروق کا ہے۔

(۲۳) سلام علیک یا ابراہیم انک الیوم لدینا مکین امین ذوعقل متین۔ حبیب اللہ خلیل اللہ

اسد اللہ۔ وصل علی محمد۔ آج تجھ پر اے ابراہیم سلام کہ تو ہمارے پاس امین اور مکین ہے۔

ذوعقل ہے۔ اللہ کا حبیب ہے۔ اے اللہ کے خلیل اے اسد اللہ۔ اور محمد پر سلام کہہ

(۲۴) ما ودعک ربک وما قلی۔ تجھے اللہ نے نہیں چھوڑا اور نہ ننگا رکھا۔

(۲۵) الم نشرح لک صدرک۔ کیا تیرا سینہ ہمنے کھولا نہیں۔

(۲۶) الم نجعل لک سہولۃ فی کل امر۔ کیا تیرے لئے ہمنے ہر کام میں سہولت نہیں کی۔

(۲۷) بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلہ کان امنا۔ براہین ص۵۵۵۔ بیت الفکر سے مراد

وہ چوبارہ ہے جس میں یہہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے

مراد وہ مسجد ہے جو اسکے پہلو میں ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ سوء خاتمہ سے امن میں آجائیگا۔

(۲۸) ینصرک اللہ فی مواطن۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ ص۵۵۵۔ کئی جگہ تجھے اللہ مدد دیگا

اللہ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

(۲۹) یا احمد بارک اللہ فیک ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ ص۲۳۸۔ اے احمد تجھے خدا

برکت دے اور جب تو نے چلایا وہ اللہ کا چلانا تھا۔

(۳۰) الرحمن علم القرآن۔ لتنذر قوما ما انذر اباؤہم ولتستبین سبیل المجرمین۔ رحمن نے قرآن

سکھلایا تاکہ تو اوس قوم کو ڈرائے جنکے باپ ڈرائے گئے اور تاکہ بدکاروں کا طریق ظاہر ہوجاوے۔

(۳۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ انا کفیناک المستہزئین۔ براہین ص۲۳۹۔ کہدے

اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو مجھے چاہو۔ تجھے ہمنے مسخروں کے لئے کافی بنا دیا ہے۔

(۳۲) هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم - مین تمہین خبر دیتا ہون کہ شیطان اوسی پر اوترتے ہین جو گنہگار اور جہوٹ بولنا ہے -

(۳۳) قل عندی شهادة من الله فهل انتم مومنون مسلمون - صـ۲۴۱ - کہدے میرے پاس اللہ کی گواہی ہے - کیا تم یقین کروگے اسلام لاؤگے -

(۳۴) ولا تقولن لشيء انی فاعل ذلک غدا ويخوفونک من دونه - تو کسی کام کی نسبت مت کہو کہ مین کل کرون گا - اور تجہے اس کے سوا خوف دلائین گے -

(۳۵) انک باعيننا سميتک المتوكل - تو ہماری آنکہون کے سامنے ہے اور تیرا نام ہمنے متوکل رکہدیا ہی -

(۳۶) يحمدک الله من عرشه نحمدک نصلی - تجکو خدا اپنے عرش سے صفت کرتا ہے تیری صفت اور نماز ہم کرتی ہین

(۳۷) يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون سنلقى فى قلوبهم الرعب
وہ خدا کے نور کو بجہانا چاہتے ہین اپنی زبان سے اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافرون کو نہ بہاے - ہم عنقریب اون مین رعب ڈالین گے -

(۳۸) اذا جاء نصر الله والفتح وانتهى امر الزمان الينا - جب اللہ کی مدد اور فتح آجائیگی اور زمانہ کی حکومت ہمارے پر ختم ہوگی -

(۳۹) هذا تاويل رؤياى من قبل قد جعلها ربي حقا - یہہ اون خوابون کی تاویل ہے جو اللہ نے دی تہین اور خدا نے اون کو سچا کیا -

(۴۰) وقل رب ادخلنى مدخل صدق واما نرينك بعض الذى نعدهم او نتوفينك وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم - صـ۲۴۲ - کہدے اے رب سچائی کی جگہ لیجا - یا تو بعض وعدے پورے کرینگے یا تجہے پورا کرین گے جس قوم مین تو ہے خدا اوسکو عذاب نہ دیگا -

(۴۱) ياتون من كل فج عميق - صـ۲۴۲ - ہر طرف سے لوگ تیرے پاس آئین گے -

(۴۲) ينصرك رجال نوحى اليهم من السماء - وہ لوگ تیری مدد کرین گے جن کو ہم آسمان سے وحی کرینگے

(۴۳) انا فتحنا لک فتحا مبينا ليغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر - تجہے ہمنے ظاہری فتح دی

تاکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ خدا بخشے۔

(۴۴) ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ - اگر ایمان ثریا مین معلق ہوتو بھی اوس کو پا لیگا -

(۴۵) یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر ص۲۴۲ - ای مدثر کھڑا ہو اور لوگون کو ڈرا اور خدا کی بڑائی بیان کر

(۴۶) یا احمد یتم اسمک و لا یتم اسمی - اے احمد تیرا نام پورا ہوگا اور میرا نام پورا نہ ہوگا -

(۴۷) واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک و لا تصعر لخلق اللہ و لا تسئم من الناس - جو تیرے پر وحی کیا گیا ہے لوگون پر پڑھ اور مخلوقات کے لئے رسوائی نہ لے - اور لوگون سے نہ ڈر -

(۴۸) اصحاب الصفۃ و ما ادرٰک ما اصحاب الصفۃ تری اعینہم تفیض من الدمع - تیرے اصحاب صفہ اور کیسے اصحاب صفہ تو اون کی آنکھین آنسو بہتی دیکھتا ہے -

(۴۹) یاتی زمان مختلف بازواج مختلفۃ وتری نسلا بعیدا ولنحیینک حیوٰۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبا من ذلک - ازالہ ص۶۳۵ نئی نئی عورتین تیرے پر مختلف زمانے لائین گے اور تیری نسل کثیر ہوگی اور تجھے حیات طیبہ دین گے اور تجھے اسی برس کی عمر یا اسکے قریب قریب دینگے

(۵۰) انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی - ص۴۸۹ براہین - تو میری بارگاہ مین وجیہہ ہے اور تجھے اپنے لئے پسندیدہ کیا ہون -

(۵۱) نصرت بالرعب واجبت بالصدق ایھا الصدیق - تو رعب کے ساتھ فتح پایا ہے تونے سچائی کے ساتھ جواب دیا ہے اے سچے -

(۵۲) نصرت وقالوا لات حین مناص - تجھے نصرت دی گئی ہے اور کہین گے وہ لات حین مناص جبکہ

(۵۳) اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون - جب کے اللہ کی مدد آئیگی اور اللہ کے کلمات پورے ہون گے یہہ وہی ہے جسکے لئے تم جلدی کرتے ہو -

(۵۴) اردت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض خلیفۃ - مین نے خلیفہ بنانا چاہا پس آدم کو خلیفہ بنایا اور مین زمین مین خلیفہ بنانیوالا ہون -

(۵۵) دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ص۴۹۳ - دو کمان یا اس سے بھی کم قرب حاصل کرلیا -

(۵۶) یحیی الدین ویقیم الشریعۃ صـ۲۹۶ - دین زندہ کریگا اور شریعت کو قایم کریگا۔

(۵۷) یا اٰدم اسکن انت و زوجک الجنّۃ - اے آدم تو اپنی عورت سمیت جنت مین جا۔

(۵۸) یا مریم اسکن انت و زوجک الجنّۃ - اے مریم تو اپنی عورت کے ساتھہ جنت مین جا۔

(۵۹) یا احمد اسکن انت و زوجک الجنّۃ - اے احمد تو اپنی عورت سمیت جنّت مین جا۔

(۶۰) نفخت فیک من لدنی روح الصدق - اپنی پاس سے مین نے تجہہ مین سچائی کی روح پہونک دی

(۶۱) انا انزلناہ قریبا من القادیان - وبالحق انزلناہ وبالحق نزل - صدق اللہ و رسولہ وکان امر اللہ مفعولا - قادیان کے قریب ہمنے اوس کو اوتارا اور سچائی کے ساتھہ اوتارا اور اوترا اللہ اور اوس کا رسول سچا ہے - اور کام ہونے والا ہے۔

(۶۲) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا - صـ۵۰ - عجز سے پاک ہی وہ خدا جسنے اپنے بندہ کو رات مین سیر کرایا

(۶۳) جری اللہ فی حلل الانبیاء - اللہ تعالی انبیا کے حُلّون مین داخل ہوگیا۔

(۶۴) بشری لک یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی - اے احمد تجہے بشارت ہو تو ہی میری مُراد ہے اور تیری بزرگی مین نے اپنے ہاتہہ سے لگائی ہے۔

(۶۵) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - صـ۵۰ - اور ہمنے تجہے رحمۃ للعالمین بنا کر بہیجا ہے۔

(۶۶) انی ناصرک - انی حافظک - انی جاعلک للناس اماما - اکان للناس عجبا قل ہو اللہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون - وتلک الایام نداولہا بین الناس - وقالوا انی لک ہذا قالوا ان ہذا الا اختلاق - مین ہی تیرا مددگار و محافظ - اور تجہے امام بنانے والا ہون - کیا لوگون کو تعجب ہے - کہدے اللہ عجیب ہے جسکو چاہے اپنے بندون مین سے پسند کرلیتا ہے - وہ اپنے کئے پر پوچہا نہین جاتا - اور لوگ پوچہے جائینگے - اور یہہ دن لوگون مین پہرتے رہتے ہین - اور کہین گے یہ ون تیرے لئے کہان؟ اور کہین گے یہہ بناوٹی بات ہے۔

(۶۷) اذا نصر اللہ المؤمن جعل لہ الحاسدین فی الارض فالنار موعدہم - قل اللہ ثم ذرہم فی

خوضہم یلعبون - جب اللہ مومن کو مدد دیتا ہے تو اوس کے لیے زمین میں حاسد بنا دیتا ہے
جن کی جگہ دوزخ ہے - کہہ دے اللہ بس ہے پہر اونکو اپنے خیالات مین کہیلنے دے -

(۶۸) تلطف بالناس وترحم علیہم انت فیہم بمنزلۃ موسی واصبر علی ما یقولون - لوگون سے
نرمی کر اور اون پر رحم کر تو اون مین موسیٰ کی جا بجا ہے اور اون کے کہے پر صبر کر -

(۶۹) قال اللہ فی حقی انت منی وانا منک - (ضمیمہ اخبار ریاض مطبوعہ ہوشیارپور مجریہ امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ع
صفحہ ۱۴۸ سطر ۳ - کالم ثانی - "میرے حق مین خدا نے کہا ہے تو مجہسے ہے اور مین تجہسے ہون"

(۷۰) انا نبشرک بغلام علیم مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اسمہ عمانوایل یولد لک
الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق - (انجام آتہم صفحہ ۶۲)
ہم تجہے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہین جو مظہر الحق ہوگا گویا خدا آسمان سے اوترا ہے
اوس کا نام عمانوایل ہے - تیرا لڑکا ہوگا اور تیری بزرگی حاصل کریگا - میرا نور قریب ہے -
کہہ دے اللہ کے ساتہہ پناہ چاہتا ہون ہر شے کے شر سے -

(۷۱) عجل جسد لہ خوار فلہ نصب وعذاب - ایک بچہڑے کا جسم ہے اور اوسکے لئے عذاب ہے

(۷۲) یاتی قمر الانبیاء وامرک یتاتی یوم یجیئ الحق ویکشف الصدق ویخسر الخاسرون - پیغمبرون کا
چاند آئیگا اور تیرا حکم اوسدن آئیگا جبکہ حق آئیگا اور سچائی کہلیگی اور خسارہ والے خسارہ مین ہون گے

(۷۳) اللہ الذی جعلک المسیح ابن مریم - خدا وہ ہے جسنے مسیح ابن مریم بنا دیا -

(۷۴) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن - کہدے مین تمہاری
مثل آدمی ہون - میری طرف وحی آتی ہے کہ خدا تمہارا ایک ہے اور تمامی خیر قرآن مین ہے -

(۷۵) ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون - وقالوا ان ھذا الا افتراء قل ان ھدی اللہ
ھو الھدی الا ان حزب اللہ ہم الغالبون - الیس اللہ بکاف عبدہ فبرأہ اللہ مما قالوا
وکان عند اللہ وجیہا واللہ موہن کید الکافرین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا - قول الحق الذی فیہ تمترون - مین کتنے دن اس سے پہلے تم مین رہا

لیکن وہ نہیں سمجھتے اور کہتے ہین یہہ افترا ہے۔ کہدی اللہ کی ہدایت کی ہدایت ہے۔ اللہ کے لشکر کو ہی غلبہ ہے۔ کیا خدا اپنے بندے کے لئے بس نہین۔ اللہ نے اوس کو اون کے کہنے سے بری کر دیا اور اللہ کے نزدیک وہ وجیہہ تہا۔ اور اللہ اون کے مکر کو سست کردیگا اور اوسکو آدمیون کیلئے ایک نشانی بناد یگا اور اللہ کا کام ہونیوالا ہے یہ ایسا سچا قول ہے جسمین کوئی شک نہین۔

(۷۵) انت من مائنا وھم من فشل۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے گندے پانی سے۔

(۷۶) و اذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھاء الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون۔ جب اون کو کہا جاتا ہی کہ ایمان لاؤ تو کہتے ہین کہ آیا ہم جاہلون کی طرح ایمان لائین۔ مگر درحصل وہی جاہل ہین اور جانتے نہین۔

(۷۷) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف۔ مین ایک پوشیدہ خزانہ تھا اور ظاہر ہونے کو چاہا۔

(۷۸) ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ رد علیھم رجل من فارس۔ جو کافر ہوے اور اللہ کی راہ سے رکے اون پر ایک فارسی آدمی نے بروز کیا۔

(۷۹) یا احمد اجیب کل دعائک الا فی شرکائک۔ اے احمد تیری ہر دعا قبول مگر تیرے شرکون کے حق مین قبول نہین۔

(۸۰) وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم مالا تعلمون۔ اور کہے کیا تو ہم مین مفسد کو بھیجتا ہے۔ کہا مین وہ جانتا ہون جو تم نہین جانتے۔

(۸۱) وقالوا کتاب ممتلیٔ من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور کہے یہ کتاب کفر سے اور جھوٹ سے بھری ہے۔ کہدے آؤ ہم اپنے لڑکون بالون اور عورتون اور اپنے کو لاکر مباہلہ کرین اور جھوٹون پر لعنت بھیجین۔

(۸۲) وعزتی وجلالی انک انت الاعلی۔ میری عزت اور جلال کی قسم کہ تو ہی غالب ہے۔

(۸۳) اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم

ہمارے سامنے کشتی بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ غالب ہے۔

(۸۴) نادانی وکلمنی انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماما وانی مستخلفک اکراما کما جرت سنتی فی الاولین۔ مجھے خدا نے پکارا اور کلام کی کہ میں تجھے مفسدوں کی طرف بھیجوں گا اور تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تجھے خلیفہ بناؤں گا جیسے کہ میری عادت پہلوں میں رہی۔

(۸۵) انک انت منی المسیح ابن مریم وارسلت لیتم ما وعد من قبل ربک الاکرام۔ تو مجھ سے مسیح ابن مریم ہی ہے اور تجھے اتمام وعدہ کے لئے بھیجا ہوں۔

(۸۶) واخبرنی ان عیسیٰ نبی اللہ قد مات ورفع من ھذہ الدنیا فما کان لہ ان ینزل الا بروزا کالسابقین وقال سبحانہ انک انت ھو فی حلل البروز وھذا ھو الوعد الحق الذی کالسر المرموز فاصدع بما تؤمر ولا تخف السنۃ الجاھلین۔ (مکتوب عربی)۔ اور مجھے اس نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ مرگیا ہے اور اس دنیا سے اوٹھایا گیا ہے۔ پس اوس کا اوترنا بجز بروز کے نہیں جیسے پہلے بروز کئے اور خدا نے کہا تو وہی ہے جو بروز کے حلہ میں ہے اور یہی خدا کا سچا وعدہ ہے جو بجا سے سر مرموز ہے۔ پس امر کو بجا لا اور جاہلوں کی زبان سے نہ ڈر۔

(۸۷) انت اشد مناسبۃ بعیسیٰ بن مریم واشبہ الناس بہ خلقا وخلقا وزمانا۔ (ازالہ ص۱۲۳) تجھے عیسیٰ سے شدید مناسبت ہے اور باعتبار فطرت اور عادت اور زمانہ کے سب سے زیادہ تر عیسیٰ سے مشابہ ہے۔

## ۶۔ علماء امت محمدیہ

جو علماء کہ عیسیٰ کی موت کے قایل نہیں بلکہ اون کی حیات اور رفع مع الجسم کے قایل ہیں وہ سب کے سب ضلالت پر متفق ہیں۔ اون کے قول بالکل خرافات ہیں اور جو قادیانی کے منکر ہیں وہ طرح طرح کے

عذاب کے مستحق اور ختم اللہ علی قلوبہم مین داخل۔

اور اکثر اُمت محمدیہ یہودی ہوجانے کے سبب سے جس طرح کہ موسیٰ کے بعد چودہ سو برس گذرنیکے عیسیٰ بن مریم یہودیون کی اصلاح کیلئے آئے اوسی طرح حق تعالیٰ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیسیٰ بن مریم ٹہیراکر اور اُمت محمدیہ کو یہودی ٹہیراکر اون کی اصلاح کے لئے بہیجا ہے۔

قادیانی صاحب کا علماء کو یہودی اور بدذات اور ملعون اور ظالم وغیرہ کہنا

اور اُمت کے علماء کو ان الفاظ کے ساتہہ خطاب کیا ہے کہ :-

"اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ - کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے - اے ظالم مولویو! تمپر افسوس! کہ تمنے جس بےایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا" انجام آتہم ص۲۱

اور اپنے وقت کے نو علماء کو جن مین اکثر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے مدارج فنا فی اللہ اور بقاء باللہ تک پہونچے ہوئے ہین جیسے حضرت شیخ اللہ بخش سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ غلام نظام الدین بریلوی اور حضرت مولوی محمد احسن امروہی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہین جن کو بایں الفاظ جو تہذیب اور انسانیت کے درجہ سے بہت بعید ہین تفوہ کرتا ہے کہ "ان نو علماء کا پچہلا جو اندہا شیطان اور غول گمراہ ہے جسکو رشید گنگوہی کہتے ہین جو امروہی کی طرح بدبخت اور ملعونون مین سے ہے اور ان کے ساتہہ ہم دو مشہور مشائخ کا ذکر کرتے ہین یعنی شیخ اللہ بخش تونسوی اور شیخ غلام نظام الدین بریلوی - پس اے شیخ تونسوی مین تجہے جانتا ہون کہ تو ان آٹہون کا سردار ہے اور ان باغیون کا گویا تو امام ہے اور غوائیت اور ضلالت مین گویا تیرے شاگرد ہین یا تیرے جادو کئے ہوئے ہین پس تو

و اٰخرہم الشیطان الاعمی والغول الاغوی یقال لہ رشید الجنجوھی وھو شقی کالامروھی ومن الملعونین ونذکر معھم الشیخین المشھورین یعنی الشیخ اللہ بخش التونسوی والشیخ غلام نظام الدین البریلوی فایھا الشیخ انی اعلم انک رئیس ھذہ الثمانیۃ کمثل امام لتلک الفئۃ الباغیۃ وہم لک کالتلامیذ فی الغوایۃ او کالمسحورین فانی بخیلک ورجلک واجمع کل دجلک واخت انواع الافتنان واتنی مع جموعک من اھل العدوان وصل علی کحیشی

اپنے پیادون اور سوارون کے ساتھہ آ- اور اپنے کل مکرون کو جمع کر اور اقسام کے فتنے تراش کر اور اپنے اہل عدوان جماعتون کو لا اور تجھپر اوس حبشی کی طرح حملہ جسنے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا- اور دوسرے علماء جو اپنے کو مولوی کہتے ہین باوجودیکہ وہ گمراہ اور جاہل ہین

صال علی کعبۃ الرحمان- و اما الاخرون الذین سموا انفسہم مولویین، مع کونہم من الغاوین الجاہلین فنزہ الکتاب عن ذکرہم و لا تنجس الصحیفۃ من کثرۃ ذکر الخبیثین الذین یقلدون اکابرہم و لیسوا من المتدبرین- مکتوب عربی ۲۵۴و۲۵۵

ہم اون کے ذکر سے اپنی کتاب کو پاک کرتے ہین اور زیادہ خبیثون کے ذکر سے اپنی کتاب کو پلید نہین کرتے جو کہ اپنے اکابر کی تقلید کرتے ہین اور عقل و فکر نہین رکھتے- مکتوب عربی ۲۵۴

## تفسیر قادیانی جو اون کو الہام ہوئی

قادیانی کی تفسیر قرآن

ازالہ کے صہ۷۲۶ مین قادیانی صاحب لکھتے ہین کہ مولوی لوگ اس بات کی شیخی مارتے ہین کہ ہم بڑے متقی ہین- مین نہین جانتا کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا اونہون نے کہان سے سیکھہ لیا ہے- کتاب الہی کی غلط تفسیرون نے اونہین بہت خراب کیا ہے اور اون کے دلی اور دماغی قویٰ پر بہت برا اثر ان سے پڑا ہے- اس زمانہ مین بلاشبہہ کتاب الہی کے لئے ضروری ہے کہ اسکی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جاے- کیونکہ حال مین جن تفسیرون کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کرسکتی ہین اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہین بلکہ فطرتی سعادت اور نیک

موجودہ تفسیرین قرآن کی فطرتی سعادت کے مخالف ہین اور غلط ہین

روشی کی مزاحم ہو رہی ہین- اس کی وجہ یہہ ہے کہ وہ در اصل اپنے اکثر زوایدکی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہین ہے- قرآنی تعلیم ایسے لوگون کے دلون سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اوٹھایا گیا ہے- وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا اوس سے لوگ بے خبر ہین- وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اوس سے لوگ غافل ہوگئے ہین- ہان سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہین مگر قرآن اون کے حلق سے نیچے نہین اوترتا- انہین معنون سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ مین قرآن آسمان پر اوٹھایا جائیگا- پھر انہین حدیثون مین لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانیوالا ایک

فارسی الاصل ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس ۔ یہ حدیث درحقیقت اُسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت انا علی ذھاب بہ لقادرون مین اشارۃً بیان کیا گیا ہے (یعنی ۱۲۷۴ء ۱۸۵۷ء زمانۂ غدر) انتہیٰ۔

پھر ص ۳۱۶ مین لکھا کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھہ یہی رہی ہے کہ عجائبات مخفیہ فرقان اوسپر ظاہر ہوتے رہے ہین بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے اور اصل معنی سے پھیر کر کوئی اور مقصود اوس سے ہوتا ہے جیسا کہ مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی (جو غزنی سے اپنی لامذہبی اور وہابیت کی پاداش مین نکالے گئے اور جن کی بدولت پنجاب مین وہابیت کا بیج بویا گیا) اپنے ایک مکتوب مین لکھتے ہین کہ مجھے ایک مرتبہ الہام ہوا قلنا یا نار کونی بردا و سلاما ۔ مگر مین اس کی معنی نہ سمجھا۔ پھر الہام ہوا قلنا یا صبر کونی بردا و سلاما ۔ تب مین سمجھہ گیا کہ نار سے مراد اس جگہ صبر ہے۔ اور پھر فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مجھے الہام ہوا ربّ ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق - اور اس سے مراد اصلی معنی نہین تھے بلکہ یہہ مُراد تھی کہ مولوی صاحب کوہستانی ریاست کابل سے پنجاب کی ملک مین زیر سلطنت برطانیہ آجائینگے اور اسی طرح اُنہون نے اپنے الہامات مین کئی آیات فرقانی لکھی ہین اور اون کے اصلی معنی چھوڑ کر کوئی اور معنی مُراد لئے ہین۔ انتہیٰ۔

عبد اللہ غزنوی کے الہامات

سورۂ والعصر کی تفسیر قادیانی

پس قادیانی صاحب اسی مولوی عبد اللہ غزنوی کی اقتدا کر کے جو فرقہ وہابیہ کے مقتدا مین ازالۃ الاوہام کے ص ۳۱۲ مین لکھتے ہین کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعۂ الہام میرے پر کھلتے رہے ہین اور اکثر ایسے ہوتے ہین کہ تفسیرون مین اون کا نام و نشان نہین پایا جاتا مثلاً یہہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بعثت تک مُدت گذری تھی وہ تمام مدت سورۂ والعصر کے اعداد حروف مین بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات سو چالیس ۴۷۴۰ - اب بتلاؤ کہ یہہ دقائق قرآنیہ جس مین قرآن کریم کا اعجاز نمایان ہے کس تفسیر مین لکھا ہے؟ -

سورہ لیلۃ القدر کے اسرار

ایساہی خداتعالی نے میرے پر بہتیرے معارف قرآنیہ کا ظاہر کیا کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے صرف یہہ معنی نہین کہ ایک بابرکت رات ہے جس مین قرآن شریف اوترا- بلکہ باوجود ان معنون کے جو بجائے خود صحیح ہین اس آیت کے بطن مین دوسرے معنی بھی ہین جو رسالہ فتح الاسلام مین درج کئے گئے ہین (یعنی لیلۃ القدر سے رات مراد نہین بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کے ہمرنگ ہے اور وہ نبی یا اوس کے قایم مقام مجدد کے گذرجانے سے ایک ہزار مہینے کے بعد آتا ہے- فتح الاسلام صفحہ ۵۵) آپ فرمائیے کہ یہہ تمام معارف حقہ کس تفسیر مین موجود ہین ؟- انتہی- ازالہ صفحہ ۱۳۱ -

قادیانی اور غزنوی کی تفسیر غلط اور مخالف لغت اور تلبیس ابلیس ہے

ہم اسی کتاب کے مقدمۂ دوم مین ثابت کرچکے ہین کہ جو الہام کہ اوس ظاہری شریعت کے مخالف ہو جو نقلاً بعد نقل مدون ہے وہ تلبیس ابلیس سے ہرگز محفوظ نہین ہوسکتا اور نہ وہ کسی طرح اپنی صحت پر فتویٰ حاصل کرتا ہے- پس ہم بالتفصیل بتاتے ہین کہ قادیانی صاحب اور اون کے مقتدا عبد اللہ غزنوی کی یہہ چارون الہامی تفسیرین شریعت منقولہ کی کسقدر مخالف ہین- کیونکہ آیۂ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما مین نار سے مراد نار نمرودی ہے جو ابراہیم صلوات اللہ علیہ پر برد اور سلام ہوگئی اور آیۂ رب ادخلنی مدخل صدق مین داعی سے خود ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصوص ہے اور مدخل صدق اور مخرج صدق سے مدینہ اور مکہ مقصود ہے جیسے کہ قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے- دیکھو ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۶- مگر جائے

عن قتادۃ فی قولہ رب ادخلنی مدخل صدق الآیہ اخرجہ اللہ من مکۃ مخرج صدق وادخلہ المدینۃ مدخل صدق ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۶

افسوس ہے کہ اس مولوی نے حکومت کفر کو مدخل صدق کیونکر سمجھہ لیا- اور چار ہزار سات سو چالیس برس کی مدت حضرت آدم اور حضرت محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہما کے درمیان ہونی قادیانی صاحب نے کہان سے ادراک کی؟- حالانکہ شیخ سیوطی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے رسالہ برزخیہ مین بعد تحقیق تمام بقول وہب فیصلہ کردیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حضرت آدم کے بعد چھہ ہزار چھہ سو برس پر ہوئی- اور خود قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کی جلد دوم مین اس حدیث سے استدلال فرماچکے ہین جو ابن عباس پر موقوف ہے کہ الدنیا سبعۃ ایام کل یوم الف سنۃ و مبعث رسول اللہ فی آخرھا

یعنی دنیا کا برزخ سات ہزار برس ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخری ہزار مین مبعوث ہوے ہین۔ اور سورۂ لیلۃ القدر کے نزول کے متعلق ترمذی اور حاکم اور بیہقی بروایت حسن بن علی تصریح فرما چکے ہین کہ فرمایا اونہون نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر باری باری سے چڑھ کر خطبہ پڑھ رہے ہین اور آنحضرت کو یہ امر نہ بہایا کتنے ہین سورۂ کوثر اور سورۂ لیلۃ القدر نازل ہوگئی یعنی اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ رات جس مین قرآن کا

واخرج الترمذی و الحاکم و البیہقی عن الحسن بن علی قال ان رسول اللہ ؐ قد رأی بنی امیۃ یخطبون علی منبرہ رجلا رجلا فساءہ ذلک فنزلت انا اعطینا ک الکوثر و نزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر یملکہا بنو امیۃ قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملک بنی امیۃ فاذا ھی الف شہر لا تزید و لا تنقص ازالۃ الخفاء ص ۵

نزول ہوا وہ اون ہزار مہینون سے بہتر ہے جن کے گذرنے تک بنی امیہ مالک ملک رہین گے۔ قاسم بن الفضل فرماتے ہین کہ ہمنے اس روایت کے سننے پر بنی امیہ کی سلطنت کی مدت حساب کی تو وہ پورے ہزار مہینہ ہی نکلے۔

مگر ہمارے اس بیان کے دیکھنے سے قادیانی صاحب گوش تا غوش ہون گے کہ اون کی الہامی تفسیر کسقدر شریعت منقولہ سے باہر ہے اور اون کے الہامی معارف غیر مطابق شریعت ہونے کے علاوہ حقانیت سے کسقدر دور ہین۔

پس بطور مشتے نمونہ خروارے ہم چند آیات قرآنی کی تفسیر الہامی جو قادیانی صاحب نے لکھی ہے حسب ذیل اپنے جوابات کیساتہہ لکھتے ہین جس سے انصاف پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ اون کے الہامات کو شریعت منقولہ کسقدر اور کس درجہ تک رد کرتی ہے:-

## ۱- سورۂ الحمد

سورۂ الحمد کی تفسیر

قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے صد ۲۵۷ مین آیہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر الہامی طور سے اس طرح لکھتے ہین:- یعنی اے ہمارے خداوند رحمٰن رحیم ہمین ایسی ہدایت بخش کہ ہم آدم صفی اللہ کے مثیل ہو جائین۔ شیث نبی اللہ کے مثیل بن جائین۔ حضرت نوح

آدم ثانی کے مثیل ہوجائین - ابراہیم خلیل اللہ کے مثیل ہوجائین - موسیٰ کلیم اللہ کے مثیل ہوجائین
عیسیٰ روح اللہ کے مثیل ہوجائین اور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ حبیب اللہ کے مثیل ہوجائین اور
دُنیا کے ہر ایک صدیق وشہید کے مثیل ہوجائین - اب ہمارے علماء جو مثیل ہونیکے دعوے کو کفر
والحاد خیال کرتے ہین اور جس شخص کو الہام الٰہی کے ذریعہ سے اس ممکن الحصول مرتبہ کی بشارت دی جائے
اوس کو ملحد اور کافر اور جہنمی ٹھیراتے ہین - ذرا سوچکر بتلادین کہ اگر اس آیت کریمہ کے یہ معنی نہین ہین
جو ہم نے بیان کئے ہین تو اور کیا معنی ہین ؟ - اور اگر یہہ معنی صحیح نہین ہین تو پھر اللہ جلشانہ کیون فرماتا
ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - اب سوچنا چاہئے کہ جس وقت انسان ایک
محبوب کی پیروی سے خود بھی محبوب بن گیا تو کیا اوس محبوب کا مثیل ہی ہوگیا یا ابھی غیر مثیل رہا ؟ -
افسوس ! آجتک جسقدر اکابر متصوفین گذرے ہین اون مین سے ایک کو بھی اس مین اختلاف نہین
ہے کہ اس دُنیا مین مثیل الانبیاء بننے کی راہ کھلی ہوئی ہے جیسا کہ آنحضرت خوشخبری فرما گئے ہین کہ علماء
اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل اور حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے کلمات طیبہ تذکرۃ الاولیاء مین حضرت
فریدالدین عطار نقل کرتے ہین کہ وہ فرماتے ہین مین ہی آدم ہون - مین ہی شیث ہون مین ہی نوح ہون
مین ہی ابراہیم ہون مین ہی موسیٰ ہون مین ہی عیسیٰ ہون مین ہی محمد ہون صلے اللہ علیہ وسلم اور ستر
مرتبہ کافر اور ملحد ٹھیراکر بسطام سے نکالے گئے ہین - لیکن اوس زمانہ کے گذرنیکے بعد پھر علماء اون کے
ایسے معتقد ہوگئے کہ اون کے شطحیات کی ہی تاویلین کرنے لگے - اور مولوی صدیق حسن قنوجی صاحب کی
تائید مین فتوحات مکیہ باب ۲۲۳ کی عبارت نقل کردی کہ غایۃ الوصلۃ ان یکون الشیٔ عین ما ظہر
ولا یعرف کما رأیت رسول اللہ وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدہما فی الآخر فلم نر الا واحدا وھو
رسول اللہ فہذہ غایۃ الوصلۃ وھو المعبر عنہ بالاتحاد - ۵

| | |
|---|---|
| جذبۂ شوق بحدیست میان من و تو | کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو |

الی آخرہ انتہی

**صحیح تفسیر** مگر ہدایت پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ خداتعالیٰ اس آیہ کریمہ مین اپنے بندون کو یہی تعلیم

فرمایا ہے کہ وقت مُناجات اونہین لوگون کا طریقہ اور اقتدار مجھ سے طلب کرو جن کو نعماے الٰہی عطا ہوئے ہین یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین۔ جیسے کہ ایک دوسری آیت سے ظاہر ہے اور جیسے کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی میرے اصحاب ستارون سی صفت ہدایت مین مشابہت رکہتے ہین پس ان مین سے جن کا اقتدا کروگے صراطِ مُستقیم پر ہوگے اور نیز فرمایا۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی میرے بعد ابی بکر اور عُمر کا اقتدا کرو۔ پس صراط مُستقیم جو صراط انبیاء اور شہداء اور صالحین اور صدیقین ہے اُسکی اہتدا اون کی اقتدار کے بغیر حاصل ہونی مُمکن نہین۔ اور یہہ کسقدر سوء ادب ہے کہ جن کی اقتدار کرنے سے صراط مُستقیم کی ہدایت ہوتی ہے اونہین کی مثل ہونیکی دُعا مانگی جائے یا اونہین کا مثیل ہونے کا اِدّعا کیا جائے جیسے کہ قادیانی صاحب نے کیا۔ حالانکہ حرف کاف فقط کسی ایک صفت مین تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ تمامی صفات مین۔ پس کوئی اُمتی کسی نبی کا ہمسر اور مثیل نہین ہوسکتا اور ظاہر ہے کہ فقط صراطِ مُستقیم پر چلنے سے نہ شہید ہوسکتا ہی جبتک کہ اوسکو شہادت کا ذائقہ نہ چکھایا جائے اور نہ صدیق ہوسکتا ہی جبتک کہ حضرت صدّیق کی طرح سالہا سال آغوش نبی مین پرورش یافتہ نہو پہر کوئی صراطِ مُستقیم سے بھٹکا ہوا اون کا ہمرتبہ یا مثیل ہونیکا دعوی کس طرح کرسکتا ہی؟ علی الخصوص سید الانبیاء محمد مصطفےٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل ہونا یعنی اون کا ہم صفت ہونا۔ حالانکہ علماء نے تصریح کردی ہے کہ ؎ مثل النبی محمدؐ قد امتنع ؛ من قال بالامکان صار مکفرا۔ یعنی محمد کا مثل یا مثیل ممتنع ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے۔ اور شیخ شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ مین لکہتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| منزہ عن شریک فی محاسنہ | فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم |
| او منزہ از شریک اندر محاسن آمدہ | جوھر حسن محمدؐ پا رہا نامدد رقم |

بایزید کا قول مین ہی شیث ہون کا جواب

ہان یہہ سچ ہے کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مین ہی آدم ہون مین ہی شیث ہون مین ہی نوح ہون اور مین ہی ابراہیم ہون اور مین ہی موسیٰ ہون اور مین ہی عیسیٰ ہون اور مین ہی محمد ہون لیکن قادیانی صاحب بایزید کا یہ قول نقل کرنا بہول گئے جو کہا کہ مین ہی خدا ہون اور میرے جُبہ مین اللہ کے سوا [illegible] جس کی نسبت حضرت روم لکہتے ہین ؎

با مُریدان آن فقیرِ محتشم　　بایزید آمد که یزدان نک منم

گفت مستانه عیان آن ذوفنون　　لا اله الا انا ها فاعبدون

چون گذشت آن حال گفتندش صباح　　تو چنین گفتی و نبود آن صلاح

گفت این بار ار کنم این مشغله　　تیغها بر من زنید آن دم هله

حق منزه از تن و من با تنم　　چون چنین گویم بباید کشتنم

چون وصیّت کرد آن آزاده مرد　　هر مُریدے کاردے آماده کرد

مست گشت و باز استغراق رفت　　آن وصیّتهاش از خاطر برفت

عشق آمد عقل او آواره شد　　صُبح آمد شمع او بیچاره شد

عقل خود شحنه است چون سُلطان رسید　　شحنه بیچاره در کنجے خزید

عقل سایۂ حق بود حق آفتاب　　سایه را با آفتاب او چه تاب

چون پری غالب بود بر آدمی　　گم شود از مرد وصف مردمی

هر چه گوید آن پری گفته بود　　زین سرے نه زان سرے گفته بود

چون پری را این دم و قانون بود　　کردگار آن پری خود چون بود

چون همائے بیخودی پرواز کرد　　آن سخن را بایزید آغاز کرد

عقل او سیلِ تحیّر در ربود　　زان قوی تر گفت کاوّل گفته بود

نیست اندر جُبه ام الا خدا　　چند جوئی در زمین و در سما

آن مُریدان جمله در هم آمدند　　تیغها بر جسم پاکش مے زدند

هر یکے چون ملحدان در گرد کوه　　کارد میزد پیر خود را باستوه

هر که اندر شیخ تیغے مے خلید　　باز گونه او تنِ خود مے درید

و انکه او را زخم اندر سینه زد　　سینه اش بشگافت شد مُرده ابد

یک اثر نے بر تنِ آن ذوفنون　　وان مُریدان خسته و غرقاب خون

روز گشت و آن مریدان کاستہ — نوحہ ہا از جان شان برخاستہ
پیش او آمد ہزاران مردتون — کای دو عالم درج در یک پیرہن
این تنِ تو گر تنِ مردم بُدے — چون تنِ مردم ز خنجر گم شدے
با خودے با بیخودے دوچار زد — با خود اندر دیدۂ خود خار زد
اے زدہ بر بیخودان تو ذو الفقار — بر تنِ خود میزنی آن ہوشدار
زانکہ بیخود فانی است و ایمن است — تا ابد در ایمنی او ساکن است
نقش او فانی و او شد آئینہ — غیر نقش روے غیران جائے نہ
گر کنی تف سوے روی خود کنی — ور زنی بر آئینہ بر خود زنی
ور بہ بینی روے زشت آنہم توئی — ور بہ بینی عیسیٔ مریم توئی
او نہ این است نہ آن او سادہ است — نقش تو در پیش تو بنہادہ است

مگر جاے غور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرح بایزید کی مثل بزرگواروں نے کبھی مثیل ہونے کا دعویٰ نہ کیا اور سر اس مین یہہ ہے کہ اون کو ہر ایک مرتبہ کی فنا و بقا کے وقت اپنی ہستی نظر انداز ہوتی رہی اور بآواز بلند پکار اوٹھے کہ ع

خواجہ مگو کہ من منم من نہ منم نہ من منم — جان من اوست در تنم من نہ منم نہ من منم
فاش و نہانِ او منم گنج روان او منم — گوہر کانِ او منم من نہ منم نہ من منم

حضرت جنید بایزید کی نسبت لکھتے ہین کہ جرت علیہ اوقات الغفلۃ ثم صحا - یعنی یہ کلمات اون سے حالت سکر اور غلبۂ فنا و بقا مین نکل گئے اور اسکے بعد ہوشیار ہوتے ہی توبہ کرتے رہے یہی بایزید ہین جنہون نے عیسوی المشرب ہونے سے ایک چیونٹی مار کر اوس مین جان ڈالدی اور دم عیسوی اون مین آگیا - مگر قادیانی صاحب نے تو اس دم عیسوی کا ہی انکار کر دیا - اور بہت بڑا فرق ہے غیریت کی اثبات اور غیریت کی نفی مین - دو محبوب کا محبوب اگرچہ محبوب ہی ہے لیکن دونون محبوب باہم مثیل نہین ہو سکتے

# ۲۔ سورۂ بقر

سورۂ بقر | ۱۔ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون۔

۲۔ واذ قتلتم نفسا فادّٰرأتم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ فقلنا اضربوہ ببعضھا کذٰلک یحیی اللہ الموتٰی ویریکم اٰیاتہ لعلکم تعقلون۔

۳۔ الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

۴۔ او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انّٰی یحیی ھٰذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ۔ الخ

قادیانی صاحب اِن چاروں آیتوں کی تفسیر الہامی میں جو ازالۃ الاوہام کے متعدد صفحات میں مذکور ہے فرماتے ہیں کہ یہاں موت سے حقیقی موت مقصود نہیں ہے بلکہ نیند مُراد ہے جو موت کی بہن ہے اور اسی طرح حیات سے مُراد حقیقی حیات نہیں کیونکہ وعدہ خدا اسی طرح ہے کہ اس دُنیا میں دو موتیں ایک شخص پر وارد ہونا ممنوع ہیں۔ حالانکہ قادیانی صاحب کا یہہ دعویٰ بالکل غلط ہے اس دُنیا میں دو موتیں ہونا ممنوع ہیں۔ بھلا خُدا کی قدرت کاملہ کے لئے کون چیز مانع ہے جبکہ وہ اپنی عجائب قدرت کی ایک نشانی کا اظہار فرمائے جو بعث بعد الموت پر ایمان لانے کے لئے موجب اطمینان ہو۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ پہلی آیہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ تم کو تمہارے مرنے کے بعد اس لئے اوٹھایا تاکہ تم شکر گذاری کرو اور دوسری آیت میں وجہ احیاء یہہ فرماتا ہے تاکہ تم اللہ کی نشانیوں کو دیکھکر تم اوس کو جانو۔ اور تیسری آیت میں اپنے ایک فضل کا اظہار فرمایا جو ہزاروں کو بعد موت بدعاے خرقیل نبی زندہ فرمایا۔ تاکہ وہ شکر گذاری کریں۔ اور چوتھی آیت میں حضرت عزیر کے استعجاب اور بعید از عادت اللہ ہونیکا دفعیہ فرمایا کہ وہ خدا قادر ہے کہ مار کر جلاوے اور کوئی شے اوس کی اس عادت اور قدرت کے لئے مانع نہیں۔ پس ان آیات میں بنظر سیاق وسباق کوئی قرینہ نہیں ہے کہ جو موت اور حیات کے لفظ کو اپنے حقیقی معنی سے پھیرے بلکہ جملہ قرائن حقیقی معنی کیلئے موکّد ہیں۔

# ۳- سورۂ آل عمران

سورۂ آل عمران | ۱- یکلم الناس فی المھد و کہلا و من الصالحین

یہان قادیانی صاحب کی بحث لفظ کہل مین ہے - چنانچہ کہل کے معنی حلیم کر کے لکھتے ہین کہ اس آیت مبارک مین عیسیٰ صلوات اللہ علیہ زمانہ کہولت تک عمر پانے کے لئے مبشر نہین ہین بلکہ وہ زمانہ کہولت سے قبل مر گئے - اور ہم اس کی تردید قبل ازین دعوی اول کے طریق دوم مین لکھ چکے ہین -

۲- قالت رب انّی یکون لی ولد و لم یمسسنی بشر - قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون

اس مین کوئی دلیل نہین کہ عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے بلکہ وہ یوسف نجار کے فرزند ہین اور بغیر مس بشر کسی لڑکے کا پیدا ہونا قانون قدرت سے باہر ہے -

۳- انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابری الاکمہ و الابرص و احی الموتی باذن اللہ -

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اون مین پھونک مار کر سچ مچ کے جانور بنا دیتا تہا بلکہ یہہ ایک قسم کا عمل الترب تھا - اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجہتا تو امید قوی رکہتا تہا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین ابن مریم سے یہ عاجز کم نہتا -

۴- انی متوفیک و رافعک الیّ

یہان توفّی کا معنی حقیقی موت ہے اور رفع سے مراد رفع روح بعد الموت ہے - جو کوئی کہ توفّی کا معنی یہان خلاف موت کرتا ہے وہ کافرون مین سے اور منکرون مین سے ہے -

# ۴- سورۂ نسا

سورۂ نساء | ۱- و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم - الخ

عیسیٰ اگرچہ صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیبی موت اون پر وارد نہ ہوئی اور وہ زخم صلیب سے

کئی دن تک بیمار رہے - لیکن مرہم عیسیٰ جو الہامی مرہم ہے لگانے سے اچھے ہوگئے اور سیاحت کرتے ہوئے سری نگر مین آکر فوت ہوگئے -

۲ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ

یعنی ہر اہل کتاب اپنے مرنیکے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کیساتہہ مرنے پر ایمان لے آتا ہے اور اون کو یقینی طور پر اس بات کا علم نہین ہے کہ مسیح پھانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہہ ہے کہ وہ فوت ہوگیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا نے اوس کو اپنی طرف اوٹھا لیا -

## ۵ - سورہ مایدہ

سورہ مایدہ | و اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم -----

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

یہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا اقرار ہے کہ اے خدا جب تو نے مجھے مار دیا تو تو ہی اون پر نگہبان تھا اور یہان صریحاً توفی کا معنی موت ہے - اور دلیل اس پر کلمہ "اذ" ہے جو خاص زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے - اور وہ کاذبین مین سے ہے جو ماضی کو یہان بمعنی استقبال کہے اور یہہ صریح ظلم ہے - حالانکہ خود حضرت اسکے بعد فرماتا ہے کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن کا ہے اور امام بخاری اس کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اذ حرف صلہ ہے اور قال بمعنی یقول ہے - یعنی زمانہ گذشتہ کی گفتگو نہین - بلکہ آیندہ زمانہ استقبال مین اس کا وقوع ہوگا - پس بقول قادیانی صاحب امام بخاری ہی کاذب ٹھیرے - استغفر اللہ!

## ۶ - سورہ انعام

سورہ انعام | یتوفیکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار باوجودیکہ یہہ آیت مبارک توفی کے معنی حقیقۃً نیند کے ہونا فرما رہی ہے - لیکن قادیانی صاحب نے یہان بہی توفی کے معنی موت ہی قرار دئے ہین -

## ۷ - سورہ توبہ

سورہ توبہ | ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

یہ آیت مُبارک درحقیقت حضرت مسیح کے زمانہ سے متعلق ہے اور وہ غلبہ کاملہ جو موعود ہے وہ درحقیقت
حضرت مسیح کے ہاتھوں سے ہونا ہی مقدر ہے لیکن اِس تفسیر الہامی کے بعد کئی برس کو اب مجھپر
منکشف ہوا ہے کہ حضرت مسیح تو مر چکے ہیں سو آنیوالا مسیح جسکے ہاتھوں سے یہہ غلبہ ہونیوالا ہے وہ خود
قادیانی مسیح ہے جس میں حضرت مسیح بروزکر آئے ہین۔

## ۸۔ سورہ مریم

سورہ مریم | ۱۔ یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا۔

یعنی یحییٰ سے پہلے ہمنے کوئی مثیل اِس کا دنیا مین نہین بھیجا جسکو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا
جائے اور یحییٰ کے تولد سے انجیل مین یہہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائیبل مین یوحنا یا ایلیا کے
نام سے پُکارے گئے ہین اون کا نزول ہوگیا۔

۲ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیّا و رفعناہ مکان علیّا۔

یہان رفعت درجہ مُراد ہے نہ کہ حضرت ادریس آسمان پر اوٹہائے گئے۔ اور یہی یوحنا یا ایلیا ہے جسکا
نزول یحییٰ نبی کے تولد سے ہوگیا اور یہی بروز سنت اللہ کے مُطابق ہے اور اسی طرح عیسیٰ کا نزول
قادیانی کے تولد سے ہوگیا۔

## ۹۔ سورہ طہ

سورہ طہ | منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ اُخریٰ

پس اس سے ظاہر ہے کہ زمین زادہ زمین مین ہی دفن ہوتا ہے۔ پس محال ہے کہ ادریس نبی آسمانوں مین مرے

## ۱۰۔ سورہ انبیا

سورہ انبیاء | ۱۔ وذاالنون اذ ذھب مغاضباً۔

یعنی خدا نے یونس نبی پر یہہ وحی نازل کی کہ فلان تاریخ مین عذاب نازل کرون گا۔ سو اون لوگون نے
خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا سو خُدا نے اون کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت عذاب
ڈال دیا تب یونس کہنے لگا کہ اب مین کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہین جاؤنگا اور دوسری راہ لی

اور یہی سنتہ اللہ کے موافق جو قوم یونس نبی کے لئے وعید کی میعاد مین تخلف ہو گیا خود قادیانی صاحب کی پیشگوئی بہی داماد احمد بیگ کی نسبت خلاف ہو گئی اور اوس کی میعاد گذر چکی۔

۲ - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی آدمی ہمیشہ کیلئے زندہ نہین رہا - گویا یہ آیت حضرت ادریس اور عیسیٰ اور خضر وغیرہ کی موت پر قطعی الدلالت ہے -

۳ - وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون -

یعنی خدا قسم کرکے کہتا ہے کہ جو مرجاوے پہر وہ دوبارہ قبل از روز قیامت زندہ نہین کیا جا سکتا -

## ۱۱ - سورہ حج

سورہ حج ۱ - وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ -

یعنی شیطانی دخل کبہی انبیاء اور رسولون کی وحی مین بہی ہو جاتا ہے - اور اس کی سند مین تورات کا ایک قصہ لکھا کہ ایک بادشاہ کے وقت چارسو نبی نے اوس کی فتح کی پیشگوئی کی اور وہ جہوٹے نکلے بوجہ اسکے کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا - نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تہا - اور ان نبیون نے دہوکا کہا کر ربانی سمجھ لیا تہا -

## ۱۲ - سورہ مومنون

سورہ مومنون وانزلنا من السماء ماءً بقدر فاسکناہ فی الارض وانا علی ذھاب بہ لقادرون -

ماء سے مراد قرآن ہے جو زمانہ غدر مین آسمانون پر اوٹھایا گیا اور جو بحساب جمل انا علی ذھاب بہ لقادرون کے حروف سے (۱۲۷۴ھ) مستنبط ہے - لیکن دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جو قادیانی ہے -

## ۱۳ - سورہ نور

سورہ نور وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم -

وہ موعود جسکے زمانہ مین دین کی تمکنت ہوگی اور زمین مین خلیفۃ اللہ ہوگا وہ سُنتہ اللہ کے مُطابق قادیانی ہے جسکو خلیفۃ اللہ ہونیکا الہام بھی ہو چکا ہے۔

## ۱۴۔ سورۂ فرقان

سورۂ فرقان | وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق

اگر عیسیٰ زندہ آسمانون پر ہے تو ضرور وہ طعام کہاتا پیتا ہوگا اور نیز اوس کے جمیع لوازمات اور ضروریات کا محتاج ہوگا۔

## ۱۵۔ سورۂ نمل

سورۂ نمل | ۱۔ انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین۔

نبی کریمؐ مُردون کو سُنا نہین سکتا اور پہر اون کی حیات توکجا۔ حالانکہ نبی کریم کا ارشاد ہے والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع منھم ولکنھم لا یطیقون ان یجیبوا۔ یعنی خدا کی قسم وہ سب سے زیادہ سُنتے ہین لیکن جواب دینے کی اون مین طاقت نہین۔

۲۔ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون

یہان دابۃ الارض سے مُراد ایک مرد کامل ہے۔ چُنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مین ہی دابۃ الارض ہون

## ۱۶۔ سورۂ زمر

سورۂ زمر | اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا

یہان بہی توفّی کا حقیقی معنی موت ہی ہے۔

## ۱۷۔ سورۂ زخرف

سورۂ زخرف | وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا

یہان عیسیٰ کا نزول علامت قیامت نہین بلکہ قُرآن کریم مُراد ہے۔

## ۱۸۔ سورۂ دخان

سورۂ دخان | ۱۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس۔

یہاں دخان حقیقی مراد نہیں بلکہ دخان ظلمت وتاریکی بدعت وکفر ہے جو لوگوں کے دلوں کو چھپا لیا ہے اور قادیانی اوس کے منور کرنیکے لئے آیا ہے۔

۲- لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ

موت اولیٰ کے سوائے کوئی دوسری موت نہیں آسکتی۔ لہذا کسی کی کرامت یا معجزہ سے کوئی مُردہ جو بعد موت جنت میں داخل ہوگیا ہے بھلا جنت کو چھوڑ کر پھر قید عنصری میں کیوں آنے لگا؟

## ۱۹- سورۂ حدید

سورۂ حدید | مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔

آنیوالا احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہی قادیانی ہے۔

## ۲۰- سورۂ مزمل

سورۂ مزمل | انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثیل ہیں لیکن قادیانی جو عیسیٰ کا بلکہ جمیع انبیا کا مثیل ہے وہ اتنے ہی فاصلہ سے حضرت محمد مصطفےٰ کے بعد آیا جتنے فاصلے سے موسیٰ کے بعد عیسیٰ نبی اللہ آیا۔

## ۲۱- سورۂ زلزال

سورۂ زلزال | اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا۔ یومئذ تحدث اخبارھا۔ بان ربک اوحی لھا۔ یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

اس سورہ کی تفسیر قادیانی صاحب اس طرح لکھتے ہیں کہ یہہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ نبی اور وہ کتاب جو اوس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اوترتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے۔ درحقیقت اسی لیلۃ القدر کا دامن آنحضرت

کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے - اور جو کچھہ کہ انسانون مین دلی اور دماغی قوی کی جنبش آنحضرتؐ کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے وہ لیلتہ القدر کی تاثیر ہے - اور جس زمانہ مین کہ آنحضرت کا کوئی نائب دُنیا مین پیدا ہوتا ہے تو یہہ تحریکین ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہین - سو درحقیقت اسی معنی کو سورۂ زلزال مین مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے - یعنی جب آخری زمانہ مین خدا تعالی کی طرف سے کوئی عظیم الشان مُصلح آئیگا اور فرشتے نازل ہون گے تو اوس کا یہہ نشان ہے کہ زمین جہان تک اوس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائیگی یعنی طبیعتون اور دلون اور دماغون کی غایت درجہ پر جُنبش دی جائیگی اور خیالات عقلی اور فکری اور سبعی اور بہیمی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت مین آجائین گے اور زمین اپنے تمام بوجھون کو باہر نکال دیگی یعنی انسانون کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو منصۂ ظہور مین لائیگی اور جو کچھہ اون کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھہ عُمدہ عُمدہ دلی و دماغی طاقتین و لیاقتین اون مین مخفی ہین سب کی سب ظاہر ہو جائین گی اور انسانی قوتون کا آخری نچوڑ نکل آئیگا - اور جو جو ملکات انسان کے اندر ہین یا جو جذبات اون کی فطرت مین سودع ہین وہ تمام کمن قوت سے حیز فعل مین آجائینگے اور تمام دفائن و خزائن علوم مخفیہ پر انسان فتحیاب ہو جائیگا اور فرشتے جو اوس لیلتہ القدر مین مردِ مُصلح کیساتھہ آسمان سے اوترین گے ہر ایک شخص پر اوس کی استعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالین گے یعنی نیک لوگ نیک خیال مین ترقی کرین گے اور جن کی نگاہین دُنیا تک محدود ہین وہ اون فرشتون کی تحریک سے دُنیوی عقلون اور معاشرت کی تدبیرون مین وہ ید بیضا دکھائین گے کہ ایک مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل مین کہیگا کہ یہہ عقلی اور فکری طاقتین اون لوگون کو کہان سے ملین - تب اوس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتین کریگی کہ یہہ اعلیٰ درجہ کی طاقتین میری طرف سے نہین بلکہ خدا تعالی کی طرف سے یہہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحسب اوس کی حالت کے اوتر رہی ہے یعنی صاف نظر آئے گا کہ جو کچھہ انسانون کے دل و دماغ کام کر رہے ہین - یہہ اون کی طرف سے نہین بلکہ ایک غیبی تحریک ہے کہ اون سے یہہ کام کرا رہی ہے

سولوس دن ہر ایک قسم کی قوتین جوش مین دکھائی دین گی - دُنیا پرستون کی قوتین جوش مین آکر اگرچہ بباعث نقصان استعداد سچائی کی طرف رُخ نہین کرین گے - لیکن ایک قسم کا ادبال اون مین پیدا ہو کر اپنی معاشرت کے طریقون مین عجیب قسم کی تدبیرین اور صنعتین اور کلین ایجاد کر لین گے - اور نیکون کی قوتون مین خارق عادت طور پر الہامات اور مکاشفات کا چشمہ صاف صاف طور پر بہتا نظر آئیگا اور یہہ بات شاذ و نادر ہوگی کہ مومن کی خواب جھوٹی نکلے - تب انسانی قُویٰ کے ظہور و بروز کا دائرہ پورا ہو جائیگا - تب خدا تعالے کے فرشتے اون تمام راستبازون کو جو زمین کے چارون طرفون مین پوشیدہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے ایک گروہ کی طرح اکٹھا کر دین گے اور دُنیا پرستون کا بھی کھلا کھلا ایک گروہ نظر آئیگا تا ہر ایک گروہ اپنی کوششون کے ثمرات دیکھہ لین تب آخر ہو جائیگی یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بنا ابھی سے ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدا تعالے نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

انت اشد مناسبۃ بعیسی ابن مریم و اشبہ الناس بہ خلقا و خلقا و زمانا -

اور حضرت عیسیٰ نے اپنے اوترنے کے لئے جو زمانہ انجیل مین بیان فرمایا ہے - یعنی یہہ کہ وہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح امن اور آرام کا زمانہ ہوگا - درحقیقت وہی زمانہ ہے جس مین علوم و فنون کی ترقیات ہو رہی ہین اور جس مین غایت درجہ کا امن ہے کہ لڑائیان اور فساد اور خوف جان نہین - ہمارے عُلمار نے جو ظاہری طور پر اس سورہ کی تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنون مین سخت زلزلہ آئے گا اور جو زمین کے اندر چیزین ہین وہ سب باہر آجائین گی اور کافر لوگ زمین کو پوچھین گے کہ تجھے کیا ہوا اور زمین باتین کریگی اور اپنا حال بتائیگی - یہہ سراسر غلط تفسیر ہے - ہر عقل سلیم سوچ سکتی ہے کہ ایسے بڑے زلزلہ کے وقت کافر لوگ کہان زندہ رہین گے - جو زمین سے استفسار کرین گے - بلکہ اس جگہ زمین سے مُراد زمین کے رہنے والے ہین انتہی - ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۳۴

یہہ قادیانی صاحب کی الہامی تفسیر ہے جو ہمنے بطور نمونہ مختصر الفاظ مین بیان
کی ہے اور معنی مین سر مو تفاوت نہین - اور چونکہ فی الجملہ اُن کے ہر ایک استدلال کی تردید
ہمارے رسالہ مین ہو چکی ہے اسلئے ضرور نہین کہ یہان بہی ان کے جوابات لکہے جائین -
اور جو جو تاویلات کہ اونہون نے اپنے الہام سے کی ہین اون کا جواب اون کے طور کی مطابق
ہم انگریزی مقولہ سے دیتے ہین جو کہا گیا ہے کہ "شیطان بہی بائیبل ہی سے اپنے دعوی
کا ثبوت پیش کیا کرتا ہے"۔ والسلام -

**محمّد حیدر اللہ خان درّانی نقشبندی مجدّدی**



مین نے متفرق مقامات اس کتاب لاجواب کے دیکہے جس سے یقین کرتا ہون کہ اہل انصاف جب اسکو
دیکہین گے مذہب قادیانی اون کی نظرون مین بالکل بے وقعت ہو جائیگا - حق تعالی اس کے
مصنّف ادام اللہ فیوضہ کو جزاے خیر دارین مین عطا فرمائے - آمین -

اُستاد محمد انوار اللہ

حضور پرنور ہز ہائینس نظام الملک آصف جاہ بہادر والی ریاست حیدر آباد دکن -



تمّت

کتبہ محمد محسن عفی عنہ مقیم شہر میرٹھ

۱۷ - ۳ - ۱۹۰۱ء
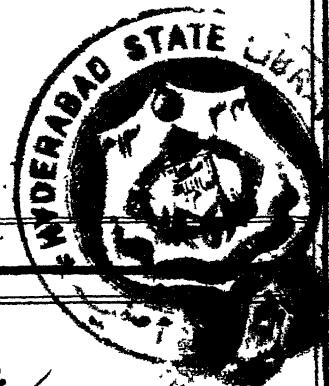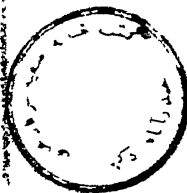
# صحت نامہ کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ١ | ١ | والسلام | والسلام | ١٩ | ٢٠ | رازم ہے | رہتے ہیں کہ امام پیہ والا بشر ہے اور سمجھتے ہو [illegible] نبوت اور نہ سمجھتے [illegible] دیکھتے ہین اور اپنی مرضی سے دلیری کرتے ہین |
| 〃 | ٢ | فطرتی | فطرتِی | | | | |
| 〃 | ١٠ | مقابہ | مقابلہ | | | | |
| ٢ | ١٠ | جنسی | عنسی | ٢٠ | ٨ | کیونکہ کریم | کیونکہ خدا اینا کریم |
| ۴ | ۴ | فرشتون | دشمنون | ٢٠ | ٢٠ | طرف بھی | طرف ہی |
| ٦ | ٢١ | وجود سے ان کے | وجود سے خدا یا ان کے | ٢٢ | ۴ | زعن | عن |
| ٧ | ١۴ | بیرحمے دوڑتے | بیرحمے دوڑتے | 〃 | ٨ | سبھیل | سہل |
| ١٠ | ١۴ | اعجاز | ایجاز | ٢٣ | ١٣ | کان الامام | فان الامام |
| ١١ | ١٥ | نفقیر | نقیر | ٢۴ | ١٠ | ایما | ایجاز |
| 〃 | ١٩ | یکدیگر | دیگر | ٢٨ | ١٨ | بقول قادیانی | بقول بٹالوی |
| ١٢ | ١٠ | لسان سے اللہ | لسان نبی صلی اللہ | ٢٩ | ٧ | یہہ شعر سے | یہہ شعر یعنی سے |
| 〃 | ١٥ | الدولۃ | الادلۃ | ٣١ | ٢١ | کو نیچہ تخلق سے | کے پنجہ سے خلق اللہ کو |
| ١٣ | ١٢ | صحابہ سے | صحابہ ہے۔ | ٣٢ | ٥ | ہندو فرنگ مین تو | ہندو فرنگ مین زنجاری [illegible] |
| ١۴ | ٦ | ان ائمہ عین الشریعت | ان ائمہ کو اوسی عین الشریعت | ٣٣ | ١ | الہاست | الہامات |
| 〃 | 〃 | ابوحنیفہ | اباحنیفہ | ٣۴ | ٢١ | پس پہر | پس |
| 〃 | ٩ | نبی | لبی | ٣٨ | ١٣ | صفحات ایک | صفحات مین ایک |
| 〃 | ١٧ | کہ آخر | کہ سب سے آخر | ۴٦ | ١٨ | لکن الاخر | لکن آخر |
| ١٦ | ۴ | کشفیہ | قطعیہ | ٦٠ | ٨ | ربطے وارد ربطے وارد | ربطے وارد |
| ١٧ | ٢ | ص٢٠ | ص٢٦ | 〃 | ١٠ | انداز | انذار |
| ١٩ | ٢ | ص١٠١ | ص١٠ | ٦١ | ٥ | مراد عیسی | مراد موت عیسی |
| 〃 | ٥-٦-١٠ | ایماء | ایجاز | 〃 | ١١ | مصران | مستمران |
| ٢٠ | ١٦ | جلالت | جلالیت | ٦٣ | ١١ | الی وعیسی | انا وعیسی |
| | | | | 〃 | ١٥ | قبرالرابع | قبرہ الرابع |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۶۳ | ۸ | ذلیا قب | دنیا قب |
| ۷۰ | ۴ | مجامی | مجالسی |
| ۷۲ | ۱ | صراخت | صرافت |
| ۷۴ | ۵ | اربہا | رآہا |
| ۷۵ | ۱۸ | رواہ | اراہ |
| ۷۷ | ۴ | حدیث | حدیث قولی |
| ؍ | ۱۵ | انی | فی |
| ۸۸ | ۱۹ | بالعیلم | بالعلم |
| ۹۱ | ۸ | جسد | جدّ |
| ۹۵ | ۴ | تحلل | تخلل |
| ؍ | ۱۸ | لتحق | لصق |
| ۹۷ | ۹ | مررت موسی | مررت بموسی |
| ۱۰۰ | ۱۵ | وارثۃ۔ انتہی | وارثۃ قلت والظاہر ان المراد بوراثۃ الملائکۃ تشبیہ فی الاسماء آہ۔ انتہی |
| ۱۰۶ | ۱۰ | یقول | یقوی |
| ۱۱۳ | ۱۹ | ثم یرید اللہ التکوین باحتیاج اللہ | ثم یرد الیہ التکوین فیکون باحتیاج الیہ |
| ۱۲۳ | ۱۶ | تحکم | تحکمہ |
| ۱۲۳ | ۴ | اس ہین جو | اس ہین سے جو |
| ۱۲۵ | ۱ | اور اس | اور اسی |
| ۱۲۶ | ۸ | بعثہ | نعتہ |
| ؍ | ۱۱ | الاسرار | الاسراء |
| ؍ | ۱۳ | منہا | منہا |
| ۱۲۹ | ۱۱ | کہ مواطن | کہ کہا مواطن |
| ۱۳۰ | ۹ | کشکی | کشفی |
| ۱۳۵ | ۱۷ | قول اعتبار ہین | قول اتحاد ہین |
| ۱۳۷ | ۱۵ | ابن قرم | ابن حزم |
| ۱۴۸ | ۲۰ | ہین کہ | ہین سے کہ |
| ۱۵۴ | ۶ | اور جیل اس کے | اور قبل اس کے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۵۲ | ۱۹ | ولا سی حنیفۃ | ولا سن بنی حنیفۃ |
| ۱۵۵ | ۱۶ | الیٰ نبی الاذرد | الیٰ بنی الاذرد |
| ۱۵۷ | ۵ | ویدل علی صحۃ ہذا التاویل قولہ تعالیٰ وما یعزب عنک من شیٔ | × |
| ۱۶۴ | ۱۴ | موکدات | لانہا موکدات |
| ۱۸۶ | ۳ | مرویہ | مردویہ |
| ؍ | ؍ | شرح زالسنۃ | شرح السنۃ |
| ؍ | ۱۴ | ولاجل | ولاجل ذلک |
| ؍ | ؍ | القبار | الاقبار |
| ۱۹۰ | ۸ | عمر کے ساتھہ | عمر کے حکم کے ساتھہ |
| ۱۹۱ | ۱۳ | ایک سو برس | ایک سو بیس برس |
| ۱۹۴ | ۱۳ | ص ۴۶۱ | ص ۶۴۱ |
| ۱۹۹ | ۱۰ | آمام بخاری | امام بخاری |
| ۲۳۱ | ۲ | وہ حی وقیوم | کیا وہ حی وقیوم |
| ؍ | ۱۹ | کنی ایک | کسی ایک |
| ۲۴۲ | ۱۷ | اسلئے اسہار | اسلئے کہ اسہار |
| ۲۴۳ | ۱۸ | کراسوقت | اور ظاہر ہے کہ اسوقت |
| ۲۴۴ | ۹ | دعاوی | داعی |
| ؍ | ۱۴ | جوگہسا | جاگہسا |
| ۲۴۷ | ۱۳ | اذا نقد | اذا نفد |
| ۲۵۴ | ۷ | بعلم اوس کو | بعلم و تعالی اوس کو |
| ۲۵۴ | ۲۲ | النفس | بحث النفس ایام |
| ۲۷۲ | ۱ | ہدایت کی ہدایت | ہدایت ہی ہدایت |
| ؍ | ۱۱ | بروز کیا | رد کیا |
| ۲۸۰ | ۱۶ | مقتدا ہین | مقتدا ہین |
| ۲۹۶ | ۱۱ | | |